عِلاجِ نبوی ﷺ

اور

جدید سائنس

پیٹ کی بیماریاں

ڈاکٹر خالد غزنوی

علاج نبوی ﷺ

اور

جدید سائنس

ڈاکٹر خالد غزنوی

الفیصل
ناشران و تاجرانِ کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

615.321 Khalid Ghaznavi, Dr.
Elaaj-e-Nabvi aur Jadedd Science/
Dr. Khalid Ghaznavi.- Lahore: Al-Faisal
Nashran, 2011.
386p.

1. Elaaj-e-Nabvi I. Title Card.

ISBN 969-503-009-2

جملہ حقوق محفوظ۔

اکتوبر 2011ء
محمد فیصل نے
آر۔آر پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔

قیمت:-/300 روپے

AL-FAISAL NASHRAN
Ghazni Street, Urdu Bazar, Lahore. Pakistan
Phone: 042-7230777 & 042-7231387
http: www.alfaisalpublishers.com
e.mail: alfaisalpublisher@yahoo.com

مندرجات

نمبر شمار			صفحہ نمبر
	بسم اللہ	جسٹس پیر سید محمد کرم شاہ الازہری	7
	پیش لفظ	حکیم محمد سعید	9
	مقدمہ	ڈاکٹر رفیق احمد چوہدری ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز پنجاب	11
	دیباچہ	ڈاکٹر خالد غزنوی	13
1	انسانوں کا نظام انہضام	DIGESTIVE SYSTEM	17
2	بھوک نہ لگنا	ANOREXIA	30
3	ڈکار مارنا	AEROPHAGY	41
4	تبخیر معدہ - اپھارہ	FLATULENCE	44
5	بدہضمی	DYSPEPSIA	48
6	سوزش معدہ	GASTRITIS ACUTE & CHRONIC	54
7	معدے کا السر	PEPTIC ULCER	60
8	معدہ کا کینسر	CANCER STOMACH	77
9	معدہ اور انتڑیوں کی سوزش (التہاب معدہ و امعاء)	GASTRO ENTERITIS	81
10	شدید اور امیبائی پیچش	DYSENTRY ACUTE & AMOEBIC	106
11	اسہال	DIARRHOEA	117
12	بچوں کا اسہال	INFANTILE DIARRHOEA	129
13	ہیضہ	CHOLERA	140
14	تپ محرقہ	TYPHOID FEVER	150
15	آنتوں کے زخم	ULCERATIVE COLITIS	165

مندرجات

صفحہ نمبر			نمبر شمار
172	CROHN,S DISEASE REGIONAL ILEITIS	آنتوں کے سوزشی زخم	16
178	INTESTINAL TUBERCULOSIS	آنتوں کی دق	17
200	MALABSORPTION SYNDROME	غذا کا عدم انجذاب	18
	COELIAC DISEAS	چکنائی کے اسہال	19
205	CANCER COLON	بڑی آنت کے کینسر	20
215	DISEASES OF THE LIVER & JAUNDICE	جگر کی بیماریاں اور یرقان	21
241	DISEASES OF THE GALL BLADDER	پتہ کی بیماریاں	22
266	INTESTINAL WORMS (HELEMENTHIASIS)	پیٹ کے کیڑے	23
298	ASCITIES	استسقاء (پیٹ میں پانی بھر جانا)	24
307	CONSTIPATION	قبض	25
336	PILES (HAEMORRHOIDS)	بواسیر	26
348	DIABETES	ذیابیطس	27

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے ہادی بر حق، مرشد جن و انس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم پر جو کتاب مقدس نازل فرمائی اس کا تعارف اپنی زبان قدرت سے یوں کرایا

و تنزل من القران ما ھو شفاء و رحمتہ للمومنین

یعنی اس کتاب میں جسمانی، روحانی، قلبی اور ذہنی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ اور اہل ایمان کے لئے سراپا رحمت ہے۔ اگر ہم اس نسخہ کیمیا کا اس نقطہ نظر سے مطالعہ کریں تو ہمیں ہر بیماری کا معجزاثر نسخہ دریافت ہو سکتا ہے۔

صحت و تندرستی کے مسئلہ کو عبدالملک بن حبیب الاندلسی سے لے کر آج تک ماہر اطباء نے ہر حیثیت میں مرتب کیا ہے۔ اور ان میں سے ہر کتاب کو اس کی افادیت کے پیش نظر ہر زمانہ کے علماء و فضلاء نے بڑی پذیرائی بخشی۔

عہد حاضر میں ڈاکٹر خالد غزنوی نے صحت کی بقاء اور بیماریوں کے علاج کے لئے قرآن کریم اور احادیث طیبہ کے چشمہ شیریں سے استفادہ کرتے ہوئے جدید سائنسی معیار کے مطابق امراض کو ایک نیا نہج عطا کیا ہے۔ اس نیک کام کی ابتداء ماہنامہ ضیائے حرم کے صفحات سے ہوئی اور اب ان کی یہ کاوشیں اتنی ترقی پذیر ہو چکی ہیں کہ انہوں نے علاج نبوی کا جدید طریقہ علاج سے موازنہ کرتے ہوئے علم طب کو ایک باضابطہ کتابی کی صورت میں پیش کر دیا ہے۔

اس مستحسن اقدام کا آغاز انہوں نے پیٹ کی بیماریوں سے کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں انہوں نے نبی کریم رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے راہنمائی حاصل کی ہے۔

المعدة حوض البدن والعروق اليها واردة فاذا صحت المعدة صدرت العروق بالصحتہ۔ واذا فسدت المعدة صدرت العروق بالسقم۔ (بیہقی)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد گرامی سے ہماری راہنمائی کی ہے کہ اکثر و بیشتر بیماریاں پیٹ کی خرابی سے جنم لیتی ہیں اگر معدہ صحیح ہو گا تو تندرستی کو کوئی خطرہ نہ ہو گا۔ اور اگر معدہ میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو اس کا معقول اور آسان علاج بھی ارشادات نبوی میں موجود ہے۔ بیماریوں کے اسباب میں غذا۔ شخصی قوت مدافعت کے علاوہ غذا کی حفاظت۔ پینے کا پانی۔ چھوت اور متعدد دوسرے فنی مسائل بھی زیر بحث آئے ہیں جن کو اس مفید مجموعہ میں جدید نظریات کے مطابق بیان کرنے کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ ان ہدایات کا ماخذ بھی اسلام ہی ہے۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ محترم ڈاکٹر غزنوی صاحب کی اس کاوش کو شرف قبولیت بخشے اور لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔ آمین ثم آمین

(جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری)
سجادہ نشین آستانہ عالیہ امیریہ بھیرہ شریف
جج سپریم کورٹ آف پاکستان
۲۴/ نومبر ۹۱ء

پیش لفظ

محترم جناب ڈاکٹر خالد غزنوی نے طب نبوی کی روشنی میں جدید سائنس کے مطالعے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے' وہ منزل بہ منزل آگے بڑھ رہا ہے' پہلے انہوں نے طب نبوی میں مجوزہ ادویہ پر دو کتابیں لکھیں اور جدید سائنس کی روشنی میں ان کے خواص و اثرات کا محققانہ تجزیہ پیش کیا جو علمی اور طبی حلقوں میں کافی مقبول ہوا۔

اب اس سلسلے کی تیسری کتاب "طب نبوی" میں تجویز کردہ ادویہ سے امراض کے علاج پر ہمارے سامنے ہے' جو ڈاکٹر صاحب نے بڑی دقت نظر کے ساتھ مرتب کی ہے۔

یہ محققین و معالجین کے لئے راہنما بھی ہے اور طب نبوی کی مجوزہ کو غیرسائنسی اور محض روحانی سمجھنے والوں کے لئے ایک چیلنج بھی۔

مصنف کتاب نے طب نبوی کے حوالے سے تقریباً ستائیس امراض کا ذکر کیا ہے اور ان کے جدید طبی تحقیقات تشخیص امراض اور علاج کی وضاحت کے بعد نہایت اعتماد و یقین کے ساتھ طب نبوی سے بھی ان امراض کا علاج پیش کر دیا ہے۔

ڈاکٹر خالد غزنوی کی اس مفید اور اعلیٰ تحقیق کا سلسلہ اب صرف نظری نہیں بلکہ عملی مرحلے پر ہے اور جدید طبی علاج کے ماہرین کو ان کا مشورہ ہے کہ وہ جدید انداز سے اپنے ملاحظات مکمل کرنے کے بعد جب امراض کی تشخیص کر لیں تو طب نبوی کی مجوزہ ادویہ سے علاج کریں' انشاء اللہ سو فیصد نتائج حاصل ہوں گے۔ اور طب نبوی میں مجوزہ ادویہ سائنسی حقائق کا ایک جہاں تازہ سامنے آئے گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس دور کے معالجین اور سائنس دانوں کے لئے ان کی یہ کتاب وسیلہ رحمت ثابت ہو گی اور وہ خود اس سلسلے کو مزید آگے بڑھانے کی سعی بلیغ کریں گے۔

بلاشبہ یہ ایک عظیم خدمت ہے اور میں خدمت کی سعادت میسر آنے پر ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

حکیم محمد سعید

مقدمہ

جس کسی ملک کو سیاسی اقتدار حاصل ہوتا ہے تو دنیا بھر سے ہنرمند پذیرائی کی غرض سے وہاں پہنچ جاتے ہیں- اور وہاں پر علوم کی ترقی اور تحقیقات کا کام شروع ہو جاتا ہے- ابتداء میں موجودہ کام کا مقامی زبانوں میں ترجمہ کیا جاتا ہے- وہاں کے نوجوان علم حاصل کرنے کے لئے ترقی یافتہ ممالک میں جاتے ہیں اور پھر اپنے علم کو کام میں لاتے ہوئے تالیفات کرتے ہیں-

مسلمانوں نے دنیا بھر سے کتابیں حاصل کر کے ان کا عربی میں ترجمہ کیا تو ان میں ابوالقاسم زہراوی اور ابن رشد پیدا ہوئے- یورپ کے طالب علم ہسپانیہ سے علم حاصل کرتے ہوئے واپس گئے تو ان کے یہاں سائنسی علوم کی ابتدا فردوس الحکمت' اور قانون کے تراجم سے ہوتی حتیٰ کہ برٹش فارماکوپیا ماسویہ صغیر دمشقی کی تصنیف کا ترجمہ تھا-

دوسری جنگ عظیم کے بعد جرمن سائنس دانوں کو حاصل کرنے کی دوڑ ہوئی تو روس اور امریکہ کے ایٹمی اور خلائی پروگراموں کے پیچھے جرمن سائنس دان نظر آنے لگے- سعودی عرب میں علوم کا ارتقاء بھی ہمارے سامنے کی بات ہے- سعودی نوجوان پاکستان کے میڈیکل کالجوں سے پڑھ کر جاتے رہے ہیں- پاکستانی ڈاکٹر وہاں پر طبی خدمات بجا لاتے رہے ہیں- مگر اب صورت حال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے یہاں تین ایسے میڈیکل کالج قائم کر لئے ہیں جو دنیا کے کسی بھی مشہور شفاخانے سے زیادہ جدید اور عمدہ ہیں- جس طرح کبھی بغداد کے ہسپتال کو شہرت حاصل تھی آج وہی شہرت ریاض کے ہسپتال نے حاصل کر لی ہے-

پاکستان کے لوگوں کو علوم و فنون پر دسترس کوئی نئی بات نہیں- تقسیم ملک سے

پہلے بھی یہاں پر عالمی شہرت کے سائنس دان موجود تھے اور جوہر قابل کی موجودگی ۔ باوجود یہاں پر اتنا تحقیقاتی کام نہیں ہوا جتنا کہ ہونا چاہئے۔ اور جو ہوا وہ اپنی زبان میں نہ ہو سکا۔ ان حالات میں جب کوئی سائنس دان اپنی زبان میں کوئی کوشش کرتا ہے تو اس کی پذیرائی ہمارا قومی فریضہ بن جاتا ہے۔ ڈاکٹر خالد غزنوی کی ہمت اور کوشش قابل داد ہے کہ انہوں نے علم طب پر ایک کتاب تن تنہا مرتب کی۔ "علاج نبوی اور جدید سائنس" میں مجھے جو سب سے بڑی خوبی نظر آئی وہ یہ ہے کہ اس میں جدید علاج کے ساتھ طب نبویؐ کو شامل کرکے اس کی افادیت میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے متعدد قسم کے علاج پیش کرکے اسے مفید ہی نہیں بنایا بلکہ اسے آئندہ تحقیقات کرنے والوں کے لئے مشعل ہدایت بنا دیا ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ ہمارے ملک کے سائنس دان اسی طرح تحقیق پر توجہ دے کر اپنے ملک کا نام روشن کریں۔

ڈاکٹر محمد رفیق چوہدری
ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز پنجاب (وبائی امراض)

پیٹ کی بیماریوں کے علاج میں طب نبوی کو شامل کرکے ڈاکٹر خالد غزنوی نے ایک مفید کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ مجھے "علاج نبوی" کی یہ کتاب پسند آئی۔

ڈاکٹر محمد اشرف
صدر کلیہ علم الادویہ' پنجاب یونیورسٹی

بیماریوں کے علاج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہمارے لئے بہترین راستہ ہیں۔ ڈاکٹر خالد غزنوی نے پیٹ کی بیماریوں کے علاج میں اس مفید علم کو شامل کرکے عظیم خدمت سرانجام دی ہے۔

پروفیسر محمد ابراہیم چوہدری
پرنسپل نشتر میڈیکل کالج' ملتان

علوم طبیہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی بہترین اخلاق کا نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ علوم و فنون کا سرچشمہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر اپنے احکام اور اسلوب زندگی سکھانے کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کا نتیجہ میں ان کو جب پسند فرمایا تو دنیاوی لحاظ سے خواندہ نہ تھے۔ قرآن مجید اس امر کا سرٹیفکیٹ دیتا ہے کہ ان کو ہر وہ علم سکھا دیا گیا جو ان کو پہلے سے نہ آتا تھا۔ ایک ناخواندہ کو علوم فنون کا سرچشمہ بنا دینا قدرت الٰہی کا شاندار مظاہرہ تھا۔

لوگوں کو اچھی زندگی گزارنے کا طریقہ سکھاتے ہوئے انہوں نے میل جول کے طریقوں سے لے کر تندرستی کو قائم رکھنے کے اصول بھی مرحمت فرمائے وہ جسمانی صحت کے ساتھ دماغی صحت کو درست رکھنے کے طریقے بھی سکھا گئے۔

آج دنیا بھر میں خودکشی اور منشیات کے مسئلے قوموں کے لیے مصیبت کا باعث بنے ہوئے ہیں لیکن وہ کہ جو ان کے ارشادات پر عمل پیرا ہیں ان مسائل سے محفوظ ہیں۔ مسلمان خدا کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ وہ اپنی کسی بھی دینی معاشی یا کاروباری الجھن کے حل کے لیے اپنے خدا سے عرض گزار ہو سکتا ہے جو کہ اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور پکارنے والے کی ضرور سنتا ہے مسلمان کبھی تنہائی اور ڈیپریشن کا شکار نہیں ہو سکتا کہ اس نے دن میں پانچ مرتبہ صاف ستھرا ہو کر اہل محلہ کے ساتھ مل کر نماز پڑھنی ہے جہاں ہر قسم کی باتوں پر تبادلہ خیال ہو سکتا ہے۔ ہر مسلمان پر دوسرے کا حق ہے کہ وہ اس کی بیماری میں عیادت کرے۔ مر جائے تو جنازے کے ساتھ جا کر اس کی مغفرت کی دعا کرے۔ جب بھی اسے ملے تو اس پر سلامتی کی دعا کہے۔ بیماری کی پریشانی کو کم کرنے کے لیے مریضوں کے لیے عیادت کرنے والوں کا بندوبست کرنے کے بعد علاج کے لیے بہترین طریقہ مرحمت فرمایا۔ قرآن مجید تصدیق کرتا

ہے کہ ان کو حکمت کا علم سکھا دیا گیا تھا وہ جب بھی بات کرتے تھے تو اپنی طرف سے کبھی کچھ نہیں کہتے تھے ان کا ہر فقرہ وحی الٰہی پر مبنی ہوتا تھا۔ اس حقیقت کو جب علاج کے سلسلے میں دیکھیں تو علم طب میں ایک انقلاب نظر آتا ہے۔

جب ایک شخص بیمار ہو کر کسی معالج کے پاس جاتا ہے تو اس کی علامات کی روشنی میں وہ اپنے علم سے اندازہ لگاتا ہے کہ ان علامات کا مطلب کیا ہے؟ مثلاً سانس کی نالیوں میں سوزش ہے وہ سوزش کو جراثیم کا باعث قرار دے کر التہاب کا علاج کرتا ہے۔ مریض شفایاب بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ سوزش کسی گیس کی وجہ سے یا تمباکو نوشی کی وجہ سے ہے اور دافع التہاب ادویہ کا اس پر کوئی اثر نہ ہو۔ اور اس طرح علاج میں بار بار تبدیلی کی ضرور پڑ سکتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ معالج کے پاس اس کیفیت کے مداوا کی دوائی ہی نہ ہو اس قسم کی مثالوں سے ابن القیمؒ قرار دیتے ہیں کہ طب اور علاج قیافہ پر مبنی ہیں جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علاج وحی الٰہی پر مبنی ہونے کی وجہ سے یقینی، قطعی اور ہر حال میں شافی ہوگا۔

جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیمار ہوئے تو انہوں نے تاریخ طب میں پہلی مرتبہ دل کے دورے کی تشخیص فرمائی ان کو حکیم کے پاس لے جانے کی ہدایت فرمائی۔ چونکہ علم طب میں وہ بیماری ہی مذکور نہ تھی اس لیے انہوں نے معالج کو اصول علاج بھی مرحمت فرما دیا۔ اس مبارک اور یقینی علاج سے حضرت سعدؓ کا تندرست ہو جانا ایک یقینی امر تھا۔ وہ دل کے اس دورہ کے بعد پورے مشرق وسطیٰ میں گھومتے اور جنگیں لڑتے رہے۔ انہوں نے پورا ایران فتح کیا اور ہمارا آج کا مریض سیڑھیاں تک نہیں چڑھ سکتا۔

علاج نبویؐ کی ضرورت اور اہمیت

بنی نوع انسان کی بھلائی کے لیے طبی تحائف کو جمع کرنا اور ان کا استعمال کا طریقہ جاننا اور پھیلانا ایک عظیم خدمت ہے۔ جس کے لیے ابن القیمؒ نے بڑا خوبصورت عنوان استعمال کیا " **تحفتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی العلاج**

اس تیل کے ساتھ ورس۔ قسط البحری ملا کر تپ دق (پلورسی) کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ لیکن حضرت ابوہریرہؓ مطلع کرتے ہیں کہ یہ تیل ستر بیماریوں کا تیر بہدف علاج ہے ان ستر میں سے چار کا تذکرہ احادیث سے میسر ہے۔باقی چھیاسٹھ کونسی ہیں؟

اسی طرح مرزنجوش کے بارے میں حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں۔

علیکم بالمرزنجوش' فانہ جید للخشام (ذہبی)

حضرت قاسم بن عبدالرحمٰنؒ روایت فرماتے ہیں

استشفوا باالحلبتہ (ابن القیم)

میتھی ہی کے بارے میں ذہبی بارگاہ رسالتؐ سے مزید اطلاع دیتے ہیں

لو تعلم امتی مافی الحلبتہ لا شتروا ھا ولو بوزنھا ذھبا

ان ارشادات گرامی پر غور کریں تو کسی چیز کے استعمال کی ترکیب' مقدار اور عرصہ استعمال عطا نہیں فرمایا گیا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ امت کے طبیب اصول علاج کو سمجھ کر ان کے بارے میں تحقیقات کریں۔ پتہ چلائیں کہ وہ کونسی 66 بیماریاں ہیں جن میں زیتون کا تیل مفید ہوگا؟ میتھی اور مرزنجوش کو کونسی بیماریوں میں دیا جا سکتا ہے؟ اور کس مقدار میں دی جائیں گی؟

یہ وہ سوال ہیں جن کے جواب میں لوگوں نے طب النبوی سے علاج کے مجموعے مرتب کئے اور ارشادات نبویؐ سے استفادہ کرنے کی تراکیب مہیا کیں۔ ہماری یہ کاوش بھی اسی سلسلے کی ایک ترکیب ہے۔

شیخ مصطفیٰ احمد اتیفاشیؒ نے ان کے ارشادات کو "المسند الشفا فی الطب" کا نام دیا۔ یہ کتاب درحقیقت اسم بامسمی تھی۔

علامہ جعفر المستغریؒ نے اپنی کتاب کا نام "کمال الایمان فی التداوی بالقرآن" پسند کیا۔ وہ حسب حال بھی تھا اور وقت کی اہم ضرورت بھی۔ ان بزرگان گرام نے احادیث شفا سے فائدہ اٹھانے کے لیے ابن نفیس' ابن

المقنود" طب اور صحت کے بارے میں ان کے ارشادات یا تحائف ایک عظیم انسانی ورثہ ہیں جس کو قدر دانوں نے پہلی صدی ہجری کے بعد ہی جمع کرنا شروع کر دیا تھا اس زمانہ میں طباعت نہ تھی کاغذ نہ تھا اور ایک جگہ کی بات دوسری جگہ تک لیجانا آسانی سے ممکن نہ تھا مگر قدر دان ان تحائف کو تلاش کرتے اور ان کی تدوین کرتے رہے۔

زیتون کے تیل کی افادیت کے بارے میں کچھ ارشادات توجہ کے طلبگار ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ایتدموا بالزیت وادھنوبہ فانہ من شجرۃ مبارکتہ

(مسند عمر)

حضرت عقبہ بن عامرؓ بھی اسی قسم کی ایک روایت بیان فرماتے ہیں۔

علیکم بزیت الزیتون' کلوہ وادھنوا بہ' فانہ تنفع من البواسر (ابن الجوزی)

اسی موضوع پر حضرت اسید الانصاریؓ روایت فرماتے ہیں۔

کلوا الزیت وادھنوا بہ فانہ من شجرۃ مبارکتہ (ترمذی' ابن ماجہ' دارمی)

اسی بات کو حضرت عقبہ بن عامرؓ یوں بیان فرماتے ہیں۔

علیکم بھذہ الشجرۃ المبارکتہ' زیت الزیتون' فتداووا بہ فانہ مصحتہ من البابسور (ابن السنی' ابونعیم)

روغن زیتون کی اہمیت کا خلاصہ ابوہریرہؓ یوں فرماتے ہیں۔

کلوا الزیت وادھنوا بہ' فانہ فیہ شفاء من سبعین داء' منھا الجذام

(ابو نعیم)

ان ارشادات گرامی میں زیتون کے تیل کو مبارک درخت سے قرار دینے کے بعد بیماریوں کے لیے کھانے اور لگانے کی ہدایت فرمائی گئی۔ نمونہ کے طور پر بواسیر یا سور اور جذام کا ذکر فرمایا گیا۔ حضرت زید بن ارقمؓ کی دو روایات میں

مسکویہ' بقراط اور جالینوس کے طبی اصولوں کو ان سے ہم آہنگ کر دیا۔
کحال ابن طرخانؒ بنیادی طور پر وزارت مال کے عہدے دار تھے۔ مگر انہوں نے عمل طب کے ساتھ امراض چشم میں اختصاص حاصل کیا۔ اور کحال ان کے نام کا حصہ بن گیا۔ سب سے پہلے انہوں نے "کتاب العین" لکھی اور اس کے بعد طب نبوی کے عملی پہلو کو "**الاحکام الطبیہ فی الصناعتہ**" کی شکل میں مرتب کیا۔ مسئلہ کو سلجھانے یا بیان کرنے کا یہ عنوان ہمیں اتنا پسند آیا کہ ہم نے اپنی اس حقیر کاوش کو:

علاج نبوی

اور

جدید سائنس

کا نام دیا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے اس وقت کے حاذق اطباء کے اقوال اور اعمال کو استعمال فرمایا۔ ابن القیمؒ نے ابن سینا۔ بقراط اور ابن بختیشوع کے متعدد حوالے دیئے ہیں۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ بو علی سینا کے اکثر مشہور نسخے ادو یتہ النبویہ پر مبنی ہیں۔ اور شاید یہ ان کی وجہ تھی کہ وہ اتنا حاذق مشہور ہوا۔

بیماریوں کا علاج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علمی فیضان کا اظہار ہے۔ اور اسے جدید شکل میں پیش کرنا ایک ایسی سعادت ہے جس کے حاصل ہونے پر خدائے بزرگ و برتر کا شکر گزار ہونا ضروری ہو گیا۔ قرآن مجید نے علم طب عطا ہونے پر لقمان کو بھی مشکور ہونے کی راہ دکھائی تھی۔

الحمد للہ رب العالمین

کتاب کی ترتیب اور مسودہ کے بارے میں محترم ڈاکٹر صدیق جاوید اور کونسلر مہر مشتاق احمد صاحبان سے مسلسل معاونت میسر رہی۔ رانا بشیر احمد صاحب کا پورا عملہ میری خاطر داری میں مصروف رہا۔ پریس کے پروف دیکھنے

میں عائشہ غزنوی کی سعادت مندی میری رفیق رہی۔

شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالرشید صاحب نے اپنے گرامی علم سے نوازشات فرمائیں۔

اس مشکل کتاب کو چھاپنا ایک صبر آزما کام تھا۔ عزیزی پیر محمد حفیظ البرکات شاہ صاحب نے نہ صرف اسے اپنے شاندار مطبع "الفاروق کمپیوٹر" میں چھاپا بلکہ بار بار کی اصلاحوں کو خوشی سے قبول کیا۔ محمد فیصل خان اس کے ناشر نہیں بلکہ مرتب بن کر ہر مرحلہ میں ساتھ دیتے رہے۔

محترم جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری ' محترم حکیم محمد سعید صاحب ' ڈاکٹر محمد رفیق چوہدری صاحبان نے پیش لفظ مرحمت فرما کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

اس نیک کام میں جو صرف خلوص کی اساس پر ترتیب دیا گیا ساتھ دینے والے ان تمام صاحبوں کا شکریہ کافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین۔ اور مجھے توفیق دے کہ میں جسم انسانی کی مکمل بیماریوں کا احاطہ کر کے پیش کر سکوں۔ آمین

خالد غزنوی

42- حیدر روڈ ' اسلام پورہ لاہور

انسانوں کا نظام انہضام

DIGESTIVE SYSTEM

خوراک کو ہم جس شکل میں کھاتے ہیں وہ ہمارے کام نہیں آ سکتی۔ مثلاً روٹی کے نوالے پیٹ میں جا کر پانی میں حل ہو کر جزو بدن نہیں بنتے بلکہ خوراک کے ہر حصے کو عوامل کے پیچیدہ مراحل سے گزرنے کے بعد کار آمد بنانے کی نوبت آتی ہے۔ بہترین خوراک وہ ہے جس میں مختلف قسم کے عناصر ہوں تاکہ وہ ہر حصے کی ضرورتوں کو پورا کر سکے۔ عام حالات میں جب ہم کو بھوک لگتی ہے تو ہم کھانا کھاتے ہیں بات اگر پیٹ بھرنے کی ہو تو ہم تو کچھ بھی کھا کر اسے بھر سکتے ہیں۔ لیکن غذا کے تین اہم مقاصد ہیں۔

- جسم کو روزمرہ کے کام کاج کے لئے توانائی مہیا کرنا۔
- جسم کے غدودی نظام کو اپنے جوہر تیار کرنے کا خام مال مہیا کرنا۔
- جسم کو بیماریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے خصوصی قسم کی Antigens مہیا کرنا۔

اس لئے زندہ رہنے کے لئے نہیں تندرستی کے ساتھ زندہ رہنے کے لئے ایسی غذاؤں کی ضرورت ہوتی ہے جو ان مقاصد کو پورا کر سکیں۔ غذا میں تنوع کا ہونا اس لئے بھی ضروری ہے کہ وہ چیز جو چاول میں نہیں دال سے مل جائے گی اور جو دال میں نہیں وہ گوشت مہیا کر دے گا۔ اس لئے مرکب اور بدل بدل کر کھانے کھانا صحت کے لئے زیادہ مفید ہوتا ہے۔

علم الغذا سے شناسائی حاصل کرنے سے پہلے جسم میں غذا کے جانے اور اس کے

انجام سے واقفیت اس کی نوعیت کا پتہ چلانے میں بھی مددگار ہوتی ہے۔ جیسے کہ ایک شخص روزانہ گوشت کھاتا ہے اس کے ساتھ سبزی بھی ہوتی ہے اور گندم کی روٹی بھی۔ غذائی علم کے لحاظ سے اس کی خوراک ضرورت کی تمام چیزیں مہیا کرتی ہے۔ اور اگر ایسی مکمل اور جامع خوراک کے بعد اسے بار بار کمزوری گھیرے اور اس کے جسم میں خون کی کمی واقع ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی غذا یا تو ٹھیک سے ہضم نہیں ہو رہی یا اس کی چھوٹی آنت میں غذا کو ہضم کرنے والے بعض عناصر اور خامرے میسر نہیں آ رہے۔ یا اس کا کھانا ہضم ہونے کے بعد آنتوں کے راستے جسم میں داخل نہیں ہوتا۔ خرابی کا پتہ چلانے کے لئے یا گڑ بڑ والی جگہ معلوم کرنے کے لئے پورے عمل انہضام سے واقفیت ضروری ہے۔

خوراک کے منہ میں داخل ہوتے ہی ہضم کا عمل شروع ہوتا ہے دانت اسے چبانے' زبان اس میں لعاب شامل کرکے معدے کو روانہ کر دیتی ہے۔ معدہ سے یہ آہستہ آہستہ چھوٹی آنت کو جاتی ہے وہاں پر ہضم کا عمل تکمیل پاتا ہے۔ خوراک کیمیاوی اکائیوں میں تبدیل ہو کر آنتوں میں بنے ہوئے خصوصی آلات کے ذریعے جسم میں داخل ہو جاتی ہے۔ ناقابل ہضم حصے پھوک کی شکل میں بڑی آنت میں آ جاتے ہیں۔ جہاں سے مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے پاخانہ کی صورت میں باہر نکل جاتے ہیں۔

خوراک جن مراحل سے گزرتی ہے ان کے بارے میں ہمارا علم انسانی جدوجہد کی ایک افسانوی داستان ہے جس کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔

کینیڈا کا شکاری

کینیڈا میں برفانی ریچھوں کا شکاری سینٹ مارٹن ایک روز ریچھ مارنے کے لئے اپنی توڑے دار بندوق میں گز پھیر رہا تھا کہ بندوق چل گئی۔ گولیاں اس کے پیٹ میں لگیں اور معدہ میں سوراخ ہو گیا۔ پروفیسر بیوماؤنٹ نے علاج کیا مگر معدہ کا سوراخ بند نہ ہو سکا۔ اور مستقل شگاف کی شکل بن گئی۔ ڈاکٹر نے موقع غنیمت جانا اور اس سوراخ کے راستے مختلف چیزیں داخل کرکے ان کے ہضم کے عمل کا جائزہ لینے لگا۔

ململ کی پوٹلیاں بنا کر ان کو دھاگہ باندھ کر سوراخ کے راستے داخل کرنے کے بعد ان کو ہر آدھ گھنٹہ کے بعد نکال کر تبدیلی کا جائزہ لیا جاتا۔ پھر اسی راستے مختلف کھانے داخل کرکے یہ جاننے کی کوشش کی گئی کہ ہضم کا عمل کس کس خوراک میں کیا کیا تبدیلیاں لاتا ہے۔ ڈاکٹر بیوماؤنٹ اس عجیب سوراخ سے قابل قدر معلومات حاصل کر رہا تھا کہ سینٹ مارٹن مر گیا اور انسانی معدہ میں خوراک کے ہضم کے بارے میں مشاہدات کا سلسلہ بند ہو گیا۔

روسی ڈاکٹر کا کارنامہ

سینٹ مارٹن کی موت سے ہضم کے بارے میں تحقیقات میں جو تعطل پیدا ہوا تھا۔ ایک روسی ڈاکٹر PAVLOV نے اپنی فراست سے حل کر دیا۔ سب سے پہلے اس نے ایک کتا لے کر اس کا آپریشن کرکے سینٹ مارٹن کے معدہ کی طرح کا سوراخ مصنوعی طور پر بنا دیا۔ اس سوراخ کے راستے اسی طرح کھانے پینے کی چیزیں داخل کی جاتی رہیں۔ ابتدائی معلومات کے بعد کتے کو منہ کے راستے باقاعدہ خوراک دی جاتی اور پھر معدہ میں اس کے مدارج ہضم کا پتہ چلانے کے لئے سرنج کے ذریعے نمونے حاصل کئے جاتے رہے۔

ڈاکٹر پیولاف نے محسوس کیا کہ معدہ میں ہضم کرنے والے جوہر اور ان کی مقدار ضروریات اور حالات کے مطابق تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اس نے کتے کے گلے میں بھی سوراخ بنا دیا۔ اس سے صورت حال یہ ہوئی کہ کتا جو کچھ کھاتا وہ گلے والے سوراخ کے راستے باہر نکل جاتا۔ گلے میں ایک دوسرے سوراخ کے ذریعہ ایک مختلف خوراک داخل کی جاتی۔ کتے نے ذائقہ گوشت کا چکھا لیکن معدہ میں دودھ گیا۔ اس تبدیلی سے معدہ پر کیا اثر ہوا؟ ان مطالعات کے بعد پیولاف نے خوراک دینے کے اوقات متعین کرنے شروع کئے۔ اوقات کے تعین سے اور نئی نئی باتیں معلوم ہوئیں۔ پیولاف کے تجربات اور مشاہدات سے جانوروں میں خوراک کے بارے میں جو دلچسپ حقائق معلوم ہوئے ان کا خلاصہ یہ ہے۔

○ جس کسی کو بھوک لگتی ہے تو اس کے منہ اور پیٹ میں خصوصی قسم کے کھانا

ہضم کرنے والے لعاب پیدا ہوتے ہیں جن کو HUNGER JUICES کا نام دیا گیا۔

○ کھانا کھائے جب عرصہ گزر جائے تو بھوک لگتی ہے۔ یہ بھوک کھانے کا وقت ہونے، کھانے کا سننے، کھانے کی خوشبو یا اپنے سامنے کسی کو کھاتے دیکھ کر بڑھ جاتی ہے۔

○ بھوک والے لعاب مشروط حالات میں پیدا ہوتے ہیں جیسے کہ بورڈنگ ہاؤس میں بچوں کو کھانے والے کمرے میں بلانے کے لئے گھنٹی بجتی ہے۔ پیولاف اپنے جانوروں کی خوراک کو اسی طرح مدتوں دیتا رہا۔ ان کو احساس ہوا کہ جب گھنٹی بجتی ہے تو کھانا ملتا ہے۔ جب بھی گھنٹی بجتی جانوروں کے پیٹ میں غذا کو ہضم کرنے والے لعاب پیدا ہونے لگتے۔ کئی مرتبہ گھنٹی بجانے کے بعد کھانا نہ دیا گیا۔ لیکن لعاب کا پیدا ہونا گھنٹی سے مشروط ہو گیا جسے CONDITIOND REFLEX کا نام دیا گیا ہے۔

اس مشروط ردعمل کی روزمرہ مثال ماہ رمضان میں مغرب کی اذان ہے۔ روزہ دار دن بھر بھوک پیاس محسوس نہیں کرتے لیکن افطاری کا ڈھول بجنے یا اذان کی آواز سنتے ہی بھوک اور پیاس لگ جاتی ہے۔

○ حواس خمسہ کے اکثر ارکان بھوک پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ خوشی یا غم کی صورت میں ایسے HARMONE پیدا ہوتے ہیں جو بھوک اڑا دیتے ہیں۔ جب کہ گھی میں تلی جانے والی مٹھائی کو آنکھوں کے ذریعہ دیکھ کر خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح کباب پکتے وقت گوشت کا جو پانی کوئلوں پر گرتا ہے اس کی خوشبو ناک کے راستے جا کر بھوک کو بیدار کرتی ہے۔ ہنڈیا میں چمچہ چلانے کی آواز یا میز پر برتن بجنے کی آواز بھوک لگاتی ہے۔

○ جسم کا کنٹرول اتنا شاندار ہے کہ کھانا ہضم کرنے والے لعاب کھانے کی نوعیت کے مطابق پیدا کئے جاتے ہیں۔ تجرباتی جانوروں کو جب خشک گوشت پیش کر دیا گیا تو لعاب میں۔ پانی زیادہ ہوتا ہے اس کے برعکس تازہ یا پکے ہوئے گوشت کو ہضم کرنے کے لئے جو لعاب پیدا کئے جاتے ہیں وہ گاڑھے اور ان میں پانی کا تناسب نسبتاً" کم ہوتا ہے۔

○ غذا کو ہضم کرنے کا عمل منہ سے شروع ہو کر چھوٹی آنت میں جا کر ختم ہوتا ہے۔ ڈاکٹر پیولوف کے دریافت کردہ یہ نکات ہاضمہ کے عمل کو سمجھنے' اس کی خرابیوں کی تشخیص اور علاج میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔

انسانی جسم میں خوراک کا سفر

خوراک کا تصور

خوراک کی موجودگی اور اس سے آنے والی خوشبو اشتہا آور ہوتے ہیں۔ مصالحہ دار کھانوں کو ابلے کھانے پر خوشبو کی فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ سامنے پڑے ہوئے کھانے کی رنگت' خوشبو کے علاوہ بعض اوقات کھانے والے کی ذاتی پسند بھوک میں اضافہ کرتی ہے۔ پھر منہ معدہ کے لعابوں کی مقدار میں اضافہ کرتا ہے۔

منہ میں خوراک

لقمہ کے منہ میں داخل ہوتے ہی اس میں لعاب دہن شامل ہو کر اس کا محلول بناتا ہے۔ زبان کے اطراف - پیچھے - مسوڑھوں اور گالوں کے اندر ایسے چھوٹے چھوٹے کیسے ہوتے ہیں جن کو TASTE BUDS کہتے ہیں۔ بنیادی طور پر انسانی خوراک میں چار ذائقے تلخ' ترش' شیریں اور مٹھاس ہیں۔ منہ کے مختلف حصے ان ذائقوں کا پتہ دیتے اور کھانے والے کی پسند کے مطابق جسم کو اس کی قبولیت کا بتاتے ہیں۔ کڑواہٹ ناپسندیدہ ذائقوں میں سے ہے۔ بعض لوگ معمولی کڑواہٹ پسند کرتے ہیں یا کھانے سے پہلے ایسے مشروب استعمال کرتے ہیں جو اپنی کڑواہٹ کی وجہ سے معدہ اور منہ میں زیادہ لعاب پیدا کرتے ہیں۔ اس غرض کے لئے APETISERS ایک علیحدہ صنف ہے۔ جرمنی میں اس سلسلے کا ایک مشروب اتنا کڑوا دیکھا گیا کہ اسے چند لوگ ہی پی سکتے تھے۔ عام حالات میں کڑواہٹ متلی پیدا کرتی ہے۔ کھانے والی چیزوں میں کریلے کڑوے ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ ان کی کڑواہٹ مار کر پکاتے ہیں اور

کچھ ان کو اصلی ذائقے میں کھانا پسند کرتے ہیں۔ ادویہ میں نیم' رس' رسونت اور حنظل بچوں کو شوق سے دیئے جاتے ہیں۔ جب کہ جدید ادویہ میں کونین' سٹرکنین' کلورومائی سٹین اپنی کڑواہٹ کی بدولت مشہور ہیں۔

چینی کو مٹھاس کا نمائندہ قرار دیتے ہیں۔ ہماری زبان اس کے ایک خاص قسم کے ذائقہ کی عادی ہو گئی ہے۔ ورنہ مٹھاس گلوکوز' شہد اور فرکٹوس میں بھی موجود ہے۔ لوگ ان میں سے کسی ایک کو چائے یا دودھ میں چینی کی جگہ خوشی سے ڈالنا پسند نہیں کرتے۔ ذیابیطس کے مریضوں کو چینی کی جگہ کیمیاوی مرکبات تجویز کئے جاتے ہیں۔ جن میں سکرین کو عام چینی سے 671 گنا زیادہ میٹھا قرار دیا گیا ہے۔ ایک اور کیمیاوی مرکب P-400 کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ کھانڈ سے 5000 گنا زیادہ میٹھا ہے۔ لیکن اس میں زہریلے اثرات بھی ہیں۔ اس لئے استعمال میں نہیں آتا۔

کھٹائی میں پھلوں کی ترشی کے علاوہ لوگ اس کے اشتہا آور اثرات کی وجہ سے اچار کھاتے ہیں۔ یہ لعابوں کی مقدار میں اضافہ کرتے ہیں لیکن معدہ کی سوزش کے دوران غذا کی خوشبو اور حس ذائقہ منہ اور معدہ میں لعاب پیدا کرکے غذا کے ہضم کا بندوبست کرتے ہیں۔

غذا کو چبا کر چھوٹے چھوٹے ذروں میں تبدیل کیا جاتا ہے تاکہ اس پر لعابوں کا اثر آسانی سے ہو سکے۔ چبانے کے دوران لعاب دہن میں موجود ایک جوہر PTYALIN نشاستہ دار غذاؤں کو گلوکوس میں تبدیل کرتا ہے۔ روٹی کا لقمہ اگر تھوڑی دیر چبایا جائے تو اس کا ذائقہ میٹھا ہو جاتا ہے۔ لعاب دہن میں موجود لیس غذا کے ساتھ مل کر اسے نگلنے کے لئے آسان بنا دیتی ہے۔

غذا کو چبانے کا مسئلہ بھی موضوع بحث بنتا رہا ہے۔ انگلستان کے ایک وزیراعظم ولیم پٹ کا قول تھا کہ ہر لقمہ کو اتنی مرتبہ چباؤ کہ تمہارے منہ میں جتنے دانت ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت کا کھانا دو گھنٹے میں ختم کرو۔ دوسرے ماہرین کہتے ہیں کہ لقمہ کو ایسا چبائیں کہ اس کے ذروں کا رقبہ تقریباً دو ملی میٹر ہو جائے۔ مشہور انگریزی کہاوت ہے:

"غذا کو منہ میں اچھی طرح چبا لو۔ کیونکہ تمہارے معدہ میں دانت نہیں ہوتے۔"

اکثر چوپائے اپنی خوراک چبائے بغیر نگل لیتے ہیں۔ بعد میں ان کو جب فرصت ملتی ہے تو وہ غذا دوبارہ نکال کر خوب چباتے ہیں۔ جگالی کے اس عمل کے لئے ان کا ایک اضافی معدہ ہوتا ہے جہاں خوراک آئندہ ضرورت کے لئے ذخیرہ ہوتی ہے۔

پرندے بیج وغیرہ کھاتے ہیں تو وہ پوٹ میں جمع کر لئے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی پرندے کنکر بھی نگلتے ہیں پوٹ میں جب حرکات پیدا ہوتی ہیں تو بیج کنکروں سے ٹکرا کر چھوٹے چھوٹے ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد سنگدانی (معدہ) میں جا کر ہضم کے دوسرے مراحل سے گزرتے ہیں۔

معدہ میں

چبانے اور نرم کرنے کے بعد خوراک تھوڑی تھوڑی مقدار میں معدہ کو جاتی ہے۔ نگلتے وقت یہ سانس کی نالی کے اوپر سے پھسل کر گزر جاتی ہے۔ قدرت نے عجیب بندوبست یہ کیا ہے کہ اس وقت سانس کی نالی کے منہ پر ایک ڈھکنا آ جاتا ہے۔ کھڑے ہو کر یا لیٹ کر کھانے پینے کے دوران یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ ڈھکنا ٹھیک سے اپنی جگہ پر نہ بیٹھا ہو اور اس طرح خوراک کا کوئی حصہ سانس کی نالی میں جا کر شدید تکلیف کا باعث بن سکتا ہے۔

معدہ میں زیادہ تر PEPSIN اور HYDROCHLORIC ACID پائے جاتے ہیں معدہ کا اصل مقصد غذا کو ایک عبوری عرصہ کے لئے روکے رکھنا یا ذخیرہ کرنا ہے۔ ہضم کا پورا عمل چھوٹی آنت میں ہوتا ہے۔ معدہ غذا کو روک کر تھوڑی تھوڑی مقدار میں آنتوں کو قسطوں میں بھیجتا رہتا ہے۔ اس انتظار کے دوران HYDROCHLORIC ACID نشاستہ والی غذاؤں کو گلوکوس میں تبدیل کر دیتا ہے۔ یا کچھ حصہ PEPTONES میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ چکنائیوں پر معدہ میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔

معدہ میں اگرچہ ہضم کا معمولی سا عمل ہوتا ہے۔ لیکن یہاں سے ہضم ہونے والی

غذا جسم میں داخل نہیں ہوتی۔ معدہ سے پانی' شراب' گلوکوس اور کچھ ادویہ اور شہد براہ راست جسم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ورنہ عام حالات میں غذا کا ہر حصہ کم از کم آدھ گھنٹہ معدہ میں رکتا ہے اور اس کے بعد آگے روانہ کرنے کا عمل شروع ہوتا ہے۔ شراب' پانی' شہد اور گلوکوس کے جسم میں داخل ہونے کے اثرات چند ہی منٹوں کے بعد محسوس کئے جا سکتے ہیں۔ کئی زہر بھی معدہ سے براہ راست جسم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ان کے اثرات کو زائل کرنے کی کارروائی فوری طور پر شروع کرنی ضروری ہوتی ہے۔

کھانے میں موجود نامناسب اجزا معدے میں خراش اور جلن پیدا کر سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہم تاکید بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ انہوں نے بار بار ارشاد فرمایا کہ کھانا بہت گرم نہ کھایا جائے۔ یہ بات خصوصی طور پر ان لوگوں کی توجہ میں آنی چاہئے جو توے سے اترتی ہوئی گرم گرم روٹیاں کھانے کے شوقین ہیں۔ ان کا یہ عمل معدہ کی جھلیوں کو جلا سکتا ہے یا وہاں کے درجہ حرارت کو اعتدال سے بڑھا کر تیزابیت میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔

چھوٹی آنت میں

چھوٹی آنت کے تین اہم حصے' DUODENUM-JUJENUM-ILEUM ہیں۔ معدہ سے یہاں موصول ہونے والی غذا میں چونکہ تیزابیت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے پہلے حصہ سے سوڈابائی کارب پیدا ہوتا ہے تاکہ اس تیزابیت کو زائل کر سکے۔ چونکہ غذا کو ہضم کرنے کا مکمل بندوبست یہاں پر ہوتا ہے اس لئے چھوٹی آنت میں کئی قسم کے لعاب مختلف غدودوں سے خارج ہو کر غذا پر گرتے اور اس کے ساتھ شامل ہوتے اور اسے ہضم کرتے ہیں۔

چھوٹی آنت میں ایک سینٹی میٹر کے گولے کی طرح کے ٹکڑے بنے ہوتے ہیں۔ اگرچہ اندر سے یہ مسلسل جاری ہے لیکن باہر سے اس کی SEGMENTATION واضح محسوس کی جا سکتی ہے۔ آنتوں میں سمندر کی لہروں کی طرح ہر وقت حرکات پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ جن کی بدولت خوراک کے ساتھ لعاب ملتے اور ان کو بار بار ہلایا جاتا

ہے جس سے ہضم کا عمل تکمیل پاتا ہے۔ یہی رگیں خوراک کو آگے دھکیلتی ہیں۔ غذا کو ہضم کرنے کے لئے آنتوں کی دیواروں میں پائے جانے والے غدود کچھ جوہر پیدا کرتے ہیں۔ لبلبہ PANCREAS میں پیدا ہونے والے لعاب بھی ایک خصوصی نالی کے ذریعہ چھوٹی آنت میں گرتے ہیں۔ پتہ کا صفرا بھی اسی مقام پر آکر شامل ہوتا ہے۔ چھوٹی آنت میں پیدا ہونے اور باہر سے آنے والے ہضم کرنے والے لعاب جسم انسانی کے لئے اہمیت رکھتے ہیں۔ ایک تندرست آدمی کے پیٹ میں اس طرح پیدا ہونے والے لعابوں کی اوسط مقدار یوں ہوتی ہے۔

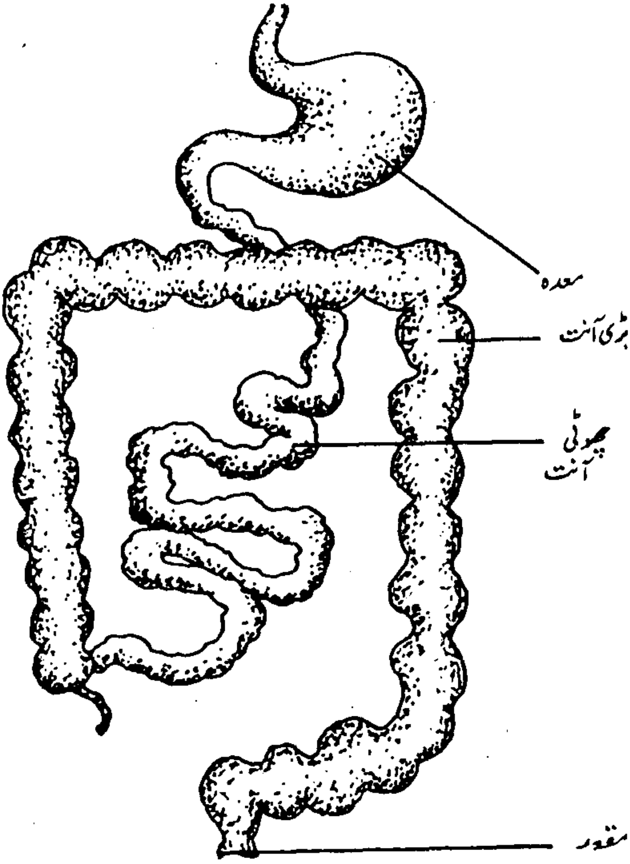

SALIVA	1000 cc
GASTRIC JUICE	1500 cc
PANCREATIC JUICE	1000 cc
BILE	1000 ---1500 cc
SMALL INTESTINE JUICES	1800 cc
LARGE INTETINE JUICES	200 cc
BRUNER'S GLANDS	200 cc

	6700 cc روزانہ

ان لعابوں میں سے ہر ایک میں متعدد قسم کے خامرے ہوتے ہیں۔ جن کا کام صرف ایک ہی قسم کی غذا کو کیمیاوی عمل کے ذریعہ ہضم کرنا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر لبلبہ کے لعاب کے اہم خامرے

TRYPSINOGEN لحیات کو ہضم کرتا ہے

LIPASE چکنائیوں کو ہضم کرتا ہے

اپنے مختلف اثرات کے بعد غذا کو اجزا میں تبدیل کر دیتے ہیں جو آسانی سے آنتوں کے ذریعہ خون میں داخل ہو کر جزو بدن بن سکتے ہیں۔

نشاستہ دار غذاؤں اور چینی کو گلوکوس اور فرکٹوس میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ یہ آسانی سے حل پذیر اور جگر میں جا کر گلوکوس کا اکثر حصہ مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد جلتا ہے جلنے کے اس عمل سے حدت اور توانائی پیدا ہوتے ہیں۔ ایک گرام گلوکوس کے جلنے سے حرارت کے 4.1 حرارے پیدا ہوتے ہیں۔ جو مقدار ضرورت سے زیادہ ہو وہ جگر کے اندر اور عضلات میں GLYCOGEN کی شکل میں آئندہ ضروریات کے لئے محفوظ کر لی جاتی ہے۔ ایک عام انسان کے جسم میں تقریباً 500 گرام گلائیکو جین محفوظ رہتی ہے۔ جو فاقہ کشی کے دوران نکل کر توانائی مہیا کرنے کے کام آتی ہے۔

روزمرہ کی ضروریات کے لئے خون میں گلوکوس کی ایک مقررہ مقدار گردش کرتی

رہتی ہے۔ فاقہ کے دوران خون میں 120-90 ملی گرام گلوکوس ہر وقت موجود ہوتا ہے۔ جب کہ کھانا کھانے کے دو گھنٹہ بعد یہ مقدار 180-120 ملی گرام خون کے 100 cc میں پائی جاتی ہے۔ خوراک میں مٹھاس کم ہو تو یہ مقدار کم رہتی ہے۔ اگر زیادہ کم ہو جائے تو یہ صورت حال HYPOGLYCAEMIA کہلاتی ہے۔ جس میں ٹھنڈے پسینے آتے ہیں۔ دل ڈوبنے لگتا ہے۔ ہاتھ پیروں سے جان نکلنے لگتی ہے اور مریض کو ایسا لگتا ہے کہ جیسے دم نکل جائے گا۔

گردوں کو یہ تربیت دی گئی ہے کہ وہ پیشاب کے راستے گلوکوس کو خارج نہ کریں اور اگر خون میں گلوکوس کی مقدار 180 ملی گرام سے بڑھ جائے تو گردے اضافی مقدار کو پیشاب میں خارج کرنے لگتے ہیں۔ یہ کیفیت اگرچہ ذیابیطس کی بیماری کا پتہ دیتی ہے لیکن غدودوں کی بعض بیماریوں اور غذا میں کسی روز شکر کی زیادہ مقدار استعمال کرنے سے بھی پیشاب میں شکر کی کچھ مقدار عارضی طور پر خارج ہو سکتی ہے۔

چکنائی کی ساخت کولیسٹرول اور GLYCERIDES سے ہوتی ہے۔ آنتوں اور لبلبہ کے لعاب میں موجود LIPASE اس کو گلیسرین اور شحمی ترشوں ACIDS FATTY میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اس عمل کے دوران پتہ کا صفرا ضروری ہوتا ہے۔ شحمی ترشوں کو آنتوں سے جذب کرنے کیلئے صفراء میں پائے جانے والے BILE SALTS درکار ہوتے ہیں۔ یہ ان ترشوں کے ساتھ مل کر ایک ایسا مرکب بناتے ہیں جو آسانی سے آنتوں میں موجود انجذابی سوراخوں میں داخل ہو کر جگر کو جاتے ہیں۔ جہاں ان پر کیمیاوی اثرات اس صورت میں ہو سکتے ہیں جب نشاستہ کا گلوکوس جل رہا ہو۔ ان کے جلنے سے ہمیں ہر ایک گرام سے حرارت کے 9.4 حرارے حاصل ہوتے ہیں۔

چکنائی اگر ضرورت سے زیادہ ہو تو اسے مختلف مقامات پر چربی کی شکل میں جمع رکھا جاتا ہے۔ اس جمع رکھی جانے والی چربی کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم ضروری چربی یا ESSENTIAL FATS کہلاتی ہے۔ یہ جسم کو موسمیاتی اثرات سے بچانے والی تہہ کے علاوہ اعضاء رئیسہ یعنی دل اور گردوں کے اردگرد پیڈ کی صورت میں موجود

رہتی ہے۔ کوئی شخص خواہ بھوک سے مر جائے اس کے جسم میں چربی کے ضروری ذخیرے استعمال میں نہیں لائے جاتے۔ جب کہ غیرضروری چربی کے وہ ذخیرے جو عضلات' جھلیوں اور جوڑوں کے آس پاس پسلیوں کے اندر اور گوشت سے وابستہ ہوتے ہیں فرد کی خوراک اور صحت کے مطابق کم و بیش ہوتے رہتے ہیں۔ چکنائی کے ایک گرام سے 9.4 حرارے حاصل ہوتے ہیں۔

جسمانی چکنائی کا فالتو حصہ خون کی نالیوں میں جم کر ان کی وسعت کو متاثر کر سکتا ہے۔ حیوانی ذرائع سے حاصل ہونے والی چکنائیاں نباتاتی چکنائیوں سے زیادہ بوجھل ہوتی ہیں۔ خیال کیا جاتا تھا کہ جسم میں چربی صرف چکنائی کھانے سے جمع ہوتی ہے۔ دو برطانوی ماہرین نے جانوروں کے دو ہم عمر اور ہم وزن بچے لے کر ان میں سے ایک

ایک کو ایک سال تک ایسی غذا دی جس میں چکنائی نہ تھی۔ جب کہ دوسرے کو چکنائی آمیز مرکب غذا دی گئی۔ ایک سال بعد ان کو ہلاک کرکے جب جسمانی چربی کا موازنہ کیا گیا تو ان دونوں میں یکساں مقدار پائی گئی۔ جس سے معلوم ہوا کہ جسم کے اندر جا کر نشاستہ بھی چکنائی میں تبدیل ہو سکتا ہے یا ضرورت کے وقت چکنائی سے گلوکوس بنایا جا سکتا ہے۔

لحمیات

ہم گوشت' دال' آٹا اور بعض سبزیوں سے لحمیات (PROTEINS) حاصل کرتے ہیں۔ ان کی عمدہ قسم حیوانی ذرائع سے حاصل ہوتی ہے۔ آنتوں میں جا کر ان کو ایمونیائی ترشوں AMINO ACIDS میں تبدیل کرکے جذب کیا جاتا ہے۔ دیگر غذاؤں کی مانند یہ جسم کے اندر جا کر عمل تحول کے دوران جل کر ایک گرام سے حرارت کے 4.1 حرارے مہیا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ دوسری غذاؤں کے جلنے کے عمل کو تیز کرکے 15 فیصدی زیادہ حرارت مہیا کرتے ہیں۔

انسانی صحت کے لئے ان کی موجودگی ازحد ضروری ہے۔ کیونکہ ہمارے جسم کا سارا دفاعی نظام ان سے مرتب پاتا ہے۔ جسم کے اہم ترین غدودوں کے HARMONES ان ہی سے تیار ہوتے ہیں۔ بلکہ ہر گلینڈ کو اپنی ضرورت کے لئے

خصوصی نوعیت کے ایمونیائی ترشے درکار ہوتے ہیں۔ اگر وہ میسر نہ ہوں تو ان کی فعالیت متاثر ہو کر صحت میں شدید گڑبڑ ہو جاتی ہے۔

غذا میں پائے جانے والے معدنی نمک اور وٹامن کسی خاص عمل کے بغیر جذب ہوتے ہیں۔ البتہ وٹامن K ہضم ہونے کے لئے صفراء کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر یرقان کی وجہ سے یہ میسر نہ آئے تو یہ جذب نہیں ہوتی اور اس کی کمی سے خون بہنے کی بیماری ہو سکتی ہے۔ کیلشیم اگرچہ ہماری غذا میں کافی مقدار میں موجود ہوتا ہے لیکن آنتوں سے صرف اتنی مقدار جذب ہوتی ہے جس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اضافی مقدار بلکہ یوں کہئے کہ غذا میں پایا جانے والا 75 فیصدی کیلشیم پاخانہ کے راستے باہر نکل جاتا ہے۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین اور بڑھنے والے بچوں کے علاوہ ایک عام تندرست فرد کے جسم میں کیلشیم کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہوتی۔ شکست و ریخت اور خون کے دوران کے سلسلہ میں معمولی مقدار مطلوب ہوتی ہے۔

چھوٹی آنت میں ہضم کے بعد غذا کا بیشتر حصہ جذب ہو جاتا ہے۔ غیرمطلوبہ اور ناقابل ہضم غذا نیم سیال حالت میں بڑی آنت کو بھیج دی جاتی ہے وہاں اس میں سے پانی کی کافی مقدار اور نمکیات جذب ہوتے ہیں۔ اور وہ چیزیں جن کی ضرورت نہیں ان کو پاخانہ کی شکل میں جسم سے نکال دیا جاتا ہے۔

امراض معدہ

معدہ غذا کا ایک سٹور ہے جو غذا کو وصول کرنے کے بعد تھوڑا سا پتلا کرتا ہے اور ہضم کرنے کے لئے آگے روانہ کر دیتا ہے۔ وہ غذائیں جو معدہ میں رکھی جاتی ہیں اگر ان میں کوئی خرابی ہو تو وہ معدہ کو بھی بیمار کر سکتی ہیں جسم کے دوسرے اعضاء کی طرح اس پر چوٹ کے اثرات ہوتے ہیں۔ یہ جل سکتا ہے یا جسمانی بیماریوں میں بعض کے اثرات قبول کرتا ہے۔

بھوک نہ لگنا

ANOREXIA

ہر جاندار کو بھوک لگتی ہے۔ پہلا کھانا جب ہضم ہو جاتا ہے تو اس کے بعد خون میں گلوکوس کی مقدار کم پڑنے لگتی ہے۔ اور جاندار کو بھوک لگتی ہے۔ بھوک کا عمل تندرست افراد میں متعدد امور سے وابستہ ہے۔ پیٹ میں پیدا ہونے والے JUICES سے لے کر ذہن کے نفسیاتی عوامل تک ہر چیز بھوک کو بڑھانے یا کم HUNGER کرنے کا باعث ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹر پیولاف کے کتوں پر تجربات سے معلوم ہوا کہ کھانے کی اطلاع، اس کی خوشبو اس کا منظر بلکہ دوسروں کو کھاتے دیکھ کر بھوک لگ سکتی ہے۔ مشرقی اور فرانسیسی کھانوں کو پکانے میں خوشبو کا عنصر بھوک بڑھانے بڑھانے میں مددگار ہوتا ہے۔ کھانے پکانے کے دوران جائفل، جاوتری کا استعمال اور پک جانے کے بعد الائچی، لونگ، دار چینی، زیرہ اور سیاہ مرچ کا پسا ہوا اسفوف اس پر خوشبو پیدا کرنے کے لئے چھڑکایا جاتا ہے۔

پنجابی محاوروں میں خوبصورت چیزوں کو دیکھ کر بھوک اڑ جاتی ہے جب کہ حقیقت میں بدذائقہ کھانا بھوک اڑانے کا باعث ہو سکتا ہے۔ کھانے سے پہلے میٹھی چیزیں، تلی ہوئی چیزیں، مٹھائی، چائے، آئس کریم، قلفہ، پھلوں کے جوس اور شربت بھوک کو کم کرتے ہیں۔ دو کھانوں کے درمیان نشاستہ دار غذائیں جیسا کہ کیک، بسکٹ، کھیر، فرنی، جیلی، پیسٹری، کریم کے بنے ہوئے بسکٹ وغیرہ بھوک اڑانے یا کم کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔

بھوک لگانے میں معدہ کے اعصاب سے دماغ کے مختلف مراکز تک اپنا اپنا کام ہوتا ہے۔ اس لئے جب کسی شخص کو بھوک نہیں لگتی یا بھوک نہ لگنا ایک روزمرہ کی بات بن جاتی ہے تو اسے امراض کے دائرہ میں لے آتے ہیں۔

اسباب: متعدی بیماریاں

ملیریا اور ہر قسم کے بخاروں اور خاص طور پر انفلوئنزا' زکام' نمونیہ وغیرہ میں بھوک اڑ جاتی ہے۔ دل' جگر' گردوں اور غدودوں کی اکثر بیماریاں اور سوزشوں میں بھوک نہیں لگتی۔

کلاہ گردہ کی خرابیاں اور غدہ نخامیہ کی بیماریاں از قسم ADDISON'S DISEASE - SIMMOND'S DISEASE - HYPOTHYROIDISM

معدہ کی بیماریاں

تیزابوں کی کمی' معدہ کا کینسر' معدہ کی مزمن سوزش' خون کی کمی

غذائی کمی کی بیماریاں

عام طور پر VITAMIN-B کی کمی بھی اس کا باعث ہوتی ہے۔ اس کے حصہ B-1 کی کمی سے بھوک کی کمی اور قبض ہوتے ہیں۔

نفسیاتی مسائل

بیزاری' اہل خانہ سے نفرت' پریشانیاں' ڈر' دہشت اور خوف میں بھوک نہیں لگتی۔ بعض لوگ غذا کے انتخاب اس کے پکانے کے اسلوب یا اوقات خوراک میں معمولی تبدیلی سے متاثر ہو کر بھوک گنوا لیتے ہیں۔

مائیں اکثر بچوں کے بارے میں بھوک نہ ہونے کی شکایت کرتی ہیں۔ ایسے بچوں کے مشاہدے پر یہ بطور بیماری محسوس نہ ہوئی بلکہ اکثر بچے ماؤں کی پسند کے خلاف بغاوت کے طور پر جزوی بھوک ہڑتال کرتے ہیں۔ مثلاً ایک خاتون بچوں کو پراٹھوں

کے اوپر مکھن لگا کر چکنائی کی بھرپور مقدار داخل کرنے کا شوق رکھتی تھیں۔ جب کہ بچے اتنی زیادہ چکنائی پر آمادہ نہ تھے۔ ناشتہ میں اسی قسم کے اوٹ پٹانگ نسخے بچوں کی بھوک اڑاتے ہیں۔ علی الصبح دودھ کا فیڈر پلانے کے بعد بچوں سے بھرپور ناشتہ کی توقع کرنا درست نہیں ہوتا۔ بچہ اگر حسب توقع کھانا نہ کھائے تو اس کی تلافی میں دودھ کا ایک فیڈر اور پھر سوتے میں ایک اور فیڈر اس کی اشتہا کو خراب کر دیتا ہے۔ بچوں کے گلے فیڈر اور چوسنی کی وجہ سے بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ دکھتے گلے کی وجہ سے ان کو نگلنے میں مشکل پڑتی ہے۔ اس سے بھوک کم ہو جاتی ہے۔ بڑھنے والے بچوں کے لئے دودھ ضروری ہے۔ ان کو کم از کم 6590 گرام دودھ روازنہ پینا چاہئے۔ لیکن دودھ کی یہ مقدار کسٹرڈ، کارن فلور، کارن فلیک، سویوں میں اور دہی کی شکل میں لذیذ بنا کر بھی دی جا سکتی ہے۔

علامات

بھوک نہ لگنا متعدد بیماریوں کی علامت ہے۔ اکثر مریضوں میں اس بیماری کی علامات واضح ہوں گی لیکن غذائی کمی کی وجہ سے جسمانی کمزوری اور پھر کچھ عرصہ بعد جسم کی مدافعت کمزور پڑتی ہے تو دوسری بیماریاں آ جاتی ہیں۔

ان کا زیادہ تر شکار ایسی نوجوان لڑکیاں ہوتی ہیں جو حال ہی میں بالغ ہوتی ہوں۔ ان بچیوں کو عام طور پر گھر سے یا تعلیمی سرگرمیوں وغیرہ کے دوران کسی طرف سے شدید ذہنی صدمہ سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ایک تندرست اور ہنستی کھیلتی بچی کا وزن کم ہونے لگتا ہے۔ اس کی ماہواری کم ہونے لگتی ہے۔ اور دوستوں میں دلچسپی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کا دل پڑھائی سے اچاٹ ہو جاتا ہے۔ نیند کم ہو جاتی ہے۔ سردی زیادہ لگتی ہے طبیعت بجھی بجھی سے رہتی ہے۔

اگرچہ مرد بھی اس میں مبتلا ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی تعداد بڑی کم ہوتی ہے۔ ایک مرد کے مقابلے میں عورت کا تناسب 290 تک ہو سکتا ہے۔ جسم کا درجہ حرارت کم ہو جاتا ہے۔ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے رہتے ہیں۔ گالوں میں گڑھے پڑ جاتے ہیں۔ وزن میں کمی تولنے کے بغیر بھی نظر آتی ہے۔ ہاتھوں پر جھریاں پڑنے لگتی ہیں۔ بات بڑھ

جائے تو چلنا پھرنا بھی دوبھر ہو جاتا ہے۔

علاج

مریض کو کھانا اس کے وقت پر کھلایا جائے۔ اگر اس نے متوقع مقدار سے کم کھیا ہو تو دو کھانوں کے درمیان کوئی اور چیز نہ دی جائے۔ کھانا اطمینان سے کھلایا جائے۔ اس وقت کسی اور کام کی جلدی نہ ڈالی جائے۔ جیسے کہ بچوں کو ایک طرف سے ناشتہ دیا جا رہا ہو اور دوسری طرف سکول جانے کی افراتفری ان پر مسلط ہو۔ یہ صورت حال بھوک کو ختم کر دیتی ہے۔

طب جدید میں بھوک لگانے والی ادویہ کی ایک کثیر تعداد زمانہ قدیم سے مشہور رہی ہے۔ یہ ادویہ ذائقہ کے لحاظ سے شدید کڑوی تھیں اور یہی ان کی افادیت کا باعث تھا۔ جن لوگوں نے ان کے اثرات کا مطالعہ کیا انہوں نے بیان کیا ہے کہ جب کوئی کڑوی چیزیں منہ میں جاتی ہیں تو وہ زبان پر پائے جانے والے ذائقہ کے آلات کو تحریک دیتی ہے۔ جس کے ردعمل کے طور پر معدہ میں تیزاب پیدا ہوتے ہیں اور بھوک لگتی ہے۔ ورنہ اس سے پہلے کے ماہرین کا خیال تھا کہ ادویہ معدہ میں جا کر اس کے اعصاب کو تحریک دے کر بھوک لگانے کا باعث ہوتی ہیں۔ بعد کے مشاہدہ کے مطابق کوئی بھی کڑوی چیز منہ میں تھوڑی دیر رکھنے خواہ تھوک دی جائے اس سے بھی بھوک لگ جائے گی۔ اس سلسلہ میں برٹش فارماکوپیا نے جن ادویہ کو پسند کیا ان میں - QUASIA - COLUMBA - GENTIAN زیادہ مقبول ہوتے۔ ہندوستان کی جڑی بوٹیوں پر مشاہدات کے بعد یہاں کی ادویہ میں چرائتہ بھی انہوں نے اس غرض کے لئے اپنا لیا۔ جسے نسخوں میں TR. CHIRATAE کے نام سے شامل کیا جاتا تھا۔ ان کے علاوہ کونین' نیم' رس' رسونت' منڈی' شاہترہ اور عشبہ کو بھی اس غرض کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ تلخ ہونے کی وجہ سے کچلہ بھی استعمال ہو سکتا ہے وہ ٹانک بھی ہے۔ مگر زہریلے اثرات کی وجہ سے' اسے معمولی کاموں کے لئے استعمال کرنا درست نہیں۔

ان کڑوی ادویہ کو دوا سازی کی اصطلاح میں STOMACHIC BITTERS

کہتے ہیں۔ جرمنی اور فرانس میں افنستین اور کڑوی جڑی بوٹیوں کی آمیزش سے کڑوے سیال عام بکتے ہیں۔ 1940ء تک سار سپریلا نامی ایک تلخ مرکب خون صاف کرنے اور بھوک بڑھانے کے لئے عام بکتا تھا۔ بدقسمتی یہ کہ ان تمام چیزوں میں سے آج کوئی بھی نہیں ملتی۔

کھانے بدل دل کر اور خوش ذائقہ بنا کر دیئے جائیں جن میں خوشبو نہ ہو۔ ابلے کھانے بھوک نہیں بڑھاتے۔ دو کھانوں کے درمیان نشاستہ دار غذاؤں' اور پیسٹری وغیرہ سے پرہیز رہے۔ سالن میں گھی کم سے کم ہو اور گھی والی روٹی اور دوسری مرغن غذاؤں سے بچا جائے۔ کھانے کے بعد پھل مفید ہیں۔

طب جدید میں ANABOLIC STEROIDS کا ایک پورا خاندان کیمیا دانوں نے وزن اور بھوک بڑھانے کے لئے تیار کیا ہے۔ جس کے مشہور اجزاء میں
-DIANABOL -DURABOLIN-WINSTROL -ADROYD -DECCA
DURABOLIN ان کے شربت اور گولیاں ملتے رہتے ہیں۔

یہ بڑی شہرت رکھتی ہیں۔ چونکہ ان کا تعلق جنسی ہارمون کی ساخت سے ہے اس لئے ان کے استعمال سے دوسرے مسائل بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ جن میں ہلکی علامت ہاتھ پیروں کی جلن اور تپش ہے۔ یہ اب ثابت ہو چکا ہے کہ اس قسم کی ادویہ کا استعمال دل کی بیماریاں اور کینسر پیدا کر سکتا ہے۔ اس لئے اب یہ بازاروں سے عنقا ہو رہی ہیں۔

پرانے ڈاکٹر بھوک لگانے کے لئے کمزور مریضوں کو انسولین INSULIN کے 10 یونٹ کا ٹیکہ کھانے سے دس منٹ پہلے زیر جلد لگاتے تھے۔ یہ مقدار ضرورت پڑنے پر 15 یونٹ تک کی جا سکتی تھی۔ اس ترکیب سے ناخوشگوار حادثات ہوتے اور ڈاکٹر کا مریض کے پاس رہنا ضروری ہے۔ اب اس کی جگہ ذیابیطس کے عطال والی گولیوں کے علاوہ اشتہا کے لئے CYROHEPATADINE نام دوائی کو حال ہی میں مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ ابتدا میں اسے الرجی اور حساسیت کے لئے دیا جاتا تھا۔ پھر معلوم ہوا کہ یہ بھوک لگاتی ہے۔ بازار میں اس کی گولیوں اور شربت PERIACTIN کے

نام سے ملتے ہیں۔ دوائی مفید ہے لیکن اس کی معمولی مقدار سے بھی بہت زیادہ نیند آتی ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ دس سال کے بچے کو اگر اس کے آٹھ دس قطرے دیئے جائیں تو وہ اگلے دن بھی سوتا رہتا ہے۔

اس سلسلے میں آج کل دو نئے شربت MOSEGOR اور FORT TRISOHEX بازار میں آئے ہیں۔ دونوں کی شہرت اچھی ہے۔ نیند تو خیر ان سے بھی آتی ہے لیکن دوسری دواؤں سے کم۔ MOSEGOR کا دعویٰ ہے کہ یہ آدھ سر کی درد یعنی شقیقہ میں بھی مفید ہے۔

طب یونانی

طب جدید میں بھوک بڑھانے والی تمام کی تمام ادویہ طب یونانی سے حاصل کی گئی ہیں۔ جنطیانا۔ بھارنگی کو انگریزی ناموں سے بڑی مقبولیت حاصل رہی حالانکہ ہمارے ہاں کے اطباء نے انہیں عام طور پر قابل توجہ نہیں گردانا۔ جہاں تک کڑوی چیزیں کو دینے اور ان سے بھوک بڑھانے کا تعلق ہے تو مقامی جڑی بوٹیوں میں اجوائن، افسنتین، پودینہ، جنگلی پودینہ، میتھی، چرائتہ، دم الاخوین، دارچینی، زیرہ، لونگ، زرشک، ادرک، صندل، سونف، سوئے، شاہترہ، عشبہ، فلفل، بھوک بڑھانے کی قابل اعتماد دوائیں ہیں۔ کڑواہٹ کے لحاظ سے نیم، بکائن رس رسونت مشہور ہیں۔

جدید اطباء کا مشاہدہ ہے کہ کڑوی ادویہ کا اثر ذائقہ کی حسیات کو تحریک دینے سے ہوتا ہے۔ اس لئے ان ادویہ کو اگر گولیوں کی شکل میں دیا جائے تو فائدہ نہ ہو گا۔ لیکن ہمارے حکیم ان کی گولیاں ہی دیتے آئے ہیں۔

اطریفل زمانی، جوارش جالینوس، اطریفل اسطو خودوس اور معجون نانخواہ بھوک بڑھانے والی مجرب دوائیں ہیں۔

بھوک نہ لگنے کی وجوہات میں اطباء قدیم نے کھانوں کی زیادتی کو بھی ایک وجہ قرار دیا ہے۔

ایک مشہور حکیم صاحب مہاراجہ کشمیر کے معالج تھے۔ ایک روز مہاراجہ نے بھوک کی کمی کی شکایت کی تو معلوم ہوا کہ میز پر 10-12 کھانے تھے۔ جن میں سے لقمہ لقمہ اٹھاتے ہوئے وہ دو سیر اناج کھا گئے۔ مگر بھوک کی کمی کی شکایت بدستور رہی۔

حکیم صاحب نے پودینہ اور بہی سے ایک خوشبودار معجون تیار کر کے کھانے سے ایک گھنٹہ پہلے کھانے کی ہدایت کی اور تاکید کی کہ وہ دوپہر کے کھانے میں میز پر صرف ایک کھانا رکھیں۔

جب ایک کھانا رکھا گیا تو مہاراجہ صاحب تین پلیٹیں بریانی کھا گئے۔ وہ اس معجون کے گرویدہ ہو گئے۔ حالانکہ بھوک ان کی پہلے بھی درست تھی البتہ کھانوں کی کثرت سے اندازہ غلط ہو رہا تھا۔

یہ مسئلہ حکیم صاحب کی فراست سے حل ہوا۔

اطباء عرب نے اسے بطلان اشتہاء کے نام سے بیان کیا ہے۔ اور اس کے علاج میں سفرجل، شربت لیموں، سبز پودینہ ہمراہ سرکہ، سرکہ کے ہمراہ پیاز، ماہی شور، انار ترش یا رب انار تلخ، شربت پودینہ استعمال کرتے رہے ہیں۔

طب اکبر نے کبوتر کے بچے یا مرغی کے بچے یا تیتر کی ہڈی کو بھون کر اسے چبا کر اس کا پانی اور گودا کھانے کا مشورہ دیا ہے۔ یہ نسخہ خون کی کمی کے لئے یقیناً مفید ہو گا۔ لیکن اس میں بھوک لگانے والا اگر کوئی عنصر ہے تو وہ وٹامن ب کے بعض مرکبات ہیں جن کو خالص صورت میں زیادہ آسانی سے حل کیا جا سکتا ہے۔

بھوک اڑانے والی دوائیں

کچھ لوگ اپنی بھوک سے تنگ ہوتے ہیں یا وہ اپنا وزن کم کرنے کے لئے ایسی ادویہ استعمال کرتے ہیں جو بھوک اڑاتی اور اس طرح پیدا ہونے والی غذائی کمی ان کے وزن میں بھی کمی کا باعث ہو گی۔

اس باب میں دلچسپ ترین بات قرآن مجید نے فرمائی۔

لیس لهم طعام الا من ضریع ○ لا یسمن ولا یغنی من جوع ○
(الغاشیہ 60)

(ان کو کانٹے دار جھاڑیوں کی خوراک دی جائے گی۔ یہ ایک ایسی خوراک ہو گی جس سے نہ تو بھوک میں کمی آئے گی اور نہ ہی اس سے توانائی حاصل ہو گی۔)

جس خوراک سے نہ پیٹ بھرے اور نہ توانائی میسر آئے ایسی بے کار غذا کا کیا فائدہ' لوگ پہلے آرام طلب زندگی گزارتے ہیں۔ پھر بسیار خوری کر کے چکنائیاں کھا کر اپنا وزن بڑھاتے ہیں۔ وزن میں زیادتی کی وجہ سے مسائل پیدا ہونے لگتے ہیں۔ پھر اسے کم کرنے کے لئے بیوٹی کلینک اور سلیمنگ کلینک تلاش ہوتے ہیں۔ جہاں وزن کم کرنے کی بجائے بیماریاں نصیب ہوتی ہیں۔

لاہور میں موٹوں کو پتلا کرنے کا ایک کلینک قائم ہوا۔ جس کی خوب اشتہار بازی ہوئی۔ بڑی زرق برق غیر ملکی خواتین کو علاج کرتے دکھایا گیا۔ ان کا دعویٰ تھا کہ وہ کوئی دوائی نہیں دیتے۔ لیکن فیس ہزاروں تھی۔

ان کے علاج سے فارغ ہونے والے کچھ مریضوں کو ایمرجنسی میں گھروں میں جا کر دیکھنا ہوا۔ جسمانی ضرورت کے اہم عناصر کی مسلسل کمی کی وجہ سے کئی قسم کے مسائل پیدا ہو چکے تھے جن کو درست کرنے میں ہفتوں لگ گئے۔

قرآن مجید نے دوزخیوں کے لئے غذا کا جو معیار بتایا ہے اگر کسی کو ایسی غذا کچھ دنوں تک لگاتار دی جائے تو وزن میں کمی ضرور آئے گی۔ لیکن مریض کا حال ناگفتہ بہ ہو جائے گا۔ عرب اطباء نے بھوک کی زیادتی یا بسیار خوری کو بیماری قرار دے کر اس کو جوع الکلب (کتے کی بھوک) جوں البقر (بیل کی بھوک) اور جوا المغشی (بیہوش کر دینے والی بھوک) کے عنوانوں تلے بیان کیا ہے لیکن علاج کے لئے انہوں نے افتیمون کے علاوہ کوئی معقول دوائی بیان نہیں کی۔

طب جدید میں بھوک اڑانے والی ادویہ میں DEXEDRINE AMPHETAMINE- METHEDRINE وغیرہ قسم کی گولیاں بڑی مقبول رہی

ہیں۔ ان دواؤں سے بدن میں چستی سی بھی آ جاتی تھی اور بھوک کے ساتھ نیند بھی اڑا دیتی تھیں۔ پھر یہ نشہ بازوں کے ہتھے چڑھ گئیں اور ان کا استعمال متروک ہو گیا۔ اب یہ بازار سے غائب ہو گئی ہیں۔

وزن کم کرنے کے لئے اسبغول کی قسم کا ایک گوند آ رہا ہے۔ اس کی چیونگ گم کی طرح کھانے سے معدہ میں بوجھ پیدا ہو کر بھوک اڑ جاتی ہے۔ غالباً" یہی کام اسبغول کا نصف چمچ کھا کر اس سے بہتر کیا جا سکتا ہے۔

عرب ریاستوں کی مارکیٹ میں جلاب کی مشہور دوائی CASCARA SAGRADA سے بنی ہوئی میٹھی گولیاں اور ٹافیاں ملتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان سے بھوک اڑ جاتی ہے۔

بھوک اڑانے والی ہر دوائی جسم کے اعتدال کو متاثر کرکے خطرناک قسم کی خرابیاں پیدا کرتی ہے۔ SLIMMING CLINICS سے علاج کروانے والوں کی حالت زار دیکھ کر اب یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ یہ کام خطرے سے خالی نہیں اور ایسا کرنے والے اپنی تندرسی کو داؤ پر لگاتے ہیں۔

وزن کم کرنے کے لئے تھوڑی ورزش کے ساتھ غذا میں چاول' چکنائی اور نشاستہ دار غذائیں کم کر دی جائیں اور جب ایک تہائی بھوک باقی رہ جائے تو کھانا بند کر دیں۔ اس طرح وزن میں آہستہ آہستہ کمی آتی ہے اور جسم کے افعال متاثر نہیں ہوتے۔

طب نبوی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھوک کی کمی کا مسئلہ حل کرنے میں اسے ہر طرف سے سلجھایا ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے غذا کے دو اہم اوقات متعین فرمائے۔ ناشتہ صبح جلدی کیا جائے اور رات کا کھانا بھی جلد اور ضرور کھایا جائے اور اس کے بعد چہل قدمی کی جائے۔ بھوک کی کمی کے نفسیاتی اسباب کو توجہ میں رکھتے ہوئے کھانا اطمینان سے کھانے کی یہاں تک تلقین فرمائی کہ دسترخوان لگ گیا ہو اور وہی

وقت نماز کا بھی ہو تو نماز چھوڑ کر کھانا اطمینان اور تسلی سے کھایا جائے۔ وہ کھانے میں اشتہا آور اشیاء کو پسند کرتے تھے۔ اور اگر بات پھر بھی نہ بنے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اذا قیل لہ ان فلانا وجع لا یطعم الطعام' فقال ! علیکم بالتلبینہ فحسوہ ایاھا۔ و یقول: و الذی نفسی بیدہ' انھا تغسل بطن احدکم کما تغسل احدا کن وجھھا من الوسخ (ترمذی' احمد' النسائی' الحاکم)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کبھی یہ شکایت کی جاتی کہ فلاں کمزور پڑ رہا ہے اور اسے بھوک نہیں لگ رہی تو فرماتے کہ تمہارے لئے تلبینہ جو موجود ہے۔ اس کو کھاؤ پھر فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یہ تمہارے پیٹ کو اس طرح دھو کر صاف کر دیتا ہے جیسے کہ تم لوگ اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر اس سے غلاظت اتار دیتے ہو)

جو کا دلیا ایک طاقتور اور مفید غذا ہے۔ پیٹ سے تیزابیت دور کرنے کے علاوہ یہ خون کی کولیسٹرول کو کم کرتا ہے۔ اور پرانی قبض کا بہترین علاج ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھوک لگانے والا قرار دیا ہے۔ ان کے ارشاد کو برحق قرار دینا ہی ہماری فرمانبرداری ہے۔ ورنہ ہم کو اس نسخہ سے پچھلے 15 سالوں سے نہایت ہی اچھے نتائج حاصل ہوتے رہے ہیں۔ انہوں نے پیٹ کو صاف کرنے کے سلسلہ میں ایک اور مفید چیز کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ان کی چچیؓ روایت فرماتی ہیں۔

البطیخ قبل الطعام یغسل البطن غسلا" و یذھب بالداء اصلا" (ابن عساکر)

(کھانے سے پہلے تربوز کا استعمال پیٹ کو دھو کر صاف کر دیتا ہے۔ اور وہاں کی بیماریوں کو بھی دور کرتا ہے)

کھانے کے وقت سے ایک گھنٹہ پہلے تربوز کھانے سے بھوک خوب لگتی ہے اور

آنتوں میں سوزش وغیرہ کے اگر کوئی مسائل ہوں تو وہ بھی دور ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث میں تربوز کا جس طرح سے ذکر کیا گیا ہے اسی اصول کو استعمال کرتے ہوئے وہی افادات اس نوع کے دوسرے پھلوں پر بھی منطبق کئے جا سکتے ہیں۔ ہمارے تجربہ میں خربوزہ' گرما' سردا' پپیتہ اور اناناس بھی تقریباً یہی فوائد رکھتے ہیں۔

انجیر کھانے کو ہضم کرتی ہیں۔ کچھ مریضوں میں بھوک نہ لگنے کی ایک وجہ پیٹ میں ہضم کرنے والے خامروں کی کمی بھی ہوتی ہے۔ چونکہ دوپہر کا کھایا ہوا کھانا ہی شام تک پیٹ میں بوجھ بنا لگتا ہے۔اس لئے اگلے کھانے پر طبیعت تیار نہیں ہوتی۔ کھانے کے بعد اگر تین دانے خشک انجیر کھا لئے جائیں تو آئندہ کی بھوک کا معقول بندوبست ہو جائے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگترے کی تعریف فرمائی ہے۔ عبدالرحمان بن دلہمؓ روایت فرماتے ہیں کہ ان کا ارشاد ہے

وعلیکم بالاترج فانہ یشد الفواد (دیلمی)

(تمہارے لئے اترج میں بے شمار فوائد موجود ہیں۔ یہ دل کو مضبوط کرتا ہے اور دل کے دورے میں مفید ہے)

میٹھے سنگترے کا جوس اتنا مفید نہیں جتنا کہ اس کو گودے سمیت کھانا ہے۔ جنت میں ملنے والی چیزوں کا قرآن مجید نے تذکرہ کیا ہے ان میں ادرک بڑی خوبیوں والا بتایا ہے۔ وہاں پر جن گلاسوں میں پانی دیا جائے گا ان گلاسوں کی ساخت میں ادرک کی مہک بسی ہوئی ہو گی۔ محدثین نے ادرک کو آنتوں کے مسائل کے لئے اکسیر قرار دیا ہے۔ یہ جگر کی اصطلاح کرتے ہوئے پرانے سدے نکال دیتا ہے۔ تبخیر کو دور کرتا ہے ایک نسخہ کے مطابق ہاضمہ کو بہتر کرتا ہے۔ یہ بھوک لگاتا اور قبض کو دور کرتا ہے مگر مسہل نہیں ہے۔ بہی پھل یا اس کا مربہ بھی مفید ہیں۔

طب نبوی میں مذکورہ 93 چیزوں میں سے ہر ایک بھوک بڑھاتی ہے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی مناسب نسخہ میں بھوک بڑھانے کی غرض کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ڈکار مارنا

AEROPHAGY

مجلس میں ڈکار مارنا بدتمیزی ہے۔ بعض لوگ کھانا کھانے کے بعد بڑے زور سے ڈکار مار کر اپنی بسیار خوری کے اعلان پر بڑی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ دودھ چوسنے کے عمل کے دوران چھوٹے بچے ہوا کی کافی مقدار معدہ میں داخل کر لیتے ہیں۔ اگر یہ ہوا اسی طرح موجود رہے تو ان کو بے قراری' پیٹ میں بوجھ کے ساتھ قے آ جاتی ہے۔ دودھ پلانے کے بعدمائیں بچے کو اونچا کرکے سینے کے ساتھ لگا کر بچے کے کندھوں کے درمیان تھپکتی یا ہاتھ پھیرتی ہیں تو ان کو ایک دو ڈکار آ جاتے ہیں۔ جس سے پیٹ میں جمع ہوا نکلنے کا پتہ چلتا ہے اور بچہ آرام سے سو جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس بڑی بے تکلف مگر باوقار ہوتی تھی۔ اجڈ دیہاتیوں پر بے جا مجلسی پابندیاں مسلط نہ تھیں۔ ان کو سلیقے سے بیٹھنے اور بات چیت کی تربیت دی جاتی تھیں۔ کیونکہ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے آئندہ دنیا بھر میں حکومت کرنی تھی۔ اس مجلس میں ایک نو آمدہ دیہاتی نے سب کے سامنے کونے میں جا کر مسجد جیسی مصفا جگہ پر پیشاب کر دیا۔ لوگ اسے منع کرنے کو تھے کہ حضور نے نے روک دیا۔ لیکن ان ساری سہولتوں کے باوجود جب ایک شخص نے مجلس میں ڈکار مارا تو اسے باہر نکال دیا گیا۔ جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ڈکار اپنی مرضی

مارا جاتا ہے اور اگر کوئی شخص چاہے تو اسے روک سکتا ہے۔

انگریزی میں ڈکار مارنے کو ERUCTATION کہتے ہیں۔ مگر اب طب جدید نے اسے AEROPHAGY سے تبدیل کر دیا ہے۔ جس کے لفظی معنی ہوا نگلنا ہے۔ علماء طب کا کہنا ہے کہ مریض غیرشعوری طور پر پہلے ہوا نگلتا ہے اور پھر اسے ڈکار کی شکل میں نکالتا ہے۔ ڈکار کو تیار کرنے کے لئے اگر کسی نے 100cc ہوا اندر نگلی تو ڈکار کی صورت میں 70cc ہوا باہر نکلی اور اس طرح ہر ڈکار کے ساتھ 30cc ہوا معدہ اور آنتوں میں بوجھ پیدا کرنے کے لئے باقی رہ گئی۔ ایسے لوگوں کا ہاضمہ ہمیشہ خراب رہتا ہے اور پیٹ میں نفخ روز کی شکایت ہوتی ہے۔

اگر اس بات کو سمجھ لیا جائے کہ ڈکار اندر سے نہیں آتا اور ہوا انجانے میں نگلی جاتی ہے اور اس کے کے بعد وہی ہوا ڈکار کی شکل میں نکلتی ہے تو مسئلہ آسان اور اسے حل کرنا مریض کے اپنے بس کی بات بن جاتا ہے۔

برطانوی ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ ہوا کو نگلنے کے لئے مریض کا منہ بند ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ہوا نگلنے سے باز رکھنا ممکن ہوتا ہے مریض اگر اپنے دانتوں کے درمیان ربڑ کا کوئی موٹا ٹکڑا رکھ لیا کریں تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے کیونکہ کھلے منہ ہوا کا نگلنا ممکن نہیں اس لئے وہ کوشش کے باوجود ہوا نگل نہ سکیں گے۔

کھانا کھانے' پانی پینے کے دوران نہ چاہتے ہوئے بھی پیٹ میں ہوا کی کچھ مقدار اندر چلی جاتی ہے۔ جسے نکالنے کی کوشش اگر نہ کی جائے تو یہ آنتوں میں جا کر سیدھی طرح باہر نکل جاتی ہے یا کبھی کبھی اس سے ڈکار بھی بن جاتا ہے۔

طب جدید میں تیزابیت کو مارنے والی ادویہ اس کے علاج میں استعمال کی جاتی ہیں جن کا کوئی جواز نہیں۔

ڈکاروں کے ساتھ اگر بدہضمی شامل ہو یا مریض کا پتہ خراب ہو تو اس کا باقاعدہ علاج کیا جائے۔ پتہ کی سوزش اور پرانی پیچش کے اکثر مریض پیٹ میں بوجھ محسوس کرنے کی وجہ سے جان بوجھ کر اس امید پر ڈکار مارتے ہیں کہ ہوا کا کچھ حصہ اس طرح باہر نکل جائے گا۔ یہ درست نہیں۔ ڈکار مارنے کی ہر کوشش' سوڈے کی بوتلیں

اور خاص طور پر لیمونیڈ قسم کی کھٹی بوتلیں بیماری میں اضافہ کا باعث ہوتی ہیں۔ اطباء قدیم نے سفوف اور اجوائن کے مرکبات کے علاوہ سکنجبین کو اس کے علاج میں استعمال کیا ہے جو کہ بدہضمی کا علاج ہیں۔ شہد اور انجیر ڈکار سے بچاتے ہیں۔

بدہضمی اور تبخیر کے علاج میں استعمال ہونے والا طب نبوی کا ہر نسخہ ہوا نکلنے سے پیدا ہونے والے مسائل کا علاج ہے۔

تبخیر معدہ (اپھارہ)

FLATULENCE

پیٹ میں ہوا بھری رہنا بیماری نہیں بلکہ متعدد دوسری بیماریوں کی اہم علامت ہے۔ جیسا کہ۔

ہوا نگلنے کی عادت: سوڈا واٹر کی بوتلیں پینا' جلد جلد کھانا ٹھیک سے چبائے بغیر کھانا' کثرت سے پان کھانا' تمباکو اور نسوار کھانا' زیادہ مرچوں اور مصالحوں والی غذائیں' مٹھائیوں کی کثرت' ذہنی اسباب میں تفکرات' صدمات اور ہر وقت جلتے کڑھتے رہنا اس کے اہم اسباب ہیں۔ ہوا نگلنے سے مراد ڈکار مارنا لیا ہے۔

منہ میں کثرت سے تھوک آنا' پتہ کی سوزش' منہ کے راستے سانس لینے کی عادت (جن کے ناک کسی بیماری کی وجہ سے بند رہتے ہیں) ایسی ادویہ کا استعمال جو آنتوں کی حرکات کو کم کرتی ہیں۔

ان بیماریوں اور حالات کے علاوہ انتڑیوں میں خوراک کے زیادہ دیر قیام کا باعث بننے والی چیزیں یا غذائیں چکنائیوں کی کثرت اور ٹھیک سے چبائے یا پکائے بغیر نشاستہ دار غذاؤں (شکرقندی' کھیر' چاول) کا استعمال' پرانی قبض' اسہال' پرانی پیچش' جلاب کی دواؤں کا اکثر استعمال' پیٹ میں غذا کو ہضم کرنے والے خامروں کی کمی آنتوں میں سڑاند پیدا کرنے والے جراثیم کی موجودگی' جراثیم کش ادویہ کا بار بار استعمال پیٹ میں ہوا بھرنے کا باعث بنتے ہیں۔

پیٹ میں ہوا رہنے کی شکایت کرنے والے حضرات یہ بیماری بداعتدالی سے

حاصل کرتے ہیں- وہ اپنے پیٹ میں وقفہ دیئے بغیر اتنا کچھ ڈال لیتے ہیں کہ اسے ہضم کرنے کے لئے ایک معقول عرصہ درکار ہوتا ہے- جس کی وجہ سے غذا پیٹ میں زیادہ دیر رہتی اور اس میں سڑاند پیدا ہو جاتی ہے-

پیٹ مین تیزابیت اگر زیادہ ہوتو تب بھی ہوا بھر جاتی ہے- جیسے کہ تفکرات اور معدہ کا زخم یا کثرت سے اچار' لیموں اور مصالحے کھانا' ان میں تبخیر کے ساتھ ساتھ جلن بھی ہوتی ہے- دوسرے وہ ہیں جن کے پیٹ میں تیزاب ضرورت سے بھی کم ہوتے ہیں- اندازہ لگایا گیا ہے کہ دنیا کی آبادی کا 5 فیصد ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جن کے پیٹ میں تیزاب بالکل نہیں ہوتا- زندہ تو وہ بھی رہتے ہیں- مگر تکلیف کے ساتھ- چونکہ خوراک ہضم کرنے کا پہلا مرحلہ ہی ان کے لئے مشکل ہوتا ہے- اس لئے ان کی غذا اعتدال سے زیادہ عرصہ پیٹ میں رہتی اور سڑاند سے تبخیر پیدا ہوتی ہے-

تشخیص

عام حالات میں ایسے مریضوں کے لئے کسی ٹیسٹ کی ضرورت نہیں ہوتی- چند دن کے علاج کے بعد صورت حال واضح ہو جاتی ہے- مریض کو اگر فائدہ ہو رہا ہے- تو اضافی اخراجات کی ضرورت نہیں- اور اگر فائدہ نہ ہو یا وقتی آرام ہو تو ایسی صورت میں معدہ اور آنتوں کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا ضروری ہو جاتا ہے-

علاج

دوا کے انتخاب کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ مسئلہ تیزاب کی کمی کا ہے یا زیادتی کا- لیکن عملی طور پر کسی معالج کو اس مصیبت میں پڑتے دیکھا نہیں گیا- یونانی اطباء کا سر الریاح ادویہ دیتے ہیں اور ڈاکٹر تیزاب کو کم کرنے والی- حیرت کی بات یہ ہے کہ دونوں کے اکثر مریض فائدہ پاتے ہیں-

طب جدید میں پیٹ سے ہوا نکالنے کے لئے DIGEX POLYCROL

DISFLATYL-SIMECO مشہور دوائیں ہیں ایسے مریض دیکھے گئے ہیں جو سالوں سے یہ دوائیں کھا رہے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ میں جب SIMECO کی دو گولیاں چبا لیتی ہوں تو جلن جاتی رہتی ہے اور پیٹ ہلکا ہو جاتا ہے۔

تبخیر کا ہر مریض اختلاج' دہشت اور گھبراہٹ کا شکار ہوتا ہے۔ کچھ تو ایسے ہیں کہ درجنوں مرتبہ دل کا معائنہ کروا چکے ہیں۔ غذا ہضم نہ ہونے کی وجہ سے جسم میں کمزوری اور دردیں ان کے لئے مصیبت کا مستقل باعث بنے رہتے ہیں۔ اس کیفیت کا حل ڈاکٹروں نے یہ کیا ہے کہ ان مریضوں کو وہ جی بھر کر خواب آور ادویہ دیتے ہیں۔ LIBRAX تو ان کے لئے مخصوص ہو گئی ہے۔ ورنہ سکون آور ادویہ کے نام سے ملنے والی تمام دوائیں ان کا مقدور رہتی ہیں۔ جیسے کہ LIBRIUM SEREPAX- VALIUM - ATIVAN- وغیرہ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ جسمانی احساسات کو کند کرنے والی یہ دوائیاں مریضوں کو بڑی پسند آتی ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ کچھ عرصہ کے استعمال کے بعد جب ان کا گولی کھائے بغیر گزارا نہیں ہوتا یا اس کے بغیر نیند نہیں آتی اور جسم تھکا تھکا سا رہنے لگتا ہے تو احساس ہوتا ہے کہ وہ خود فریبی کے کسی مقام پر ہیں۔

یونانی طریقہ علاج میں اطریفل زمانی' جوارش کمونی' سونف اور اجوائن کے عرق عام طور پر مفید اور بے ضرر ہیں۔ جوارش جالینوس بڑی عمدہ اور مفید دوائی ہے۔ لیکن جن کے پیٹ میں تیزاب پہلے سے زیادہ ہوں ان کو اس سے تکلیف ہو سکتی ہے۔ ہچکی کے لئے اس سے بہتر کوئی دوائی دیکھی نہیں گئی۔

° جب کاسر الریاح اور خواب آور دواؤں سے فائدہ نہ ہو تو ڈاکٹر غذا کو ہضم کرنے والے جوہر دے دیتے ہیں۔ جن سے ابتدا میں فائدہ ہوتا ہے۔ بعض اداروں نے تمام جوہر ترک کرکے پپیتہ کا جوہر نکال کر اس کا سیال تیار کیا ہے اور یہ واقعی مفید ہے۔ PAPAINE کے نام سے ملنے والا یہ جوہر اکثر شربتوں جیسے کہ CARIPEPTIC کا جزو عامل ہوتا ہے لیکن ایسے علاج کا کیا فائدہ؟ جس روز بھی بند کریں اگلے دن پہلے سے زیادہ تکلیف ہو۔

طب نبوی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی ادویہ کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں سے ہر ایک اس بیماری میں مفید ہے۔ جلاب کے ذکر میں انہوں نے سنا کے ساتھ جس سنوت کا ذکر فرمایا ہے اسے محدثین نے سویا قرار دیا ہے۔ سویا پیٹ سے ہوا نکالنے میں اس حد تک مفید ہے کہ انگلستان کی وڈورڈ کمپنی 150 سال سے گرائپ واٹر کے نام سے بچوں کے پیٹ سے ہوا نکالنے والی دوائی کی کمائی کھا رہی ہے۔ جس کو دنیا کی ہر ماں پسند کرتی ہے۔ گرائپ واٹر' سوڈا بائی کارب' سوئے کا تیل' تھوڑی سی الکحل اور گلوکوس کا مرکب ہے۔یہ آسان سا نسخہ کسی بھی ڈسپنسری میں تیار ہو سکتا ہے یا سوئے کا عرق نکال کر اگر دیا جائے تو وہ زیادہ مفید اور قابل اعتماد ہے۔ بلکہ پاکستانی دوائی ہمدرد کی "نونہال" اس سے زیادہ مفید ہے۔

صبح اٹھ کر یا عصر کے وقت خالی پیٹ شہد پینے سے پیٹ کی جلن کم ہوتی اور ہوا نکل جاتی ہے۔

کھانے کے بعد 3 دانے خشک یا تازہ انجیر کھانے سے کھانا ہضم ہو جاتا ہے اور ہوا نکل جاتی ہے۔

رات سوتے وقت 2-1 بڑے چمچے زیتون کا تیل آنتوں کی جلن دور کرنے کے ساتھ تبخیر کا عمل ختم کر دیتا ہے۔

کھانے کے بعد کلونجی' قسط' کاسنی' مرزنجوش' حلبہ میں سے کوئی بھی چیز 2 گرام تک کھا لینے سے ہوا بھی نکل جاتی ہے اور وہاں اگر کوئی بیماری موجود ہو تو وہ بھی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ ہم نے اکثر مریضوں کو

قسط البحری	10 گرام
کلونجی	50 گرام
سوئے	2 گرام

پیس کر شہد میں ملا کر معجون کی صورت میں تجویز کیا۔ اس مرکب کا پون چھوٹا چمچہ پیٹ سے ہر قسم کی تبخیر ختم کر دیتا ہے۔

بدہضمی

DYSPEPSIA

بدہضمی ایک عام سی بیماری ہے جسے لوگ اکثر سنجیدگی سے نہیں لیتے۔ پیٹ میں بوجھ یا کھانے کے بعد بوجھ' کھٹے ڈکار' منہ میں کھٹا پانی آتے رہنا' صبح اٹھنے پر منہ کا ذائقہ کسیلا' پیٹ میں ہوا بھی رہنا بدہضمی کی عمومی علامات ہیں۔ چونکہ یہ تمام کیفیات پیٹ کی خرابی کی آئینہ دار ہیں اس لئے کھانا ٹھیک سے ہضم نہ ہونے کی وجہ سے جسم میں کمزوری خاص طور پر ٹانگوں اور کمر کے پٹھے درد کرتے ہی۔ زیادہ تر مریض سوڈے کی بوتل' کوئی چورن یا ہسپتالوں کی لال مکسچر پر گزارا کرتے ہیں۔ اکثر یہ نسخے سالہا سال سے استعمال کرتے چلے آتے ہیں۔ پھر وہ وقت آتا ہے جب ہاضمہ کی لال مکسچر یا سوڈا منٹ یا لال چورن ان کو فائدہ نہیں دیتا۔ اس مرحلہ پر مریض کسی معالج سے مشورہ کرتا ہے۔ لیکن مریضوں کی اکثریت اس کیفیت کو بیماری سمجھنے پر تیار نہیں ہوتی اور اگر ان کو باقاعدہ علاج کا کہا جائے تو اکثر لوگ اس پر آمادہ نہیں ہوتے۔

بدہضمی بذات خود بیماری نہیں بلکہ پیٹ میں ہونے والی متعدد بیماریوں کی علامت ہے جیسے کہ:

عام بدہضمی

مرغن غذاؤں' مسلسل بسیار خوری' آرام طلب زندگی' پرانی قبض' کھانے کے غیر

متعین اوقات یا کھانا کھانے کے بعد جلد سو جانے کی وجہ سے آنتوں میں غذا معمول سے زیادہ ٹھہرتی ہے۔ جس کی وجہ سے بدہضمی کی علامات پیدا ہوتی ہیں۔ پیدل چلنے سے آنتوں میں موجود خوراک بھی آگے کو چلتی ہے۔ جو لوگ گھر سے سواری پر کام پر جاتے اور اسی طرح واپس آتے ہیں ان کو بدہضمی کی بیماری ان کی اپنی کوشش سے حاصل ہوتی ہے۔

نفسیاتی بدہضمی

ذہن پر اگر کوئی دباؤ ہو' غصہ' گھبراہٹ' ڈر خوف' فرار' اضطراب اور پریشانی۔ صدمات کی وجہ سے آنتوں کے افعال متاثر ہوتے ہیں۔ ان تمام ذہنی کیفیات میں بھوک اڑ جاتی ہے۔ آنتوں میں غذا کا سفر طویل ہو جاتا ہے۔ قبض اکثر ہوتی ہے۔ جس میں دردیں اکثر اور بے خوابی ان کے ذیلی نتائج ہیں۔

آنتوں کی سوزش

پرانی پیچش' اپنڈکس' پیٹ کے کیڑے خاص طور پر GIARDIASIS بدہضمی کا باعث ہوتے ہیں۔

شرح اسباب

اپنڈکس اور ذہنی اثرات سے ہونی والی بدہضمی عرصہ دراز سے ہوتی ہے اگر علامات میں کمی آتی رہتی ہو تو یہ معدہ کے السر کو ظاہر کرتی ہے۔ جگر کی خرابیوں اور کینسر کی صورت میں بھوک اڑ جاتی ہے۔ ذہنی بدہضمی اور معدہ کی سوزش میں متلی بھی ہوتی ہے۔ اگر قے آ رہی ہو تو اس کا مطلب شدید بیماری یا رکاوٹ ہے۔ خون کی قے' جگر کے انحطاط' معدہ کے السر' معدہ کی سوزش اور کینسر میں آتی ہے۔

مسلسل قبض آنتوں کے زخم' معدہ کے کینسر' معدہ کے منہ کی بندش' اپنڈکس کی سوزش میں ہوتی ہے۔ جب کہ اسہال آنتوں کی سوزش' بڑی آنت کے کینسر اور لبلبہ کی سوزش میں ہوتے ہیں۔ سیاہ رنگ کا پاخانہ اس صورت میں آتا ہے جب فولاد کا

کوئی مرکب کھایا جا رہا ہو ورنہ یہ آنتوں میں زخم اور کینسر کی علامت ہے۔

منہ میں تیزابی پانی معدہ کے زخموں اور معدہ کی مزمن سوزش میں آتا ہے۔ تبخیر اور پیٹ میں ہوا زیادہ تر پتہ کی بیماریوں کے علاوہ ڈکار مارنے کی بری عادت سے ہوتے ہیں۔

مریض کی علامات اگر تبدیل ہوتی رہتی ہوں اور اسے کافی عرصہ آرام رہتا ہو یا صبح کو متلی اور درد بغیر کسی کوشش کے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ درد ایسا ہو کہ نیند میں خلل نہ آئے اور تفکرات زیادہ ہوتے ہیں تو ان میں پریشانی کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ یہ کیفیت اکثر خطرناک بیماری کے علاوہ ہوتی ہے۔

طب یونانی

مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب نے بھرے پیٹ کھانا کھانے' جلد جلد کھانے' بسیار خوری' کھانے کے درمیان زیادہ پانی پینے سے چاول اور ٹھنڈی چیزیں کھانے اور ثقیل غذاؤں کو بدہضمی کا باعث قرار دیا ہے۔ وہ تجویز کرتے ہیں کہ ابتدا میں گرم پانی کے ساتھ سکنجبین دے کر مریض کو قے کروائی جائے۔ پھر املی کے پانی کے ساتھ سنامکی دے کر مریض کو جلاب دے دیں۔ باقاعدہ علاج میں جوارش کمونی کے ہمراہ

سونف	تخم کثوت
5 ماشہ	3 ماشہ

کو عرق بادیان اور گلاب کے ساتھ کھلائیں انہیں کا ایک دوسرا نسخہ یہ ہے۔

سونف	پودینہ خشک	الائچی سبز	گلقند
7 ماشہ	3 ماشہ	3 ماشہ	4 تولہ

کو پانی میں جوش دے کر چھان لیں۔ اس میں 4 تولہ **سکنجبین** ملا کر روزانہ پلایا جائے۔ بچوں کے پیٹ میں تکلیف کے لئے چار عرق بڑے مشہور ہیں۔ لاہور کے ایک ڈاکٹر صاحب حکیم محمد اکبر نے بہی کے شربت کے ہمراہ سونٹھ تجویز کی ہے اس

عرق کے افادیت کا یہ عالم ہے کہ وہ روزانہ اس کی 100 عمدہ بوتلیں بیچ لیتے ہیں۔ طب یونانی میں پیٹ سے ہوا نکالنے والی ادویہ کی ایک بڑی عمدہ اور اچھی تعداد موجود ہے جس سے نسخہ لکھنے والا اپنی مرضی کا انتخاب کر سکتا ہے۔ عام طور پر جوارش جالینوس' جوارش کمونی' بسنت مالتی' سونف' ملٹھی' پودینہ' ہینگ' نانخواہ' اجوائن' زیرہ' دارچینی' لونگ' فلفل' سوئے' تیزپات' اناردانہ 'پپیتہ وغیرہ اس سلسلے میں استعمال کئے جاتے ہیں۔

اکثر حکماء نے اپنی اپنی پسند کے نسخے ترتیب دیئے ہیں جن میں سب سے زیادہ دلچسپ دواخانہ نورالدین کی "اکسیر شافی" ہے۔ جس میں 21 کاسرالریاح ادویہ شامل ہیں جن میں سونف سے لے کر ہینگ تک ہر قسم کی چیزیں ڈالی گئیں ہیں۔ بدہضمی کی خواہ کوئی بھی قسم ہو یہ دوائی مفید ہو سکتی ہے۔

طب جدید نے یونانی اطباء سے کاسرالریاح ادویہ کا تصور لیا۔ ان میں سے اکثر ادویہ ایسی ہیں جو گھروں میں کھانا پکانے کے دوران مصالحے کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ اور یہ چیزیں یورپ والوں کے لئے نئی ہیں۔ چونکہ یہ چیزیں بھوک بڑھاتی' کھانے کو ہضم کرنے میں امداد کرتیں اور پیٹ سے ہوا نکالتی ہیں۔ اس لئے انہوں نے ان کو CARMINATIVES کے نام سے برطانوی قرابا دین میں شامل کر لیا ہے۔ اس سلسلے میں الائچی سبز بڑی مقبول رہی ہے۔ اس کے ساتھ چند دوسری چیزیں شامل کرکے TR.CARDAMOMI Co ایک مشہور دوائی ہے۔ اس کے علاوہ دارچینی' لونگ' جائفل' زیرہ' سوئے کے تیل جن کو AROMATIC VOLATILE OILS کہتے ہیں۔ ڈاکٹروں نے اپنی اپنی پسند کے عناصر جمع کرکے مختلف نسخے ترتیب دیئے ہیں۔

ہسپتالوں کا مقبول نسخہ لال مکسچر عام طور پر یہ ہے۔

SODA BICAB grains 20

TR. CARD CO 30 drops

SPT. AMMON AROMAT 10 drops

AQUA MENTHA PIP. ad one ounce

ایک اونس کھانے کے بعد

بعض لوگ اس نسخے میں ادرک اور اجوائن کی ٹنکچر TR.ZINGEBERIS اور TR.HYOSCYMUS بھی شامل کرتے ہیں۔

بدہضمی بذات خود کوئی بیماری نہیں بلکہ متعدد بیماریوں کی علامت ہے۔ ذہنی بوجھ یا ثقیل غذاؤں کی وجہ سے پیدا ہونے والی صورت حال کا علاج تو ادویہ سے کیا جا سکتا ہے لیکن پتہ یا اپنڈکس کی سوزش کا دواؤں سے علاج خطرناک ہے۔

جدید علاج میں آج کل ایک نیا رجحان پیدا ہو گیا ہے۔ معالج حضرات کے پاس آنتوں کو سکون دینے والی ادویہ کی ایک بڑی تعداد آ گئی ہے جیسے کہ STELABID 2 LIBRAX وغیرہ۔ یہ ادویہ بنیادی طور پر اعصاب پر مضعف اثر رکھتی ہیں۔ جس سے مریض کی حسیات کند ہو جاتی ہیں یا آنتوں میں حرکات کم کر کے ایسا لگتا ہے کہ جیسے اطمینان ہو گیا۔ حقیقت میں اصل بیماری اپنی جگہ قائم و دائم موجود ہوتی ہے۔ اب اسی خاندان کی اور بھی دوائیں کثرت سے استعمال میں ہیں اور مریض خوش فہمی کا شکار رہتے ہیں کہ ان کی بیماری جاتی رہی۔

طب نبوی

بدہضمی پیدا کرنے والی اکثر بیماریوں کا تفصیل سے تذکرہ کیا جا چکا ہے بدہضمی کا بنیادی علاج شہد ہے۔ حالات خواہ کچھ بھی ہوں۔ شہد پینے سے آرام آتا ہے' معدہ اور آنتوں کی جلن رفع ہو جاتی ہے۔ تھوڑی دیر میں بوجھ کم ہو جاتا ہے۔ شہد اگر گرم پانی میں پیا جائے تو اکثر اوقات نیند آ جاتی ہے۔ جس کے بعد علامات کا بیشتر حصہ ختم ہو جاتا ہے۔

کھانے کے بعد بوجھ زیادہ ہو تو 3-4 دانے خشک انجیر چبا لینے سے فائدہ ہوتا ہے۔ پیٹ میں اگر السر نہ ہو تو انجیر کو کچھ عرصہ لگاتار کھانا مفید رہتا ہے۔ یہ فائدہ پتہ کی سوزش میں بھی جاری رہتا ہے۔ معدہ میں کینسر یا زخم کی صورت میں زیتون کا تیل

ایک شافی علاج ہے۔ اکثر مریضوں میں جو کا دلیہ شہد ملا کر دینا مفید رہتا ہے۔ کیونکہ جو کی لیس جلن کو سکون دیتی ہے۔ یہ قبض کشا ہے۔ جسمانی کمزوری کا بھی علاج ہے۔

تبخیر معدہ کے سلسلہ میں مذکورہ نسخے بھی اس میں مفید ہیں۔ ان کے علاوہ :

قسط البحری	40 گرام
کلونجی	50 گرام
سوئے	10 گرام

ملا کر صبح، شام، پون چھوٹا چمچ کھانے کے بعد دینے سے اکثر مریض شفایاب ہو جاتے ہیں۔

سوزش معدہ

ACUTE GASTRITIS

معدہ میں سوزش عام طور پر جلن پیدا کرنے والی دواؤں مثلاً اسپرین، شراب، فولاد کے مرکبات اور جوڑوں کے درد کی دواؤں از قسم PHENYL BUTAZONE کھانے سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے یورپی ممالک میں شراب پینے والوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ خالی پیٹ بادہ نوشی سے پرہیز کریں۔

اس سلسلہ میں سب سے اہم ہدایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی کہ کھانا گرم گرم نہ کھایا جائے۔ گرم کھانا جب پیٹ کے اندر جاتا ہے تو معدہ کی جھلیوں میں اپنے درجہ حرارت کی وجہ سے خون کا ٹھہراؤ پیدا ہوتا ہے جب ایسا بار بار ہوتا ہے تو معدہ میں سوزش کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

گردوں کے فیل ہونے کے نتیجے میں جب خون میں یوریا کی مقدار بڑھ جاتی ہے یا خون میں پیپ پیدا کرنے والے جراثیم کی وجہ سے زہرباد پیدا ہوتا ہے تو اس کے اثرات معدہ پر سوزش کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

معدہ کی جھلیاں متورم ہو جاتی ہیں۔ ان میں سرخی آ جاتی ہے۔ اس کے ردعمل کے طور پر نازک خلئے گھسنے یا گلنے لگتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اندرونی طور پر جریان خون ہو جاتا ہے یہ معمولی بھی ہو سکتا ہے اور شدید بھی۔

علامات

بھوک ختم ہو جاتی ہے خاص طور پر ناشتہ کو جی نہیں چاہتا۔ متلی' کبھی کبھی قے یا خون کی قے' پیٹ میں جلن محسوس ہوتی ہے۔ بلکہ ایسا لگتا ہے کہ جیسے اندر آگ لگی ہوئی ہے۔ پسلیوں کے نیچے پیٹ کے درمیانی حصہ میں درد ہوتا ہے۔ بار بار خون بہنے اور بھوک کی کمی کی وجہ سے خون کی کمی لاحق ہو جاتی ہے۔ چوکہ معدہ کی دیواروں سے خون بنانے والا ایک جوہر بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے وہاں پر بیماری کی صورت میں اس جوہر کی پیدائش متاثر ہوتی ہے اور یوں خون کی کمی کا ایک اور باعث معرض وجود میں آ جاتا ہے۔

علاج

جدید علاج میں عجیب دو عملی ہے۔ ایک طرف سے وہ مشورہ دیتے ہیں کہ بیماری کا علاج تیزابیت کو ختم کرنے والی ادویہ سے کیا جائے دوسری طرف ان کا کہنا ہے کہ اس بیماری میں معدے کے تیزاب کم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے مریض کے ہاضمہ کو قائم رکھنے کے لئے کچھ تیزاب کا مرکب بھی دیا جائے۔

عام طور پر سکون آور ادویہ' تیز اور مصالحہ دار غذاؤں سے پرہیز کے نتیجہ میں بیماری اپنی ابتداء ہی میں ختم ہو جاتی ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو یہ مزمن شکل اختیار کر لیتی ہے۔

مزمن سوزش معدہ CHRONIC GASTRITIS

معدے کی جھلیوں کا بیماری کے دوران مطالعہ کرنا بڑا مشکل ہے۔ جن لوگوں نے اس سلسلہ میں کوشش کی وہ ناکام رہے۔ کیونکہ جسم سے باہر آنے کے بعد یہ جھلیاں اپنی ماہیت تبدیل کر لیتی ہیں۔ اس لئے جدید علوم میں ان کی واضح شکل و صورت کچھ مدت پہلے تک معمہ بنی رہی۔

یہ بات صراحت سے معلوم نہیں کہ ابتدائی سوزش جب ٹھیک نہ ہو تو اس کے

نتیجہ میں مزمن نوعیت پیدا ہوتی ہے-یا یہ ابتدا ہی سے مزمن ہوتی ہے کیونکہ یہ معدہ کی جھلیوں میں شدید نوعیت کی انحطاطی تبدیلیاں لاتی ہے۔ جس کو معدہ کی دیواروں کے گل جانے یا تغیر پذیر ہو جانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جب دیواریں' ان کی جھلیاں اور ان میں پائے جانے والے عضلات اور غدودیں گلنا شروع ہو جائیں تو خون کی کمی اور سوء ہضم کا پیدا ہو جانا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ پرانے استاد بد ہضمی کے ساتھ پیٹ میں جلن کے ہر مریض کو سوزش معدہ تشخیص کیا کرتے تھے۔ مگر اب کی تحقیقات نے بتایا ہے کہ یہ تشخیص نہ صرف کہ غلط ہے بلکہ سوزش معدہ ایک خطرناک بیماری ہے جسے تیزاب مارنے والی دواؤں سے ٹالا نہیں جا سکتا۔

یہ بیماری بنیادی طور پر انحطاطی ہے۔ اس لئے مریض جلد ٹھیک بھی ہو جائے تب بھی اس کی ساخت کچھ نہ کچھ خرابی ہمیشہ کے لئے رہ جاتی ہے۔

معدہ کی فعالیت متاثر ہونے کے علاوہ اس کا اگلا مرحلہ کینسر ہے۔ GASTROSCOPY کرنے پر معدہ کا رنگ میلا نظر آتا ہے۔ جھلیوں پر لیس کا جماؤ ہوتا ہے اور سوزش کے آثار دیکھے جاتے ہیں۔

معدہ کی مزمن سوزش کا اظہار عام طور پر بد ہضمی کی صورت میں ہوتا ہے۔ لیکن ماہرین نے خون کی کمی' پھلبہری' ذیابیطس اور گردن کی غدود اور غدہ و رقیہ کی سوزش کو بھی اسی بیماری سے وابستہ کیا ہے۔

علامات

عام علامات السر کی مانند ہوتی ہیں۔ لیکن وہ علامات جو معدہ کے سرطان کے سلسلہ میں بیان کی گئی ہیں شامل ہوتی ہیں۔

معدہ سے کافی مقدار میں خون خارج ہوتا ہے جو قے کی شکل میں یا پاخانہ میں سیاہ خون کی شکل میں نکلتا ہے۔ دست اکثر آتے ہیں۔

پیٹ میں درد' بوجھ' بھوک کی کمی' اور گلے کی اندر بلغم جمع رہتی ہے۔ شراب پینے پر پیٹ میں درد' قے ہوتے ہیں۔ یہی کیفیت اسپرین کی گولی سے بھی ہوتی ہے۔ کچھ غذائیں بھی معدے کو ناگوار گزرتی ہیں اور ان کو کھانے کے بعد درد۔ متلی اور

۔قے کے دورے پڑتے ہیں۔

علاج

زیادہ تکلیف کے دوران مریض چارپائی پر لیٹا رہے۔ پیٹ پر گرم پانی کی بوتل سے ٹکور کریں۔

معدہ کو تکلیف دینے والے اسباب از قسم گرم گرم کھانا' مرچیں' تمباکو' شراب' اسپرین اور جوڑوں کی درد کی دواؤں سے پرہیز کیا جائے۔ کھانا اچھی طرح چبا کر کھایا جائے۔

وہ تمام طریقے اختیار کئے جائیں جو السر کے علاج میں کئے جاتے ہیں۔

طب نبوی

معدہ کے کینسر اور مزمن سوزش کا علاج

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معدہ کو بیماری کا گھر قرار دیا ہے۔ انہوں نے معدہ کی جھلیوں کی حفاظت کے سلسلہ میں متعدد اہم ہدایات عطا فرمائی ہیں جن میں ناشتہ صبح جلدی کرنے کا حکم بھی ہے۔ رات بھر کے فاقہ کے بعد معدہ صبح کو خالی ہوتا ہے۔ اس وقت اگر چائے یا کافی یا لیموں کا عرق پیا جائے تو معدے کی تیزابیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہاں پر سوزش اور السر کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے علی الصبح خود ہمیشہ شہد پیا' جو تیزابیت کو کم کرتا ہے اور معدہ کی جھلیوں کی حفاظت کرتا ہے ناشتہ جلدی کرنے کی تاکید یوں فرمائی۔

خیر الغداء بواکرہ

(بہترین ناشتہ وہ ہے جو صبح جلدی کیا جائے)

السر کے علاج کے سلسلہ میں معدہ اور آنتوں کی سوزش کے بارے میں طب نبوی سے جو افادات پیش کئے گئے ہیں وہی اس بیماری میں موثر اور مفید ہیں۔

نہار منہ شہد' ناشتہ میں جو کا دلیا شہد ڈال کر' جس وقت پیٹ خالی ہو اس وقت زیتون کا تیل پلانے سے معدہ میں سوزش کا کوئی بھی عنصر باقی نہیں رہتا۔

سعودیہ میں تیل کی کمپنی کے ایک امریکن افسر کو معدہ میں سوزش تھی اور وہ شراب پینے سے بھی باز نہ آتا تھا۔ امریکی ڈاکٹر اس کے علاج سے عاجز آ گئے تھے۔ ایک نجی دعوت میں اس نے اپنی عادت بد اور بیماری کا تذکرہ بڑے مزاحیہ انداز میں کیا۔ دعوت کے بعد ہم نے علاج کی پیش کش کی تو وہ اسے بھی مذاق سمجھا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ وہ علاج تو آزمائے گا لیکن فیس کوئی نہ ہو گی۔ وہ ہر رات شراب پیتا تھا۔ اس کے بعد سوتے وقت دودھ کے گلاس میں کبھی خالص زیتون کا تیل اور کبھی اسے شہد سے میٹھا کر کے تیل ملا کر پینے کا بتایا گیا۔ صبح کے ناشتہ میں جو کا دلیا یا کبھی QUAKER OATS شہد ڈال کر استعمال ہوتے رہے۔ دن کو اگر جلن ہوئی تو اس نے GELUSIL کی گولیاں کھائیں یا شہد پی لیا۔

یہ سلسلہ ایک سال تک چلتا رہا۔ اس دوران اس کی بیماری بتدریج کم ہوتی گئی اسے درد کا شدید دورہ ایک مرتبہ بھی نہ پڑا اور نہ ہی پیٹ سے خون نکلا۔

یہ ایک ایسے مریض کی داستان ہے جس کی دماغی حالت بھی درست نہ تھی۔ کیونکہ وہ شراب جس نے اس کے معدہ میں پہلے ہی سوزش پیدا کی ہے وہ اسے چھوڑنے پر تیار نہ تھا۔ وہ پیتا رہا اور روتا رہا۔ لیکن اس مبارک علاج کی افادیت اتنی شاندار تھی کہ پرہیز نہ کرنے کے باوجود وہ بہتر ہوتا رہا۔ اس کے بعد ایسے کئی اور مریض دیکھنے میں آئے جو پرہیز بھی نہ کرتے تھے اور علاج بھی باقاعدگی سے نہ کرتے تھے۔ مگر ان کو اس کے باوجود فائدہ رہا۔ کچھ لوگوں کو سستی اور آسان دواؤں سے تسلی نہیں ہوتی۔

ایک خاتون کو السر کے ساتھ معدہ میں سوزش تھی جس کے علاج کے لئے وہ ہر سال انگلستان جایا کرتیں۔ انہیں مٹھی بھر گولیاں صبح شام کھا کر

کچھ آرام آتا مگر وہ بھی عارضی۔ ان کے ایک عزیز کی سفارش پر ہم نے ان کے علاج کی جسارت کی۔ جس میں جو کا دلیا اور زیتون جیسی ارزاں چیزیں تھیں۔ اس سے شدید تکلیف جاتی رہی۔ مزید اطمینان کے لئے پھر ولایت گئیں۔ پتہ چلا کہ زخم تو ٹھیک ہو گیا ہے مگر سوزش موجود ہے۔

دوسرے باقاعدہ مریضوں میں اکثر کو اتنا ہی علاج کافی رہا۔

کینسر کے علاج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے براہ راست ارشاد میسر نہیں۔ البتہ ابن قیم نے جسم میں کسی جگہ بھی بڑھے ہوئے گوشت کے لئے اثمد کو مفید قرار دیا ہے۔ اثمد ANTIMONY کا سرمہ ہے۔ اس کا اندرونی استعمال آسانی سے ممکن نہیں۔ اگرچہ بعض بیماریوں کے لئے اس سے ٹیکے بنے ہیں۔ لیکن معدے کے کینسر میں ان کے استعمال کا ابھی موقع میسر نہیں آ سکا۔

چھاتیوں اور پراسٹیٹ کے کینسر میں ہم نے متعدد مریضوں کو قسط البحری میں کلونجی کی معمولی مقدار دی ہے۔ غدہ ورقیہ میں رسولی کے متعدد مریضوں کو بھی یہی علاج دیا گیا۔ میں سے اکثر کی بیماری پانچ سال سے زیادہ عرصہ پرانی ہو چکی ہے۔ مگر وہ اللہ کے فضل سے زندہ ہیں۔

جرمن سائنس دانوں نے حال ہی میں انکشاف کیا ہے کہ کلونجی کھانے سے آنتوں کا سرطان ٹھیک ہو جاتا ہے۔

معدہ اور آنتوں کے السر (زخم)

PEPTIC ULCERS

انسان کا معدہ خوراک کے ہضم کرنے میں زیادہ اہم کردار نہیں رکھتا۔ سب سے پہلے یہ اندر آنے والی غذا کا سٹور بنتا ہے۔ پھر اس میں موجود نمک کا تیزاب اور PEPSIN مل کر شکر کو گلوکوس میں تبدیل کرتے ہیں۔ دوسرے افعال معمولی نوعیت کے ہیں۔ چونکہ یہاں غذا زیادہ طور ہضم نہیں ہوتی اس لئے انجذاب کا عمل بھی برائے نام ہوتا ہے۔ ہضم اور انجذاب کا سارا سلسلہ چھوٹی آنت میں عمل پاتا ہے تیزابی ماحول میں آدھ گھنٹہ گزارنے کے بعد خوراک کو چھوٹی آنت کی طرف روانہ کرنے کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ چھوٹی آنت کو تیزابیت ناپسندیدہ ہے۔اس لئے اس کے سب سے پہلے حصہ DUODENUM کی جھلیوں سے سوڈا بائی کارب پیدا ہوتا ہے۔ جو معدہ سے آنے والی غذا کی تیزابیت کو ختم کرتا ہے۔

معدہ میں اگرچہ نمک کا تیزاب HYDROCCHLORIC ACID موجود رہتا ہے لیکن یہ اس کی دیوار کو کچھ نہیں کہتا۔ قدرت نے ان دیواروں میں تیزاب سے مدافعت کی صلاحیت رکھی ہوئی ہے۔ پھر ایک وقت ایسا آتا ہے جو اس صلاحیت کو متاثر کرکے ختم کر دیتا ہے۔ اور تیزاب معدہ کی دیواروں کو کھا جاتا ہے۔ وہاں زخم پیدا ہو جاتے ہیں۔ زخم معدہ میں ہوں تو ان کو GASTRIC ULCER اور اگر چھوٹی آنت کے پہلے حصہ میں ہوں تو ان کو DUODENAL ULCER کہا جاتا ہے۔ دونوں کو ملا کر PEPTIC ULCER کا نام دیا جاتا ہے۔

معدہ کا یہ السر مہذب سوسائٹی میں ایک روزمرہ کی بات بن گیا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں جہاں اعداد و شمار میسر ہیں یقین کیا جاتا ہی کہ 10 فیصدی مردوں کو دونوں السروں میں سے ایک ضرورت ہو جائے گا۔ پہلے خیال کیا جاتا تھا کہ یہ بنیادی طور پر مردوں کی بیماری ہے اور عورتیں نسبتاً" محفوظ رہتی ہیں۔ مردوں اور عورتوں میں معدہ کے السر کی شرح 1 : 4 تھی اور آنت کے السر 1 : 2_ لیکن اب صورت حال بدل کر دونوں میں مردوں اور عورتوں کا تناسب 1 : 2 رہ گیا ہے۔ اس کی وجہ غالباً" یہ ہے کہ کاروبار، تفکرات، خوراک، بلکہ شراب نوشی اور تمباکو نوشی میں مغربی ممالک کی عورتیں ہر طرح سے مردوں کی ہم پلہ ہو گئی ہیں اس لئے ان حرکات کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی بیماریوں میں بھی یہ برابر کی شریک ہو گئی ہیں۔

اسباب

پرانے استادوں کا خیال تھا کہ غذا میں بداعتدالیاں خاص طور پر چٹ پٹی غذائیں اور تیز شرابیں معدہ کی جھلیوں کو ایسا کمزور کر دیتی ہیں کہ تیزاب ان کو کھا جاتا ہے۔ اس نقطہ نظر کے مطابق ہندوستان کے جنوبی حصے میں کھٹائی کا زیادہ شوق السر کی زیادتی کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ ان کے زیادہ تر السر پھٹ جاتے ہیں یا معدہ میں آر پار سوراخ کر دیتے ہیں۔

اس بیماری کا اب ایک نیا سبب مقبول ہو رہا ہے۔ جب کوئی شخص ہر وقت سڑتا اور کڑھتا رہتا ہے تو اس عمل میں اس کے معدہ کی دیواروں میں دوران خون میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ خون کی کمی کی وجہ سے ان کی قوت مدافعت کے کمزور پڑتے ہی وہاں پر موجود تیزاب دیوار کا ایک کونا کھا لیتا ہے۔ یہ دیواریں کبھی اتنی کمزور نہیں ہوتیں کہ تیزاب پوری دیوار یا پوری اندرونی جھلی کو گلا دے۔ ان کی کمزوری سے تیزاب کو کبھی کبھار ایک آدھ کونہ کھا لینے کا موقع ملتا ہے جب کہ باقی حصہ اسی طرح تیزاب کی موجودگی کے باوجود اپنی حیثیت اور تندرستی قائم رکھتا ہے۔

کاروباری حضرات، سرجن، پائلٹ، پریشانی کا کام کرنے والے اور مصیبت کے دن گزارنے والوں کو اکثر السر ہو جاتے ہیں۔ جوڑوں کے دردوں میں استعمال ہونے والی

اکثر دوائیں اگر درد کو آرام دیتی ہیں تو پیٹ میں السر پیدا کرتی ہیں۔ اسپرین کا السر سے براہ راست تعلق ثابت ہو چکا ہے۔ کچھ السر ایسے ہیں جو معدہ میں ہونے کے باوجود مدتوں خاموش یا بغیر تکلیف دیئے پڑے رہتے ہیں۔ ان میں سے کسی کو اگر اسپرین کھانی پڑے تو اس کے فوراً بعد زخموں سے خون نکلنے لگتا ہے۔ کیونکہ اسپرین میں موجود تیزاب معدہ کی جھلیوں کی قوت مدافعت کو براہ راست ختم کرتے ہیں۔ جوڑوں کے درد کے لئے استعمال ہونے والی جدید ادویہ میں سے اکثر اپنی کیمیاوی ساخت میں اسپرین سے مختلف ہیں۔ لیکن ان میں موجود کیمیاوی اجزاء ہر مرتبہ السر بنا دیتے ہیں۔ یہاں پر دو برائیوں میں سے ایک کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ سمجھدار معالج جب بھی جوڑوں کے درد کے لئے دوائی تجویز کرتے ہیں تو ساتھ ہی تیزاب کی شدت کو کم کرنے والی دوائی ضرور دیتے ہیں۔ اس عمل کو اطباء عرب نے بدرقہ یا مصلح کا نام دیا تھا۔

شراب نوشی، تمباکو نوشی، اور تفکرات کے علاوہ صدمات بھی السر پیدا کرتے ہیں۔ جیسے کہ خطرناک نوعیت کے حادثات، اپریشن، جل جانے اور دل کے دورہ کے بعد اکثر لوگوں کو السر ہو جاتا ہے۔ اس کی توضیح یہ کی جا سکتی ہے کہ صدمات چوٹ اور دہشت کے دوران جسم میں ایک ہنگامی مرکب HISTAMINE پیدا ہوتا ہے یہ وہی عنصر ہے جو جلد پر حساسیت کا باعث ہوتا ہے۔ یقین کیا جا رہا ہے کہ اس کی موجودگی یا زیادتی معدہ میں السر کا باعث ہوتی ہے۔ اسی مفروضہ پر عمل کرتے ہوئے السر کی جدید دواؤں میں سے CEMITIDINE بنیادی طور پر HISTAMINE کو بیکار کرتی ہے۔ اور یہی اس کی افادیت کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

ایسی خوراک جس میں ریشہ نہ ہو جیسے کہ خوب گلا ہوا گوشت، چھنے ہوئے سفید آٹے کی روٹی السر کے غذائی اسباب ہیں۔

اکثر اوقات السر خاندانی بیماری کے طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ آپس میں خونی رشتہ رکھنے والے متعدد افراد اس میں بیک وقت مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ ان میں تکلیف وراثت میں منتقل ہوتی یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے

بودوباش کا اسلوب' کھانا پینا یا عادات ایک جیسی تھیں- اس لئے ان کو السر ہونے کے امکانات دوسروں سے زیادہ رہے- جنسی ہارمون اور کورٹی سون کا استعمال السر پیدا کر سکتا ہے-

علامات

50 فیصدی مریضوں کو السر معدہ کے اوپر والے منہ کے قریب ہوتا ہے وہ اسباب جو معدہ میں زخم پیدا کرتے ہیں وہ بیک وقت ایک سے زیادہ السر بھی بنا سکتے ہیں لیکن 90 فیصدی مریضوں میں صرف ایک ہی السر ہوتا ہے- جب کہ 15-10 فیصدی میں ایک سے زیادہ ہو سکتے ہیں-

پیٹ کے وسط میں پسلیوں کے نیچے جلن سے بیماری کی ابتداء کا پتہ چلتا ہے- جسے عام انگریزی میں لوگ HERATBURN کہتے ہیں- یہ جلن بڑھتے بڑھتے درد کی صورت اختیار کر لیتی ہے- درد کے اوقات واضح اور مقرر ہوتے ہیں- یہ زیادہ تر دو کھانوں کے درمیان محسوس ہوتا ہے- مریضوں کو بھوک کا احساس درد سے ہوتا ہے- کیونکہ یہ خالی پیٹ بڑھ جاتا ہے- اکثر مریض کھانا کھانے کے بعد آرام محسوس کرتے ہیں- اس کی وجہ یہ ہے کہ پیٹ کے تیزاب کھانے کو ہضم کرنے میں صرف ہو جاتے ہیں اس طرح وہ زخم پر لگ کر تھوڑی دیر کے لئے درد کا باعث نہیں بن سکتے-

معدہ سے غذا کو مکمل طور پر نکل کر آنتوں میں جانے میں 2 گھنٹے سے زائد عرصہ لگتا ہے معدہ 3-2 گھنٹوں میں خالی ہو جاتا ہے- اس لئے اب تیزاب زخم پر لگ کر درد پیدا کرنے کے قابل ہو جاتا ہے یا مریض کو درد کی تکلیف کھانے کے 3-2 گھنٹہ بعد محسوس ہوتی ہے- مریض کو اگر قے ہو جائے تو تیزاب کی کافی مقدار باہر نکل جاتی ہے- اور درد میں کافی دیر کے لئے افاقہ ہو جاتا ہے- اس کے برعکس تفکرات' پریشانیاں' دہشت شراب اور اسپرین درد میں اضافہ کرتے ہیں-

السر کا درد ایک مخصوص مقام پر ہوتا ہے- اکثر مریض سوال کرنے پر درد کی جگہ انگلی رکھ کر صحیح نشان دہی کر سکتے ہیں- سوڈا بائی کارب کی تھوڑی سی مقدار بھی اس میں کمی لا سکتی ہے- درد اگر معدہ کے السر کی وجہ سے ہو تو یہ زیادہ عرصہ نہیں رہتا-

اگرچہ لوگ 20 سال تک بھی اس میں مبتلا رہتے ہیں مگر عام طور پر اس سے بہت پہلے یہ پھٹ جاتا ہے یا کینسر میں تبدیل ہو جاتا ہے کبھی کبھی زیادہ مدت چل سکتا ہے۔ اس کا درد پیٹ کے علاوہ گردن سے نیچے کندھوں کے درمیان بھی محسوس ہو سکتا ہے۔

السر میں تشخیص کا سارا دارومدار درد کی نوعیت' اس کے اوقات اور اس کے کھانے پینے سے تعلق پر ہوتا ہے۔ معدہ کے السر میں مریض کو بھوکے پیٹ درد ہوتا ہے۔ لیکن کھانا کھانے سے آرام آتا ہے۔

کچھ لوگوں کو درد کے بغیر ایک روز ناگہانی طور پر پتہ چلتا ہے کہ قے کے ساتھ خون آ رہا ہے اور ان کے پیٹ میں السر ہو گیا ہے۔ ورنہ عام طور پر سب سے پہلے جلن ہوتی ہے پھر منہ میں کھٹا پانی آ جاتا ہے۔ (WATER BRASH) بھوک کم ہو جاتی ہے کھانے کے بعد پیٹ میں بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ جی متلانا اور قے ضروری نہیں لیکن قے اگر بار بار آئے اور وہ خاصی مقدار میں ہو تو اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ معدہ کا آنتوں کی طرف سے منہ بند ہے یا اس میں جزوی طور پر رکاوٹ آ گئی ہے۔ بدہضمی السر کے مریضوں کا خاصہ ہے۔ لیکن اجابت کا نظام بہت کم متاثر ہوتا ہے۔ البتہ کبھی قبض اور کبھی اسہال روزمرہ کی بات بن جاتے ہیں۔ ان تمام امور سے مریض کی غذائی حالت متاثر ہوتی ہے۔اس کا وزن کم ہونے لگتا ہے اور کمزوری بڑھتی ہے۔

السر یوں بھی گھبراہٹ اور بے سکونی کے مریضوں کو ہوتا ہے اوپر سے جب بدہضمی اور بھوک کی کمی شامل ہوں تو مریض کا حال مزید خراب ہو جاتا ہے۔

پیچیدگیاں

السر کی سب سے بڑی خرابی یا دہشت اس کا پھٹ جانا یا اندر خون بہنا ہے۔ عام طور پر کسی السر سے اپنے آپ جریان خون شروع نہیں ہوتا۔ بلکہ مریض شراب پیتا' اسپرین کھاتا ہے یا جوڑوں کے درد کی دواؤں میں خاص طور پر CORTISONE یا PHENYL BUTAZONE وغیرہ کھاتا ہے تو یہ پھٹ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے بے ہوشی' کمزوری' چکر ٹھنڈے پسینے آتے ہیں نبض کمزور پڑ جاتی ہے۔

اسی طرح معدہ کی دیواروں میں آر پار سوراخ ہو سکتا ہے۔ جس میں پیٹ تختے کی طرح سخت ہو جاتا ہے۔ شدید درد، بخار، شدید قسم کا PERITONITIS ہو جاتا ہے۔

معدہ کا وہ منہ جو آنتوں کی طرف کھلتا ہے بند ہو سکتا ہے راستہ بند ہونے پر غذا معدہ سے نہ تو آگے جا سکتی ہے اور نہ ہی جسم کی توانائی قائم رہ سکتی ہے۔ جتنی دیر معدہ غذا کو روک سکتا ہے روکے رکھتا ہے پھر قے کی صورت میں ساری غذا ایک دم سے باہر نکل جاتی ہے۔ اس قے سے بڑا سکون ملتا ہے۔ مگر یہ سکون ایک طوفان کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ پانی اور نمک کی فوری کمی واقع ہو جانے سے وہ تمام علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو ہیضہ اور اسہال میں ہوتی ہیں۔ ساتھ ہی خون کی کمی اور جسمانی کمزوری آن لیتے ہیں۔ معدہ پھیل جاتا ہے۔ جسے ACUTE GASTRIC DILATATION کہتے ہیں۔ السر کی 10 فیصدی اقسام کینسر میں تبدیل ہو سکتی ہیں۔

یہ تمام پیچیدگیاں خطرناک ہیں۔ ان میں سے ہر ایک جان لے سکتی ہے۔ اگرچہ ان میں بعض کا دواؤں سے علاج ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ طے کرنا کہ کونسے مریض کو بہتری ہو رہی ہے اور کونسے کے حالات خراب ہو رہے ہیں تجربہ کار اور مستند معالج کی صلاحیت پر منحصر ہے۔ موٹی بات یہ ہے کہ ان تمام حالات میں کسی قسم کے علاج کی کوشش کرنے کی بجائے مریض کو ایسے ہسپتال میں داخل کر دیا جائے جہاں پیٹ کے آپریشن کا معقول انتظام موجود ہو۔ ان کیفیات میں کسی قسم کا التوا موت کا باعث ہو سکتا ہے۔

علاج

ان زخموں کا دواؤں سے اگرچہ علاج کیا جاتا ہے۔ لیکن بعد میں گڑبڑ پیدا ہونے کی وجہ سے ماہرین کی رائے میں ایک عام ڈاکٹر اور سرجن باہمی مشورہ سے مریض کا علاج کریں یا کوئی سرجن صورتحال سے آگاہ رہے تاکہ زخم میں سوراخ پیدا ہونے یا کسی نالی کے پھٹ جانے کے بعد پیٹ میں ہونے والے جریان خون کو روکنے یا مریض کی جان بچانے کے لئے ہنگامی آپریشن کا بندوبست پہلے سے موجود ہو۔

غذا

ماہرین ابھی تک متفق نہیں کہ مریض کے لئے مناسب غذا کون سی ہونی چاہیئے۔ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ مصالحہ دار غذائیں چونکہ بھوک کو بڑھاتی ہیں اس لئے دنیا میں ہر جگہ مصالحوں اور مرچوں سے منع کر دیا جاتا ہے۔ انگریز ڈاکٹر تو صرف اس پر اکتفا کرتے ہیں کہ مریض کو جو ناپسند ہو یا جس سے تکلیف ہوتی ہو۔ اسے کھانا چھوڑ دے۔ تمباکو نوشی کے دوران علاج بے کار ہوتا ہے۔

ہمارے ذاتی مشاہدے میں زیادہ مصالحے یقیناً خراب کرتے ہیں۔ لیکن معتدل مقدار میں گھر کا پکا ہوا معمولی مرچوں والا کھانا نقصان دہ نہیں ہوتا۔ البتہ جب مریض کو شدت کا دورہ پڑا ہو تو اس وقت مرچوں سے پرہیز ضروری ہے۔ ہم نے کھٹائی اور چکنائی کو ہمیشہ تکلیف کو بڑھانے والا پایا۔ کھٹی چیزیں خواہ وہ سنگترا ہی کیوں نہ ہو تیزابیت میں اضافہ کرتی ہیں۔ اور چکنائی چونکہ معدہ میں ہضم نہیں ہوتی اس لئے تبخیر پیدا کرکے تکلیف کا باعث بنتی ہے۔

طب جدید میں لوگوں کو دودھ پر ضرورت سے زیادہ اعتقاد رہا ہے۔ بعض مریضوں کو علاج کے ابتدائی ایام میں دن میں چار چار مرتبہ دودھ پلایا جاتا رہا ہے۔ دودھ تیزاب کی تیزی کو مار دیتا ہے۔ لیکن پیٹ کے اکثر مریض دودھ ہضم نہیں کر سکتے بلکہ دودھ کی مٹھاس (LACTOSE) جراثیم کی کچھ قسموں کی پرورش میں مددگار ہوتی ہے۔ دودھ پینے سے جلن اور درد میں فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ آرام وقتی ہوتا ہے جب تیزاب پھر سے پیدا ہوتا ہے تو جلن پھر سے نمودار ہو جاتی ہے۔

علاج بالادویہ

ڈاکٹروں نے معدے کی تیزابیت کو مارنے کے لئے دواؤں کی ایک طویل فہرست رکھی ہوتی ہے۔ جن کو ANTACIDS کہتے ہیں۔ یہ کیمیاوی عناصر نمک کے تیزاب کی تیزی کو کیمسٹری کے مشہور اصول کہ تیزاب کے اثر کو الکلی زائل کر دیتی ہے۔ اور الکلی کے اثر کو تیزاب NUETRALISE کر دیتا ہے۔ یہی اصول زہر خورانی میں

استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کسی نے تیزاب پیا ہو اور اس کا اثر زائل کرنے کے لئے کوئی الکلی جیسے چونے کا پانی دیں۔ جس نے کوئی الکلی جیسے کہ سوڈا کاسٹک وغیرہ پیا ہو تو اسے سرکہ یا لیموں کا پانی دے کر علاج کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگرچہ ایسی خطرناک چیزوں کو استعمال کرنے اور علاج کرنے تک کے عرصہ میں تیزاب یا الکلی جسم کو جلا کر اکثر اعضاء کو ختم کر چکے ہوتے ہیں۔

کیمسٹری کے اسی اصول کے مطابق معدہ میں تیزاب کی زیادتی کو ختم کرنے کے لئے الکلی دی جاتی ہے۔ ان میں سے آسان اور مقبول سوڈا بائی کارب ہے۔ یہ آسانی سے مل جاتا ہے۔ سستا اور قدرے بے ضرر ہے۔ ایک اہم خوبی یہ ہے کہ چھوٹی آنت کا پہلا حصہ خود بھی سوڈا بائی کارب پیدا کر کے معدہ سے آنے والی تیزابی غذا کی تیزابیت کو زائل کر دیتا ہے۔ سوڈا بائی کارب کو اگر ابالا جائے تو وہ سوڈیم کاربونیٹ (کپڑے دھونے والا سوڈا) بن جاتا ہے جو کہ ایک زہریلا عنصر ہے۔

اس کے علاوہ -CALCIUM-ALUMINIUM-MAGNESIUM SODIUM POTASSIUM کے متعدد نامیاتی اور غیر نامیاتی مرکبات مختلف صورتوں میں آتے ہیں جیسے کہ MAG. CARB - MAGNESIUM TRISILLICATE - MAG. HYDROXIDE - ALUMINIUM HYDROXIDE وغیرہ۔ چند مشہور تیزاب مارنے والی دوائیں زیادہ مقبول ہیں۔ جن کے نسخے اس طرح ہیں۔

	ALUMINIUM HYDROXIDE	MAGNESIUM HYDROXIDE	SIMETHICONE
FILMACID	300 mg	150 mg	125 mg
MYLANTA	400 mg	400 mg	30 mg
MUCAINE	291 mg	98 mg	OXYTHAZAINE
		MAG. TRISILICATE	10 mg
GELUCIL	250 mg	500 mg	
POLYCROL	4.75 mg	700 mg	ACTIVATED

METHYLSILOXANE

125 mg

اس کے علاوہ جو ادویہ کثرت سے استعمال ہوتی ہیں ان میں SIMECO - WHYDRATE - ALTACITE - ALUDROX - DIGEX ہیں۔ دافع تیزاب ادویہ میں سے اکثر سیال ہیں جب کہ چند ایک گولیاں بھی ہیں۔ مریض ضرورت کے وقت ان کو چبا کر کھا سکتا ہے۔ بہتر نتائج کے لئے اوپر سے دو گھونٹ پانی پی لینے سے اثر جلد ہوتا ہے۔

تیزاب کی پیدائش کو روکنے والی ادویہ

جب سے لوگوں کے دل میں یہ خیال سمایا ہے کہ آنتوں میں السر کے پیدا کرنے میں حساسیت یا ہسٹامین کا بھی ہاتھ ہے ماہرین نے ایسی ادویہ کی تحقیق مدتوں سے شروع کر دی ہے جس سے تیزاب کے پیدا ہونے کا عمل ختم ہو جائے۔ اس سلسلے میں CEMITIDINE کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور کنگ ایڈورڈ کالج میں پروفیسر مقصود چیمہ نے اس پر خصوصی تحقیقات کا بیڑہ اٹھایا۔ کہتے ہیں کہ اس کے 20 mg کی دو گولیاں صبح شام کھانے سے 6-4 ہفتوں میں السر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ عجیب دعویٰ طب کی ثقہ کتابوں میں بھی ملتا ہے۔ مگر ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے یہ واقعہ 3-2 سالوں میں بھی وقوع پذیر ہوتے نہیں دیکھا۔ یہ دوائی TAGAMET کے نام سے ملتی ہے جس کی 200 اور 400 ملی گرام گولیاں ہوتی ہیں۔ پھر اسی کو بنیاد بنا کر کیمیا دانوں نے متعدد نئی ادویہ تیار کیں جن کی اساس اسی کیمیاوی خاندان پر رہی ہے جس میں FAMOTIDINE اس کی گولیاں بازار میں PEPCIDINE 40mg کے نام سے ملتی ہیں ایک گولی 21 روپے کی ہے۔ مقدار اور خوراک ایک گولی ہر شام چھ ہفتے۔ بیماری کی شدت ختم ہونے پر رات کو آدھ گولی کافی ہوتی ہے۔

گلیکسو کمپنی نے ZANTAC (RAMITIDINE 150mg) بنائی جس کی گولیاں صبح، شام دی جاتی ہیں۔ مرض کی شدت کم ہونے پر ایک گولی رات سوتے وقت دی جاتی ہے۔

حال ہی میں ایک نیا اضافہ ULSANIC (ALUMINUM SUCROSEES SULFATE 1 mg) کی شکل میں ہوا ہے۔ ان کا دعویٰ بھی دوسروں کی طرح بیماریوں کو کسی مشکل کے بغیر 6-4 ہفتوں میں دور کر دینے کا ہے۔ ایک گولی صبح، دوپہر، سہ پہر، رات (چار روزانہ) دی جاتی ہیں۔

السر کے خلاف اثر رکھنے والی یہ تمام دوائیں پیچیدہ کیماوی مرکبات ہیں جو جسم کے اندر جا کر جگر اور دوسری جسمانی رطوبتوں میں شامل ہو کر اعصاب پر اثر رکھتی ہیں۔ اس لئے ماں کے دودھ میں بھی ان کا اخراج ہو کر دودھ پینے والے بچوں پر ناخوشگوار اثرات مرتب کر سکتی ہیں۔ ہماری ذاتی رائے میں حاملہ اور دودھ پینے والی خواتین ان میں سے کوئی دوائی استعمال نہ کریں۔

علاج کے دوران تمباکو نوشی سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

تشخیص

جب مریض درد والی جگہ کی پکی نشاندہی کرتے ہوئے اپنی انگلی رکھ کر بتا دے اور درد کو کھانا کھانے سے آرام جائے۔ بھوک ہو تو درد شروع ہو جائے قے سے آرام آ جائے تو یہ تمام علامات معدہ کے السر کا پتہ دیتی ہیں۔

پہلے زمانہ کے لوگ پیٹ میں ربڑ کی نالی ڈال کر خالی پیٹ تیزاب نکال کر پھر گندم کا دلیا کھلا کر معدہ سے رطوبتیں نکال کر ان میں تیزاب کی مقدار اور اس کی ہضم کرنے کی صلاحیت کا جائزہ لیتے تھے۔ GASTRIC ANALYSIS کا یہ عمل تین گھنٹوں پر محیط ہوتا تھا اور جو اطلاعات میسر ہوتی تھیں ان کا مطلب صرف اتنا ہی ہوتا تھا کہ تیزابیت موجود ہے۔ اس ٹیسٹ کا السر کی موجودگی سے کوئی تعلق نہ تھا۔

BARIUM SULPHATE کی ایک معقول مقدار کھلا کر مریض کے متعدد ایکسرے کئے جاتے ہیں۔ پہلا ایکسرے پینے کے عمل کے دوران کیا جاتا ہے۔ دوسرے ایکسرے میں معدہ دیکھا جاتا ہے۔ آدھ گھنٹہ کے بعد کے ایکسرے سے پتہ چلتا ہے کہ معدہ کی اپنی شکل و صورت کیا ہے۔ اگر اس میں السر موجود ہے تو اس کے کونے نظر آئیں گے۔ آدھ گھنٹہ کے بعد غذا معدہ سے نکل کر آنتوں کو جاتی ہے اس مرحلہ پر لی

گئی تصویر سے معدہ سے اخراج کا عمل یا خارجی منہ پر رکاوٹ ہو تو واضح ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد وقفہ وقفہ سے لی گئی تصویریں آنتوں کی شکل و صورت ان میں غذا کے سفر اور وہاں پر پھیلاؤ یا رکاوٹ کا پتہ دیتی ہیں۔

چونکہ ایکسرے کی شعاعیں آنتوں اور معدہ سے گزر جاتی ہیں اس لئے ان کو شعاؤں کے لئے معدہ رنگین بنانے کے لئے بیریم پلایا جاتا ہے۔ اس عمل کو BARIUM MEAL X-RAYS کہتے ہیں۔

حال ہی میں ٹیلی ویژن کیمرے کے اصول پر ایک چھوٹا سا کیمرہ ایجاد ہوا ہے۔ مریض جب اس باریک سے کیمرے کو نگل لیتا ہے تو سکرین پر اس کے معدے کا اندرونی منظر براہ راست نظر آنے لگتا ہے۔ معائنہ کرنے والا معدہ اور اس کے ہر حصہ کو پورے اطمینان کے ساتھ دیکھ سکتا ہے پھر یہی کیمرہ چھوٹی آنت کے پہلے حصے تک دیکھ سکتا ہے یوں السر کی زد میں آنے والے تمام مقامات پوری صراحت سے دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس میں یہ بندوبست بھی موجود ہے کہ شبہ والے مقام یا زخم سے ٹکڑا کاٹ کر مزید خوردبینی معائنہ کے لئے باہر نکال لیا جائے۔ GASTROSCOPY کا یہ عمل یقینی اور فیصلہ کن ہے۔ اس سے نہ صرف کہ السر کی تشخیص یقینی ہو جاتی ہے بلکہ کچھ عرصہ بعد مریض کی بہتری یا بدتری کا بھی پتہ چلایا جا سکتا ہے۔

بدقسمتی سے یہ مفید طریقہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ ہر ہسپتال میں یہ آلہ موجود ہے۔ لیکن جن کے بس میں یہ ہے وہ اپنی مرضی سے استعمال کرتے ہیں اور جب کرتے ہیں تو 1500 روپے فیس معائنہ لے کر کرتے ہیں اور اس فیس کو فیس نہیں ظلم کہا جا سکتا ہے۔

طب نبوی

جدید کتابوں میں السر کے علاج کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے ان سے ایک اہم بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس بیماری کا صحیح سبب ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔

کیونکہ نمک کا تیزاب اور PEPSIN ہر جاندار کے معدہ میں موجود ہوتے ہیں۔ لیکن معدہ کی اندرونی دیواروں پر اس تیزاب کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ چند بدقسمت افراد ایسے ہیں جن کا تیزاب ان کی جھلیوں کو گلانا شروع کرکے وہاں پر زخم پیدا کر دیتا ہے۔ اگرچہ اس بے راہ روی کی متعدد توضیحات میسر ہیں لیکن کہنے والے خود بھی مطمئن نہیں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کے علاج کے لئے تیزاب کو کیمیاوی طور پر بے اثر کر دینا یقیناً مسئلہ کا حل نہیں۔ یہ تیزاب خوراک کے ہضم میں ایک اہم کردار رکھتا ہے۔ اگر اس کو ختم کر دیا جائے تو ہاضمہ کا سارا فعل متاثر ہو جائے گا۔ معدہ کی دیواروں میں موجود غدودیں اس تیزاب کو پیدا کرتی ہیں۔ صرف موجود تیزاب کے ضائع کرنے سے بھی بات ختم نہیں ہوتی کیونکہ تیزاب پیدا کرنا غدودوں کا ایک فعل مسلسل ہے۔

تیزاب کو ختم کرنا ایک مستقل ضرورت بن جاتا ہے۔ اور اس طرح مریض کو دوائیں کھاتے رہنا پڑتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اصل سبب تلاش کرکے معدہ کی جھلیوں کو پہلے کی طرح تیزاب سے محفوظ کر دیا جائے جو کہ ابھی تک ممکن نہیں ہو سکا۔ تیزاب کی پیدائش کو روکنے کے لئے ہارمونز پر اثر رکھنے اور اعصاب کی حسیات کو کند کرنے والی ادویہ سے کچھ فائدہ تو ضرور ہوتا ہے لیکن یہ فائدہ بڑی عجیب نوعیت کا ہوتا ہے۔ کیونکہ اعصاب پر اثر کرنے والی ادیہ جسم پر دوسرے کئی ناخوشگوار اثرات مرتب کرتی ہیں۔ خواتین میں ان کا استعمال بالخصوص زیادہ خطرات کا باعث ہو سکتا ہے۔

ہمارے یہاں کے لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ بیماریوں کا صحیح اور مکمل علاج صرف ولایت میں ہوتا ہے۔ جس کسی کو کوئی بیماری ہوتی ہے وہ سب سے پہلے ولایت جانے کی سوچتا ہے۔ اگر اتنی توفیق نہ ہو تو پھر اخبارات کے ذریعہ حکومت سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس کے علاج کا انتظام کرے۔

ایک صاحب کو گردے کی کچھ تکلیف تھی۔ انہوں نے اخبار میں اپنی ولایت کی روانگی کے لئے اپیل نکلوائی۔ ایک روز وہی صاحب بازار میں

اچھے بھلے گھومتے نظر آ گئے۔

السر ایک تکلیف دینے والی لمبی بیماری ہے۔ جب کسی مریض کو کچھ آرام نہیں آتا تو وہ ولایت جانے کی اس امید پر سوچتا ہے کہ شاید وہاں ایسے رشک مسیحا پائے جاتے ہیں کہ دنوں میں شفایاب ہو جائیں گے۔

ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے دیکھا کہ معدہ کو اگر سرد کیا جائے تو اس سے السر غائب ہو جاتا ہے۔ اگرچہ یہ مفروضہ ہی حقیقت پر مبنی نہ تھا مگر انگلستان اور امریکہ میں سینکڑوں اشخاص کے پیٹوں میں ربڑ کی نالیوں سے ملا ایک بیگ داخل کیا گیا جس میں نائٹروجن وغیرہ بھر کر معدہ کو اتنا ٹھنڈا کیا گیا کہ وہ پتھر کی طرح سخت ہو گیا۔ پھر یہ سیال نکال کر آہستہ آہستہ زیادہ درجہ حرارت کا پانی ڈال کر اس میں دوبارہ گرمائش پیدا کی گئی۔ پہلے آدھ گھنٹہ معدہ کو یخ کیا گیا پھر آدھ گھنٹہ میں اسے دوبارہ سے گرم یا زندہ کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ وجہ تو معلوم نہیں لیکن جس کسی کے معدہ کو اس سرد و گرم مرحلہ سے گزارا گیا اس کا السر ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔

السر کے انجام کی تصدیق تو ہم سے ممکن نہیں البتہ یہ جانتے ہیں کہ ایک زندہ شخص کا معدہ پتھر کیا گیا تو کئی مرتبہ وہ واپس اپنی پرانی حالت پر نہ آ سکا اور مریض کا معدہ آپریشن کرکے نکالنا پڑا جب کہ ایک مریض کو اس تجربہ میں ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا۔ سنا ہے کہ اب معدہ کو سرد گرم کرنے کا یہ ولائتی علاج بند ہو گیا ہے۔

ان ناخوشگوار حالات' غیریقینی اور تکلیف دہ علاج کی موجودگی میں یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اس مصیبت سے نجات کی کوئی معقول اور موثر ترکیب تلاش کی جائے۔ اور یہ بندوبست طب نبوی کے علاوہ کسی اور علم میں موجود نہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کی بیماریوں میں تلبینہ کی بے پناہ تعریف فرمائی ہے۔ جو کا دلیا لے کر اس کو پہلے پانی میں پکایا جائے۔ پھر چند چمچے دودھ ملا کر اتار لیں۔ اس میں کھانڈ کی بجائے شہد ملایا جائے۔ حضور کا اپنا طریقہ تو یہ تھا کہ وہ مریض کو دن بھر میں کئی بار گرم گرم دلیا کھلاتے تھے۔ ہم نے محسوس کیا ہے کہ دلیا صبح نہار منہ یا ناشتہ میں دیا تو اللہ کے فضل سے مطلوبہ نتائج حاصل ہوتے رہے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی کی تعریف فرمائی انہوں نے اس کو زیادہ تر چھاتی کے مسائل میں استعمال فرمایا۔ لیکن ہندوستان میں ابتدائی ایام میں آنے والے ڈاکٹروں نے اسے اسہال اور پیچش میں بہت مفید پایا۔

بھارتی وید بہی کا شربت استعمال کرتے ہیں۔ یونانی اطباء اس کے پھل کو خشک کر کے مریض کو روزانہ کھلاتے ہیں۔ ابن القیمؒ نے ایک جگہ بہی کا مربہ نما شربت بنانے کی تجویز پیش کی ہے۔ ان کے نسخہ کے مطابق بہی کا پھل لے کر اسے دھو کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لئے گئے۔ پھر ان کو تھوڑے سے پانی میں خوب پکا کر گلایا گیا۔ جب یہ گل گئے تو چینی کی بجائے شہد ڈال کر مربہ کی مانند تار بندھنے تک پکایا گیا۔ بہی کا یہ مربہ پیٹ کے السر کے بعض مریضوں کو چند قتلے اور دو چار چمچ شیرہ کی شکل میں صبح نہار منہ اور عصر کے وقت کھلایا گیا۔ اکثر مریضوں کو اس کے علاوہ کسی اور دوائی کی ضرورت باقی نہ رہی۔ لیکن شفایابی ہر حال میں سو فیصدی رہی۔

بھارتی ماہر علم الادویہ ڈاکٹر گھوش نے اسے بل اور بیل پھل کے نام سے بیان کرتے ہوئے پیٹ کی ہر سوزش میں اکسیر قرار دیا ہے۔

ہمارے ایک مریض کو جب دوسری دواؤں سے فائدہ ہوتا نظر نہ آیا تو بہی کے خشک پھل کا سفوف شہد میں ملا کر دیا گیا۔ ان کو فوری سکون ہو گیا۔

زیتون کا تیل تیزابیت کو مارتا اور جھلیوں کی حفاظت کرتا ہے۔ بلکہ بعض عرب اطباء نے انہی اوصاف کی بناء پر اسے "حافظ الامین" کا لقب بھی دیا ہے۔ یہ چیزوں کو گلنے نہیں دیتا۔ ڈبہ میں بند سارڈین مچھلیاں پکانے کے بعد زیتون کے تیل میں ڈال کر پیک کی جاتی ہیں۔ نرم گوشت ہونے کے باوجود یہ دو تین سال تک نہ تو خراب ہوتی ہیں اور نہ ہی بدبو چھوڑتی ہیں۔ جاپان کے بعض ڈاکٹر معدہ اور انتڑیوں کے سرطان کے مریضوں کو خشک انجیر کھلاتے اور زیتون کا تیل پلاتے ہیں۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق اس لاعلاج بیماری میں زیتون کے تیل کے حیات آفرین اثرات دیکھے گئے ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید نے اسے افادیت اور اہمیت کا ایک لاجواب سرٹیفکیٹ مرحمت فرمایا ہے۔

یوقد من شجرۃ مبارکۃ من زیتونۃ (النور: 35)

(اسے زیتون کے مبارک درخت سے توانائی حاصل ہوتی ہے)

سورۃ النحل میں اچھے درختوں کے ذکر میں زیتون کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

(ان میں اچھی اور شاندار صفات جمع کر دی گئی ہیں تاکہ لوگ

(سمجھدار لوگ) ان سے فائدہ اٹھائیں)

سورۃ المومنون میں صحرائے سینا میں پیدا ہونے والے درخت زیتون سے حاصل ہونے والے تیل کو خوراک کا بہترین جزو قرار دیا گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز کردہ دواؤں کو ہمیشہ خالی پیٹ دینا چاہیے۔ انہوں نے کھجور اور بہی کے بارے میں نہار منہ کھانے کی تاکید فرمائی۔ جب کہ وہ شہد کا مشروب صبح کی نماز کے ساتھ یا عصر کی نماز کے بعد نوش فرمایا کرتے تھے۔

حضور اکرمؐ کی عطا کردہ اکثر ادویہ بنیادی طور پر انسانی غذا کا حصہ ہیں۔ اگر ان کو عام خوراک کی صورت میں کھایا جائے تو وہ غذا ہیں۔ خالی پیٹ کھائیں تو وہ دوا ہیں۔ جیسے کہ اگر زیتون کے تیل میں سالن پکا لیا جائے تو تیل آنتوں میں ضرور گیا۔ مگر صورت یہ ہوئی کہ روٹی' سالن' پانی کی مقدار جمع کرکے اس میں دو اونس تیل کا حساب کریں تو کل حجم کے چالیسویں حصہ سے زیادہ نہ ہو گا۔ اس مرکب ملغوبہ میں یہ چالیسواں حصہ آنتوں پر کوئی خاص اثر نہیں چھوڑ سکتا۔ اس کے برعکس اگر خالی پیٹ تیل پیا جائے تو یہ معدہ کے زخموں پر دوا کی طرح لگے گا۔ یہ تیزابیت کو زائل کرے گا پھر آنتوں میں جائے گا تو آنتوں کے زخم مندمل کرے گا۔ جب کہ دوسری چیزوں میں ملنے کے بعد اس سے یہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے۔

کچھ مریضوں پر طویل مشاہدات کے بعد ہم نے دیکھا ہے کہ السر کے کسی مریض کو اگر کسی قسم کی کوئی دوائی نہ بھی جائے اور وہ صرف نہار منہ اور رات سوتے وقت 2 بڑے چمچے زیتون کا تیل پیتا رہے تو السر ہی نہیں بلکہ آنتوں کی دق اور COLITIS ULCERATIVE ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ ان تمام تحائف نبویہ کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے السر کے ایک عام مریض کے لئے یوں نسخہ لکھا

1- نہار منہ بڑا چمچہ شہد' اور عصر کے وقت 2 چمچے شہد' ابلے پانی میں۔

2- ناشتہ میں جو کا دلیا شہد ڈال کر

(یہ دلیا پہلے پانی میں پکایا جائے پھر دودھ ڈال کر اتار لیں اور کھانڈ کی جگہ شہد ڈالا جائے)

3- 11 بجے دن اور رات سوتے وقت 2 بڑے چمچے زیتون کا تیل

(کیفیت بہتر ہونے پر ایک مرتبہ دو چمچے دینا بھی کافی ہوتا ہے۔ تیل اٹلی کا اگر نہ ملے تو ترکی اور یونان کا بھی ٹھیک ہے۔ مگر سپین کا بہرحال نہ ہو)

4- کلونجی	60 گرام
برگ کاسنی	15 گرام
برگ مہندی	10 گرام
قسط شیریں	10 گرام
حلبہ (میتھی کے بیج)	5 گرام

ان تمام چیزوں کو ملا کر پیس کر اس مرکب کا ایک چھوٹا چمچ صبح' شام کھانے کے بعد دیا جاتا ہے۔

اس نسخہ میں کلونجی پیٹ کے امراض میں یقینی اور موثر دوائی ہونے کے علاوہ حضرت ابو ہریرہؓ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقول فی الحبتہ السوداء شفاء من کل داء الا السام و السام الموت و الحبتہ السوداء الشونیز

(بخاری، مسلم' ابن ماجہ' مسند احمد)

(انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ان کالے دانوں میں سبھی بیماریوں سے شفا ہے۔ سوائے سام کے۔ جو کہ موت ہے۔ اور یہ کالے دانے اصل میں شونیز ہیں)

یہ بات اس ایک روایت میں نہیں بلکہ اسی مضمون اور اسی موضوع پر حضرت

عائشہؓ حضرت سالم بن عبداللہؒ حضرت بریدہؓ سے ابن الجوزی' ترمذی' مسلم' مسند احمد' بخاری' ابن ماجہ نے اتنے مختلف ذرائع سے نقل کیا ہے کہ بات میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی- ابن ابی عتیق نے اسے زیتون ملا کر ناک کی بیماریوں میں مفید قرار دیا- امام ذہبیؒ کہتے ہیں کہ جسم کے کسی حصے میں کسی بھی وجہ سے سدہ پڑ جائے وہ کلونجی سے کھل جاتا ہے-

جسم کی قوت مدافعت بڑھانے اور AIDS کے علاج میں کلونجی کو مفید پایا گیا ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کاسنی کو اہمیت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا-

علیکم بالھندباء فانہ ما من یوم الا وھو یقطر علیہ من قطر الجنتہ

(تمہارے لئے کاسنی موجود ہے- یہ ایک ایسا پودا ہے جس پر ہر روز جنت کے پانی کے قطرے گرتے ہیں)

اس حدیث کے مضمون کو متعدد ذرائع سے تائید حاصل ہے- جس پودے پر جنت کے پانی کے قطرے روزانہ گرائے جاتے ہیں اس کا شفابار ہونا ایک لازمی حقیقت ہے- میتھی اور مہندی کے بارے میں بھی تعریف کے درجنوں ارشادات نبوی موجود ہیں-

ہمارے اس نسخہ کے ہر حصہ میں ہر جزو کو فرداً" فرداً" تائید رسالت حاصل ہے اور اس کا مفید ہونا ایک لازمی حقیقت ہے- اس میں کاسنی کو یہ اضافی فضیلت حاصل ہے کہ وہ منہ یا پیٹ میں جس جگہ سے بھی خون بہہ رہا ہو اس کو بند کرتی اور زخموں کو مندمل کرتی ہے-

اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہے تو دنیا کی کسی بھی طب کا کوئی نسخہ یا علاج نہ تو اس سے زیادہ موثر ہو سکتا ہے اور نہ اس سے بہتر ثابت ہو سکتا ہے- جب کہ اس ذات پاک کی عنایت سے ہمیں کبھی ناکامی نہیں ہوتی-

معدہ کا کینسر

CANCER STOMACH

معدہ کا سرطان یا کینسر، نظام انہضام کا سب سے زیادہ ہونے والا کینسر ہے۔ اس بیماری کو اپنے لئے زیادہ طور معدہ ہی پسند ہے اگرچہ کینسر جسم کے کسی بھی حصہ میں ہو سکتا ہے۔ لیکن معدہ کا کینسر اپنی جغرافیائی تقسیم کی وجہ سے بھی اہمیت رکھتا ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ یہ جاپان میں ہوتا ہے اور اس کے برعکس امریکہ میں برائے نام ہے یا بالکل نہیں ہوتا۔ حیرت کی بات یہ کہ وہ جاپانی جو اپنا ملک چھوڑ کر امریکہ میں بس گئے ہیں ان میں یا ان کی اولاد میں بھی اس کی شرح امریکیوں کی طرح برائے نام ہو جاتی ہے۔ اگر معاملہ وراثت کا ہے تو ان کو دنیا کے کسی بھی حصے میں متاثر ہو جانا چاہئے تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعلق وہاں کی خوراک کے اجزاء یا آب و ہوا سے ہے۔ جن میں امریکی ماحول سے تبدیلی آ گئی۔

اب یہ بات پایہ ثبوت تک آ گئی ہے کہ بعض کیمیاوی عناصر جب کھائے یا لگائے جائیں تو ان کا طویل استعمال کینسر پیدا کر سکتا ہے۔ جیسے کہ تارکول اور اس سے حاصل والے کیمیاوی مرکبات اور رنگ۔ معدہ کے کینسر کے بارے میں تازہ ترین انکشاف یہ ہوا ہے کہ ڈبوں میں یا یخ بستہ مخزن میں غذا کو محفوظ کرنے کے لئے قلمی شورہ یا اس سے حاصل ہونے والے NITRATES استعمال ہوتے ہیں۔ معدہ میں جا کر یہ ایک ایسی صورت اختیار کر لیتے ہیں جن کو جانوروں کے جسم میں تجرباتی طور پر کینسر کو پیدا کرتے دیکھا گیا ہے۔

خون کی کمی کی بدترین قسم PERNICIOUS ANAEMIA کے مریضوں کو

اس کینسر کا اندیشہ دوسروں سے زیادہ ہوتا ہے۔ معدہ میں مزمن سوزش کی وجہ سے جب ساخت متاثر ہوتی ہے یہ عمل کینسر کی شکل بھی اختیار کرلیتا ہے۔

یہ کیفیت عام طور پر 55-65 سال کی عمر کے درمیان کے مردوں کو ہوتی ہے۔ عورتیں نسبتاً محفوظ ہیں۔ جن کے خون کا گروپ A ہو ان کے متاثر ہونے کا امکان زیادہ ہے۔

علامات

کھانا کھانے کے بعد پیٹ میں بوجھ اور جلن خاص طور پر مرغن غذا کے بعد متلی اور قے۔ بعض کھانوں خاص طور پر گوشت سے نفرت' قے یا پاخانہ میں خون کی آمیزش' چھاتی کے سامنے کی طرف بوجھ یا گھٹن' خشک خوراک کو نگلنے کے دوران کھانسی' اسہال' پیٹ میں گولہ' وزن اور طاقت میں کمی' خون کی کمی کے ساتھ چہرے پر زردی اور مردنی چھائی رہتی ہے۔

بیماری جب بڑھتی ہے تو جگر اور آس پاس کی چیزوں کو لپیٹ میں لیتی ہے۔ اس وقت پیٹ میں پانی پڑنے لگتا ہے۔ چہرے اور جسم پر یرقان ظاہر ہوتا ہے۔

بار بار سانس چڑھتی اور دل کا دایاں حصہ پھیل جاتا ہے۔

بڑی عمر کے کسی مریض کو اگر مسلسل بدہضمی رہتی ہو تو اس کے بارے میں مزید تحقیقات کرنا زیادہ اچھی بات ہے بہ نسبت اس کے کہ کچھ عرصہ بعد یہ معلوم ہو کہ کینسر اتنا پھیل چکا ہے کہ اب علاج ممکن نہیں رہا۔

تشخیص

اس کی اکثر ابتدائی علامات اتنی معمولی ہوتی ہیں کہ مریض ان کے لئے کسی تجربہ کار معالج کے پاس جانا ضروری نہیں سمجھتا۔

BARIUM XRAY کے ذریعہ اکثر کینسر دیکھے جا سکتے ہیں۔

GASTROSCOPY ٹیلی ویژن کیمرہ کے اس آلہ کو مریض نگل لیتا ہے اور یہ معدہ کے ہر حصہ کو اچھی طرح دکھا دیتا ہے۔ اس طرح ایک تجربہ کار ماہر جھلیوں میں

ہونے والی تبدیلیوں سے کینسر کی تشخیص کر سکتا ہے۔ ضرورت پڑنے یا شبہ کی صورت میں اس میں ایسا بندوبست موجود ہے کہ مشتبہ حصہ کا ٹکڑا کاٹ کر باہر نکال کر اس کا خوردبینی معائنہ کروا لیا جائے۔ جس سے تشخیص یقینی ہو جاتی ہے۔

GASTROSCOPE کے ذریعہ معدہ کے معائنہ کے بعد ایک مریض کے جسم سے ایک ٹکڑا نکال کر BIOSPY کے لئے پروفیسر غلام رسول قریشی کے پاس بھیجا گیا۔ انہوں نے ازراہ عنایت اپنے مشاہدہ کی رپورٹ کی نقل ہمیں بھی مرحمت فرمائی وہ یہ ہے:

The Specime shows thickened walls. The rugosal patteren is prominent.

There is an ulcer with raised margins. which are rolled.

The base of the ulcer is shaggy.

HISTOLOGY

Malignant Epithelial Cells are present. These cells show signet appearance. The cells are found invading muscles.

This is a case of ADENO CARCINOMA STOMACH.

اس رپوٹ کے مطابق یہ ADENO CARCINOMA ہے۔ جب کہ معدہ میں ہونے والے کینسر متعدد اقسام کے ہوتے ہیں۔ جیسے کہ ULCERATIVE -POLYPOID-INFILTRATING. جب کہ بعض اوقات POLYPOID کے ساتھ ہی السر بھی موجود ہوتا ہے۔ پروفیسر قریشی نے جس مریض کو دیکھا وہ مرکب قسم کا تھا مگر اس کے السر کی ہیئت کینسر کی ہی تھی۔

پاخانہ میں کینسر کے خلئے بھی دیکھنے میں آ جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ پاخانہ میں نیم ہضم شدہ سیاہ خون موجود ہوتا ہو تو اس سے کینسر کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

علاج

کینسر کے علاج میں انقلابی تبدیلیوں کے باوجود معدہ کے کینسر کے علاج میں پچھلے چالیس سالوں میں کوئی قابل ذکر کمال نہیں ہو سکا۔ اس کا بہترین علاج آپریشن ہے جب کہ 33 فیصدی مریض ایسے ہیں جن کا پیٹ کھولنے کے بعد آپریشن کرنے کی گنجائش ہو سکتی ہے جب کہ 67 فیصدی کا آپریشن ضرور ہوتا ہے لیکن متاثرہ حصہ کاٹ کر نکالا نہیں جا سکتا۔ جن کا آپریشن کامیاب ہوا اور معدہ نکال بھی دیا گیا ان میں سے صرف 20 فیصدی پانچ سال کے بعد زندہ پائے گئے۔ یعنی کامیاب آپریشن کے باوجود 80 فیصدی مریض ایک دو سال میں مرجاتے ہیں۔

کینسر کے خلاف اثر رکھنے والی دواؤں سے علاج میں کچھ امید پیدا ہوئی ہے۔ لیکن ان سے کہاں تک کامیابی ہوئی اس کا بیان ابھی ممکن نہیں۔

اس بیماری کا جلد پتہ چلا لینا اور جلد از جلد آپریشن کر دینے سے ہی مریض کی جان بچانے کا کوئی امکان موجود ہے۔ ورنہ طب جدید اس کے علاج میں دوسرے مقامات پر ہونے والے کینسر کی طرح ابھی تک معذور ہے۔

طب نبوی

آنتوں کے سرطان کے سلسلہ میں اس کا جو علاج مذکور ہے معمولی تبدیلی کے ساتھ معدہ کے سرطان میں بھی مفید رہتا ہے مریض کو ناشتہ میں جو کا دلیا شہد ڈال کر ضرور دیا جائے۔ اگر خون آ رہا ہے تو لعاب بہی دانہ اور شہد کے علاوہ نسخہ میں مہندی کے پتے بھی شامل کئے جائیں۔ زخموں کو بھرنے میں مہندی کے پتے افادیت میں لاجواب ہیں۔ پاخانہ میں سیاہ خون OCCULT BLOOD کی موجودگی بھی مہندی کی طلبگار ہے۔ ہر خوراک میں نصف گرام مہندی کے پتے کافی رہتے ہیں۔ اطباء قدیم مہندی کا جوشاندہ تجویز کرتے رہے ہیں۔

- کینسر خواہ کسی جگہ ہو قسط شیریں اور کلونجی اس کا بہترین علاج ہیں۔ چونکہ یہاں خراش اور متلی زیادہ ہوتی ہے اس لئے قسط کی زیادہ مقدار نہ دی جائے۔

التہاب معدہ و امعاء

GASTRO-ENTERITIS

گرم علاقوں میں موسم گرما میں آنتوں میں سوزش ہو جانا ایک روزمرہ کی بات ہے اور کبھی کبھار تو اچھی خاصی تعداد اس سے متاثر ہو جاتی ہے۔ عام حالات میں اس کیفیت کا اظہار قے اور اسہال یا اس کے ساتھ بخار کی صورت میں ہوتا ہے۔ پیچش' اسہال' ہیضہ حتیٰ کہ تپ محرقہ بھی آنتوں کی سوزش کے مختلف رنگ ہیں۔ لاہور میں ہر سال اپریل سے شروع ہو کر اکتوبر تک روزانہ درجنوں کے حساب سے لوگ اسہال اور آنتوں کی سوزش کی مختلف شکلوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جس کا عمومی سبب مکھیاں قرار دیا جاتا ہے۔ بڑے شہروں میں جہاں پینے کا پانی نالیوں کے ذریعہ آتا ہے اور یقین کیا جاتا ہے کہ شہریوں کو مہیا کرنے سے پہلے اس پانی میں جراثیم مارنے والی دوائیں شامل کی جاتی ہیں اس لئے یہ پانی عام طور پر بیماریاں پیدا کرنے کا باعث نہیں سمجھا جاتا۔ اس کے برعکس ہینڈ پمپ اور کنوئیں یا تالاب کا پانی پیٹ کی بیماریوں کے پھیلاؤ کا سب سے بڑا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اب یہ امر مسلمہ ہے کہ آلودہ پانی پینے سے پیٹ کی عام سوزشوں کے علاوہ پیٹ میں کیڑے اور یرقان ہو سکتے ہیں لیکن جب یہ بیماریاں پانی کی وجہ سے ہوں تو ایسے پانی کو پینے والے سینکڑوں افراد بیک وقت مبتلا ہوتے اور وباء کی صورت بن جاتی ہے۔

راوی روڈ لاہور پر گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کے پاس گوردت بھون کی آبادی میں ایک مرتبہ آنتوں کی سوزش وبائی صورت میں پھیل گئی۔ اس

علاقہ میں مکھیوں کو ختم کرنے کی اتنی شاندار کوشش کی گئی کہ گڑ کے ڈھیلے کو میز پر رکھ کر دیکھا گیا۔ ایک گھنٹہ میں ایک بھی مکھی اس پر نہ آئی۔ لیکن لوگ بیمار ہوتے گئے تین دن میں 45 افراد ہسپتال میں داخل ہوئے۔

مزید تحقیقات پر معلوم ہوا کہ آبادی کے لوگ درمیان میں واقع کنوئیں کا پانی پیتے ہیں۔ اس کنوئیں کو بند کرکے وہاں پر پینے کے لئے صاف پانی کا بندوبست کیا گیا تو بیماری ختم ہو گئی۔

1945ء میں ہردوار میں ہندوؤں نے کنبھ کا میلہ منایا۔ یاترا کے بعد واپس آنے والے اپنے ساتھ گنگا کا پانی "گنگا جلی" کنستروں میں لے کر آئے۔ جس کی وجہ سے پورے ہندوستان میں ہیضہ پھیل گیا۔ گورنر پنجاب نے سارے صوبہ میں امرود اور ناشپاتی کی فروخت پر پابندی لگا دی۔ پھلوں کے باغ تباہ ہو گئے لیکن ہیضہ گنگا کے پانی سے پھیلتا رہا۔

1950ء میں لنگے منڈی لاہور سے کشمیری بازار کو جانے والے پانی کے نلوں میں کسی ذریعہ سے غلاظت کے ساتھ تپ محرقہ کے جراثیم داخل ہو گئے۔ جس کے نتیجہ میں چوک سرجن سنگھ سے کشمیری بازار تک ایک قطار میں ہزاروں لوگ تپ محرقہ کا شکار ہو گئے۔

دیہات میں لوگ ایسے جوہڑوں کا پانی پیتے ہیں جن میں جانور نہاتے ہیں۔ گاؤں کی غلاظت شامل ہوتی ہے۔ عورتیں کپڑے دھوتی ہیں اور ان کو باہر سے دیکھنے پر بھی جھاگ اور بلبلے نظر آتے ہیں۔ کیچڑ کے رنگ کا یہ پانی ہمیشہ پیٹ کی بیماریوں کا باعث ہوتا ہے۔ دریائے گنگا کی پوری گزرگاہ اور مشرقی پاکستان میں لوگ گھروں کے ساتھ بہتے ہوئے برساتی اور سیلابی پانی کے جوہڑوں میں مچھلیاں پالتے ہیں اور اسی پانی کو پیتے ہیں۔ اس لئے وہاں سارا سال ہیضہ پھیلا رہتا ہے۔

1960ء میں عالمی ادارہ صحت جنوب مشرقی ایشیاء میں ہیضہ کے خلاف تحقیقاتی مرکز قائم کرنا چاہتا تھا۔ ہم نے بھرپور کوشش کی اور اس ادارہ میں اپنے ذاتی تعلقات کو کام میں لاتے ہوئے چاہا کہ یہ مرکز لاہور میں بنے۔ جب یہ طے ہو گیا کہ مرکز

پاکستان میں ہو گا تو اس وقت کی حکومت نے یہ مرکز لاہور کی بجائے ڈھاکہ میں بنوانا پسند کیا۔ حالات نے اسے ہمارے بس سے باہر کر دیا۔ اسی مرکز میں پہلا اہم کام یہ انجام پایا کہ ٹیکہ لگانے سے ہیضہ سے بچاؤ نہیں ہوتا۔

آنتوں کی ان سوزشوں کے پھیلاؤ کا دوسرا اہم ذریعہ مکھیاں ہیں۔ استوائی ملکوں میں گرمی کے موسم میں جب ہوا میں نمی زیادہ ہو تو غلاظت کے ڈھیروں پر مکھیوں کی افزائش کے لئے حالات سازگار ہوتے ہیں۔ ان کی پیدائش گندگی میں ہوتی ہے اور یہی ان کی غذا یا مسکن رہتا ہے۔ مکھی جب فضلے' مریض کے زخموں یا کسی کی قے سے اٹھ کر گنے کے بیلنے یا مٹھائی کے تھال پر بیٹھتی ہے تو اپنے پروں اور پیروں سے چپکے ہوئے جراثیم وہاں چھوڑ جاتی ہے اور اس طرح بیماروں کے اجسام سے خارج ہونے والے جراثیم تندرست افراد کی خوراک میں شامل ہو کر بیماریوں کے پھیلاؤ کا باعث بنتے ہیں۔

آنتوں کی بیماریوں کے اسباب

جراثیم کے جسم میں داخل ہونے کے بعد بیماری شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن ماہرین علم الجراثیم اور وبائیات نے لاکھوں مریضوں پر کئے گئے مشاہدات کے بعد معلوم کیا ہے کہ پیٹ اور آنتوں میں واقع ہونے والی سوزشوں کے جراثیم متعدد اقسام کے ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم سے پیدا ہونے والی علامات دوسروں سے مختلف ہوتی ہیں۔ تحقیقات پر جراثیم کی کچھ قسمیں ایسی معلوم ہوئی ہیں جو یہ بیماریاں عام طور پر پیدا کرتی ہیں ان قسموں کے عمومی نام SCHIGELLA -ESCHERECHIA -PROTEUS کے خاندانوں کے مختلف SALMONELLA -KLEBSEILLA جراثیم ہیں۔

ان جراثیم کو لیبارٹری میں دودھ سے حاصل ہونے والی مٹھاس یعنی LACTOSE کے ساتھ ملا کر تھوڑی دیر رکھا جاتا ہے۔ اگر اس میں سڑاند اور گیس پیدا کر دیں تو اس سے مراد لی جاتی ہے کہ جسم انسانی میں جا کر بھی بیماری پیدا کر سکتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں جسم خصوصی طور پر دفاعی انتظامات کرتا ہے جیسا کہ تپ محرقہ کی صورت میں خون کے اندر ایسے جوہر پیدا ہو جاتے ہیں جو جراثیم کو ختم کرتے

ہیں- اس لئے تپ محرقہ کے مریض کے خون کا اگر WIDAL TEST کیا جائے تو اس سے پتہ چل جائے گا کہ اس کو چڑھنے والا بخار کونسا ہے؟

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ جراثیم کش ادویہ کے ذریعہ جراثیم کو ہلاک کیا جا سکتا ہے لیکن آنتوں میں ہونے والی بعض بیماریوں کی صورت میں یہ مفروضہ بھی غلط ہو جاتا ہے- کیونکہ PSEUDOMONAS ACRUGINOSA کی نوعیت کے جراثیم ایسے ڈھیٹ ہیں کہ کسی بھی جراثیم کش دوائی کی بوتل کے اندر اپنی افزائش کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے ہسپتالوں میں علاج کے دوران مریضوں کو نت نئی بیماریوں کا شکار ہونا پڑتا ہے اور ان بیماریوں پر عام جراثیم کش ادویہ کا کوئی اثر نہیں ہوتا-

اس لئے ہم مختلف جراثیم سے پیدا ہونے والی سوزشوں کو اسباب کی مناسبت سے علیحدہ علیحدہ بیان کرنا پسند کر رہے ہیں-

SALMONELLA INFECTIONS

اس خاندان کے جراثیم سے پیدا ہونے والی اہم ترین بیماری تپ محرقہ ہے- جو کہ ابتدائی طور پر آنتوں کی سوزش ہے مگر اس کے اثرات تمام جسم پر مرتب ہوتے ہیں- اس سوزش سے آنتوں میں زخم ہوتے ہیں اور یہ آنت میں آرپار سوراخ ڈال کر موت کا باعث بن سکتے ہیں- اسی عنوان تلے FOOD POISONING بھی آ جاتی ہے- جو بند ڈبوں کی غذا اور جراثیم کی زہروں سے پیدا ہوتی ہے- اگرچہ اس کا کوئی بھی علاج اب تک معلوم نہیں ہو سکا لیکن شرح اموات کم ہے- انسانوں کے علاوہ یہ بیماریاں جانوروں میں بھی ہوتی ہیں جن میں خاص طور پر سوروں میں HOG CHOLERA گھریلو جانور، مویشی، مرغیاں، رینگنے والے جانور حتیٰ کہ کچھوا بھی متاثر ہو سکتا ہے- 1970ء میں جنوبی امریکہ سے آنے والے کتوں اور مرغیوں کی خوراک میں یہ جراثیم داخل ہو گئے اور امریکہ کی مرغیوں میں یہ وبا پھوٹ پڑی- اسی طرح 1971ء میں برطانیہ میں ٹرکی پرندوں میں یہ وبا باہر سے آنے والی غذا کے ذریعہ پھیل گئی تھی- جس کے نتیجہ میں یہ کھانے والوں میں پھیل گئی-

جراثیم کی اکثر قسمیں پکانے سے مرجاتی ہیں- خاص طور پر پاکستانی انداز میں پکایا

جانے والا کھانا چونکہ ڈھکنے والے برتن میں دیر تک پکتا رہتا ہے اس لئے اکثر جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں۔ لیکن فریج میں جب پکا ہوا کھانا کچے گوشت کے قریب رکھا ہوا ہو تو یہ گوشت اگر آلودہ ہو تو اس کے جراثیم پکے ہوئے کھانے میں بھی داخل ہو جاتے ہیں۔ جن مقامات پر اجتماعی کھانا پکتا ہے وہاں پر ایسی وباؤں کے پھیلنے کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے۔

اردو بازار لاہور میں ایک شادی پر خاندان ہی کے چند اصحاب مدعو تھے۔ ولیمہ کے کھانے کے بعد دولہا اور دلہن سمیت تمام شرکاء آنتوں کی سوزش کا شکار ہو گئے اور حالت اتنی خراب تھی کہ ان سب کو کچھ دنوں ہسپتال میں رہنا پڑا۔

یہ جراثیم سخت جانی کے باوجود پیٹ کے تیزاب میں جا کر مرجاتے ہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ہیضہ کی وبا کے دنوں میں خالی پیٹ گھر سے نہ نکلیں اور کھانے کے ساتھ سرکہ استعمال کریں۔ کیونکہ سرکہ کا تیزاب ان کو مار دیتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی باعث سرکہ کو اہمیت عطا فرمائی۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا۔

نعم الادام الخل (مسلم، ابن ماجہ)

(سرکہ بہترین سالن ہے)

یہی روایت حضرت عائشہؓ سے ابن ماجہ نے بیان کی ہے۔

گھروں میں اس کی موجودگی کی ضرورت کا اظہار حضرت ام ہانیؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں۔

ما افقر بيت من ادم فيه خل (ترمذی)

(جس گھر میں سرکہ کھایا جاتا ہو وہ لوگ کبھی غریب نہیں ہوتے)

اس کا مطلب ظاہر ہے کہ سرکہ کھانے سے تندرستی قائم رہتی ہے۔

علامات

مریض کے جسم میں جراثیم کی جتنی مقدار داخل ہو علامات کی شدت ان کی

مناسبت سے ہوتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جراثیم کی مقدار اتنی کم ہو کہ علامات ظہور پذیر نہ ہوں یا جسم کی اپنی قوت مدافعت ان کو ہلاک کر دے۔ تپ محرقہ سے بچاؤ کے ٹیکہ کی کسی زمانے میں بڑی شہرت رہی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کہ ہماری ذاتی نگرانی میں قابل اعتماد اور اچھی ویکسین کے ٹیکے لگے تھے۔ انہی کے تپ محرقہ کا علاج بھی ہم نے اپنے ہاتھوں سے کیا۔ جراثیم کے جسم میں داخل ہونے کے 48 - 6 گھنٹوں میں علامات شروع ہو جاتی ہیں۔ جن میں اہم ترین متلی' قے' اسہال' بے قراری' سردرد' بخار' بلڈ پریشر میں کمی' گھبراہٹ' پیشاب میں رکاوٹ اور جسم میں اینٹھن اور درد ہیں۔ خونی اسہال' جوڑوں میں درد اور سوجن' بعد میں گردے متورم ہو جاتے ہیں۔ پتے میں سوزش ہو کر عمر بھر کے لئے پتے کی بیماری' دل کی سوزش (ENDOCARDITIS) اور نمونیہ بھی ہو سکتے ہیں۔

علاج اگر مکمل نہ ہو تو تندرست ہونے کے باوجود جسم سے جراثیم 8-6 ہفتوں تک خارج ہوتے رہتے ہیں۔ اس کیفیت کو CARRIERS کہتے ہیں۔ یعنی یہ لوگ خود بیمار نہیں ہوتے لیکن دوسروں کو کرتے رہتے ہیں۔

امریکہ کے ایک چھوٹے شہر میں نوعمر بچوں میں تپ محرقہ کی وبا پھوٹ پڑی۔ تحقیقات پر معلوم ہوا کہ یہ بچے آئس کریم شوق سے کھاتے تھے۔ پھر پتہ چلا کہ ان بچوں نے جس دوکان سے آئس کریم لی اس کا ایک کاریگر تپ محرقہ کا CARRIER تھا۔ اس کے جسم سے تپ محرقہ کے جراثیم خارج ہوتے رہتے تھے جو اس کے ہاتھوں کو لگ کر آئس کریم میں داخل ہو کر دوسروں کو بیمار کرتے تھے۔

اس مصیبت کا سب سے مکمل اور جامع حل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا۔

- رفع حاجت اور طہارت کھانے پینے کے مقامات اور پینے والے پانی کے ذخیروں سے دور ہونی چاہئیں۔
- طہارت کے بعد ہاتھوں کو پھر سے اچھی طرح دھویا جائے اور ناخن کاٹ کر رکھے جائیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہلے ماہر ہیں جنہوں نے رفع حاجت کے بعد جسم کو مصفا پانی سے اچھی طرح صاف کرنے کی تلقین فرمائی اور یہ نہایت مفید عادت مسلمانوں کا طرہ امتیاز ہے۔ جنسی بیماریوں کی روک تھام کے سلسلہ میں بھی اب یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تناسلی آلات کو دھونے سے ان میں سوزش ہونے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح پانی سے دھونا بواسیر کے بہتے ہوئے خون کو بند کرنے میں بھی مددگار ہوتا ہے۔ جب کہ اقوام مغرب میں طہارت میں پانی کی بجائے کاغذ کے استعمال سے پیٹ کی بیماریاں ایک سے دوسروں کو لگتی ہیں۔ کیونکہ کاغذ سے صاف کرنے کے دوران ہاتھوں کو نجاست کا لگنا ایک لازمی نتیجہ ہے اور ایسا شخص جب کھانے پینے کی کسی چیز کو ہاتھ لگائے گا تو اپنے جراثیم دوسروں کو تقسیم کرتا رہے گا اور لمبے ناخن بھی اس سلسلہ میں دوسروں کے لئے خطرے کا باعث ہیں۔ روزمرہ کے کام کاج کے دوران میل اور غلاظت ناخنوں میں پھنس جاتے ہیں۔ ظہور اسلام سے قبل ہی نہیں بلکہ اٹھارویں صدی تک مغربی ممالک میں ناخن کاٹنے یا ان کو صاف کرنے کا کوئی رواج نہ تھا۔ راہبوں کے ناخن بڑھتے بڑھتے چیل کے پنجوں کی طرح ہو جاتے تھے وہ ایسے غلیظ مظاہروں پر فخر کرتے تھے۔ آج بھی وبائی امراض سے بچاؤ کی کتابوں اور مشاہدات میں ناخنوں کا ذکر شاذونادر ہی ملتا ہے۔ حالانکہ رفع حاجت کے بعد غلاظت بڑھے ہوئے ناخنوں میں داخل ہو کر خطرے کا مستقل اندیشہ بنی رہتی ہے۔

علاج

بیماریوں کی روک تھام کے اسلامی نظام کو سامنے رکھیں تو ان میں سے کوئی بھی بیماری لاحق نہیں ہو سکتی۔

جدید علاج

اس نوعیت کی تمام بیماریوں میں زیادہ تر علاج علامات کو دور کرنے سے کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ اسہال اور قے سے جسم سے نمکیات اور پانی کی اخراج کی کمی کو دور کرنے کے لئے ORS کا محلول بنا کر مریض کو مسلسل پلایا جائے۔ امراض شکم کے اکثر ماہرین اب صرف اسی محلول پر گزارا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ مشہور سفوف ان آسان اجزاء پر مشتمل ہے۔

SODIUM CHLORIDE 3.5 mg

TRISODIUM CITRATE 2.9 gm

POTASSIUM CHLORIDE 1.5 gm

GLUCOSE 20.0 gm

اس نسخہ میں اب تک TIRSODIUM CITRATE کی جگہ سوڈا بائی کارب ڈالا جاتا تھا۔ جسے گرم کیا جائے تو وہ زہریلا بن جاتا تھا۔

ORS کے ایک پیکٹ کو ایک سیر (لیٹر) پانی میں حل کرکے مریض کو ایک ایک چمچہ کرکے سارا دن پلاتے رہتے ہیں۔ ہر اجابت یا قے کے بعد اتنی ہی مقدار میں پانی آہستہ آہستہ جسم میں داخل کیا جانا چاہئے۔

جدید جراثیم کش ادویہ میں SEPTRAN- TETRACYCLIN AMPICILLIN- CHLORAMPHENICOL کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ ان کا دینا مفید ہوتا ہے۔

تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ ان میں سے اکثر ادویہ بے کار ثابت ہوئی ہیں۔ تپ محرقہ میں CHLORAMPHENICOL اور کسی حد تک **ایمپی** سلین کے علاوہ کوئی دوائی موثر نہیں ہوتی۔ لیکن اول الذکر کا زیادہ دنوں تک دینا خطرناک بھی ہو سکتاہے۔ کیونکہ اس کا طویل استعمال جسم میں خون کی پیدائش کو روک سکتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی کیفیت ہے جس کا علاج ابھی تک ممکن نہیں۔ جراثیم کی سخت کوشی کا تقاضا یہ ہے کہ علامات ختم ہونے کے بعد بھی دو ہفتہ تک دوائی دی جائے۔ عام طور

پر کلورومائی سٹین کے 250mg کے دو کیپسول صبح' دوپہر' شام کھانے کے بعد دیئے جاتے ہیں۔ پانچ دن کے بعد دوا کی مقدار کم کرنا دستور ہے۔ ایمپی سلین کی اسی مقدار کو زیادہ دن تک دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کا فائدہ یقینی ہوتا ہے۔ چونکہ یہ پنسلین سے بنتی ہے۔ اس لئے اکثر لوگوں کو اس سے حساسیت بلکہ دمہ تک ہو سکتا ہے۔ اس خاندان کے جراثیم سے پیدا ہونے والی سوزشوں کے جدید علاج میں عام طور پر علامات توجہ دی جاتی ہے جیسے کہ پانی کی کمی کو ORS سے دور کیا جائے اور اگر منہ کے راستے قے کی شدت کی وجہ سے ممکن نہ ہو تو ورید میں ڈرپ کے ذریعہ دیں۔

حال ہی میں ایک محفوظ اور موثر دوائی CIPROFLAXIN ایجاد ہوئی ہے اس کے 500mg صبح شام بڑے کافی رہتے ہیں۔

ڈرپ INTRAVENOUS DRIP

آج کل رواج ہو گیا ہے کہ جسمانی کمزوری اور معمولی بیماریوں کے لئے وریدی ڈرپ لگاتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر صاحب کے مطب میں جانے کا اتفاق ہوا۔ ان کے پچھلے کمرے میں پانچ چارپائیاں لگی ہوئی تھیں۔ جن میں سے ہر ایک پر ایک ایک مریض پڑا تھا۔ ان سب کی وریدوں کے ساتھ نالیاں لگی تھیں اور گلوکوس کا محلول ان کے اجسام میں داخل ہو رہا تھا۔ بتایا گیا کہ اس گلوکوس میں وٹامن کے سرخ ٹیکے بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔

کسی چلتے پھرتے شخص کو گلوکوس لگانا دنیا کا سب سے خطرناک کام ہے۔ ڈرپ کسی بھی بیماری کا علاج نہیں۔ ایک دوسرے کی آلودہ سوئیاں داخل کرنے سے دیگر حادثات کے علاوہ ورید میں وٹامن کی غیرمطلوبہ مقدار داخل کرنا مزید خطرناک عمل ہے۔ ڈرپ لگوانے والوں کو بلڈ پریشر اور ذیابیطس کی بیماری ہونے کے علاوہ اور دوسرے خطرناک عوارض ہو سکتے ہیں

SCHIGELLA INFECTIONS

1897ء میں جاپانی ڈاکٹر کیوشی نے محسوس کیا کہ پیچش کے جراثیم صرف ایک شکل کے نہیں ہوتے بلکہ ان کی متعدد اقسام ہیں اس وجہ سے جراثیم کا یہ خاندان اسی کے نام سے موسوم ہے۔ امریکہ کی جنگ غلامی کے دوران 18 لاکھ فوجیوں کو پیچش ہوئی جن میں سے 44000 مر گئے۔ خیال کیا جاتا رہا ہے کہ جدید ادویہ کی وجہ سے پیچش کی بیماری ختم ہو جائے گی یا اس کا جلد علاج ممکن ہو جائے گا۔ لیکن یہ خیال غلط بر آمد ہوا ہے کیونکہ عالمی اعداد و شمار کے مطابق اس کی شرح اموات اب تک بھی 25% ہے۔ جب کہ 1960ء کے بعد میکسیکو' بھارت' بنگلہ دیش اور جنوبی امریکہ کے دوسرے ممالک میں لاکھوں افراد اس کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ اور ان میں مرنے والوں کی تعداد 5% فیصدی سے بڑھ گئی تھی۔

پیٹ کی اکثر سوزشوں اور تپ محرقہ میں CHLOROMYCETIN کی افادیت کا بڑا شہرہ ہے لیکن حیرت کی بات ہے کہ اس خاندان کے جراثیم سے پیدا ہونے والی سوزشوں میں یہ دوائی اکثر بے فائدہ پائی گئی۔

ایک دوست کو کھانے پینے کی چیزوں کے انتخاب کی اچھی سمجھ ہے۔ مگر اس کے باوجود ایک روز اس کو پیچش کی تکلیف ہو گئی۔ ابتداء میں ERYTHROCIN دی گئی۔ پھر کیولین کے مرکب کا اضافہ کیا گیا۔ دو دن میں جب دستوں میں کمی نہ آئی اور ان میں کمزوری بڑھتی گئی تو FLAGYL شامل کی گئی۔ دواؤں کی اچھی خاصی تعداد کے باوجود مکمل صحت یابی میں ہفتہ لگ گیا۔

علامات

بیماری کی ابتدا کسی پیشگی تکلیف کے بغیر اسہال سے ہوتی ہے۔ پہلے پتلی اجابتیں شروع ہوتی ہیں۔ بعض مریضوں کو ابتدا میں بوجھ محسوس ہوتا ہے جس کے ایک دن نعد اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔ پیٹ میں درد' قولنج اور اینٹھن کے ساتھ جسم میں

تھکن، طبیعت میں بیزاری، بیماری کے ساتھ قولنج میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ پھر دستوں میں خون شامل ہو جاتا ہے۔ اجابت میں دیگر اشیاء کے علاوہ لیسدار مادہ (MUCOS) کافی مقدار میں خارج ہوتا ہے۔ جن کو بواسیر کی شکایت پہلے سے ہو ان کے مسے پھول جاتے ہیں اور وہاں پر بھی تکلیف محسوس ہونے لگتی ہے۔ چھوٹے بچوں کو پیچش کے حملہ کے دوران بلکہ اسی کی وجہ سے اپنڈکس کا حملہ بھی ہو سکتا ہے۔

ایک خاتون کو رات کی ابتدا میں پیچش ہوئی۔ ان کے ایک عزیز متعدی امراض کے مشہور ماہر اور ہیضہ وغیرہ کے علاج میں کافی سے زیادہ دسترس رکھتے تھے۔ انہوں نے معمولی سا علاج تجویز کیا اور خیال تھا کہ اتنا ہی کافی ہو گا۔ مگر دو گھنٹے کے بعد ان کو اتنا شدید درد ہوا کہ پیٹ درد کی عام گولیاں بے کار ثابت ہوئیں۔ آخرکار ان کی ورید میں ایک نیم نشہ آور دوائی داخل کرنی پڑی جس سے درد کم ہوا۔ اس دوران دیگر علاج سے بیماری ٹھیک ہو گئی۔

قے اور اسہال کی وجہ سے پیشاب میں کمی آ جاتی ہے۔ یا بند بھی ہو سکتا ہے بلڈ پریشر گر جاتا ہے۔ جس سے کمزوری انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ بیماری کے نامکمل علاج کی صورت میں جوڑوں کا درد، دل کی تکلیف یا REITERS'S DISEASE ہو جاتے ہیں۔ جس میں جوڑوں کے درد کے ساتھ منہ اور آنکھوں میں سوزش یا جلد پر ایگزیما کی شکل کے داغ پڑ جاتے ہیں کچھ مریض پیشاب کی نالی میں سوزش کی شکایت بھی کرتے ہیں۔

معدہ اور امعاء میں سوزش پیدا کرنے والے جراثیم کی دوسری قسموں کی مانند اس کے جراثیم بھی منہ کے راستے ہی جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ خوراک جب جراثیم آلود ہو جائے یا پینے والا پانی آلودہ ہو تو شانگیلا خاندان کے جراثیم پیٹ میں داخل ہوتے ہیں۔ ہمارے ایک دوست کو حال ہی میں پنیر کھانے سے پیچش ہو گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسے تیار کرنے والے کے اپنے ہاتھ جراثیم آلود تھے یا اس نے ایسی جگہ پر پنیر بنایا جہاں اس پر مکھیاں بیٹھتی رہیں۔

اس لئے اب ماہرین یہ سفارش کرتے ہیں کہ دودھ' دہی اور پنیر کی وہی شکل استعمال کی جائے جو PASTUERISED ہو۔ کسی عام آدمی کے لئے یہ عمل اپنے آپ سرانجام دینا تو ممکن نہیں البتہ بازار میں ملنے والی وہ چیزیں جو لفافوں میں بند ہو کر آتی ہیں اور ان میں سے بعض پر PASTEURISED لکھا جاتا ہے صرف ان ہی کو استعمال کیا جائے مگر ان میں مشکل یہ ہے کہ وہ گراں ہوتی ہیں اور ان کا ذائقہ ہمارے مزاج کے مطابق نہیں ہوتا۔ مثلاً دہی کا عام بھاؤ 10-9 روپے فی کلو ہے۔ جب کہ اُن کا 400 گرام دہی 1 روپے میں ملتا ہے۔ دوگنے سے زیادہ قیمت ادا کرنے کو کوئی بھی خوشی سے تیار نہیں ہوتا۔ مٹھائی اور گنے کا رس خطرناک چیزیں ہیں۔

پیچش کے علاج میں ان امور کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔

○ آنتوں کے اندر ہونے والی جلن اور سوزش کے لئے ایسی دوائی استعمال کی جائے جو ان کو سکون مہیا کرے۔

○ بیماری پیدا کرنے والے جراثیم کی شناخت آسان کام نہیں۔ اس لئے ایسی جراثیم کش دوائیں استعمال کی جائیں جن کا اثر متعدد اقسام پر ہو۔

○ دستوں کی کثرت کو روکنے کے لئے LOMOTIL کی بجائے ATAPULGITE کے مرکبات دینا زیادہ مفید ہوتا ہے۔ لیکن یہ فوری اثر نہیں کرتے۔

○ قے کو روکنے کی ادویہ دینی مفید ہوتی ہیں جیسے کہ TORECAN - - DRAMAMINE - NIVADOXIN- AVOMINE - MECLOZINE STEMETIL - MAXOLON - MARZINE

○ پیٹ درد' مروڑ کے لئے ابتدا عام ملنے والی گولیوں سے کی جائے اگر ان کے ساتھ ساتھ جراثیم کو ہلاک کر دیا جائے تو درد جاتا رہتا ہے۔

○ بیماری کے ابتدائی مرحلہ میں غذا بالکل نہ دی جائے۔ خاص طور پر روٹی اور گوشت سے مروڑ میں اضافہ ہوتا ہے۔ پہلے دن صرف سیال چیزیں دی جائیں۔

جدید میں KAOLIN ایک ایسی منفرد دوائی ہے جسے پیٹ کی ہر سوزش میں

اعتماد اور اطمینان کے ساتھ دیا جا سکتا ہے۔ لاہور میں متعدی امراض کے شفاخانہ میں جہاں ہر سال ہزاروں کی تعداد میں ایسے مریضوں کا علاج ہوتا ہے وہاں پر مریض کو یہ اس وقت تک اسے گھول کر پلاتے رہتے ہیں جب تک کہ دستوں میں بھی چاک کی سفیدی نظر نہ آنے لگے۔

طب قدیم میں اسبغول ایک نایاب دوائی ہے۔ اسے تھوڑی مقدار میں ہر تین گھنٹے بعد دینا مفید رہتا ہے۔

لعاب بہی دانہ

طب نبوی میں ان تمام مسائل کی ایک لاجواب تریاق بہی دانہ کی شکل میں موجود ہے۔

> چھوٹا چمچہ بہی دانہ ایک پاؤ پانی میں کچھ دیر بھیگا رہے۔ پھر اسے اچھی طرح پھینٹ کر اس کی لیس نکال لیں۔ چھان کر بیج پھینک دیں۔ اس پانی میں دو بڑے چمچے شہد ملا کر مریض کو ہر گھنٹہ کے بعد ایک دو گھونٹ پلائیں۔

ایک دو سالہ بچی کو خونی اسہال جاری تھے۔ تمام جراثیم کش ادویہ دی گئیں مگر چار روز میں بھی افاقہ نہ ہوا۔ ہماری دانست میں ادویہ کی مقدار اتنی صحیح اور کافی تھی کہ جراثیم کی ہر قسم ختم ہو جانی چاہتے تھے لیکن خون بدستور آتا رہا۔ آخرکار شہد ملا کر لعاب بہی دانہ دیا گیا۔ جس سے دو روز میں شفا ہو گئی۔

جدید ادویہ میں جلن اور اسہال کے لئے مثلاً KAOSTOP - DIARHOL - KALTIN - FURADIL - STREPTOMAGMA - KAOPECTATE کا بڑا چمچہ دن میں 5-4 مرتبہ دیا جاتا ہے۔ بعض لوگ دو بڑے چمچے پانی میں گھول کر اسی کو بار بار دیتے ہیں۔ پہلے انہی مرکبات میں جراثیم کش ادویہ بھی ملی آتی تھیں۔ مگر حکومت نے نامعلوم وجوہات کی بنا پر جراثیم کش ادویہ کو نسخہ سے نکلوا دیا ہے۔ جس کا بوجھ مریضوں پر پڑ گیا ہے۔ کیونکہ ان کو دو یا تین دوائیں خریدنی پڑ رہی ہیں۔

اس خاندان کے جراثیم پر جو ادویہ موثر ہیں ان میں NALIDIXIC ACID -

- TETRACYCLIN - AMPICILLIN - AMPICLOX - NEGRAM
SEPTRAN - STREPTOMYCIN زیادہ مشہور ہیں۔ عام حالات میں سٹرپٹومائی سین کا ٹیکہ لگتا ہے۔ مگر اس بیماری میں اگر ایک گرام سٹرپٹومائی سین کو کیولین کے محلول میں ملا کر مریض کو پلایا جائے تو زیادہ بہتر رہتا ہے۔ حال ہی میں ایک نئی دوائی CIPROFLAXIN ایجاد ہوئی ہے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی والوں کا کہنا ہے کہ یہ کسی بھی دوائی سے 100 گنا زیادہ مفید ہے۔

قیام پاکستان پر آنتوں کی تاریخی وباء

دنیا کی تاریخ میں آنتوں کی سوزش کی سب سے بڑی وبا اس وقت پڑی جب اگست 1947ء میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔ ہندو فرقہ پرستوں نے بھارتی حکومت کی سرپرستی میں مسلح سکھوں کو مسلمان آبادیوں کے قتل و غارت پر مامور کیا۔ اگر مسلمان ان کا مقابلہ کرتے تو بھارتی فوج ان کی امداد پر آ جاتی اور اس طرح پورے مشرقی پنجاب میں دہلی تک مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔ گھر اور کھیت جلا دیئے گئے۔ ان کی بچیاں اغوا ہوئیں اور ان کے لئے زندہ رہنے کی ایک صورت تھی کہ وہ اپنے گھر اور اثاثے چھوڑ کر پاکستان چلے جائیں ورنہ اپنا مذہب چھوڑ کر ہندو ہو جائیں۔

فیروزپور' جالندھر' گورداسپور اور امرتسر مسلم اکثریت کے علاقے تھے۔ ہوشیارپور میں بھی مسلمان اقلیت میں نہ تھے۔ مگر اس کے باوجود ان کے پاس ہجرت کے علاوہ زندہ رہنے کی کوئی ترکیب نہ چھوڑی گئی۔ ہر طرف سے لاکھوں کے قافلے پاکستان کی طرف پیدل چلتے ہوئے آنے لگے۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس تن کے کپڑوں کے علاوہ اور کوئی اثاثہ نہ چھوڑا گیا بلکہ اکثر کو برہنہ کرکے گھروں سے نکالا گیا۔ یہ نہ تو کسی سواری پر آ سکتے تھے اور نہ ہی ان کے پاس راستہ میں کھانا خریدنے کے دام تھے۔ اگر کسی کے پاس تھے تو ان سے چھین لئے گئے یا راستہ میں ان پر بیچنے کو کوئی تیار نہ تھا۔

ہر طرف سے لاکھوں لٹے پٹے' مفلوک الحال' مجروح اور بے گھر افراد پاکستان کی سمت چلے آ رہے تھے۔ پنجاب میں شکرگڑھ' سیالکوٹ' واہگہ اور قصور کے راستہ روزانہ لاکھوں افراد پیدل' بسوں اور ریل گاڑیوں پر پاکستان میں داخل ہو رہے تھے۔

فاقہ کشی کی بدولت ان میں بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی سکت نہ تھی اور یہ وہ وقت تھا کہ پاکستان کے پاس نہ تو روپیہ تھا اور نہ ہی علاج کرنے کو ڈاکٹر بلکہ ان کو دینے کے لئے دوائیں بھی نہ تھیں۔

وباء کے اسباب

اگست کے آخری دنوں میں شدید بارشیں ہوئیں۔ دریاؤں میں سیلاب آگیا اور بھارتی پنجاب میں ستلج' بیاس' راوی اور چناب کا پورا درمیانی علاقہ زیر آب آگیا۔ سڑکوں پر چار چار فٹ پانی کھڑا تھا۔ قافلوں نے جن کھلے میدانوں میں پڑاؤ ڈالے تھے وہاں پر بھی پانی کھڑا تھا اور یہ تباہ حال مہاجر گندے پانیوں میں بیٹھے لیٹے یا چلتے رہے۔ انہوں نے اسی پانی کو پیا اور اسی میں رفع حاجت کی۔ جراثیم آلودہ غلیظ پانی پینے سے ان کو وہ تمام بیماریاں لاحق ہو گئیں جو ہو سکتی تھیں۔ پیٹ میں کیڑوں سے لے کر ہیضہ' پیچش اسہال سے تپ محرقہ میں سے کوئی نہ کوئی بیماری ہر شخص کو تھی۔ کسی بھی قافلے کے سارے افراد تندرست ہوں یہ ممکن نہ تھا۔

واہگہ

اطلاع آئی کہ ایک لاکھ تباہ حال مہاجروں کا ایک قافلہ امرتسر سے چل کر پاکستان آرہا ہے۔ اس قافلہ کے لئے جو میڈیکل ٹیم تشکیل دی گئی اس کے سربراہ پروفیسر محمد حفیظ طوسیؒ اور سیکنڈ ایئر کا ایک اوسط طالب علم خالد غزنوی تھا۔ عملہ کی نایابی کے باعث اس ٹیم کے ساتھ نہ کوئی کمپونڈر تھا اور نہ نرس بلکہ خالد غزنوی ڈاکٹر سے لے کر چپڑاسی تک سب کچھ تھا۔ دو افراد کا یہ طبی وفد ایک لاری پر واہگہ پہنچا۔ معلوم ہوا کہ ادویہ کی ضمن میں KAOLIN - SULPHAGUANIDINE کے علاوہ اور کوئی دوائی نہ تھی۔ کچھ آلات جراحی اور پٹیاں تھیں اور باقی خدا کا نام۔

سہ پہر کے وقت یہ قافلہ پاکستان میں داخل ہوا تو سڑک پر اور اس کے اطراف میں ہر طرف قے اور دست پڑے تھے۔ گاؤں سے دیگیں منگوا کر کیولین گھولی گئی اور لوگوں کو جگ بھر بھر کر دیئے گئے۔ سلفاگوانیڈین زیادہ خراب مریضوں کے لئے تھی۔

پانی کی کمی کے مریضوں کے لئے پمپ کا پانی ابال کر اس میں پنساری کی دکان کا نمک گھول کر پیٹ کی جلد کے نیچے بغیر ابلی سرنج کے ذریعہ داخل کیا جاتا تھا۔ ڈاکٹر طوسی صاحب مریض دیکھتے' آپریشن کرتے خالد غزنوی دوائیں، تیار کرنے کے ساتھ ان کو تقسیم کرتا' گندے اوزاروں کے ساتھ پیٹ میں ٹیکے لگاتا اور جو تندرست تھے ان کو ہیضہ سے بچاؤ کا ٹیکہ لگایا جاتا۔

پہلے دن 2400 افراد ہلاک ہوئے۔ اب یہ خدا جانتا ہے کہ ان میں کتنے بیماری سے مرے اور کتنے گندے اوزاروں یا غیرمصفا پانی کی وجہ سے۔ لیکن اس کے علاوہ نہ اور کچھ تھا اور نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس میڈیکل ٹیم کا اپنا یہ حال تھا کہ پہلے دن رات کے لئے کسی نے روٹی اور اچار دے دیا۔ اگلے دن ایسا بھی نہ ہوا۔ یہ دونوں رضاکار تین دن تک کھانے اور نیند کے بغیر ایک لاکھ مریضوں کا علاج کرتے اور اکثر اوقات اپنی قوم کی تباہی پر ساتھ میں روتے بھی رہے۔ تیسرے دن فاقہ کشی کی وجہ سے خالد غزنوی بھاگ گیا۔ مگر طوسی صاحب ڈٹے رہے۔

اسی طرح وہاں قافلے آتے اور ہیضہ' اسہال یا پانی کی کمی سے مرتے رہے۔ زخموں سے مرنے والوں کی تعداد ان کے علاوہ تھی۔ جرنیلی سڑک پر تھانہ واہگہ کے سامنے اور پیچھے کی تمام زمین دو دو میل تک ان بے نام و نشان مرنے والوں کی گمنام قبروں سے بھری پڑی ہے۔

والٹن کیمپ

ریل سے آنے والے مہاجر والٹن کیمپ اتارے جاتے تھے۔ مگر وہ ریل کہاں تھی۔ مال گاڑی کے ڈبوں میں اوپر نیچے روئی کی گانٹھوں کی مانند انسان ٹھونسے ہوتے تھے۔ وہاں پر ایک علاقہ کے گرد تار لگا کر اور زمین پر چونہ ڈال کر ہسپتال کا نام دے دیا گیا۔ ڈاکٹر سید صدیق حسین اس کے انچارج تھے۔ ان کے پاس مختصر سا عملہ بھی تھا اور ریڈکراس سے کچھ دوائیں ملتی تھیں۔ مریض میدان میں الٹیاں کرتے اور اپنی غلاظتوں سے آلودہ پڑے ہوئے تھے۔

ڈاکٹر سید صدیق حسین کی سلیقہ مندی' رضاکاروں کی امداد اور ادویہ کی موجودگی

کی وجہ سے ان کے یہاں مرنے والوں کی روزانہ تعداد 200- 100 افراد تک رہی۔

قصور

مہاجرین کا سب سے بڑا ریلا قصور کے راستے داخل ہوا۔ وہاں کے زنانہ ہسپتال کی انچارج مسز لطیف زیدی اور کیمپ کمانڈر خان طارق اسماعیل خان نے مہاجروں کے مسائل کے حل کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ قصور کے راستہ آنے والوں کی خوش قسمتی یہ تھی کہ وہاں پر میاں اے ایم سعید جیسے مخلص اور بااصول شخص علاقہ مجسٹریٹ تھے۔ انہوں نے قافلہ کو روٹی' آرام اور دوائیں مہیا کیں۔ دوکانیں کھول دی گئیں اور ڈاکٹروں سے کہا کہ جو جو چاہے لے جاؤ مگر لوگوں کی جان بچاؤ۔
میڈیکل کالج سے علم طب کے جید استاد ڈاکٹر محمد اسلم پیرزادہ' ڈاکٹر عبدالحمید ملک اور اسی کالج کے چند طالب علم وباء کے خلاف ڈٹ گئے۔ علاقہ مجسٹریٹ اور خان طارق اسماعیل گھروں سے روٹیاں جمع کرتے اور ڈاکٹروں کو کام پر لگے رہنے کا حوصلہ دیتے رہے مسجدوں کی چٹائیوں پر میدانوں میں سو کر اور چندے کی خوراک پر زندہ رہتے ہوئے پاکستانی ڈاکٹروں نے وباء کے خلاف انسانی جدوجہد کی ایک شاندار تاریخ اپنے خون پسینے سے رقم کی ہے۔ جس شہر میں ہیضہ اور اسہال کے ہزارہا مریض ہر وقت موجود ہوں وہاں یہ کیسے ممکن تھا کہ بیماری شہر میں داخل نہ ہو اور مہاجروں تک محدود رہے۔ پروفیسر اسلم پیرزادہ نے علم طب میں مدافعت کی ایک نئی داستان رقم کی۔ سیالکوٹ پر حملہ کرنے والی بھارتی فوج کا انجام جہانگیر خان نے بڑے دلچسپ عنوان سے مرتب کیا ہے۔

"INDIAN ARMY MEETS MEN OF STEEL"

اس طرح وباء کا مقابلہ بھی جب انسانوں کے جذبہ ایمانی سے ہوا تو پھر پھیل نہ سکی۔ 1947ء کی یہ وباء' اس سے حاصل ہونے والے تجربات اور شرح اموات بیماریوں کے خلاف انسانوں کی بہادری کی ایک عظیم داستان ہے۔ یہی مشاہدات لاہور میں ہیضہ کی ایک وباء کے سلسلہ میں کام آئے' میاں سعید لاہور کارپوریشن کے میئر تھے اور ہم وباء کو ختم کرنے کی کوشش میں مصروف تھے۔ میاں سعید نے مجھے کہا کہ

جس کسی چیز کی ضرورت ہو لو- میں انکار نہ کروں گا- لیکن بیماری ختم ہونی چاہئے- انہوں نے مجھے وہ وہ چیزیں مہیا کیں جو میں نے مانگی بھی نہ تھیں- مگر وہ خود ہر شام ہسپتال میں جا کر بیماروں کو گنتے تھے- ان کی اس دلچسپی نے عملہ کو ہمہ وقت تیار رکھا اور وباء ختم کر دی گئی-

اندازہ ہے کہ 1947ء میں 2 لاکھ افراد آنتوں کی سوزشوں سے ہلاک ہوئے-

پیچش

DYSENTERIES

پیچش کو دو قسموں میں بیان کیا جاتا ہے- پہلی قسم جراثیم سے ہوتی ہے- جسے جراثیمی پیچش یا ACUTE DYSENTRY کہتے ہیں- جب کہ دوسری قسم کو امیبائی پیچش یا پرانی پیچش AMOEBIC DYSENTRY کہتے ہیں- جراثیم کی موجودگی کے علاوہ ان کی علامات ابتداء ہی سے مختلف ہوتی ہیں-

جراثیمی پیچش

1897ء میں شیگا کی دریافت کے بعد لوگوں نے پیچش کے جراثیم پر کافی محنت کی ہے- اور اب تک 42 اقسام کے ایسے جراثیم معلوم ہو چکے ہیں- جو پیچش کا باعث بنتے ہیں- ان کے علاوہ بچوں میں ایک قسم ESCHERICHIA COLI بھی پائی گئی ہے جس میں مبتلا ہونے والے پاخانہ میں تندرست ہونے کے دس ہفتے بعد تک جراثیم خارج ہوتے رہتے ہیں- مریض کی جسمانی نجاستوں پر مکھیاں بیٹھ کر جراثیم کو تندرست افراد کی خوراک تک لے جانے کا ذریعہ بنتی ہیں- طہارت کے دوران ہاتھوں کو لگے ہوئے جراثیم دوسروں تک جا کر بیماری پیدا کرتے ہیں- اس لئے پیچش سے شفایاب ہونے والوں کو بعد میں بھی جراثیم کش ادویہ دینا ضروری رہتا ہے- خاص طور پر اس لئے کہ بعض دوائیں مریض کی علامات کو آسانی سے دور کر سکتی

ہیں۔ جیسے کہ دہی میں اسبغول ملا کر دینے سے بیماری کا زور ایک دو دن میں ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن ایسے افراد دوسروں کے لئے مستقل خطرہ کا باعث بنے رہتے ہیں۔ کیونکہ اسبغول سے علامات میں کمی آ جاتی ہے جراثیم نہیں مرتے۔

علامات

جراثیمی پیچش سب کو یکساں شکل میں نہیں ہوتی۔ مختلف مریضوں میں اس کی علامات ان اقسام میں ہو سکتی ہیں۔

معمولی قسم

زیادہ طور پر 10-12 دست' بخار یا تو بالکل نہیں ہوتا اور اگر ہو تو بہت کم۔ مروڑ اگر ہو تو برائے نام۔

شدید قسم

فوری طور پر شروع ہوتی ہے۔ تیز بخار گھبراہٹ اور بے قراری' میلی زبان' شدت کی پیاس' بھوک اڑ جاتی ہے۔ بعض مریض دماغی ہیجان کا مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔

مرکب قسم

دست ایک دن رہتے ہیں اور ان کے ساتھ جسم میں کپکپی کے بعد تیز بخار' سردرد' قے اور اسہال کے ساتھ حد سے زیادہ گھبراہٹ اور بے قراری' پیٹ اندر دھنس جاتا ہے۔ ہاتھ لگانے سے درد ہوتا ہے۔ اجابت پتلی سخت بدبودار اور میلی رنگت والی' بلڈ پریشر کا گرنا اور دل کی کمزوری موت کا باعث بنتے ہیں۔ مروڑ بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

ہیضہ نما پیچش

درجہ حرارت اعتدال سے کافی کم' نقاہت زیادہ' بلڈ پریشر لمحہ بہ لمحہ کم ہوتا جاتا

ہے۔ سفیدی مائل پتلے دست بار بار آتے ہیں۔ جن میں خون اور لیس دار MUCOS شامل ہوتے ہیں۔

بار بار ہونے والی پیچش

حملہ نہ تو فوری ہوتا ہے اور نہ ہی شدید مگر کمزوری اور اس کے ساتھ تھوڑا بخار یا کبھی درجہ حرارت اعتدال سے بھی گر جاتا ہے۔ اگرچہ دو چار دنوں میں بیماری کی شدت کم ہو جاتی ہے۔ مگر اسہال بدستور رہتے ہیں۔

مزمن پیچش

کھانے پینے میں معمولی بداعتدالی سے بار بار پیچش اور اسہال ہوتے ہیں۔ اجابت کبھی بھی مکمل نہیں ہوتی۔ پاخانہ ہمیشہ پتلا رہتا ہے۔ جس میں لیس اور پیپ کی معقول مقدار شامل ہوتی ہے۔ کبھی کبھی خون بھی شامل ہو جاتا ہے۔

عمومی علامات

پیچش کی ہر قسم میں درجہ حرارت میں اضافہ ہوتا ہے سر درد اور بوجھ لازمی ہیں۔ متلی، بھوک کی کمی، طبیعت میں بوجھ کے ساتھ میلی زبان، پیاس بڑھ جاتی ہے۔ منہ خشک، ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہوئیں آنکھیں اندر کو دھنس جاتی ہیں۔ کمزوری بڑھنے کے ساتھ جسم دبلا ہونے لگتا ہے۔ زرد اور بے نور چہرے کے ساتھ ساری جلد خشک اور نیم مردہ سی نظر آتی ہے۔ قے اور اسہال اگر جاری رہیں تو جسم سے نمکیات کے اخراج اور بلڈ پریشر کی کمی پیشاب کی بندش یا دوران خون کے بحران سے موت کا باعث بنتے ہیں۔

پیٹ میں بل پڑتے ہیں۔ بار بار مروڑ اٹھتے ہیں۔ قولنج کی اس کیفیت میں اجابت کی خواہش ہوتی ہے۔ مگر اطمینان کا باعث نہیں ہوتی۔ درد آہستہ آہستہ بڑھتا ہے اور بعض اوقات مریض تڑپنے لگتا ہے۔

مرض کی ابتدا میں روزانہ 4-5 دست آتے ہیں۔ قے بھی ہو سکتی ہے۔ دستوں کا رنگ زردی مائل بھورا ہوتا ہے مگر دوسرے دن سے رنگت میں خون کی سرخی اور لیس کی آمیزش نظر آنے لگتی ہے۔ بعض اوقات اجابت صرف لیس اور خون کی معمولی مقدار پر مشتمل ہوتی ہے۔ پھر خون کی مقدار بڑھنے لگتی ہے جو چند سرخ دھاریوں سے شروع ہو کر لوتھڑوں تک چلی جاتی ہے۔ اجابت کے دوران بواسیر کی طرح کا درد اور جلن محسوس ہوتے ہیں۔

پیچیدگیاں

جسم سے پانی اور نمکیات کے اخراج کی وجہ سے پانی کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ خون گاڑھا ہونے کے باعث اس کی گردش کی رفتار متاثر ہوتی ہے۔ آنکھیں اندر کو دھنس جاتی ہیں اور ان کے گرد سیاہ حلقے پڑ جاتے ہیں زبان اور ہونٹ خشک ہونے سے حلق میں کانٹے پڑ جاتے ہیں۔ بلڈ پریشر اور پانی کی کمی سے گردوں میں خرابی' دل کی کمزوری' جوڑوں میں درد آنکھوں میں سوزش' نمونیہ اور اعصابی دردیں ہو سکتے ہیں۔

آنتوں میں زخموں سے خون آنے کی وجہ سے کبھی کبھار وہاں سوراخ ہو سکتا ہے۔ جس کی وجہ سے جھلیوں کی سوزش' خون کا زہرباد باعث موت بن سکتے ہیں۔

مزمن پیچش سے جسمانی نقاہت' اختلاج' آنکھوں میں ورم' غذائی کمی' بیزاری اور بھوک کی کمی پیدا ہوتی ہے۔

علاج

جدید علاج میں درد کے لئے گرم پانی کی بوتل دیتے ہیں۔ اگر اس سے افاقہ نہ ہو تو BARALGIN یا BUSCOPAN یا IDARAC کی گولی ہر چار گھنٹے بعد دی جا سکتی ہے۔ عام حالات میں مرض کی شدت چار گھنٹے میں ختم ہو جانی چاہیئے۔

پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ORS کا محلول تیار کرکے اسے بار بار پلایا جائے۔ اندازہ کر لیا جائے کہ جسم سے پانی کی کتنی مقدار خارج ہو رہی ہے۔ اسی

مناسبت سے پانی دیا جائے۔ یہ یاد رہے کہ پانی کی مقدار ایک وقت میں ایک چمچہ سے زیادہ نہ ہو کم مقدار میں پانی زیادہ اچھی طرح جذب ہوتا ہے۔

پانی کی زیادہ کمی اور پیشاب کی بندش کے لئے لوگ ورید کے راستہ نمک اور گلوکوس کا ملا ہوا آب مقطر داخل کرتے ہیں۔ لاہور کارپوریشن کے شفاخانہ امراض متعدی میں ہر سال ہیضہ' پیچش' اسہال کے ہزاروں مریض داخل ہوتے ہیں۔ جہاں پر ہم نے دیکھا ہے کہ ورید میں داخل ہونے والے پانی کی مقدار اور اس میں نمک کا تناسب مریض کی زندگی بچانے میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس ہسپتال میں حاجی غلام صادق مرحوم چالیس سال ڈسپنسر رہے اور ڈاکٹر طاہر زیدی تیس سال معالج رہے۔ یہ لوگ ہر مریض کی حالت اور ضرورت کے مطابق ورید میں دیئے جانے والے پانی کی مقدار اور نوعیت کا فیصلہ کرتے تھے۔ ڈاکٹر زیدی سناتے ہیں۔

> اسہال کی وجہ سے پانی کی کمی کا شکار ایک صاحب داخل ہوئے۔ ان کو ایک بوتل معتدل نمک کا پانی دیا گیا۔ ان کو ہماری صلاحیت پر یقین نہ تھا۔ وہ باہر سے ایک مشہور پروفیسر صاحب کو اضافی مشورہ کے لئے لائے۔ ان پروفیسر صاحب نے ہدایت کی کہ مریض کو نمک کا 2% فیصد پانی دیا جائے۔ حاجی غلام صادق کے مشورہ پر ڈاکٹر زیدی نے لواحقین کو بتایا کہ ہم مطلوبہ مقدار میں نمک دینے پر تیار ہیں۔ انجام کی ذمہ داری آپ پر ہو گی۔ پروفیسر صاحب کی تحریری ہدایت پر ورثا کی تحریر کے بعد 2% نمک دے دیا گیا۔ مریض دو گھنٹے بعد مر گیا۔

ہم نے بھی کچھ عرصہ اس ہسپتال کی سربراہی کی ہے اور ہمارا تجربہ بلکہ اس کا تتمہ یہ ہے کہ ورید کا راستہ مجبوری کے بغیر اختیار نہ کیا جائے۔ اگر منہ کے راستے گنجائش موجود ہو تو اس خطرناک ترکیب سے اجتناب کیا جائے اور یہ بھی اسی شکل میں ہو کہ فیصلہ کرنے والے کو ورید میں دئے جانے والے محلول کی قسموں اور جسمانی اثرات کا طویل تجربہ اور واقفیت حاصل ہو۔

آنتوں کی سوزش کو دور کرنے کے لئے KAOLIN کا محلول مفید ترین چیز ہے۔

اسے پانی میں گھول کر چمچہ چمچہ کرکے تندرستی تک مسلسل دیتے رہنا ایک اچھا طریقہ ہے۔ اگر بازاری ادویہ دینی ہوں تو FURADIL -KAOSTOP- STREPTOMAGMA میں سے کسی کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔

اگر دیسی طریقہ علاج پسند ہو تو دہی اور اسبغول دینے میں کوئی حرج نہیں۔ عرق بید مشک یا عرق سونف کا بار بار دینا یکساں مفید ہے۔ جراثیم کو ہلاک کرنے کے لئے جو ادویہ استعمال کی جاتی ہیں ان میں سے اکثر کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ البتہ ہمارے ذاتی مشاہدے میں جو زیادہ مفید معلوم ہوئیں ان میں SULPHAGUANDINE سب سے عمدہ تھی۔ 1947ء کی وباء میں ہمارے پاس یہی ایک ہتھیار تھا۔ پروفیسر پیرزادہؒ اس کی 20-12 گولیاں ایک ہی وقت میں دے کر آئندہ ادویہ کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے بدقسمتی سے اب یہ دوائی پاکستان میں ادویہ کی فہرست سے خارج کر دی گئی ہے۔

اس کے بعد SULPHONAMIDES میں سے جو بھی مل جائے غنیمت ہے۔ ورنہ کیولین میں سٹرپٹو مائی سین ملا کر دینا بھی مفید ہے۔ مریض کو روزانہ ایک گرام کا محلول پلا دینا کافی ہوتا ہے۔ ERYTHROCIN کی 500mg کی ایک گولی صبح شام تین دن دینا بڑا مفید پایا گیا۔ البتہ دوسرے معالج TETRACYCLIN AMPICILLINاور SEPTRAN کے بڑے معترف ہیں۔ برطانوی ماہرین CIPROFLAXICIN کو 100 گنا بہتر قرار دیتے ہیں پاکستان میں یہ دوائی حال ہی میں آئی ہے۔ شہرت بڑی اچھی ہے۔ بلکہ اسے تپ محرقہ کے لئے بھی بہترین سمجھا جا رہا ہے۔

طب نبوی

پیچش، اسہال، تپ محرقہ اور ہیضہ معدہ اور آنتوں کی ایسی سوزشیں ہیں جن کا اسلوب ایک ہے۔ اور عام طور پر علاج میں کوئی خاص فرق نہیں۔

پوری تفصیل انہی بیماریوں کے علاج کے ساتھ بیان کی جا چکی ہے۔

پیٹ کی تمام بیماریوں اور خاص طور پر جراثیم کی وجہ سے ہونے والی سوزشوں میں شہد مفید ترین دوائی ہے کیونکہ یہ

1- جراثیم کش ہے۔
2- پانی اور نمکیات کی کمی کا بہترین علاج ہے۔
3- کمزوری کا بہترین علاج ہے۔
4- پیشاب آور اور دافع ورم ہے۔

اگر کوئی اور دوائی نہ بھی دی جائے تب بھی بار بار شہد دینا ہی کافی رہتا ہے۔کیونکہ یہ بیماری کی ہر کیفیت کا حل ہے۔

پیچش کی اقسام کا موازنہ

	امیبائی پیچش	جراثیمی پیچش
1- وبائی کیفیت	محدود علاقہ میں ہوتی ہے کبھی کبھار زیادہ افراد متاثر ہوتے ہیں	موسم گرما میں وبائی صورت میں پھیل سکتی ہے۔ ایک محلّہ کے متعدد افراد مبتلا ہو جاتے ہیں۔
2- متاثرین کی عمر	بچوں میں کم ہوتی ہے	زیادہ تر بچوں کو ہوتی ہے۔
3- عرصہ عفونت	پندرہ دن سے ایک ماہ بعد	4-2 دنوں میں شروع ہو جاتی ہے۔
4- حالت مریض	چلنے پھرنے میں مشکل نہیں پڑتی۔	شدید کمزوری کی وجہ سے بستر پر لیٹنا پڑتا ہے۔
5- اجابت	بار بار نہیں ہوتی	اسہال زیادہ ہوتے ہیں۔
6- بخار	معمولی کبھی کبھار	اکثر ہوتا ہے۔
7- کمزوری	معمولی مگر بڑھتی ہے	بہت زیادہ
8- پیٹ میں درد	درد اور جلن معمولی مگر پیٹ کے دائیں حصہ میں	شدید درد - بائیں حصہ میں

9- مروڑ اٹھنا	بالکل نہیں یا معمولی	شدید
10- پیچیدگیاں	کئی قسم کی	چند ایک
11- اجابت کی نوعیت	بدبودار	بدبو کم ہوتی ہے
12- ظاہری شکل	لیس - سیاہ رنگ کا جما ہوا خون کبھی کبھی	سرخ رنگ میں خون کی آمیزش لیس دار۔ جیلی کی شکل کیڑا تعداد میں خلئے اور خون کے سرخ دانے
13- خوردبینی معائنہ	سرخ دانے کم تعداد میں پیپ کبھی کبھار	کثیر تعداد میں خلئے اور خون کے سرخ دانے اور پیپ
14- سبب کی موجودگی	امیبا کبھی کبھی نظر آتا ہے اور خون کے سفید دانے شکستہ حالت میں	جراثیم نظر نہیں آتے۔ البتہ پیپ اور خون کافی ہوتے ہیں۔
15- کولون کا معائنہ بذریعہ SIGMOIDOSCOPY کرنے پر مشاہدات	بڑی آنت میں بٹن کی شکل کے یا صراحی کی مانند ابھرے زخم جن کے آس پاس چھوٹے چھوٹے زخم جیسے کہ گھن کے سوراخ ہوتے ہیں	زخم زیادہ نہیں ہوتے۔ البتہ سرخ اور متورم جھلیوں سے معمولی دباؤ سے خون نکلتا نظر آتا ہے۔

امیبائی پیچش

AMOEBIC DYSENTRY

دنیا کے مختصر ترین جانداروں میں ایک حیوان امیبا ہے۔ اس کی اپنی کوئی واضح اور متعین شکل نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ ایک جیلی کی طرح کا لوتھڑا ہے جو اپنے جسم کو کوئی بھی شکل دے سکتا ہے۔

اس کی درجنوں قسمیں ہیں مگر بیماریوں کے لئے ہماری دلچسپی والی قسم کو ENTAMOEBA HISTOLYTICA کہتے ہیں اس کا زیادہ تر مسکن انسانوں کا پیٹ ہے۔ یہ آنتوں میں رہتا وہاں سوراخ کرکے کبھی ادھر کبھی ادھر نکل جاتا ہے یا دوران خون میں داخل ہو کر آنتوں سے جگر یا **پھیپھڑوں** میں چلا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کا کردار خطرناک اور جان لیوا ہو سکتا ہے۔ آنتوں میں قیام کے دوران یہ بڑی تیزی سے پھلتا پھولتا ہے۔ بلکہ آٹھ گھنٹوں میں ایک سے دو بن جاتے ہیں۔ یوں ان کی تعداد بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یہ ان جانداروں میں سے ہے جو اپنی روزی خود کما کر کھانے کی بجائے دوسروں پر پرورش پاتے ہیں۔ اس لئے اپنی خوراک کو جا کر تلاش نہیں کرتا۔ امیبا مریضوں کے پاخانے میں خارج ہوتا ہے۔ اور ہر وہ خوراک جو پاخانہ سے بالواسطہ یا بلاواسطہ آلودہ ہے وہی امیبا کو دوسرے تندرست فرد کے پیٹ میں پہنچانے کا باعث ہوتی ہے۔ اس کی صرف ایک قسم خراب دانتوں میں ENTAMOEBA GINGIVALIS کے نام سے ملتی ہے جو اسی کے شکار مریضوں کا منہ چومنے سے تندرست افرد کو ہو جاتی ہے۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ دنیا کی آبادی کا دس فیصدی امیبا کی وجہ سے بیمار ہے شمالی امریکہ جیسے امیر اور سرد ملک میں اس کے شکاروں کی تعداد دو فیصدی سے زیادہ ہے۔ جب کہ گرم ممالک میں 30 فیصدی سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اگر اس کے لئے زندگی کے حالات خوشگوار نہ ہوں تو یہ اپنے آپ کو لپیٹ کر ایک ایسی شکل دے لیتا ہے۔ جس پر موسمی تغیرات اثرانداز نہیں ہوتے۔ اس لئے اگر یہ دھوپ میں کسی سڑک پر بھی کئی دن پڑا رہے تو اس کی موت واقع نہیں ہوتی۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک تندرست شخص کے پیٹ میں اگر 2000 امیبا داخل ہو جائیں تو وہ یقیناً بیمار ہو جائے گا۔ جب کہ ایک بیمار کے جسم سے روزانہ خارج ہونے والوں کی تعداد 450 لاکھ تک ہے۔ کھانا پکانے والے بیمار اشخاص یا اشیائے خوردنی فروخت کرنے والے پیٹ کے مریضوں کی وجہ سے یہ بیماری ان کے تمام گاہکوں میں تقسیم ہوتی رہتی ہے۔

پسماندہ ممالک میں اہم مسئلہ سبزیوں کی کاشت کا ہے۔ کھیتوں میں کھاد کے لئے کوڑا کرکٹ ڈالا جاتا ہے۔ بلکہ اکثر مقامات پر شہر کے گندے پانی سے سبزیوں کے کھیتوں کی آبپاشی کی جاتی ہے۔ جس سے سبزیاں جراثیم اور امیبا سے آلودہ ہو جاتی ہیں۔ کچی سبزیاں کھانا بڑا مفید ہے۔ لیکن ہمارے شہروں میں ان کو کھانے کا مطلب پیٹ کی بیماریاں حاصل کرنا ہوتا ہے۔

یہ بیماری بہت چھوٹے بچوں میں نہیں ہوتی۔ لیکن عمر میں اضافہ کے ساتھ بیماری کے امکانات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ کمزوری' خون کی کمی' حمل' ہارمون کے ٹیکے لگوانے کے دوران ان کو جسم میں زیادہ شرارت کرنے کی صلاحیت حاصل ہو جاتی ہے۔

امیبا جسم میں جا کر وہاں کی جھلیوں کو خراب کرتا ہے۔ آنتوں سے جانے والے وریدی خون میں شامل ہو کر جگر میں جاتا ہے۔ مگر وہاں پر اس وقت تک اپنا گھر نہیں بنا سکتا جب تک کہ وہاں پر پہلے سے کوئی خرابی موجود نہ ہو۔ تندرست جگر میں اسے ٹھکانہ نہیں مل سکتا۔

علامات

جسم میں داخل ہونے سے لے کر علامات کے ظاہر ہونے کے درمیان ایک وقفہ ہوتا ہے۔ ابتدا اسہال سے ہوتی ہے۔ جس کے ساتھ تازہ خون بھی نظر آتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سوزش نے آنتوں کے کسی حصہ میں گھر بنا لیا ہے۔ اگرچہ اس کے ساتھ پیٹ میں درد اور اینٹھن ہوتے ہیں' مگر اتنے نہیں جتنے جراثیمی پیچش میں۔

پاخانے کی شکل یکساں نہیں ہوتی۔ عام طور پر نیم سیال ہوتا ہے اور لیس کی خاصی آمیزش ہوتی ہے۔ خون کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔ علامات کی شدت چند دن سے لے کر کئی ماہ تک چلتی ہے۔ پھر بیماری مزمن شکل اختیار کر لیتی ہے۔

کھانا کھانے کے بعد پیٹ میں بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ پیٹ میں ہر وقت ہوا بھری رہتی ہے۔ بعض لوگوں کو ڈکار مارنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ دودھ' ساگ' گوبھی اور چاول کھانے سے پیٹ کے بوجھ میں اضافہ ہوتا ہے۔ تلی ہوئی چیزیں' پراٹھے اور مرغن غذائیں تکلیف دیتی ہیں۔

امیبا بنیادی طور پر اپنے میزبان کی جھلیوں کا دشمن ہوتا ہے۔ اس لئے جسم کے جس حصے کو ٹھکانا بناتا ہے وہاں پر اپنے لئے سرنگیں کھودتا ہے۔ ان سرنگوں کو اگر دیکھیں تو وہ بٹن کی طرح ابھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ یہ ایک جگہ قیام نہیں کرتا اور آگے جا کر مزید خرابیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے جیسے کہ:۔

آنتوں میں سوراخ

آنتوں میں سرنگیں کھودنے کے دوران یہ کبھی کبھار آرپار چھید بھی کر دیتا ہے۔ آنتوں کے اندر کی چیزیں اگر پیٹ کی کھلی جگہ میں آ جائیں تو وہاں پر شدید قسم کی سوزش PERITONITIS ہو جاتی ہے۔ آنتیں کام کرنا ترک کر دیتی ہیں۔ پیٹ پر ہاتھ لگائیں تو وہ گوشت پوست کی بجائے لکڑی کا تختہ معلوم ہوتا ہے۔ پیٹ میں شدید درد' قے اور پانی کی کمی کے ساتھ بخار ہو جاتا ہے۔ پیٹ کے اندر جریان خون کی وجہ سے بلڈ پریشر گر جاتا ہے۔ خون کی کمی کی وجہ سے سانس لینے میں مشکل پڑتی ہے۔

اور یہی کیفیت موت کا باعث بن سکتی ہے۔ ایسے مریض بھی دیکھے گئے ہیں جن کے پیٹ میں کینسر تھا۔ اس کے ساتھ امیبا داخل ہوا اور اس نے کینسر میں سوراخ کر دیا۔ اس لئے پرانی پیچش کے کسی مریض کے پاخانہ کا ٹیسٹ کرنے پر اس میں سے امیبا برآمد ہو جائے تو اس کا یہ مطلب نہ لیا جائے کہ پاخانہ کے راستہ خون آنے کے دوسرے اسباب کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ مزید ٹیسٹ کرنے کی بجائے اگر دو تین دن کے علاج سے علامات ختم ہو جائیں اور مریض کی صحت بہتر ہونے لگے تو پھر مزید تلاش کی ضرورت نہیں رہتی۔

جگر کا پھوڑا

امیبائی پیچش کے تقریباً آدھے مریضوں کو جگر میں تکلیف ہو جاتی ہے۔ یہ سانحہ پیچش کی ابتداء کے چند ہفتوں سے لے کر سالوں تک کے وقفہ سے ہو سکتا ہے۔ ابتدا میں بخار' دائیں طرف پیٹ کے اوپر پسلیوں کے نیچے درد' ٹھنڈے پسینے آتے ہیں۔ بخار شام کو زیادہ ہوتا ہے۔ کبھی کبھی معمولی سردی سے چڑھتا ہے۔ پھر پسینہ آکر اتر جاتا ہے۔ کبھی ناغہ بھی ہو جاتا ہے۔

اکثر مریضوں کو ابتدا ہی میں اتنی تکلیف ہو جاتی ہے کہ ان کو فوری توجہ کی ضرورت پڑتی ہے اور کچھ ایسے ہیں جن میں بیماری آہستہ آہستہ بڑھتی اور ان کو دہشت میں مبتلا نہیں کرتی اور اس طرح وہ علاج کا ایک اچھا موقع ہاتھ سے گنوا لیتے ہیں۔ اور پرانے بیمار بن جاتے ہیں۔

چونکہ جگر کا محل وقوع دائیں پھیپھڑے کے ساتھ ہے اس لئے بسا اوقات جگر کے پھوڑے کے اثرات دائیں پھیپھڑے کو بھی لپیٹ میں لے کر خشک کھانسی سے ابتدا کر دیتے ہیں۔ اس کیفیت کا ایکسرے سے مکمل پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ خون کا BSR بڑھ جاتا ہے اور سفید دانوں کا تجزیہ کریں تو NEUTROPHILS تعداد میں بڑھ جاتے ہیں۔ ان دو آسان طریقوں سے تشخیص ممکن ہو جاتی ہے۔ اگرچہ لوگ الٹراساؤنڈ کا مشورہ بھی دیتے ہیں مگر اس سے جگر کے پھیلاؤ کے علاوہ دوسری چیزوں کا زیادہ اچھی طرح پتہ نہیں چلتا۔

جگر میں پھوڑا نہ صرف کہ جگر جیسے اہم مرکز کو خراب کر دیتا ہے بلکہ یہ پھوڑا پھیپھڑے یا پیٹ میں پھٹ کر اپنی چاکلیٹ رنگ، کی پیپ ہر جگہ پھیلا کر PERITONITIS جیسی خطرناک صورت حال پیدا کر دیتا ہے۔ پھیپھڑوں میں پانی یا پیپ پڑ جاتے ہیں جسے EMPYEMA کہتے ہیں۔ یہ پھوڑا دل کے غلاف میں بھی پھٹ سکتا ہے۔ اور مریض دل کی بیماریوں کی علامات اور چھاتی کے وسط میں درد لے کر آتا ہے۔ اس کی ظاہری حالت بڑی خراب ہوتی ہے۔ یہ پھوڑا پسلیوں کی درمیانی جگہ کو پھاڑ کر چھاتی کی جلد کے راستے بھی باہر نکل سکتا ہے۔ خون کے راستے جانے والے امیبا پھیپھڑے میں براہ راست پھوڑا بنا کر زہرباد پھیلاتے ہیں۔ ماہرین نے اب تک 100 ایسے مریض بھی دیکھے ہیں جن کے دماغ میں پھوڑا نمودار ہوا۔ لیکن بیماری کی یہ بد ترین قسم تقریباً عنقا ہے۔

تشخیص

پاخانہ کے معائنہ پر اگر امیبا نظر آ جائے اور اس کے اندر خون کے سرخ دانے پھنسے ہوئے ہوں تو تشخیص کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

آنتوں کا SIGMOIDOSCOPE کے ذریعہ معائنہ ایک یقینی طریقہ ہے۔ جس میں ان کی اندرونی حالت سے آگاہی کے علاوہ زخموں سے براہ راست مواد حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جن زخموں کی نوعیت مشتبہ ہو ان سے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کر مزید خوردبینی معائنہ کے لیے باہر نکالے جا سکتے ہیں۔

جگر اور پھیپھڑوں کے اکثر حالات ایکسرے کے ذریعہ پتہ چل جاتے ہیں۔ اگرچہ بعض استاد جگر میں باہر سے ہی سوئی ڈال کر مواد نکال کر اس کے ٹیسٹ پسند کرتے ہیں مگر یہ عمل کسی ماہر سرجن کے ہاتھ سے باقاعدہ آپریشن تھیٹر میں ہونا چاہئے۔ اس کے باوجود یہ خطرات سے خالی نہیں۔ ایسا مشکل کام ایسے وقت کرنے کا جواز ہو سکتا ہے۔ جب پھوڑے کا علاج پیٹ کو کھولے بغیر ممکن ہو۔ آج کل اتنی موثر ادویہ موجود ہیں کہ اس خطرہ میں پڑنے کی بجائے چند روز گولیاں کھلا کر عام حالت میں اس جان لیوا بیماری کا علاج کیا جا سکتا ہے۔

علاج

عرصہ دراز سے امیبا کے علاج میں لوگ سنکھیا کے مرکبات دیتے آئے ہیں۔ جن میں طب جدید کی CARBARSONE وغیرہ اپنے وقتوں کی مشہور دوائیں تھیں۔ اسی طرح آریوویدک طب کی مشہور دوائی بسنت مالتی' بھی سنکھیا کی موجودگی کی وجہ سے بڑی مقبول رہی ہے۔

امیبا گرم ملکوں کا کیڑا ہے اور اسطوائی علاقوں میں کام کرنے والے لوگ ہی اس سے متاثر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ مہذب ملکوں میں جسمانی بخاستوں کو آبادیوں سے لے جانے کا نظام ایسا محفوظ ہے کہ پاخانہ کے ذریعہ پھیلنے والی سوزشی بیماریاں اب وہاں نہیں ہوتیں۔ اور اب کبھی ہیضہ ہوتا ہے تو وہ کوئی ایشیائی باشندہ وہاں لے کر جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ رفع حاجت کے بعد "مہذب" ملکوں کے "صفائی پسند" مکین جو گند گھولتے ہیں وہ بیماریاں پھیلانے کے لئے کافی سے زیادہ ہے۔ جب فراغت کے بعد طہارت نہ کی جائے۔ ناخن صاف نہ ہوں۔ بیت الخلاء سے واپسی پر صابن سے ہاتھ نہ دھوئے جائیں تو بیماریوں کو پھیلنے سے روکنا کسی کے بس کی بات نہیں۔

نیویارک کے 2 فیصد باشندے آنتوں میں امیبا لئے پھرتے ہی نہیں بلکہ دوسروں کو تقسیم بھی کرتے ہیں۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران برطانوی فضائیہ کے ایک ماہر ڈاکٹر مارٹن نے اس بیماری کا علاج 41 دن کے ایک کورس کی صورت میں مرتب کیا تھا۔ جس میں پنسلین کے انجکشن' ایمے ٹین کے ٹیکے' سلفا گوانیڈین کی گولیاں اور متعدد دوائیں شامل تھیں کسی کو 4 دن کسی کو 6 دن اور کوئی 7 دن ملا کر 41 دن پورے کئے جاتے تھے۔ چونکہ کرنل الٰہی بخشؒ نے زیادہ عرصہ مشرق بعید میں گزارا تھا اس لئے وہ اس علاج کے بڑے مداح تھے۔ ہم نے ان کو میوہسپتال میں لوگوں کو یہ علاج دیتے اور کامیاب ہوتے دیکھا ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ اس نسخہ کی اکثر دوائیں اب ناپید ہیں اور کچھ کو دینے کے لئے مریض کو مشاہدے میں رکھنا ضروری ہے۔

لاہور میڈیکل کالج کے تمام پرانے استاد امیبا سے پیدا ہونے والی ہر سوزش حتی

کہ جگر کے پھوڑے کا علاج بھی EMETINE HYDROCHLORIDE کے ٹیکوں سے کیا کرتے تھے۔ ان کی ترکیب یہ تھی کہ مریض کو روزانہ آدھ گرین دوائی کا ٹیکہ 10 دن تک جلد کے نیچے لگایا جاتا تھا۔ جسم کے اندر جانے کے بعد یہ دوائی جسم کے تمام عضلات میں پھیل جاتی ہے اور وہاں سے آسانی کے ساتھ باہر نہیں نکلتی۔ یہ دل کے عضلات کو کمزور کرتی ہے۔ اس لئے یہ ٹیکے لگوانے کے دوران مریض اگر چلے پھرے تو دل کا دورہ پڑنے کا احتمال موجود ہے۔ یہ استاد ایسے مریضوں کو ہسپتال میں لٹا کر علاج کرتے تھے اور دل کی تقویت کے لئے STRYCHNINE ساتھ شامل کرتے تھے۔

برطانیہ کے دوا سازوں نے حال ہی میں اس دوائی کی ساخت میں کچھ تبدیلیاں کرکے ایک نئی دوائی DEHYDROEMETINE تیار کی ہے۔ جو جسم سے جلد خارج ہو جاتی ہے اس لئے اس کی خوراک ڈیڑھ گرین تک دی جا سکتی ہے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی کی قرابا دین طب کے مطابق یہ قابل اعتماد اور بہترین ہے۔

ملیریا کی مشہور دوائی CHLOROQUIN چونکہ طفیلی کیڑوں کو مارتی ہے۔ اس لئے لوگوں نے اسے امیبا کے خلاف بڑی کامیابی سے استعمال کیا ہے۔ ابتدا میں پہلے دن صبح' دوپہر' سہ پہر اور رات کو ایک ایک گولی کے حساب سے دو دن دی جاتی ہے۔ پھر روزانہ صبح شام ایک گولی 19 دن دی جاتی ہے۔ لیکن یہ علاج صرف جگر میں امیبا کے حملہ کے خلاف موثر ہے۔ آنتوں کی سوزش پر اس کے اثرات غیریقینی ہیں۔ کچھ لوگوں کو خون اور دل پر اس دوائی کے اثرات محسوس ہوتے ہیں لیکن ماہرین کے خیال میں ان پر توجہ کی ضرورت نہیں۔ جب کہ ہم اپنے مشاہدات میں اس دوائی کو اتنے دن دینا خطرے سے خالی نہیں جانتے۔ بلکہ ہم نے لوگوں کو اس سے مرتے بھی دیکھا ہے۔ یہ دوائی پاکستان میں NIVAQUIN اور RESOCHIN کے ناموں سے ملتی ہے۔ جرمنی کی بائیر کمپنی نے کلوروکوئین کو ایک اور امیبا کش دوائی کے ساتھ شامل کرکے ایک مفید نسخہ RESORTEN کے نام سے مرتب کیا تھا۔ ہم نے اسے اکثر مفید پایا۔ ایک برطانوی کمپنی نے ایک کیمیاوی دوائی METRONIDAZOLE کو

اپنے رجسٹرڈ نام FLAGYL کے لیبل سے فروخت کرنا شروع کیا ہے- یہ 200' 400 اور 800 ملی گرام کی طاقت میں ملتی ہے- کہتے ہیں کہ رات کے کھانے کے بعد اگر 400 ملی گرام کی دو گولیاں چھ دن کھا لی جائیں تو جگر کے علاوہ آنتوں سے بھی امیبا ختم ہو جاتا ہے- دوسری صورت میں 200 ملی گرام کی تین گولیاں روزانہ کے حساب سے 10 دن دی جاتی ہیں-

ایک صاحب کو پیٹ میں ہوا' کمزوری اور اسہال کی شکایت تھی- وہ ایک ماہر پروفیسر کے پاس گئے جنہوں نے تشخیص کیا کہ امیبا کی وجہ سے ان کا جگر بھی بڑھ گیا ہے- دس دن میں FLAGYL کی 30 گولیاں کھانے کے بعد چکروں سے ان کا حال خراب' منہ کا ذائقہ ایسا کہ جیسے صابن گھول کر پی لیا ہو- ایک دن تو وہ سیڑھیاں اترنے کے قابل نہ رہے- لیکن ثابت قدمی سے 30 گولیاں کھائیں- اس کے بعد ایک اور امیباکش چھ دن کھائی اور ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ ان کی آنتیں اب صاف ہو گئی ہیں- مگر پیٹ میں اپھارہ' بدہضمی اور بوجھ بدستور ہے-

اس دوائی کے لیبارٹری تجربات سے معلوم ہوا کہ چوہوں اور دوسرے جانوروں پر اس کا استعمال کینسر پیدا کر سکتا ہے- یہ دماغ اور دل پر برے اثرات رکھتی ہے- اس لئے اکثر مغربی ممالک میں اس کی فروخت اور درآمد پر پابندی لگا دی گئی ہے-

ایک امریکی ادارہ نے اس کو کچھ تبدیلیوں کے ساتھ TINIDAZOLE کے نام سے تیار کیا ہے جو پاکستان میں FASIGYN کے نام سے ملتی ہے- کہتے ہیں کہ یہ زیادہ محفوظ اور موثر ہے- اور اسے بار بار کھانے کی ضرورت نہیں اس کے 5000 ملی گرام رات کو 3-2 گولیاں کھا کر قسطوں میں پورے کئے جاتے ہیں-

جراثیم کش ادویہ میں سے TETRACYCLIN -ERYTHROCIN بھی اس غرض سے مفید ہیں- بلکہ ہمارے مشاہدے میں اس بیماری کے لئے ارتھروسین زیادہ مفید اور موثر رہی ہے-

ان کے علاوہ HYDROXYQUINOLINE -ENTAMIZOLE کو بھی

شہرت حاصل ہے۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ موخرالذکر کو پاکستان میں اب خالص صورت میں بنانا بند کرکے اس کے ساتھ وہ لعنتی دوائی METRONIDAZOLE شامل کرکے METODIN کے نام سے فروخت کیا جا رہا ہے۔ بلاشبہ یہ دوائی مفید ہے۔ مگر اس سے وابستہ خطرات اس کے بے دھڑک استعمال کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ البتہ چار پانچ دن تک اوسط مقدار میں دینے میں کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔

طب نبوی

امیبا کے علاج میں اہم ترین ضرورت امیبا کو ہلاک کرنے کے ساتھ آنتوں میں بیماری کے خلاف قوت مدافعت پیدا کرنا اور زخموں کو بھرنا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گلے کی سوزش اور تپ دق کے لئے ایک چیز قسط البحری کا تذکرہ فرمایا ہے بلکہ انہوں نے ایک بچے کا اس دوائی سے اپنی نگرانی میں شافی علاج بھی کروایا۔ اس دوائی کے بارے میں کرنل چوپڑا نے بھارت میں اور دوسرے ماہرین نے اٹلی میں اور چینی اطباء نے جو تجربات کئے ہیں۔ ان کے مطابق یہ دوائی لیبارٹری میں امیبا کے خاندان کے متعدد حشرات کو دس منٹ میں ہلاک کر سکتی ہے۔ یہ بنیادی طور پر مقوی، دافع سوزش اور آلام ہے۔ اس لئے امیبا کے خلاف قسط البحری کا استعمال جراثیم کے خلاف بھی موثر ہونے کی وجہ سے اضافی فوائد کا حامل ہو گا۔

زیتون کا تیل آنتوں اور پھیپھڑوں کی ہر قسم کی سوزشوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ یہ تیل اگر خالی پیٹ پیا جائے تو آنتوں کے زخم مندمل کرتا ہے خواہ یہ زخم تیزابیت سے ہو یا جراثیم سے، سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پرانی سوزش میں مفید قرار دینے کے علاوہ ستر بیماریوں کی شفا قرار دیا ہے۔ یہ ایک مبارک درخت سے حاصل ہوتا ہے۔ شہد کو قرآن مجید نے شفا کا مظہر قرار دیا ہے۔

کلونجی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کے علاوہ ہر بیماری کے لئے شفا قرار دیا

ہے۔

کاسنی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شفا کا ذریعہ قرار دینے کے علاوہ اسے جنت کے پانی سے فیض یاب فرمایا ہے۔

ان مشاہدات کو سامنے رکھتے ہوئے آنتوں میں امیبا کی سوزش سے پیدا ہونے والے جملہ مسائل کو حل کرنے کے لئے جو پہلا نسخہ مرتب کیا گیا وہ یوں تھا۔

قسط البحری	100 گرام
کلونجی	50 گرام
حب الرشاد	15 گرام

ان ادویہ کو پیس کر ایک چھوٹا چمچ صبح شام کھانے کے بعد دیا گیا۔ اس کے علاوہ مریض کو صبح نہار منہ 2 بڑے چمچے شہد پانی میں حل کرکے اور رات سوتے وقت بڑا چمچہ زیتون کا تیل دیا گیا۔ آنتوں کی تمام سوزشیں 3-2 ہفتوں میں اللہ کے فضل سے ختم ہو گئیں۔

شہد کے جگر پر بے پناہ اثرات ہیں۔ جن مریضوں میں جگر کے متاثر ہونے کا اندیشہ پایا گیا ان کے لئے شہد کی روزانہ مقدار بڑھا دی گئی۔ شہد دینے کا صحیح وقت وہ ہے جب پیٹ خالی ہو۔ اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود صبح نہار منہ یا عصر کی نماز کے بعد نوش فرماتے تھے۔ شہد آنتوں کے زخموں کو بھرتا اور جگر کی مرمت میں اہمیت رکھتا ہے۔

جن مریضوں کے جگر میں سوزش یا پھوڑے کا شبہ رہا ان میں نسخہ یوں تبدیل کیا گیا۔

قسط البحری	100 گرام
کاسنی کے بیج	20 گرام
مہندی کے پتے	30 گرام

ان ادویہ کا مرکب بنا کر چھوٹا چمچہ صبح شام کھانے کے بعد دیا گیا اس نسخہ میں مہندی کی شمولیت اس کے جراثیم کش اثرات کی وجہ سے کی گئی۔ ام المومنین حضرت

ام سلمہؓ روایت فرماتی ہیں۔

کان لا یصیب نبی صلی اللہ علیہ و سلم قرحتہ او شوکتہ الا وضع علیہ الحناء (ترمذی، مسند امام احمدؒ)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں جب بھی کوئی کانٹا چبھا یا زخم لگا تو انہوں نے ہمیشہ اس پر مہندی لگائی)

مہندی کے جراثیم کش اثرات ایک مسلمہ حقیقت ہیں۔ محدث عبداللطیف بغدادی نے اس کا پانی پلا کر کوڑھ کا علاج کیا ہے۔ ہم نے گلے کی سوزش کے مریضوں کو صرف مہندی سے شفایاب کیا ہے۔ حکیم محمد اعظم خان نے اسے پیچش میں مفید پایا۔ پسی ہوئی بازاری مہندی میں زہریلے رنگ ملے ہوتے ہیں اس لئے اس کو کھانے کے لئے دینا خطرناک ہو سکتا ہے۔ مہندی کے ایسے پتے لئے جائیں جن میں رنگ نہ ہو۔ ان کو پیس کر نسخہ میں شامل کیا جائے۔ اور اسی طرح پتوں ہی کو ابال کر زخموں کے علاج میں استعمال کیا جائے۔

اسہال

(DIARRHOEA)

ایک عام تندرست آدمی کے جسم سے نکلنے والی نجاست کی مقدار اس کی خوراک کی نوعیت اور وزن پر منحصر ہوتی ہے۔ یورپی اقوام کی غذا میں پھوک اور ریشے دار چیزیں کم ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے پاخانہ کا وزن اور حجم کم ہوتا ہے۔ جب کہ افریقی اور ایشیائی قوم کی غذا میں سبزیاں اور اناج زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا پاخانہ مقدار میں زیادہ ہوتا ہے۔ ایک عام آدمی کو جب روزانہ 200 گرام سے زیادہ مقدار میں پاخانہ آئے تو اسے اسہال قرار دیا جا سکتا ہے۔ پرانی قبض کا وہ مریض جسے ہفتے میں ایک دو بار مشکل سے اجابت ہوتی ہے اگر اسے دن میں دو مرتبہ ہو تو یہ اسہال ہے۔ اسہال کی عام طور پر ابتدا نیند سے بیدار ہونے پر علی الصبح ہوتی ہے۔ مریض جب صبح اٹھتا تو طبیعت میں گرانی ہوتی ہے۔ بیت الخلاء جانے پر پتلی اجابت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسہال ہو گئے ہیں۔

اسباب

پیچش کی طرح اسہال بھی آنتوں کی سوزش ہے۔ لیکن پیچش پیدا کرنے والے جراثیم سے ہونے والی علامات تھوڑی سی شدید ہوتی ہیں۔ ان کے علاوہ جسم اور آنتوں کی متعدد بیماریاں ایسی ہیں جن میں کئی مرتبہ اجابت ہوتی ہے جیسے کہ

1- غذائی بداعتدالیاں

بسیار خوری بالخصوص گوبھی' پالک' چکنائی کی زیادتی- آم اور آمرود اگر زیادہ مقدار میں کھائے جائیں تو اسہال ہو جاتے ہیں- کھیر' گجریلا' گاجر کے حلوہ کی زیادتی سے اسہال ہو سکتے ہیں- بعض لوگوں کو دودھ پینے اور دال کھانے سے اسہال ہو جاتے ہیں-

2- غذائی کمی

وٹامین "ب" کے بعض اجزاء خاص طور پر نکوٹینک ایسڈ کی کمی کی ایک بیماری PELLAGRA میں اسہال ایک علامت ہے-

3- جلابوں کی کثرت

کثرت سے جلاب لینے والوں کی آنتوں میں مستقل طور پر خیزش رہنے لگتی ہے- جس کی بدولت بار بار اسہال ہوتے ہیں-

4- نشاستہ دار غذائیں

زیادہ مقدار میں نشاستہ دار غذائیں پیٹ میں نفخ پیدا کرنے کے ساتھ اسہال کا باعث بنتی ہیں-

5- آنتوں کی سوزش

پیچش' جراثیمی سوزش' پھپھوندی اور وائرس کی سوزش-

6- طفیلی کیڑے

طفیلی کیڑوں میں کیچوے اور از قسم TAPEWORM - LEISHMANIA - DONOVANI - GIARDIA LUMBALI - HOOKWORM OXYURIS VERMICULARIS - TRICHINELLA

SPIRALIS - ROUNDWORM کی متعدد قسمیں اسہال کا باعث ہوتی ہے۔

7- آنتوں کی مزمن سوزشیں

آنتوں کے پرانے زخم CROHN'S DIDEASE

CANCER STOMANCH-ULCERATIVE COLITIS

8- ذیابیطس کی اعصابی سوزش

آنتوں کی مقامی حساسیت' ایکسرے کی شعاعوں کے بد اثرات' غدہ و رقیہ' اور دوسرے غدوددوں کی بیماریاں اور آنتوں کے سرطان۔

زہریلے کوفتوں کے شکار

کھانے کی تمام چیزوں میں گوشت سب سے جلد خراب ہوتا ہے۔ گرم موسم میں تو پکا ہوا گوشت بھی تھوڑی دیر بعد کھانے کے قابل نہیں رہتا۔ بازاروں میں دیگچے رکھ کر بیچنے والوں میں سے اکثر کے سالن دو گھنٹوں کے بعد کھانے کے قابل نہیں رہتے۔ جراثیمی حملہ اور موسمی اثرات سے گوشت میں PTOMINE پیدا ہو جاتی ہے۔ جو کہ دنیا کی خطرناک ترین زہروں میں سے ہے۔ اس زہر کے بد اثرات کا ایک مظاہرہ جون 1993ء میں لاہور میں ہوا۔

میڈیکل کالج کے ہوسٹل میں مقیم لڑکوں کے لئے کوفتے پکائے گئے۔ غالباً" یہ قیمہ خراب ہو چکا تھا۔ کھانے والوں کو 24 گھنٹوں سے بھی کم عرصہ میں قے اور اسہال شروع ہو گئے۔

36 گھنٹوں کے اندر 100 سے زائد لڑکے بیمار ہو کر میو ہسپتال میں داخل ہوگئے۔ ان میں سے اکثر لڑکوں کو مزید علاج کے لئے سروسز ہسپتال بھیج دیا گیا۔ کیا میو ہسپتال کی اونچی دوکان میں پیٹ کی اس عام بیماری کے علاج کا بندوبست نہ تھا؟ اور یہ لڑکے دو دن میں شفایاب کیوں نہ ہوئے؟

بدقسمتی یہ ہے کہ ان مریضوں میں سے ایک لڑکا 26 جون کو فوت ہو

گیا۔ کالج کے پرنسپل صاحب کا کہنا ہے کہ یہ لڑکا ہوسٹل میں نہیں رہتا تھا۔ اور اس نے دوسروں کے ساتھ کوفتے نہیں کھائے تھے۔ جبکہ لڑکوں کا اصرار ہے کہ اس نے زہریلے کوفتے کھائے تھے اور وہی اس کی ہلاکت کا باعث ہوئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ علوم طب کے یہ جید استاد تے اور اسہال کی وجہ سے جسم سے خارج ہونے والے پانی کی کمی کو پورا کرنے والے محلول کا صحیح انتخاب نہ کر سکے۔

علامات

اگر دستوں کی مقدار زیادہ ہو اور لیس دار کم ہو تو یہ چھوٹی آنت کی بیماری کو ظاہر کرتی ہے اور اس سے الٹ کا مطلب بڑی آنت کی سوزش ہوتی ہے۔

کبھی اسہال اور کبھی قبض آنتوں میں سرطان' چھوٹی آنت کی مزمن سوزش' انتڑیوں کی تپ دق یا قبض کشا ادویہ سے پیدا ہونے والی خرابیوں سے ہوتے ہیں۔ معدہ کی سوزش سے ہونے والے اسہال میں کھانا کھانے کے فوراً بعد اجابت ہو جاتی ہے۔ اگرچہ موسمیاتی اسہال میں منہ میں جانے والی ہر چیز آنتوں پر وزن ڈال کر نئی اجابت کا باعث بنتی ہے۔

بخار اسی صورت میں ہوتا ہے جب آنتوں میں سوزش زیادہ ہو۔ اور اسہال پرانا ہو جائے اور اس کے ساتھ وزن میں کمی نہ آئے تو یہ آنتوں میں زخموں کی وجہ سے ہے جب کہ وزن میں کمی لانے والی کیفیت جسم کے اندر کسی شدید خرابی کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ پیٹ کے نچلے حصہ میں قولنجی درد سے مراد آنتوں میں رکاوٹ ہوتی ہے لیس دار چکنائی سے بھرے ہوئے پاخانے لبلبہ کی سوزش یا آنتوں کی تپ دق میں آتے ہیں۔

پیٹ میں مستقل اپھارہ' سرطان' بڑی آنت میں زخم اور تپ دق میں ہوتا ہے۔

عام حالات میں مریض کو بار بار اجابت ہوتی ہے جس کے ساتھ درد یا قولنج نہیں ہوتا چار دستوں کے بعد کمزوری شروع ہو جاتی ہے۔ پھر پانی کی کمی کی علامات کے ساتھ بلڈ پریشر میں کمی اور پیشاب بند ہو جاتا ہے۔ آنکھیں اندر کو دھنس کر کمزور

نبض بے ہوشی اور موت کا باعث ہو سکتے ہیں۔

اسہال خواہ کسی بھی بیماری کے باعث ہو علامات اور انجام یکساں ہوتے ہیں۔ اگر ساتھ میں قے بھی ہو رہی ہو تو انجام زیادہ جلد قریب آ جاتا ہے۔

غذا جب آنتوں میں جاتی ہے تو ہضم کے بعد وہ ایک خصوصی شکل میں آنتوں کے راستے جسم میں داخل ہو جاتی ہے۔ اسہال' پیچش اور ہیضہ میں یہ عمل الٹ ہو جاتا ہے۔ یعنی غذا اور پانی جسم کے اندر داخل ہونے کی بجائے جسم کا اپنا پانی نمکیات مسلسل خارج ہونے لگتے ہیں۔ یہ ابھی تک صحیح طرح معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ سارا عمل کس طرح الٹ جاتا ہے اور نہ ہی ایسی کوئی ترکیب معلوم ہو سکی ہے جس سے آنتوں کو پہلے والے عمل پر واپس لیا جا سکے۔ البتہ قدرت خود ہی مہربانی فرما کر یہ سلسلہ ایک مقام پر ختم کر دیتی ہے۔

تشخیص

اسہال ایک علامت ہے۔ یہ ایک عام سی بیماری میں عام طور پر آتے ہیں۔ مگر یہ آنتوں میں زخموں سے لے کر سرطان تک کی علامت بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ دست آنے کو معمولی نہ سمجھا جائے لیکن دیہات میں جہاں تشخیص کے ذرائع میسر نہیں یا ایک غریب ملک کے نیم فاقہ کش لوگوں کو مہنگے اور طویل تشخیصی مراحل سے گزارنا بھی عقل مندی نہیں۔ اس لئے ہر مریض کو ابتدا میں معمولی سمجھا جائے اور اگر ایک معقول عرصہ میں بیماری قابو میں نہ آئے تو پھر اضافی مشقت کا جواز موجود ہے۔

1- پاخانہ کا عام معائنہ کسی بھی ٹیسٹ کرنے والی لیبارٹری میں ممکن ہو سکتا ہے۔ آج کل یہ کام 15-20 روپے میں ہو جاتا ہے۔ اس ٹیسٹ سے پیپ کی مقدار اور پاخانہ میں خون سے سرطان کی موجودگی کا پتہ چل سکتا ہے۔ پیٹ میں اگر کیڑے بھی ہوں تو دو ایک مرتبہ لگاتار معائنہ سے ان کا سراغ بھی مل جاتا ہے۔

2- اگر عام ٹیسٹ میں جراثیم کی موجودگی کا پتہ چلے اور یہ بھی ظاہر ہو کہ اس میں پیپ کی خاصی مقدار ہے مگر عام علاج سے فائدہ نہیں ہو رہا تو پاخانہ کا

CULTURE SENSITIVITY ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔اس کے لئے ٹیسٹ کی لیبارٹری سے جراثیم سے پاک مصفا ٹیوب لی جائے اور پاخانہ کی تھوڑی سی مقدار براہ راست اس ٹیوب میں کی جائے۔ اور یہ ٹیوب جلد از جلد لیبارٹری پہنچا دی جائے۔ لیبارٹری یہ بتائے گی کہ اس میں جراثیم کی کون کون سی قسمیں ہیں اور ان کو مارنے کے لئے کونسی دوائیں کار آمد ہوں گی۔

3- اگر بالائی ٹیسٹ سے معلوم ہو کہ پاخانہ میں جراثیم نہیں ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آنتوں میں زخم ہیں یا رکاوٹ ہو گئی یا سرطان کی کوئی قسم خرابی کا باعث بن گئی ہے۔ ایسی صورت میں آنتوں کا ایکسرے کیا جاتا ہے۔ آنتیں ایکسرے میں نظر نہیں آتیں۔ اس لئے مریض کو کوئی ایسی دوائی پلائی جاتی ہے جس سے ایکسرے کی شعاعیں گزر نہ سکیں۔ اس کے لئے BARIUM کا ایک مرکب کافی مقدار میں پلایا جاتا ہے۔ مگر اس کا انتخاب بڑی احتیاط سے کیا جائے کہ لاہور کے ایک سینما کے مینجر کو جسے اس قسم کے ایکسرے کا مشورہ دیا گیا ڈاکٹر نے جلدی میں پورا نام لکھنے کی بجائے BARIUM SULPH. لکھ دیا۔ دوا فروش نے اسے BARIUM SULPHIDE دے دیا' جو خطرناک زہر ہے۔ حقیقت میں اس نے BARIUM SULPHATE لینا تھا۔ وہ بے چارہ ایکسرے سے پہلے ہی وفات پا گیا۔

ایکسرے سے آنتوں کے زخم' آنتوں میں رکاوٹ اور تپ دق کا پتہ چل سکتا ہے۔ لیکن یہ سوزش بتانے کے قابل نہیں۔ ایکسرے کا عمل 18 گھنٹے پر محیط ہوتا ہے اور خرچ ضرورت سے زیادہ ہونے کے باعث عام طور پر اس کی سفارش نہیں کی جاتی۔

4- PROCTOSCOPY ایک تکلیف دہ عمل ہے۔ اس میں ایک 8 انچ لمبا آلہ مقعد میں داخل کرکے جھلیوں کو براہ راست دیکھا جا سکتا ہے اگر بڑی آنت کے آخری حصہ میں سوزش ہو یا وہاں پر مسے وغیرہ ہوں تو اس طریقہ سے چند منٹوں میں جواب مل جاتا ہے۔

5- SIGMOIDOSCOPE کا آلہ 24-18 انچ لمبا ہوتا ہے جو نیچے سے اندر داخل

کر دیا جاتا ہے۔ اس میں چیزوں کو بڑا کرکے دکھانے اور روشنی کا بندوبست ہوتا ہے اس آلہ کی مدد سے بڑی آنت کے آخری حصہ میں براہ راست دیکھا جا سکتا ہے۔ آنتوں کے زخم' ان کی رسولیاں' جھلیوں کی سوزش اور مسے براہ راست تشخیص کئے جا سکتے ہیں ضرورت پڑنے پر زخم کا مواد ٹیسٹ کرنے کے لئے یا کسی رسولی کا ٹکڑا کاٹ کر نکالا جا سکتا ہے۔ تاکہ اس کا مزید معائنہ کیا جا سکے۔

پیچیدہ مریضوں میں آنتوں کی صورت حال کا پتہ چلانے کے لئے یہ ایک مفید اور کارآمد آلہ ہے مگر بدقسمتی یہ ہے کہ ہسپتالوں کا عملہ اپنی تن آسانی کی وجہ سے اس کو کام میں کم ہی لاتا ہے۔ کیونکہ وہ اس سے ذاتی منفعت کی امید رکھتے ہیں۔

ایک سند یافتہ معالج یہ پتہ چلا سکتا ہے کہ مریض کے کون سے حصہ میں خرابی ہے اور اسی مناسبت سے اس کے ٹیسٹ کئے جائیں۔ ورنہ اسہال کے سلسلہ میں بلبہ اور جگر کے افعال کا جائزہ لینا بھی مناسب ہوتا ہے مگر یہ سارے ٹیسٹ مریض کا دیوالیہ نکال دیں گے۔

علاج

بنیادی طور پر اسہال میں ہر وہ دوائی مفید ہے جو پیچش کے لئے دی جاتی ہے۔ اگرچہ اسہال کی کیفیت سوزش کے علاوہ بھی ہو سکتی ہے۔ ابتدا میں فرق یا باعث کا پتہ چلانا ممکن نہیں رہتا۔ اس لئے آنتوں کو سکون دینے والی ادویہ کے ساتھ ساتھ جراثیم کش ادویہ بھی شامل کر دی جائیں۔ تو معاملہ آسان ہو جاتا ہے۔ ہم کو جب مشرقی پاکستان اور پاکستان میں فسادات کے دوران ہزاروں مریضوں کا علاج کرنا پڑا تو ہم چار بڑے چمچے KAOLIN میں ایک ٹیکہ سٹرپٹومائی سین STREPTOMYCIN ملا کر لوگوں کو دے دیتے کہ وہ ایک چمچہ دوائی کو پانی کے ایک پیالہ میں حل کرکے تھوڑا تھوڑا پیتے جائیں۔ عام طور پر اکثر ایک سے دو دن میں شفایاب ہو گئے۔

اسہال کو روکنے کے لئے LOMOTIL کے نام سے ایک دوائی بڑی مشہور ہوئی اسے متعدد اقسام کی گولیوں اور شربتوں میں شامل کیا گیا۔ اس کا NEOMYCIN کے ساتھ شربت بھی تیار ہوا۔ مگر اب معلوم ہوا کہ یہ جگر کو خراب کرتی ہے۔ اس لئے

خطرناک ہے۔ اگرچہ اس کی فروخت بند ہو چکی ہے لیکن دوا ساز ادارے دیہاتوں میں فروخت کرتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد ATAPULGITE برآمد ہوئی۔ ابھی تک اس کی افادیت پر شبہ کا اظہار سننے میں نہیں آیا۔ متعدد شربت اور گولیاں اسی کی شمولیت سے بنے ہیں۔ عام طور پر مفید دوائی ہے۔

بازار میں KLAOLIN کے جتنے مرکبات ملتے ہیں ان میں سے کوئی بھی بار بار دیا جائے اور اس کے ہمراہ کوئی بھی جراثیم کش دوائی دینی کافی ہوگی۔

یونانی ادویہ

طب یونانی میں ایسی ادویہ کی ایک کثیر تعداد موجود ہے جو اسہال کے خلاف مفید ہے۔ ان میں سے اکثر کی افادیت TANNIC ACID کی موجودگی کی وجہ سے ہے۔ جیسے کہ آبنوس، حب آلاس، اشوک، املی، انار، اندر جو تلخ، بار تنگ، کیکر، برگد، بلوط، بھیڑہ، بیل پھل، پیپل، جامن، خشخاش، حماض، ترنج، دم الاخوین، صندل سرخ، طباشیر، کاکڑا سنگی، کتھا، کنول گٹہ، گل دھاوا، گل سرخ، گندنا، لودہ پٹھانی، لیموں، ماتیں، موچرس، میدہ لکڑی، زیادہ مشہور ہیں۔ بھارتی ماہرین نے اسہال کے علاج کا ایک نسخہ تجویز کیا ہے۔

انجیر خشک (توڑ کر)	2 اونس
منقی (توڑ کر)	2 اونس
سفوف ملٹھی	2 چمچے چائے والے
جو کا پانی	2 سیر
سادہ پانی	1 سیر

ان کو اس وقت تک پکائیں جب یہ آدھ رہ جائے۔ چائے کی آدھ پیالی دن میں 2-3 مرتبہ پلائی جاتی ہے۔ اس نسخہ میں انجیر اور منقی اگرچہ طب نبوی سے ہیں مگر ان کی اس غرض سے شمولیت شائد اسہال میں اضافہ کا باعث ہو۔ ان کی بجائے انار کا پانی یا سیب کا عرق زیادہ مفید ہیں۔

طب نبوی

1- حضرت ابو سعید الخدریؓ روایت فرماتے ہیں:

قد جاء رجلا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اخی استطلق بطنہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسقہ عسلا - فسقاہ ثم جاء فقال سقیتہ فلم یزدہ الا استطلا قا فقال لہ ثلث مراۃ ثم جاء الرا بعتہ فقال اسقہ عسلا فقال لقد سقیتہ فلم یزدہ الا استطلا قا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدق اللہ و کذب بطن اخیک' فسقا فبرا (بخاری و مسلم)

ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ میرے بھائی کو اسہال ہو رہے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ شہد پلاؤ۔ وہ پھر آیا۔ اور مطلع کیا کہ دستوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اسے پھر شہد ہی کی ہدایت کی گئی اور اس طرح وہ تین مرتبہ اضافہ کی شکایت لے کر اور شہد پینے کی ہدایت لے کر چلا گیا۔ جب وہ چوتھی مرتبہ آیا اور شہد کا پھر سے سنا تو بولا کہ اس سے تو اسہال بڑھتے جاتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹ کہتا ہے (ان کا اشارہ قرآن مجید کی اس آیت کی طرف تھا جس میں شہد کو شفا کا مظہر قرار دیا گیا ہے) اور وہ تندرست ہو گیا۔

علم الادویہ اور اپنے افعال کے لحاظ سے شہد ملین بھی ہے اور زخموں کو مندمل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔اس لئے شہد کو بار بار دینے سے پہلے تو پیٹ میں جمع جراثیم کی TOXINS خارج ہوئیں اور پھر اس نے جراثیم کو ہلاک کیا۔ اور اس طرح مریض کے شفایاب ہونے میں اگرچہ ابتدائی طور پر کچھ وقت لگا۔ لیکن اس وقت کا ہر حصہ مریض کی صحت کی بحالی کے لئے ضروری تھا۔ شہد جراثیم کو مارتا اور مقوی ہے۔ پرانے ڈاکٹر پیچش کے علاج کی ابتداء کسٹرائیل سے کرتے تھے تا کہ

زہریں نکل جائیں۔ اسہال کے علاج میں اہم ترین مسئلہ اور ضرورت سبب کو دور کرنے کے ساتھ ساتھ مریض کے جسم سے نکل چکے نمکیات اور پانی کی کمی کو پورا کرنا ہے۔ شہد وہ عظیم اور منفرد دوائی ہے جو کمزوری کو دور کرتی ہے پانی اور نمکیات کی کمی کو پورا کرتی ہے اور جراثیم کو ہلاک کرکے آنتوں اور زخموں کو مندمل کرتی ہے۔

لاہور میں ہیضہ کی ایک شدید وبا کے دوران خاکسار کو بھی اسہال ہو گیا۔ چونکہ اس بیماری کا کنٹرول ہماری منصبی ذمہ داری تھی اس لئے متعدی امراض کے ہسپتال کے سپرنٹنڈنٹ سے برسبیل تذکرہ بات ہوئی کہ میں بھی لپیٹ میں آ گیا۔ انہوں نے اپنے آدمی کو مناسب ادویہ لانے کی ہدایت کی تو میں نے ان کے استعمال سے انکار کرتے ہوئے صرف شہد پر گزارا کرنے کا خیال ظاہر کیا۔ وہاں پر موجود تمام ڈاکٹر ہنس پڑے۔ چنانچہ اتمام حجت کے لئے میں ان کے دفتر میں اس وقت تک بیٹھا رہا جب تک کہ شہد پی کر تندرست نہ ہو گیا۔

علاج کی ترکیب یہ تھی

پانی کے گلاس میں 2 چمچے شہد ڈال کر اپنے سامنے رکھ لیا۔ کام بھی ہوتا رہا اور گھونٹ گھونٹ شہد بھی پیا جاتا رہا۔ جب ایک گلاس ختم ہوا تو دوسرا آ گیا۔ 12 بجے دوپہر سے شام 5 بجے تک تین گلاس شہد پیا گیا۔ دوسرے گلاس کی ابتدا میں ایک اجابت مزید ہوئی اور اس کے بعد پھر چین آ گیا۔ پیٹ کا بوجھ پہلے گلاس کے ساتھ ہی ختم ہو گیا تھا۔ جب ہسپتال سے باہر نکلے تو جسم میں نہ کوئی تھکن اور نہ ہی بیماری کے بعد کمزوری کا کوئی نشان تھا۔

ڈاکٹروں کو یقین نہ تھا کہ اتنی شدید تکلیف کسی جراثیم کش دوائی کے بغیر محض شہد پینے سے ختم ہو سکتی ہے۔اس لئے تندرستی تک کا عرصہ ان کے درمیان گزارا تاکہ ان کو اطمینان رہے کہ دوسری کوئی دوائی نہیں

کھائی گئی۔ اس مشاہدے کے بعد ہیضہ اور پیچش کے سینکڑوں مریضوں کو شہد پلایا گیا اور وہ کسی علاج کے بغیر شفایاب ہوئے۔ اسی قسم کا ایک مظاہرہ ڈھاکہ میڈیکل کالج میں بھی دکھایا گیا۔

اسہال کے لئے شہد سے بہتر، مفید، یقینی اور موثر کوئی دوائی نہیں۔

2- پیچش کے علاج کے سلسلہ میں لعاب بہی دانہ اور شہد کے مرکب کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔ حقیقت میں یہ نسخہ بھی شہد کے جامع کمالات کی بنا پر افادیت رکھتا ہے۔

3- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طب کو جہاں کتنی ہی مفید ادویہ عطا فرمائیں وہاں پر ایک تحفہ بہی پھل بھی ہے۔ انہوں نے اسے دل کی بیماریوں، جسمانی کمزوری اور والو VALVES کی بیماریوں میں اکسیر قرار دیا ہے۔ اسی پھل کے بیج نسخوں میں اسہال کے لئے استعمال کئے گئے۔ انیسویں صدی میں بنگال میں مطب کرنے والے یورپی ڈاکٹروں کو جب آنتوں کی سوزشوں کے مریضوں سے سابقہ پڑا اور ان کی طب میں اس کا شافی علاج نہ ملا تو انہوں نے بہی کو استعمال کیا۔ ان ڈاکٹروں کے تجربات اور بھارتی حکومت کے محکمہ طب کے مشاہدات کی روشنی میں بہی کو اسہال کے علاج میں بڑے اعتماد کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ا۔ تازہ بہی پھل جو ابھی تھوڑا کچا ہو چھلکے سمیت کاٹ کر پانی میں ڈال کر خوب ابالیں۔ اس کا یہ جوشاندہ تھوڑا تھوڑا کرکے بار بار پلائیں

ب۔ کچے بہی پھل کو چولہے کی بھوبھل میں رکھ کر بھون لیں۔ جب سرخ ہو جائے تو نکال لیں۔ اس کا گودا نکال کر 40-20 گرام صبح نہار منہ کھانا پرانے اسہال میں مفید ہے۔

ج۔ بہی کا گودا نکال کر اس کو شہد اور پانی میں ملا کر اچھی طرح بلوئیں۔ اگر تھوڑی مقدار میں ہو تو ایک دو دن میں استعمال کر لیں۔ زیادہ مقدار ہو تو ابال کر رکھیں۔

د۔ بہی کا گودا نکال کر اس کو دھوپ میں رکھ کر خشک کر لیں۔ پھر اسے پیس کر ٹین کے ڈبہ میں بند کرکے رکھ لیں۔ حسب ضرورت آدھ چھوٹا چمچ دن میں 4-2 مرتبہ پانی کے ہمراہ دیں۔

بہی کا شربت

بھارتی ماہرین نے بہی کو مسل کرپانی اور کھانڈ ملا کر شربت بنانے کا نسخہ بیان کیا ہے۔ ان کے خیال میں یہ شربت اسہال اور پیچش کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے۔ بہی کا شربت یا بہی کا گودا نہار منہ کھانے سے وباء کے دنوں میں ہیضہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ بعض اطباء کا خیال ہے کہ اس شربت کو پینے سے اسہال اور ہیضہ کے بعد کی کمزوری بھی ٹھیک ہو جاتی ہے۔

بھارتی اطباء سے 500 سال پہلے حافظ ابن القیمؒ نے بہی کا مربہ بنانے کی ترکیب بیان کی ہے۔ وہ بہی کو دھو کر اس کی چھوٹی چھوٹی قاشیں بنا لیتے ہیں اس کے بعد ان کو پانی میں ڈال کر خوب ابالیں۔ جب یہ نرم پڑ جائیں تو شہد ملا کر اس طرح پکائیں جیسے مربہ یا شربت کی تار بنائی جاتی ہے۔ جب تار بندھ جائے تو اتار کر مصفا برتنوں میں محفوظ کر لیں۔ یہ مربہ اور اس کا شربت نہار منہ پینے سے پیٹ سے اسہال اور دل سے بوجھ اتر جاتا ہے۔ ایک حدیث سے قیافہ لگتا ہے کہ اگر یہ شربت حاملہ عورت پیئے تو اس کے یہاں لڑکا پیدا ہونے کا احتمال ہو سکتا ہے۔

بھارتی وید بہی کے ساتھ ادرک' کتھ' اجوائن' انار کا چھلکا' آم کی گٹھلی کا مغز اور سپاری ملا کر اسہال کے لئے سفوف بناتے ہیں۔ ان کو شامل کرنا برا نہیں۔ لیکن یہ بذات خود اتنی مفید ہے کہ دوسرے اضافوں کی ضرورت نہیں رہتی۔

بچوں کا اسہال

INFANTILE DIARRHOEA

بچوں کو دست آنے ایک معمول کی بات ہے۔ اکثر مائیں دوچار دست آنے کو اہمیت نہیں دیتیں۔ دانت نکلنے پر دست معمول کی بات سمجھی جاتی ہے۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ بچے کو دست اسی وقت آتے ہیں جب اس کے پیٹ میں جراثیم باہر سے داخل ہو جائیں۔ چونکہ بچہ از خود باہر جا کر کوئی گندی چیز نہیں کھا سکتا اس لئے بچے کو دست آنے اس کی ماں کی لاپرواہی یا حالات سے ناواقفیت کا مظاہرہ ہے۔

فیڈر اور چوسنی

بچوں کو بیمار کرنے میں جو کمال چوسنی کو حاصل ہے وہ کسی اور چیز کو نہیں۔ مائیں بچوں کو مصروف رکھنے یا خود کو فراغت دلوانے کے لئے بچے کے منہ میں چوسنی دے دیتی ہیں۔ کچھ بچوں کے گلے میں دھاگہ ڈال کر چوسنی مستقل لٹکتی رہتی ہے۔ جہاں وہ رویا چوسنی منہ میں دے دی اور وہ مطمئن ہو گیا۔ اسی لئے انگریزی میں اسے BABY SOOTHERS کہتے ہیں۔ بچوں کو سکون یا اطمینان دلانے والا یہی ذریعہ ان کے پیٹ میں جراثیم کے دخول کا باعث بنتا ہے۔ وہ اس طرح کہ منہ میں چوسنی یا فیڈر دیتے وقت ماں کے ہاتھ نپل پر ضرور لگتے ہیں بلکہ دینے سے پہلے نپل کو دبا کر بھی دیکھا جاتا ہے۔ چونکہ کسی کے ہاتھ کبھی بھی جراثیم سے پاک نہیں ہوتے۔ اس لئے آلودہ ہاتھ چوسنی کو جراثیم آلود کر کے بچے کے گلے اور پیٹ میں سوزش کا آغاز

کرتے ہیں- اور یہ سوزش ہمیشہ ہوتی رہتی ہے-

میو ہسپتال کے شعبہ امراض اطفال کی پروفیسر فہمیدہ جلیل صاحبہ کے پاس جب بھی کوئی بچہ کسی بھی بیماری کے سلسلہ میں آتا ہے وہ سب سے پہلے اس کے گلے سے چوسنی اتار کر اپنے کمرے میں لٹکا دیتی ہیں اور اسی طرح ان کا دفتر رنگ برنگ کی چوسنیوں کا عجائب گھر بن گیا ہے- ان کا کہنا ہے کہ چوسنی والا بچہ کبھی تندرست نہیں رہ سکتا- اس کا گلا ہمیشہ خراب رہتا ہے- اس کے حلق اور پھیپھڑوں میں سوزش کی وجہ سے کھانسی مستقل رہتی ہے- جب یہ جراثیم آلود تھوک یا بلغم پیٹ میں جاتے ہیں تو اسہال ہوتا ہے-

چار ماہ کی عمر تک بچے کی جسمانی اور غذائی ضروریات میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اس عمر کے بعد اسے دودھ پر رکھنا اسے فاقہ دینے کے مترادف ہے- دودھ کے علاوہ اسے ٹھوس غذا کی ضرورت رہتی ہے- جس میں دلیا' آلو' کیلا' کھچڑی وغیرہ شامل ہیں- بعض بچے نئے ذائقوں کو آسانی سے قبول نہیں کرتے- ان کو عادت پڑنے میں دو ایک دن لگتے ہیں- مائیں جب یہ دیکھتی ہیں کہ وہ کچھ نہیں کھا رہا تو اس کو زبردستی دودھ کی بھرتی دیتی ہیں- سوتے میں اس کے منہ میں فیڈر دیا جاتا ہے- فیڈر کی چوسنی اور اس کے اندرونی حصہ جراثیم کے اہم مراکز ہیں- 12-10 سال کے لاڈلے بچوں کو فیڈر سے دودھ پیتے دیکھا گیا ہے- کھانسی اور اسہال کا مستقل شکار ہونے کے ساتھ ساتھ چوسنی پر دباؤ رکھنے کی وجہ سے ان کے سامنے کے دانت اور تالو ٹیڑھے ہو جاتے ہیں-

فیڈر کو صاف رکھنے کے لئے اسے ابالنے کا طریقہ درست ہے- مگر اس عمل میں چوسنی کا ربڑ خراب ہو جاتا ہے- کیمیاوی جراثیم کش ادویہ سے فیڈر صاف ہو سکتا ہے مگر ان کا جسم کے اندر جانا مناسب نہیں---- اس ساری مصیبت کا آسان حل یہ ہے کہ فیڈر صرف مجبوری کی حالت میں دیا جائے اور جیسے ہی بچہ قبول کر سکے اسے پیالی' گلاس یا چمچ کے ساتھ دودھ پلائیں- بلکہ دودھ کی بجائے اس کے مرکبات از قسم سویاں' کسٹرڈ' کارن فلور وغیرہ دیں جن میں دودھ کے ساتھ ٹھوس اور مقوی

غذائیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ چوسنی کا استعمال کسی طور جائز اور محفوظ نہیں۔

اسہال کی قسمیں

بسیار خوری

بچوں کو ضرورت سے زیادہ کھلانے' خاص طور پر زیادہ دودھ پلانے یا گاڑھا دودھ پلانے سے چکنائی کی زیادتی سے دستوں میں دہی کی مانند پھٹیاں ہوتی ہیں اور بدبودار۔ جب یہ غذا نشاستہ کی زیادتی سے سبزی مائل' جھاگ والے دست آتے ہیں۔ بعض اوقات کسی خاص قسم کی غذا سے حساسیت ہو جانے کی وجہ سے بھی اسہال ہو جاتے ہیں۔

سوزشی اسہال

اگر وائرس کی وجہ سے ہو تو پہلے کھانسی شروع ہو جاتی ہے۔ پھر اسہال ہوتے ہیں۔ عام طور پر RORWALK VIRUS POLIO CALCIVIRUS COCKSACKIE ECHOVIRUS ROTAIRUS وائرس اسہال پیدا کرتے ہیں۔ جب کہ جراثیم میں YARSINIA COMPILO POACTER KLABSICELLA SHIGELLA E.COLI SALMONELLA اسہال کا باعث بنتے ہیں۔

پرانا اسہال

پیٹ میں رہنے والے طفیلی کیڑے جیسے کہ TAPE WORM GIARDIASIS WHIP WORM ROUND WORM کی وجہ سے ہوتا ہے۔

علامات

بچے کے پاخانے تعداد میں بڑھنے لگتے ہیں۔ پھر ہلکا بخار اور قے شامل ہو جاتے ہیں۔ دستوں کا رنگ سبزی مائل' بدبودار کافی مقدار میں اور لیس آمیز ہوتا ہے۔

روزانہ تعداد 12 تک جا سکتی ہے۔ زیادہ بیمار بچوں میں دستوں کی تعداد بڑھنے کے ساتھ ان کا رنگ سفید اور اجابت بدبودار ہو جاتی ہے۔ پیاس' خشک ہونٹ اور زبان جسم کا پانی نکل جانے کا پتہ دیتے ہیں۔ اسہال کے ذریعہ جسم کا پانی مزید نکلے تو تالو اندر کو دب جاتا ہے۔ آنکھیں اندر کو دب جاتی ہیں۔ چہرے کی ہڈیاں نظر آنے لگتی ہیں۔ ناخن اور ہونٹ نیلے پڑتے ہیں تو سانس اور نبض تیز ہو جاتے ہیں۔ اس مرحلہ پر بخار یا تو بہت بڑھ جاتا ہے یا اعتدال سے بھی گر جاتا ہے۔

بعض بچوں میں تیز بخار کے ساتھ تشنجی دورے پڑتے ہیں۔ بچہ مدہوش لگتا ہے۔ اپنی سدھ بدھ کھو دیتا ہے۔ پیشاب بند ہو جاتا ہے اور موت دو قدم کے فاصلے پر آ جاتی ہے۔ دستوں میں خون یا لیس کی آمیزش سے آنتوں میں سوزش کا پتہ چلتا ہے یا اس کا مطلب ہے کہ دوسری چیزوں کے علاوہ جراثیم کش ادویہ بھی دی جائیں۔

علاج

اسہال میں مبتلا بچوں کو علاج کی ضرورت بلاشبہ ہوتی ہے مگر ان کی اصل ضرورت پانی کی کمی کا فوری بندوبست ہے۔ بچے کو خواہ دو ایک دن مناسب علاج میسر نہ آئے لیکن پانی یا پانی اور نمکیات کی کمی کو پورا کرنے والے سیال مسلسل دیئے جاتے رہیں۔ ہمارے ملک میں بچوں کے لئے سونف اور الائچی کے ساتھ نمک اور کھانڈ ابال چھان کر چمچہ چمچہ پلانا آسان ترکیب ہے۔ ورنہ مجبوری میں بچے کو چھاچھ' چاولوں کی پچھ' جو کا پانی یا کوئی سیال دیا جا سکتا ہے۔

عالمی ادارہ صحت نے ایسے بچوں کے لئے ORS کا نسخہ بنایا ہے۔ یہ سفوف تمام سرکاری ہسپتالوں' زچہ خانوں' خاندانی منصوبہ بندی کے مراکز اور مراکز ٹیکہ سے مفت ملتا ہے۔ اس کا ایک نسخہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں دوسرا مشہور نسخہ یہ ہے۔

SODIUM CHLORIDE 3.5gm (عام خوردنی نمک)

SODIUM BICARBONATE 2.5gm (سوڈا بائی کارب)

POTASSIUM CHLORIDE 1.5gm

GLUCOSE 20gm (گلوکوس)

اس مرکب کو ایک سیر صاف پانی میں حل کرکے بچے کو دن بھر پلایا جائے۔ یاد رہے کہ اس مرکب کو اگر گرم کیا جائے تو زہریلا ہو جاتا ہے اور پانی میں گھولنے کے بعد دوسرے دن تک پڑا رہے تو بھی زہریلا ہو جاتا ہے۔ اگر سارا پانی ایک دن میں نہ پیا جا سکے تو بقایا رات کو پھینک دیں۔ اگر گلوکوس میسر نہ ہو تو اس کی جگہ 40 گرام چینی ڈالی جا سکتی ہے۔

بھارتی ماہر ڈاکٹر گولوالا نے ملکی حالات کے مطابق ایک آسان نسخہ بیان کیا ہے۔

گلاس میں چار انگلی کے برابر پانی ڈال کر اس میں دو چٹکی نمک اور چار چٹکی کھانڈ ملا کر اس میں لیموں کا تھوڑا سا پانی ڈال دیں۔ اس کا ذائقہ آنسوؤں کی طرح کا ہونا چاہئے۔ یہ پانی ORS کا بہترین نعم البدل ہے۔

امراض اطفال کے پاکستانی ماہر ڈاکٹر واسطی نے دستوں میں مبتلا بچوں کے لئے نمکیات کا ایک نہایت عمدہ سیال تیار کیا تھا۔ ORS سے ہر لحاظ سے زیادہ مفید اور جامع تھا۔ مگر ہماری حکومت نے اپنے ملک میں اس کو رائج نہ کیا کہ ہمارے یہاں باہر کی چیزوں کو زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ اور پاکستانی ہونا ڈاکٹر واسطی کی ترقی اور شہرت کی راہ میں رکاوٹ بن گیا۔

اگر قے کی مقدار اتنی بڑھ جائے کہ دو دو منٹ کے بعد آنے لگے یا آنتوں میں رکاوٹ پڑ جائے تو ایسے میں ORS دینا مضر ہوتا ہے۔

اسہال کے دوران بچے کو معمول کی غذا اسی طرح دی جائے۔ کمزوری اور قبض پیدا کرنے کے لئے سیب کا جوس یا سیب سے بنی ہوئی غذائیں جیسے کہ APLONA دی جاتی ہیں۔ کیلا اور پتلی کھچڑی بھی دیئے جا سکتے ہیں۔

ادویہ

وہ تمام ادویہ جو پیچش اور اسہال کے سلسلے میں بیان کی گئیں بچوں کو بھی دی جا سکتی ہیں۔ ان میں بچوں کے لئے خصوصی خوش ذائقہ شربت بھی ہوتے ہیں۔ پرانی ادویہ میں سلفا ڈایا زین اب بھی شہرت رکھتی ہے۔

پانی کی کمی اگر زیادہ ہو تو اس کو پورا کرنے کے لئے DRIP لگائی جا سکتی ہے۔

مگر یہ کام بڑے احتیاط سے اور ایسے اداروں میں ہونا چاہئے جہاں خون کے خصوصی ٹیسٹ کرنے کا انتظام ہو۔ کیونکہ اس امر کے چشم دید گواہ موجود ہیں کہ مریض کی حالت کے مطابق اگر گلوکوس وغیرہ' کے انجیکشن کا نسخہ تبدیل نہ کیا جائے تو اسی سے موت واقع ہو سکتی ہے۔

پروفیسر فہمیدہ جلیل صاحبہ میوہسپتال میں بچوں کی بیماریوں کے شعبہ کی سربراہ ہیں انہوں نے بچوں کے اسہال اور اس کی روک تھام کے بارے میں ایک بڑا خوبصورت رسالہ' تالیف کیا۔ جس کے کارآمد اقتباسات کا خلاصہ یہ ہے۔

اسہال کے اسباب

مکھی' گرد' مٹی سے آلود کھانے پینے کی چیزیں۔

اسہال کی سب سے بڑی وجہ چوسنی ہے۔ دانت نکالتے وقت منہ میں رکھنے والے چھلے۔ کھانے پینے کے برتن اور اگر کھلے رہیں تو ان پر مکھیاں بیٹھتی ہیں۔

بچے گلیوں اور نالیوں پر پاخانہ کرتے ہیں۔ گندے پانی کے ذخیروں میں سے گلے ہوئے پانی کے پائپ جب گزرتے ہیں تو پیٹ کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

سوکھے اور کمزور بچوں میں قوت مدافعت کم ہو جاتی ہے۔ اس لئے وہ بار بار بیمار ہوتے ہیں۔

اسہال کی وجہ سے جسم کا پانی خشک ہو جاتا ہے۔

جسم کا پانی خشک ہونے کی علامات

جب بچے کو روزانہ دس یا اس سے زیادہ دستہ آجائیں اور وہ پانی جیسے پتلے ہوں تو اس سے پانی کی کمی ہو جانا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ جس کی علامات یہ ہیں۔

زبان اور ہونٹ بالکل خشک' اندر دھنستی ہوئی آنکھیں' آنسو خشک' جلد کی لچک ختم ہو جاتی ہے۔ جلد کی چٹکی بھر کے کھینچ کر چھوڑ دیں تو وہ واپس اسی وقت پہلی حالت پر نہیں جاتی۔ پیشاب کم یا بند ہو جاتا ہے۔ چہرے کی رنگت گہری پیلی' تالو اندر دھنستا ہوا۔ وزن میں تیزی سے کمی' گہری اور کمزور سانسیں' دستوں کے ساتھ

قے اور بخار بھی ہو سکتے ہیں۔

ان تمام میں کسی بچے میں کوئی سی تین نشانیاں موجود ہوں تو اس کو پانی کی کمی ہو گئی ہے۔ (یہ کمی صرف پانی کی نہیں بلکہ نمکیات کی بھی ہو سکتی ہے)

پانی کی کمی کا علاج

ORS یا نمکول کا پیکٹ ایک سیر پانی میں حل کرکے اسے دن میں پلا دیں۔ اگر پیکٹ میسر نہ ہو تو۔ نمک دو چٹکی۔ میٹھا سوڈا ایک چٹکی۔ چینی ایک مٹھی۔ ان سب کو ایک سیر پانی میں حل کرلیں۔ اس محلول کو ابالنا خطرناک ہے۔ اسے ڈھک کر برتن میں رکھیں اور پلاتے جائیں۔ اگر تازہ سنگترے یا موسمی کا پانی مل جائے تو چند قطرے ملا دیں۔ چھ ماہ تک کے بچے کو ہر دست کے بعد ایک چھٹانک نمکول کا پانی دیں۔ (بشرطیکہ ابتدائی کمی پوری کی جا چکی ہو)

سات ماہ سے ایک سال کے بچے کو ہر دست کے بعد ادھ پاؤ نمکول دیں۔

ایک سال سے دو سال تک کے بچوں کو ہر دست کے بعد آدھ پاؤ سے تین چھٹانک تک نمکول پلایا جائے۔

دو سال سے پانچ سال تک کے بچوں کو تین چھٹانک سے ایک پاؤ نمکول پلایا جائے۔

ہدایات

نمکول تیار کرکے پانی کو گرم نہ کیا جائے۔

تین ماہ سے کم عمر بچوں کو جتنی نمکول دیا جائے اتنی ہی مرتبہ سادہ پانی پلایا جائے۔ تین ماہ سے ایک سال تک کے بچوں کو نمکول دو مرتبہ دے کر ایک مرتبہ پانی دیں۔ دست رک جائیں تو نمکول بند کر دیں۔ اس کی جگہ سادہ پانی دیا جاتا رہے اور جسم سے پانی کی کمی کی علامات پر توجہ رکھیں۔

شدید اسہال کے بعد ابتدائی غذا

یہ سلسلہ پانی کی کمی کا مداوا ہونے کے بعد شروع کیا جائے۔

ننھے بچوں کو ماں کا دودھ 6-4 گھنٹہ بعد پلایا جائے۔ بچہ اگر دوسرا دودھ پیتا ہے تو اس میں نصف مقدار پانی ملا دیں۔ دست بند ہونے پر پانی کی مقدار آہستہ آہستہ کم کر دیں۔ سات سے اٹھارہ ماہ کے بچوں کو نرم' ٹھوس غذا جیسے کہ دہی' پتلی کھچڑی' مسلے ہوئے کیلے' آلو بغیر گھی کے حلوہ' فرنی اور دلیہ' بند خوراک میں FAREX-FARLAC -CERELAC وغیرہ دے سکتے ہیں۔

بڑے بچوں کو مندرجہ بالا غذاؤں کے علاوہ سادہ پانی' جو ابال کر اس کا پانی' ہلکی چائے سبز الائچی اور سونٹھ یا لیمن گراس کا قہوہ' سنگترے یا سیب کا رس دے سکتے ہیں۔

آئندہ کے اسہال کی روک تھام

بچے کو دو سال تک ماں کا دودھ پلایا جائے۔ (قرآن مجید نے بھی مدت رضاعت دو سال مقرر کی ہے)

چار ماہ کے بچے کو ٹھوس غذا از قسم دلیہ' فرنی مسلا کیلا اور آلو' نرم کھچڑی بتدریج شروع کریں۔

اگر ماں کا دودھ نہ دیا جا سکے تو بچے کو پیالہ اور چمچ سے دودھ پلایا جائے۔

فیڈر اور چوسنی لینے والے بچے کبھی تندرست نہیں رہتے۔

دو سال سے کم عمر بچوں کو پانی ہمیشہ ابال کر ٹھنڈا کرکے پلائیں

بچے کے برتن دھو کر ڈھانپ کر رکھیں تاکہ وہ گرد و غبار اور مکھیوں سے محفوظ رہیں۔

کھانے کھلانے سے پہلے اپنے ہاتھ صابن سے دھو لیں۔

پھل اور سبزیاں اچھی طرح دھونے کے بعد چھلکے اتار کر دیں۔

طب نبوی

بچوں کے اسہال' اس کے علاج میں جو جو باتیں طب جدید میں جدید ترین ہیں۔ وہ پیش کر دی گئیں ہیں۔ علاج میں کام آنے والی ادویہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ جس میں یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ جدید ادویہ میں اکثر خطرناک ہیں اور پانی کی کمی پورا کرنے والے اکثر مرکبات کو جسم میں داخل کرنا بھی فنی مہارت کے ساتھ ساتھ جان جوکھم کا کام ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسہال کے ایک مریض کا ذکر کیا جا چکا ہے جس کے لئے انہوں نے شہد تجویز فرمایا اور کچھ عرصہ شہد پینے کے بعد وہ شفایاب ہو گیا۔

شہد ایک مکمل غذا ہونے کے ساتھ ساتھ جراثیم کش ہے۔ اس میں وہ تمام معدنیات اور نمکیات پائے جاتے ہیں جو جسم انسانی میں موجود ہوتے ہیں۔ جب قے یا اسہال کے ذریعہ جسم سے پانی خارج ہوتا ہے تو صرف عام خوردنی نمک نہیں نکلتا بلکہ اس عمل میں کئی اور کیمیاوی مرکبات اور جوہر بھی ہوتے ہیں.جن کی تفصیل کا ابھی مکمل اندازہ بھی نہیں کیا جا سکا۔ ان کی کمی کسی ایسی سیال سے پوری کرنی چاہئے جس میں وہی کچھ موجود ہو جو جسم سے خارج ہوا ہے۔ لاہور کے متعدی بیماریوں کے ہسپتال اور ڈھاکہ میں ہیضہ کی وباء کے دوران وسیع مشاہدات کے بعد ہم پوری دیانتداری سے یقین رکھتے ہیں کہ شہد کو ابلے پانی میں حل کرکے پلانے سے بہتر آج تک کوئی دوائی ایجاد نہیں ہوئی۔ اسہال کے دوران شہد دینے سے نہ صرف یہ کہ مریض کو بعد میں کسی قسم کی کوئی کمزوری نہ ہوئی بلکہ وہ بیماری کے دوران بھی چلتا پھرتا رہتا ہے۔ اس کی آنکھیں اگر اندر دھنس بھی گئی ہوں تو یہ کیفیت دوچار دفعہ شہد پینے کے بعد دور ہو جاتی ہے۔ جسم سے نکلے ہوئے تمام نقصان پورے ہو جاتے ہیں۔

قرآن مجید نے انار کو اتنی اہمیت عطا فرمائی ہے کہ اسے جنت کا میوہ قرار دیا

ہے۔ سورۃ الانعام میں دو مختلف مقامات پر اور سورۃ الرحمان میں اس کا اچھے الفاظ میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ توریت مقدس میں کم از کم سات مقامات پر اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں۔

انہ سال من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الرمان فقال ما من رمانہ الا و فیھہ حبتہ من رمان الجنتہ (ابو نعیم)

(میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انار کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ایسا کوئی انار نہیں جس میں جنت کے اناروں کا کوئی دانہ نہ ہو)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس اہمیت سے آگاہ تھے۔ اس لئے انہیں کبھی کہیں سے انار کا ایک دانہ بھی میسر آ جاتا تو وہ اسے بڑی عقیدت سے کھا لیتے تھے۔ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے۔

من اکل رمانتہ نور اللہ قلبہ (ذہبی)

(جس نے انار کھایا۔ اللہ تعالٰی اس کے دل کو روشن کر دیتا ہے)

انار کو جنت کا میوہ اور دل کو روشن کرنے والا قرار دینے کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ اس میں بے پناہ افادیت موجود ہے۔ اطباء قدیم نے اسی اساس پر اسے مختلف بیماریوں میں استعمال کیا ہے۔ محدثین نے اسے کھانسی اور امراض صدر میں مفید قرار دیا ہے۔ اسے اسہال کا علاج بتلایا گیا ہے۔ قے کو روکتا ہے اور بیماروں کو توانائی مہیا کرتا ہے۔

حافظ ابن القیمؒ کی تجویز کے مطابق میٹھے انار کا پانی نکال کر اسے چولہے پر رکھ کر گاڑھا کر لیا جائے۔ پھر اس میں شہد ملا کر مریض کو بار بار چٹائیں گلے کی سوزش کو دور کر دیتا ہے اور آنتوں کے زخم مندمل کرتا ہے۔

طب یونانی میں انار کا شربت "رب انار شیریں" کے نام سے مشہور دوائی ہے۔ انار کا چھلکا قابض ہونے کے علاوہ پیٹ کے کیڑوں کی بہترین دوائی ہے۔ حضرت علیؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كلوا الرمان بشحمه' فانه دباغ المعدة (ابو نعيم)

(انار کو اس کے چھلکے سمیت کھاؤ- کہ یہ معدہ کو حیات نو دیتا ہے)

انار کا چھلکا ابال کر اس میں انار کا جوس اور شہد ملا کر دو چار مرتبہ کھانے سے نہ صرف کہ ہر قسم کے اسہال بند ہو جاتے ہیں- بلکہ پیٹ میں پائے جانے والے کیڑے بھی مر جاتے ہیں- حکماء نے انار کی چھال کے علاوہ اس کے درخت کی چھال اور اس کو لگنے والے پھول بھی اسہال' پیٹ کے کیڑوں اور خونی بواسیر میں اچھے اثرات کے ساتھ بیان کئے ہیں-

شہد ملا کر پانی یا انار کا عرق شہد ملا کر دینے سے اسہال ٹھیک ہو جاتے ہیں اور بچے کو بعد میں بھی کمزوری نہیں ہوتی-

ہیضہ

CHOLERA

عام لوگ بار بار کی قے اور اسہال کی شکایت کو ہیضہ کہتے ہیں- یہ ایک شدید متعدی بیماری ہے جو ایک سے دوسرے کو لگ کر وبائی شکل اختیار کر لیتی ہے- طبی اصطلاح میں ہیضہ اسہال اور قے کی وہ کیفیت ہے جو VIBRIO CHOLERAE نامی جراثیم چھوٹی آنت میں سوزش سے پیدا کرتے ہیں- مغربی مفسرین نے ہم لوگوں کو بدنام کرنے کے لئے اسے ایشیائی کولیرا کا نام دیا ہے- کیونکہ ان کے خیال میں یہ صرف ایشیائی ملکوں میں ہوتا ہے- کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ کولیرا کی ایک قسم ELTOR-SEROTYPE OGAWA VIBRIO CHOLERAE بھی ہیضہ ہی ہے- لیکن اس کی سوزش وبائی شکل اختیار نہیں کرتی- عالمی ادارہ صحت کی تشریح کے مطابق اس بیماری کو مشتہر کرنا ضروری نہیں ہے- جب کہ صحت کے قوانین کی رو سے 19 بیماریاں ایسی ہیں جن کے بارے میں عالمی ادارہ صحت کو سرکاری طور پر مطلع کرنا ضروری ہے- بلکہ طریقہ یہ ہے کہ ان میں سے کسی ایک کا اگر کوئی کیس ہو جائے تو علاج کرنے والے ڈاکٹر کی یہ قانونی ذمہ داری ہے کہ وہ فوری طور پر محکمہ صحت کے حکام کو مطلع کرے- ان میں سے ایک ہیضہ بھی ہے- محکمہ صحت کے حکام اس مریض کی تشخیص کی پڑتال کریں- پھر آس پاس کے لوگوں کو اس سے بچانے کے طریقے اختیار کریں- محکمہ صحت اس مریض کے کوائف سرکاری گزٹ میں شائع کرے- ان بیماریوں کو NOTIFIABLE بیماریاں کہتے ہیں- اس گزٹ یا اشتہار کا فائدہ یہ ہے کہ دوسرے ملکوں کے لوگ وباء زدہ علاقہ میں جا کر اپنے آپ کو خطرہ میں نہ ڈالیں- اس

سلسلہ کا سب سے پہلا مکمل ہدایت نامہ یوں ہے۔

حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی شہر میں طاعون کا سنو اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے باہر نہ نکلو۔ اگر تم باہر ہو تو اس شہر میں مت جاؤ۔ (بخاری)

وباؤں کی روک تھام کا یہ جامع قانون آج بھی اسی طرح مکمل اور قابل عمل ہے۔ جب کسی شہر میں انفلوئنزا یا ہیضہ یا چیچک پھوٹ پڑی ہو اور وہاں کا رہنے والا کوئی شخص کسی دوسرے شہر جاتا ہے تو وہ اس شہر کی بیماری اس دوسرے شہر تک لے جا کر اس کے پھیلاؤ کا باعث بنتا ہے۔ جب کہ دوسرے شہر سے آنے والا تندرست فرد وہاں آ کر بیمار ہو سکتا ہے۔

وبائی حیثیت

وبائیات کی مصدقہ تاریخ میں دریائے گنگا کے اردگرد کا علاقہ پچھلے 160 سال سے ہیضہ کی وبا کا مسکن رہا ہے۔ جب یہ دریا پہاڑوں سے نکل کر ہردوار کے مقام پر میدانی علاقہ میں داخل ہوتا ہے تو اس کی شکل و صورت اور پانی کا رنگ بلکہ پانی کا ذائقہ بھی بدل جاتا ہے۔ گنگا کی گذرگاہ کا آخری پہاڑی قصبہ لکشمن جھولا ہے۔ وہاں تک دریا کا پانی نہایت لذیذ اور شیریں ہوتا ہے۔ ہردوار ہندوؤں کا مقدس مقام ہے۔ ان کے عقیدہ میں دریائے گنگا بہشت سے نکلتا ہے۔ اس میں غسل کرنے سے گناہ دور ہوتے ہیں۔ اس کا پانی چیزوں کو پاک اور صاف کرتا ہے۔ اور اس میں جن مرنے والوں کی راکھ بہائی جائے وہ جنت میں جاتے ہیں۔ اس طرح ہردوار میں غلاظت کے ڈھیر دریا میں داخل کر دیئے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر گھوش نے مشاہدہ کیا ہے کہ ہردوار سے دس میل دور بھی گنگا میں ہیضہ کے جراثیم مستقل طور پر مقیم ہوتے ہیں۔

1945ء میں ہندوؤں کا ایک مذہبی میلہ کنبھ منعقد ہوا۔ لاکھوں کی تعداد میں زائرین ہردوار گئے اور واپسی میں گنگا کا پانی دوسروں کے لئے تبرک کے طور پر لائے۔ چونکہ اس پانی میں ہیضہ کے جراثیم تھے اس لئے یہ وباء پورے ہندوستان میں پھیل گئی۔ بیماری کی روک تھام کے سلسلہ میں کبھی امرود زیر عتاب آتے اور ملک میں ان

کی فروخت بند کی گئی اور کبھی لوگوں کو ایک بے کار قسم کی ویکسین کے ٹیکے لگتے رہے۔ چونکہ ایک ہی سرنج کو دوبارہ صاف کئے بغیر سینکڑوں افراد کو ٹیکے لگتے تھے اس لئے ہزاروں افراد کو انجیکشن سے پھوڑے بن گئے۔ اور جنہوں نے گنگا جل پیا تھا ان کو ہیضہ بدستور ہوتا رہا۔ اس وباء کا دلچسپ حصہ یہ تھا کہ مسلمان عام طور پر محفوظ رہے۔ کیونکہ انہوں نے گنگا جل نہ پیا تھا۔

1961ء میں بنگال اور مشرقی پاکستان میں ہیضہ کی شدید وبا پڑی۔ وہاں سے یہ انڈونیشیا اور سنگاپور سے ہوتی ہوئی یورپ بھی گئی۔ 1970ء میں اسرائیل میں ہیضہ کی وبا ان کی اپنی گندی سبزیوں کی وجہ سے پھیلی۔ وہ کھیتوں میں انسانی فضلہ کی کھاد استعمال کر رہے تھے۔ اس لئے کچی سبزیاں کھانے والوں کے ذریعہ ہیضہ پھیل گیا۔ سبزیوں کے علاوہ مچھلیاں بھی اس کے پھیلاؤ کا باعث رہیں۔ 1973ء میں اٹلی کے متعدد شہروں میں ہیضہ پھیل گیا جو کہ ایشیاء سے نہیں آیا تھا۔ 1978ء میں ہیضہ کی ایک شدید وباء شمالی امریکہ میں پھیلی۔

جب لوگ بارش کا جمع شدہ گندہ پانی استعمال کرتے ہیں اور جب گرمی اور ہوا میں نمی کی وجہ سے مکھیوں کی افزائش ہوتی ہے تو یہ موسم ہیضہ کے پھیلنے کے لئے بہترین ہوتا ہے۔ اگرچہ پاکستان میں حیدر آباد کے علاقہ میں 1960ء میں ہیضہ موسم سرما کی شدت میں بھی پھیل گیا تھا اور لاہور میں ہم نے 1962ء میں ہیضہ کی ایک وباء کو نہایت کامیابی کے ساتھ پھیلنے نہ دیا۔ لیکن بنگلہ دیش اور بھارتی بنگال میں یہ بیماری موسم سے قطع نظر سارا سال سدا بہار رہتی ہے۔ البتہ سیلابوں کے بعد جب گندے پانی کے جوہڑ تمام علاقوں میں پیدا ہوتے ہیں تو بیماری شدت اختیار کر لیتی ہے۔ بنگلہ دیش کے حالیہ طوفان کے بعد ایک لاکھ افراد ہیضہ سے ہلاک ہوئے۔

ہیضہ پاکستان کی بیماری نہیں اور اگر کبھی یہ درآمد ہو کر یہاں آیا بھی تو اسے چند دنوں میں ختم کر دیا گیا۔

بیماری کا اسلوب

ہیضہ کے جراثیم غلیظ اور ٹھہرے پانی میں پرورش پاتے ہیں۔ اسی لئے اسلام نے پینے والے پانی کے بارے میں ایک اہم ہدایت جاری فرمائی۔ حضرت ابوامامہ الباھلیؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(پانی اس وقت تک پاک ہے جب تک کہ کوئی چیز اس کی خوشبو ذائقہ اور رنگ کو تبدیل نہ کردے) (بیہقی، ابن ماجہ، ابی حاتم)

جراثیم آلود پانی کے پینے سے ہیضہ، اسہال، پیچش، آنتوں کے کیڑے اور درجنوں بیماریاں پھیلتی ہیں۔ بلکہ جب کوئی وبا پانی سے چلتی ہے تو ایک ہی وقت میں سینکڑوں افراد متاثر ہوتے ہیں۔ اس باب میں قرآن مجید نے پانی کو استعمال سے پہلے چیک کرنے اور اس کے متعلق جملہ کوائف کو توجہ میں رکھنے کے بارے میں ایک اہم راہبری عطا فرمائی ہے۔

(اور یہ بتلاؤ کہ وہ پانی جو تم پیتے ہو کہاں سے آیا ہے اور وہ کیسا ہے؟)

(واقعہ : 68)

ہیضے کے مریض کو چھونے سے بیماری نہیں ہوتی۔ اس کے جسم سے نکلنے والی نجاستوں جیسے کہ قے اور دست میں جراثیم ہوتے ہیں۔ مکھیاں چونکہ ایسی غلاظتوں کو پسند کرتی ہیں اس لئے وہ ان پر بیٹھ کر اپنے جسموں کو جراثیم آلود کرلیتی ہیں۔ وہاں سے اٹھ کر جب یہ کھانے پینے کی کسی چیز پر بیٹھتی ہیں تو ان کے پروں اور پیروں سے وہ چیز آلود ہو جاتی ہے جسے کھانے والے کے پیٹ میں جراثیم داخل ہو کر اسے بیمار کر دیتے ہیں۔

ہیضے سے شفایاب ہونے والے بعض مریضوں کے پاخانے میں کئی ہفتوں تک جراثیم خارج ہوتے رہتے ہیں۔ ان کو CARRIER کہتے ہیں یہ لوگ جراثیم کا چلتا پھرتا ڈپو بن کر بیماری پھیلاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص پانی کے ذخائر، مراکز اور گزرگاہوں کے قریب رفع حاجت نہ کرے۔

اسلام اور ہیضہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب میں جو اہم ہدایات مرحمت فرمائی ہیں۔

1- پانی کی گزرگاہوں' ذخیروں اور مراکز کے قریب رفع حاجت نہ کی جائے۔

2- کھڑے پانی میں پیشاب نہ کیا جائے۔

3- جس پانی کا رنگ' بو یا ذائقہ تبدیل ہو گیا ہو اسے استعمال نہ کیا جائے۔

4- کھانے کی جس چیز پر مکھی بیٹھی ہو اسے نہ کھایا جائے۔

5- کھانے پینے کی چیزیں ڈھانپ کر رکھی جائیں۔

6- کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئے جائیں۔

7- رفع حاجت کے بعد صاف پانی سے طہارت کی جائے اور اس کے بعد دوبارہ کسی صاف کرنے والی چیز کی مدد سے ہاتھ دھوئے جائیں۔

8- رفع حاجت کے بعد طہارت میں صرف بایاں ہاتھ استعمال کیا جائے اور اس ہاتھ کو کھانے میں استعمال نہ کیا جائے۔

9- جسم کے مستور حصوں کو دائیں ہاتھ سے لمس نہ کیا جائے۔

10- صبح کا ناشتہ جلد کیا جائے اور اس طرح گھر سے خالی پیٹ نکلنے کی گنجائش نہ رہے۔

11- کھانے کے ساتھ سرکہ استعمال کیا جائے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سرکہ کی موجودگی میں ہیضہ کے جراثیم ہلاک ہوتے ہیں۔

12- ناخن نہ بڑھائے جائیں۔

اگر ان ہدایت پر عمل کیا جائے تو ہیضہ ہی نہیں بلکہ اسہال' پیچش اور تپ محرقہ کا امکان بھی ختم ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص اتفاق سے بیمار ہو بھی گیا تو اس کی بیماری دوسروں کو نہ لگ سکے گی۔ بلکہ پیٹ کے کیڑوں اور پولیو سے بھی حفاظت ہو سکتی ہے۔

علامات

اگر انسان کا معدہ درست کام کر رہا ہو تو ہیضہ کے جراثیم اس کے تیزابی جوہر کو عبور کر کے چھوٹی آنت میں نہیں جا سکتے۔ وہ لوگ جو تیزابیت کو رفع کرنے کے لئے سوڈا بائی کارب یا ANTI ACID گولیاں کھاتے رہتے ہیں ان کو ہیضہ ہونے کا امکان دوسروں سے زیادہ ہے۔

جراثیم کے پیٹ میں داخل ہونے کے 72-24 گھنٹوں میں علامات شروع ہو جاتی ہیں۔ اسہال یا قے فوری طور پر شروع ہو جاتے ہیں۔ ابتدا میں ان کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ مگر تھوڑی دیر میں یہ چاولوں کی پیچھ کی طرح سفید ہو جاتے ہیں۔ جن میں تھوڑی سی لیس بھی ہوتی ہے۔ لیکن عام طور پر پیٹ میں نہ تو مروڑ ہوتے ہیں اور نہ ہی درد ہوتا ہے۔ درجہ حرارت نارمل سے بھی کم ہوتا ہے۔ قے اور دست تعداد میں بڑھتے جاتے ہیں بلکہ ایک گھونٹ پانی بھی ہضم نہیں ہوتا۔ اکثر لوگوں کو 15-10 اسہال دیکھے گئے ہیں۔

ہیضہ کے جراثیم اپنے جسموں سے ایک کیمیاوی ENTERO TOXINS پیدا کرتے ہیں۔ جو چھوٹی آنت میں پانی اور نمکیات کے انجذاب کو روکتے اور نمکیات کو خارج کرتے ہیں اور اس طرح تھوڑی سی دیر میں سارے جسم کا پانی نکل جاتا ہے جسے DEHYDRATION کہتے ہیں۔

جسم سے پانی کے اخراج کی وجہ سے مریض بے حال ہو کر گر جاتا ہے۔ خون گاڑھا ہونے سے دوران خون کا سارا سلسلہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔ یہ گاڑھا خون آکسیجن اٹھانے کے قابل نہیں رہتا اور سانس لینے میں مشکل پڑتی ہے۔ بلڈ پریشر گر جاتا ہے۔ پیشاب بند ہو جاتا ہے اور یہ سلسلہ اگر مزید جاری رہے تو گردوں میں انحطاط ہونے لگتا ہے۔ جو ہمیشہ کے لئے ہو گا۔ نبض ڈوبنے لگتی ہے جلد خشک اور آنکھیں اندر کو دھنس جاتی ہیں۔

پھر ایک مرحلہ آتا ہے کہ جب قے اور اسہال اپنے آپ رک جاتے ہیں۔ نبض بہتر ہونے لگتی ہے۔ درجہ حرارت بڑھنے لگتا ہے۔ بدقسمت مریضوں کو تیز بخار بھی ہو

سکتا ہے۔ کچھ مریض ایسے ہیں جن کی موت ابتدائی مرحلے ہی میں ہو جاتی ہے۔
ہیضہ کی طرح کی علامات بعض زہروں جیسے سنکھیا' پارا' فلورائیڈ اور سیسہ کھانے سے بھی ہو سکتی ہے۔ مگر ان سب کے ساتھ حلق اور پیٹ میں شدید جلن ہوتی ہے جب کہ اسہال اور پیچش میں بخار پیٹ میں درد اور اسہال میں خون اور لیس ہوتے ہیں۔ ان سوزشوں میں بخار ہوتا ہے جب کہ ہیضہ میں بخار نہیں ہوتا۔

علاج

بیماری سے قطع نظر سب سے پہلے جسم سے خارج ہونے والے نمک اور پانی کی کمی کو فوری طرح پر پورا کیا جائے۔ مریض کو اگر ابتدائی مرحلہ میں دیکھا جائے تو ORS سے گزارا ہو سکتا ہے۔ لیکن 5-6 دستوں کے بعد انتظار کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اور گلوکوس اور نمک کا محلول ورید کے ذریعے فوراً دے دیا جائے۔
لاہور کے متعدی امراض کے شفاخانے سے طویل وابستگی کے دوران ہم نے دیکھا ہے کہ ہیضہ کے مریض کی ورید میں نمک کا محلول داخل کرنے کا صحیح نسخہ کتابی علم سے میسر نہیں آ سکتا۔ بڑے بڑے استادوں کو ایک پرانے کمپونڈر کے سامنے شرمسار ہوتے دیکھا ہے کیونکہ نسخہ کا انتخاب حالات کے ساتھ بدلتا ہے مثلاً SALINE 5% GLUCOSE کی تین چار بوتلیں دینے کے بعد وہ ALKALINE SALINE دیتے ہیں۔ ہم نے ہیضہ کے علاج کے عالمی شہرت کے مراکز دیکھے ہیں۔ لیکن کونسا محلول کتنی مقدار میں دیا جائے۔ اس کا صحیح فیصلہ ہسپتال کے پرانے نیم خواندہ ملازمین سے بہتر کہیں نہیں دیکھا۔ جب یہ لوگ ملازمت سے ریٹائر ہوتے تھے تو مجھے دلی دکھ ہوتا تھا کہ ملازمت کے قوانین یا سیاسی مصلحت ہمیں اس امر کی اجازت نہیں دیتی کہ ایسے مفید لوگ خدمت پر برقرار رکھے جا سکیں۔
مریض کے جسم سے پانی اور نمکیات کی کمی کو دور کرنا اہم ترین ضرورت ہے۔ اس کو شروع کرنے کے بعد اصل بیماری کی طرف متوجہ ہوا جاتا ہے۔ آنتوں سے جلن کو دور کرنے والے مرکبات از قسم STREPTOMAGMA - FURADIL KAOSTOP وغیرہ یا KAOLIN کا سفوف پانی میں گھول کر مریض کو ہر پانچ منٹ

بعد ایک چمچہ کے حساب سے مسلسل پلایا جائے۔ مریض کو شدت سے پیاس لگتی ہے۔ اگر وہ پانی پی لے تو بیماری بڑھتی ہے۔ پیاس کی ضرورت منہ میں برف کی ڈلی رکھ کر پوری کی جائے۔ ورنہ اس کے جسم میں پانی کی معقول مقدار وریدوں کے راستے داخل ہو رہی ہوتی ہے۔ ایک برطانوی ڈاکٹر نے تھائی لینڈ اور افریقہ کے مشاہدات کی روشنی میں بتایا ہے کہ ایک مریض کو کم از کم 40 بوتل پانی وریدوں میں دینا پڑتا ہے۔

قے اور متلی کے لئے NIVADOXIN-AVOMIN-TORECAN میں سے کوئی بھی گولی دی جا سکتی ہے۔ اگرچہ ان کے انجیکشن بھی ملتے ہیں مگر ان سے بلڈ پریشر میں کمی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ایسے مریضوں کا بلڈ پریشر پہلے ہی کم ہوتا ہے۔ اس لئے ان کا استعمال خطرے سے خالی نہیں ہوتا۔

آنتوں میں موجودہ ہیضہ کے جراثیم کو ہلاک کرنے کے لئے جراثیم کو مارنے والی متعدد دوائیں موجود ہیں۔ ہمارے مشاہدے میں سب سے عمدہ دوائی CHLORO-STREP کا شربت یا کیپسول رہی ہے۔ اس کے دو کیپسول صبح، دوپہر، شام دو روز تک دینا کافی رہتا ہے۔ اگر یہ دوائی میسر نہ ہو تو اسی طرح CHLOROMYCETIN کے کیپسول دیئے جائیں اور ان کے ساتھ سٹرپٹو مائی سین کا ٹیکہ گھول کر اس کا نصف صبح شام دوائی والے محلول میں گھول کر پلا دیا جائے۔ ان کے علاوہ ماہرین FUROXONE کے 400mg کی ایک گولی دو روز تک صبح شام دیتے ہیں۔ TETRACYCLIN کے 250mg کے دو کیپسول صبح، دوپہر، شام بھی اچھی شہرت رکھتے ہیں۔ جدید دوائی CIPROFLAXIN سب سے عمدہ ہے۔

کمزور دل کے لئے اضافی طور پر وٹامین B-12 کے انجیکشن مفید رہتے ہیں۔ ہیضہ کے علاج میں کچھ مقامی دواؤں کو گھروں میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جیسے کسی کا جی متلائے یا دو ایک اسہال ہوں تو سبز الائچی، سونف کا قہوہ مقبول ترین کوشش ہے۔ ان اشیاء کی اچھائی میں کوئی کلام نہیں۔ لیکن ہیضہ میں سوزش کی وجہ سے آنتوں میں جلن کی سی کیفیت ہوتی ہے اور پیٹ میں جانے والی کوئی بھی چیز وزن ڈال کر قے اور اسہال میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ اس لئے قہوہ دینے سے مریض کی حالت مزید

خراب ہونے کا اندیشہ موجود ہے۔

امرت دھارا

تقسیم ملک سے پہلے لاہور میں ریلوے روڈ پر ایک وید پنڈت ٹھاکر دت شرما تھے۔ انہوں نے الائچی' سونف' دھنیا' دارچینی' لونگ' سوئے' سیاہ مرچ' زیرہ وغیرہ کا سرا الریاح مصالحوں کے ولائتی تیل منگوا کر ایک مرکب "امرت دھارا" تیار کیا اور اسے خوب پبلسٹی دی۔ حقیقت میں یہ نسخہ ان کو حکیم نورالدین بھیروی نے دیا تھا اور طب جدید میں یہ ESSENTIAL OIL MIXTURE کے نام سے مشہور تھا۔ پنڈت ٹھاکر دت کی اشتہار بازی کی وجہ سے امرت دھارا کا نام زبان زدعام ہی نہ ہوا بلکہ روزمرہ کی بول چال کا محاورہ بن گیا۔ پنڈت نے اسے بھڑ کاٹے سے لے کر ہڈی ٹوٹنے تک کی بیماری کی اکسیر قرار دیا اور لوگ اس پر یقین بھی رکھتے تھے۔

امرت دھارا کی اصل شہرت ہیضہ کے علاج کے سلسلہ میں تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ ایک چمچ چینی لے کر اس پر امرت دھارا کی چند بوندیں ڈال کر پی لیں ہیضہ جاتا رہے گا۔ پورے ہندوستان میں ایسا کوئی گھر نہ تھا جہاں ہنگامی ضرورت کے لئے امرت دھارا نہ ہو۔ بلکہ سفر میں بطور خاص سامان میں شامل کیا جاتا تھا۔ اس کے جملہ اجزاء بدہضمی میں مفید تھے۔ لیکن جراثیمی خیرش کی وجہ سے آنتوں میں ہونے والی سوزش کے دوران یہ اضافہ کا باعث ہو سکتا تھا۔ اس لئے ہیضہ کے ہزاروں مریضوں کی حالت صرف امرت دھارا کی وجہ سے خراب ہوئی ہو گی۔ لیکن پبلک کا یقین آخری دم تک قائم رہا۔

طب نبوی

اسہال اور پیچش کی دوسری قسموں کی طرح یہاں بھی موثر اور مفید دوائی شہد ہے۔ جس میں جراثیم کو مارنے اور آنتوں کو سکون دینے کے ساتھ ساتھ مریض کی کمزوری کے علاج کی اضافی صلاحیت بھی موجود ہے۔

آنتوں میں ہونے والی ہر جلن اور تیزابیت کے خلاف بہی موثر ہتھیار ہے۔ چونکہ یہ پھل ہر موسم میں میسر نہیں ہوتا اس لئے عام حالات میں اس کے بیج ''بہی دانہ'' سے گزارا ہو سکتا ہے۔ بہی دانہ کو پانی میں دو گھنٹے بھگو کر نرم کر دینے کے بعد اسے پھینٹ کر لعاب نکال لیا جاتا ہے۔ اس لعاب میں شہد ملا کر مریض کو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد 20-10 قطرے چٹائے جائیں۔ جب بھی کوئی چیز معدہ میں جاتی ہے تو اس کے وزن سے آنتوں میں حرکت ہو کر قے یا اسہال ہو جاتے ہیں۔ اس کا آسان حل یہ ہے کہ چیز کی مقدار اتنی ہو کہ وہ منہ ہی میں جذب ہو جائے اور معدہ تک نہ جانے پائے۔ اسی ترکیب سے شہد اور بہی دانہ کا گاڑھا سا آمیزہ دیا جاتا ہے۔ اس آمیزے میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ پیاس کو تسکین دیتا ہے۔ قے کو چند منٹوں میں روک دیتا ہے۔

دوسری ترکیب انار کا پانی ہے۔ انار کا پانی نکال کر اسے چمچہ چمچہ کرکے براہ راست دیا جا سکتا ہے۔ ورنہ اسے آہستہ آہستہ گرم کریں جب وہ گاڑھا ہو جائے تو ٹھنڈا کرکے شہد ملا دیں۔ یہ مرکب آہستہ آہستہ دینے سے اسہال اور قے بند ہو جائیں گے۔ پانی اور نمکیات کی کمی شہد کے آمیزے سے پوری کی جا سکتی ہے۔ یہ بلڈ پریشر کو بھی بہتر کرے گا اور پیشاب آور بھی ہے۔ ہیضہ میں شہد کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ گردوں کا ورم اتار دیتا ہے۔ پیٹ کی اکثر سوزشوں کے دوران گردوں پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں جس کی وجہ سے گردے ہمیشہ کے لئے بیمار ہو جاتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد گرامی کے تحت شہد کو ابلے ہوئے پانی میں حل کر کے دینا گردوں کے لئے اکسیر ہے۔

جسم میں موجود ہیضہ کے جراثیم کو مارنے کے لئے جدید ادویہ میں سے کسی ایک کو ان کے ساتھ دے دینا مضائقہ نہیں۔ اگرچہ یہی نسخہ جراثیم کش بھی ہے لیکن اضافی طور پر کلورومائی سٹین یا ٹیڑا سائیکلین یا سپٹران کی اضافی خوراک مزید بہتر ہوگی۔

تپ محرقہ ---معیادی بخار

TYPHOID FEVER

موتی جھرہ ENTERIC FEVER

انسانی تاریخ کی قدیم ترین بیماریوں میں تپ محرقہ کو بڑی شہرت حاصل ہے۔ پیٹ کی دوسری بیماریوں کی طرح یہ بھی ایک سے دوسرے تک مکھیوں' آلودہ پانی' یا بیمار کے جسم سے نکلنے والے جراثیم کے ذریعے پھیلتا ہے۔ بھارت میں ایک وباء کے دوران 350000 کی آبادی کے ایک شہر میں 9000 افراد دو ماہ میں اس کا شکار ہوئے۔ 1980-81ء کے دوران دنیا کے مختلف ممالک میں اس کے مریضوں کی شرح عالمی ادارہ صحت نے اس طرح بیان کی ہے۔

براعظم افریقہ

الجزائر	3497	مصر	5471
مراکش	2931	ٹیونس	630

براعظم امریکہ

چلی	10872	کولمبیا	6218
ریاست ہائے متحدہ امریکہ	510		

براعظم ایشیا

ایران	18294	پاکستان	44784
تھائی لینڈ	11326		

براعظم آسٹریلیا' نیوزی لینڈ اور ٹونگا میں سے کسی ایک میں بھی 25 مریض سے زیادہ دیکھنے میں نہیں آئے۔

پاکستان میں تپ محرقہ اگرچہ عام ہوتا ہے لیکن جہاں تک ہمارے ذاتی علم کا تعلق ہے کسی نے محض شرارت سے 44784 مریض قرار دے دیئے ہیں۔ ورنہ دس سالوں میں لاہور شہر میں ایک بھی مریض کی باضابطہ اطلاع جاری نہیں کی گئی۔ کسی کو تپ محرقہ قرار دینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ تشخیص مکمل ہو۔ یعنی اس کا خون وغیرہ ٹیسٹ کرکے یہ طے کر لیا جائے کہ وہ اس کا شکار ہے۔ محض اس کے لئے مریض کو دس دن لگاتار بخار چڑھا اندازہ سے تپ محرقہ قرار دینا درست نہیں۔

یہ ایک جراثیمی سوزش ہے جو اس کو پیدا کرنے والے جراثیم SALMONELLA TYPHI کی وجہ سے ہوتی ہے۔ گندی خوراک کے ذریعہ یہ جراثیم جسم میں داخل ہونے کے بعد چھوٹی آنت کے کسی حصہ کو پسند کرکے اپنے تخریبی عمل کا آغاز کرتے ہیں۔ 1964ء میں برطانیہ کے علاقہ سکاٹ لینڈ میں اس کی وبا ڈبہ میں بند گوشت کھانے سے شروع ہوئی۔ انسانی جسم میں ان جراثیم کے خلاف قوت مدافعت موجود ہوتی ہے۔ اور یہ جس کسی کے جسم میں جاتے ہیں اس میں ہر ایک کو بیمار نہیں کر سکتے۔ اگر ان کی مقدار زیادہ ہو یا مریض کی قوت مدافعت کمزور ہو تو تپ محرقہ کا حملہ ہو جاتا ہے۔ جن غذاؤں کو یخ بستہ سٹوروں میں رکھا جاتا ہے ان میں موجود اکثر جراثیم سردی سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ لیکن تپ محرقہ کے جراثیم دو سال تک آئس کریم یا برف کے سانچہ میں زندہ رہ سکتے ہیں۔ اسی طرح ہیضہ کے جراثیم بھی فریج میں طویل زندگی گزارنے کے باوجود اپنی اذیت رسانی قائم رکھتے ہیں۔

جسم میں داخل ہونے کے ایک ہفتہ سے لے کر تین ہفتوں کے درمیان اپنا کام مکمل کرکے اپنی تعداد اتنی کر لیتے ہیں کہ مریض کی جسمانی مدافعت کو ختم کرکے باقاعدہ محرقہ کا بیمار بنا لیں۔

پاکستان میں لوگ اس کے بخار کو معیادی بخار یا موتی جھرہ بھی کہتے ہیں۔ معیادی اس لئے کہ پرانے معالج کہا کرتے تھے کہ یہ بخار 11 دن یا 19 دن یا 21 دن یا 31 دن میں ٹوٹتا ہے۔ یہ اس کی معیاد ہے۔ اگر اس سے پہلے توڑا جائے تو مریض کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ جب پہلی مرتبہ ٹوٹتا تھا تو اسے بحران کہتے تھے۔ حالانکہ اصلیت یہ تھی کہ کسی بھی ڈاکٹر یا حکیم کے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہ تھا جس سے بخار توڑا جا سکے۔ اپنی کمزوری کا الزام بخار پر دے کر وہ اپنا بھرم قائم رکھتے تھے شرح اموات 25 فیصدی تک چلی جاتی تھی اور معالج کی ساری صلاحیت شروع سے آخر تک خاموش تماشائی سے زیادہ نہ تھی۔ کیونکہ علم العلاج کی جتنی بھی کتابیں دیکھی گئی ہیں ان میں مذکور زیادہ تر نسخے اس بیماری پر اثر نہیں رکھتے اور جو کچھ بھی کیا جاتا رہا اس کا زیادہ تر مقصد مریض کے دل کو تقویت دینی تھی۔ اور دوسری طرف مریض کو غذا کی طرف سے اتنا پرہیز کروایا جاتا تھا کہ بیماری کی کمزوری کے ساتھ فاقہ کشی اس کی عمومی صحت کے لئے غذا بن جاتی یا وہ قوت مدافعت کی کمزوری سے ختم ہو جاتا۔

تپ محرقہ آنتوں کی سوزش ہے اور اس میں غذا کی زیادتی یا بلاسوچ سمجھے انتخاب تکلیف کا باعث ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ مریض کو دودھ اور رس بسکٹ دے دے کر بے حال کر دیا جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مریضوں کو کھانے پینے سے منع نہ کیا کرو۔ مریض کو جب بھوک لگے تو کھاوے۔

بخار کے ایک مریض کی حضورؐ جب عیادت کرنے گئے تو اس سے خاص طور پر پوچھا کہ وہ کسی چیز کو کھانے کی خواہش رکھتا ہو تو بتائے۔ اس نے گندم کی روٹی طلب کی تو حضورؐ نے بذات خود لوگوں کو فرمائش کی کہ جس کے یہاں ایسی روٹی موجود ہو وہ اپنے بیمار بھائی کے لئے لائے۔

علامات

پہلا ہفتہ: بیماری کی ابتدائی تھکن' کمزوری' جسم میں اینٹھن اور شدید سر درد' پیٹ میں بوجھ کی کیفیت' معمولی اسہال اور اس کے ساتھ کبھی قبض' بھوک اڑ جاتی

ہے۔ ناک سے نکسیر بھی آ سکتی ہے۔اسہال کے ساتھ کبھی کبھی خون بھی شامل ہو جاتا ہے۔

زبان سخت میلی' پیٹ میں اپھارہ' بخار آہستہ آہستہ تیز ہوتے شام کو بڑھ جاتا ہے جو کہ 103 F تک چلا جاتا ہے جب کہ صبح کو کم ہوتا ہے لیکن بالکل نارمل نہیں ہوتا۔

دل کی رفتار کم ہونے لگتی ہے اور نبض کی رفتار بھی کم ہو جاتی ہے۔

چہرا بجھا بجھا اور آنکھوں سے چمک جاتی رہتی ہے۔

دوسرا ہفتہ: سر درد میں کمی آ جاتی ہے۔ لیکن جسم میں کمزوری بڑھتی ہے۔ چہرا بے رونق ہو جاتا ہے۔ تلی بڑھ جاتی ہے۔ پیٹ کی تکلیف میں اضافہ ہوتا ہے۔ بلڈ پریشر میں کمی آ جاتی ہے۔ مگر نبض کی رفتار بہتر معلوم ہوتی ہے۔ اسہال کی شکایت بدستور رہتی ہے۔ بخار حسب سابق شام کو تیز مگر صبح کو کم۔

ساتویں سے دسویں دن کے درمیان پیٹ اور جسم کے اکثر مقامات پر گلابی رنگ کے دانے نمودار ہوتے ہیں جن کی شکل پیالے جیسی ہوتی ہے۔ ان کو انگلی سے دبائیں تو سفید پڑ جاتے ہیں۔ دو تین دن میں یہ دانے غائب ہو جاتے ہیں۔

ان دانوں کو پنجاب میں "لورکی" کہتے تھے۔ لوگ کہتے تھے کہ یہ دانے اگر اندر رہ جائیں تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ ان کو باہر نکالنے کے لئے خوب کلاں کا پانی اور منقہ دیا جاتا تھا۔

تیسرا ہفتہ: جن کو بیماری کا حملہ شدید نہ ہوا ہو اور انہوں نے ٹھیک سے علاج بھی نہ کروایا ہو اس ہفتے ان کی بیماری کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ جسم پر کمزوری کے آثار نظر آتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو مریض کی حالت کی خرابی کی علامت ہے۔ خراب حال مریضوں کی آنتوں سے خون آنے لگتا ہے۔ آنتوں میں سوراخ ہو کر جان کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ دماغی حالت خراب ہو سکتی ہے اور مریض ہذیان کی کیفیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ پیشاب اور پاخانہ اپنے آپ نکل جاتے ہیں۔ آنتوں میں سوراخ یا جریان خون یا دل کی سوزش موت کا باعث بن جاتے ہیں۔

چوتھا ہفتہ: اگر مرض میں پیچیدگیاں زیادہ نہ ہوئی ہوں تو اس ہفتے بخار ٹوٹ جاتا

ہے- بھوک پھر سے لگنے لگتی ہے- زبان صاف ہو جاتی ہے- وزن بڑھنے لگتا ہے- نبض کی حالت بہتر ہوتی ہے لیکن معمولی چلنے پھرنے سے تیز ہو جاتی ہے- کئی جگہ سے کھال اترنے لگتی ہے- لیکن دل کی کمزوری یا گردوں پر برے اثرات سے پیروں پر ورم آ جاتا ہے- خون کی نالیوں میں سوزش کی وجہ سے کسی ورید میں خون جم کر ایک نیا مسئلہ پیدا کر دیتا ہے-

اگر گردے یا پتہ متورم ہو گئے ہوں تو مریض ظاہری طور پر شفایاب ہونے کے باوجود اپنی جسمانی نجاستوں کے ذریعہ تپ محرقہ کے جراثیم خارج کرتا رہتا ہے- اور دوسروں کے لئے خطرے کا باعث بن جاتا ہے-

دورہ کا بخار

جن مریضوں کو بیماری کے دوران کم غذا دی گئی ہو یا ان کو دواؤں کی مقدار ضرورت سے کم کر دی گئی ہو تو 12-9 دن کے بعد پھر سے بخار چڑھ جاتا ہے- اور سارا قصّہ از سرنو شروع ہو جاتا ہے-

بیماری کی پیچیدگیاں

پیٹ میں ہوا بھرنے سے کھانا پینا مشکل ہو جاتا ہے- اسہال میں زیادتی کی وجہ سے آنتوں میں سوراخ ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے-

تیسرے ہفتہ میں غشی کے دورے، چہرے پر مردنی، گھبراہٹ، سانس میں تکلیف کے ساتھ اگر جسم کا درجہ حرارت گر جائے تو یہ اس امر کی علامت ہے کہ اندر جریان خون ہو رہا ہے نبض کی کمزوری اور بلڈ پریشر کے گرنے کا تقاضا ہے کہ مریض کو فوراً ہسپتال لے جائیں ورنہ بچنا ممکن نہ رہے گا-

جگر اور پتہ پر اثرات سے یرقان اپینڈکس میں سوزش ہو سکتی ہے- تلی میں پھوڑا بھی بن سکتا ہے- اور وہ پھٹ بھی سکتی ہے-

دو ہفتوں کے بعد مریض کو نمونیہ اپنی مکمل علامات کے ساتھ ہو سکتا ہے- حمل کے ابتدائی ایام میں اسقاط حمل-

گردوں میں سوزش کی وجہ سے مستقل خرابی پیدا ہو سکتی ہے۔ پیشاب بند ہو جانا ہے اور فوطوں میں ورم آکر اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت متاثر ہو سکتی ہے۔

بخار خواہ معمولی ہو دل پر کسی قدر اثر ضرور ہوتا ہے۔ مگر بعض حالات میں بڑھ کر دل کے عضلات میں سوزش کے علاوہ کبھی کبھار موت کا باعث بن جاتا ہے۔

خون کی نالیوں میں سوزش اکثر ہو جاتی ہے۔ ٹانگ اور ران کی وریدوں میں اکثر خون جم کر دوران خون رک جاتا ہے۔جس کی وجہ سے ورم اور GANGRENE ہو سکتے ہیں۔

بخار کی شدت اور اعصابی سوزش کی وجہ سے مریض کی دماغی حالت متاثر ہو کر جنون کی سی کیفیت دیکھنے میں آتی ہے۔

تپ محرقہ کے جراثیم کی زہریں دماغ کی جھلیوں پر سوزش پیدا کرکے گردن توڑ بخار کی طرح کیفیت پیدا کر سکتی ہے جسے MENINGITIS کہتے ہیں۔ تپ محرقہ کے بعد کئی مریضوں کو رعشہ اور فالج بھی ہوتے دیکھے گئے ہیں۔

جوڑوں اور ہڈیوں میں سوزش ایک عام نتیجہ ہے۔

جلد پر پھنسیاں نکلتی ہیں۔ بال گرتے ہیں۔ ناخن بے جان اور پتلے ہو جاتے ہیں جو لوگ منشیات کے عادی ہیں۔ پان میں قوام کھاتے ہیں۔ یا شراب پیتے ہیں ان کو تپ محرقہ کے مسائل دوسروں کی نسبت زیادہ شدید ہوتے ہیں۔

تشخیص

برطانوی ماہرین کا اندازہ ہے کہ 84 فیصدی مریضوں کی علامات کی بنا پر تشخیص کی جا سکتی ہے۔ چونکہ یہ بیماری خطرناک اور علاج کے لئے معمول سے زیادہ تردد کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے تشخیص کے ساتھ ساتھ ایسے ٹیسٹ بھی کرنے ضروری ہیں جن سے مریض کی بیماری کی نوعیت یقینی ہو جائے۔

TLC & DLC خون میں موجود سفید دانے بیماریوں کی تشخیص میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ ان کی مجموعی تعداد اور ان کی مختلف قسموں کا تناسب بیماریوں کی تشخیص میں مددگار ہوتا ہے۔

تپ محرقہ میں ان سفید دانوں کی تعداد TLC کی جائے تو ان میں کمی آ جاتی ہے۔ کتابی علم کے مطابق تپ محرقہ کے ایک یقینی مریض میں ان کی تعداد 3000-4000 کے درمیان ہوتی ہے۔ اور حقیقت میں اتنی کم تعداد شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتی ہے البتہ کسی بھی مریض میں ان کی تعداد 9000 سے زیادہ نہیں جاتی۔ ان سفید دانوں کی متعدد اقسام ہوتی ہیں جن میں کچھ تبدیلیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔ یہ ٹیسٹ DLC کہلاتا ہے۔ ذیل میں تپ محرقہ کے ایک مریض کے خون کے DLC TLC کا نتیجہ پیش ہے۔ اعداد و شمار میں جس تبدیلی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد ہے کہ اگر گنتی ان حدود تک بھی ہو تو اسے تپ محرقہ کا مریض ہی سمجھا جائے۔

TOTAL & DIFFERENTIAL LEUCOCYTE COUNTING

REPTORT

(TLC-DLC)

TOTAL LEUCOCYTE COUNT 7400/CUBIC m.m

(Variation from 5100 to 8950)

PLOYMORPHS	68%	(Variation 48 - 75)
LYMPHOCYTES	27%	(Variation 18 - 38)
MONOCYTES	3%	(Variation 2 - 6)
EOSINOPHYLS	2%	(Variation 0 - 3)

BLOOD CULTURE انگلستان کے کچھ ہسپتالوں میں تپ محرقہ کے جتنے مریض علاج کے لئے آئے ان کے خون کے معائنہ پر 84 فیصدی مریضوں کے خون سے تپ محرقہ کے جراثیم اس طریقہ سے مشاہدہ کئے گئے جب کہ ایک دوسرے تحقیقی موازنہ میں 69 فیصدی مریضوں کی بیماری اس طریقہ سے تشخیص ہوئی۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ 80 فیصدی مریضوں میں بخار کے پہلے دس دنوں کے دوران خون کو کلچر کر کے جراثیم دیکھے جا سکتے ہیں۔ لیکن تیسرے ہفتہ تک یہ شرح 40 فیصدی سے بھی کم ہو جاتی ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ بیماری کی طوالت کے ساتھ خون میں جراثیم کی مقدار کم ہوتی جاتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس پیشاب اور پاخانہ میں جراثیم تین ہفتے تک موجود رہتے ہیں۔ مریض کے شفایاب ہونے کے بعد پاخانہ کا کلچر اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کے جراثیم پاخانہ میں بدستور موجود رہتے ہیں تو نہ صرف اس مریض کو دوبارہ بیماری کا حملہ ہونے کا امکان موجود ہے۔ بلکہ یہ شخص اپنے جسم سے مسلسل جراثیم خارج کرنے کے باعث دوسروں کے لئے بھی خطرہ کا باعث نا رہے گا۔

ذیل میں کلچر کا ایک مثالی نتیجہ پیش خدمت ہے۔

REPORT OF CULTURE OF BLOOD/STOOLS/URINE

POSITIVE FOR SALMONELLA TYPHI

WIDALTEST تپ محرقہ کی تشخیص میں خون کا یہ ٹیسٹ بڑی شہرت رکھتا ہے۔ اتفاق سے پاکستان اور بھارت کے ڈاکٹر اس کے زیادہ گرویدہ ہیں اور مسلسل بخار کے تقریباً ہر مریض کا یہ ٹیسٹ رواج بن گیا ہے۔ جب کہ اس ٹیسٹ کو بیماری کے وجود کا پتہ چلانے میں کوئی اہمیت حاصل نہیں۔ افریقہ میں بچوں کے ایک ہسپتال میں ایسے 100 بچوں میں جن میں خون یا پیشاب سے تپ محرقہ کے جراثیم پائے گئے تھے صرف 74 فیصدی میں اس ٹیسٹ نے بیماری کا سراغ دیا۔ اسی طرح کے دوسرے مطالعاتی مشاہدوں سے معلوم ہوا کہ یہ ٹیسٹ حتمی نہیں اور اس کے بھروسہ پر مریض کی تشخیص یا بیماری سے صحت یابی کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ وہ مریض جن کی علامات سے تپ محرقہ کا اندازہ ہوتا ہے مگر خون یا پیشاب یا پاخانہ کے کلچر پر جراثیم نہیں ملتے ان میں اس ٹیسٹ کا قدرے جواز موجود ہے۔

ذیل میں تپ محرقہ کے ایک مریض کے خون کے WIDAL TEST کا نتیجہ دیا جا رہا ہے۔ جس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کس قسم کا نتیجہ حاصل ہو تو اسے تپ محرقہ قرار دینا مناسب ہو گا۔

BLOOD SEREOLOGY

WIDAL,S TEST

DILUTIONS

(ANTIGEN)	1/20	1/40	1/80	1/160	1/320
AH	--	--	--	--	--
BH	--	--	--	--	--
TO	++	++	+	+	--
TH	++	+	+	+	--

خون کا یہ ٹیسٹ ERYTHROCYTE SEDIMENTATION RATE عام طور پر کئی بیماریوں کی تشخیص میں مددگار ہوتا ہے- خاص طور پر تپ دق میں اسے بیماری کی تشخیص اور بہتری کی رفتار کا جائزہ لینے کے لئے کام میں لایا جاتا ہے- تپ محرقہ میں یہ ٹیسٹ کوئی خاص تشخیصی اہمیت نہیں رکھتا مگر کئی مریضوں میں اس کی رفتار میں اضافہ ہو جاتا ہے- تپ محرقہ کے ایک عام مریض کی رپورٹ درج ذیل ہے-

ERYTHROCYTES SEDIMENTATION RATE

(E S R) 24 m.m lst hour

(WESTERGREEN METHOD) (Variation 12-40)

تپ محرقہ کی تشخیص کا بہترین طریقہ مریض کی علامات' بخار کا اسلوب اور کمزوری ہے-

علاج

بیسویں صدی کے نصف تک تپ محرقہ کا علاج ہر مریض کو فاقے اور تسلی دے کر کیا جاتا تھا- تمام تر زور بخار کی شدت کو کم کرنے پر ہوتا تھا- جو کبھی اسپرین وغیرہ سے وقتی طور پر ٹوٹ جاتا تھا اور کبھی آنتوں کی سوزش میں اس سے اضافہ دیکھنے میں آ

جاتا تھا۔ مریض کو ہلنے جلنے سے منع کرنے میں معقولیت تھی کہ اس کے دل پر کم سے کم بوجھ پڑے گا اکثر مریضوں میں دل کی تکلیف ہی موت کا باعث بنتی تھی۔ آنتوں میں سوراخ یا جراثیم کی زہریں چونکہ اضافی وجوہات ہیں اس لئے ان کوششوں کی کامیابی مریض کی اپنی مدافعت پر منحصر رہتی تھی۔

بیسویں صدی کے وسط میں تپ محرقہ کے علاج میں ایک انقلابی واقعہ کلورومائی سٹین کی ایجاد کی صورت میں ہوا۔ یہ دوائی اس کے جراثیم کو یقیناً ہلاک کر دیتی ہے اور مدتوں ڈاکٹروں کو اس پر بے پناہ اعتماد رہا۔ مگر ویت نام کی جنگ میں معلوم ہوا کہ جراثیم نے اب اپنے آپ کو اس سے بچانا سیکھ لیا اور کئی مریض معقول مقدار میں دوا دیئے جانے کے باوجود شفایاب نہ ہوئے۔ میکسیکو' برطانیہ اور تھائی لینڈ میں متعدد ایسے مریض دیکھے گئے ہیں جو یہ دوا کھا کر بھی تپ محرقہ میں مبتلا رہے۔ اس دوائی میں حساسیت کے علاوہ ایک برا اثر یہ ہے کہ اس کو مسلسل دینے سے خون کے سرخ داانوں کی پیدائش رک جاتی ہے۔ یہ بیماری APLASTIC ANAEMIA کہلاتی ہے اور عام طور پر قابل علاج نہیں۔ مگر خوش قسمتی یہ ہے کہ ایسا کبھی کبھار ہوتا ہے۔ ایسے اندیشوں کے پیش نظر کچھ اور دوائیں بھی آزمائی گئی ہیں جو نسبتاً" محفوظ ہیں۔ لیکن ان میں فوائد کا وہ کمال نہیں جو کلورومائی سٹین میں ہوتا ہے۔

جدید علاج میں مختلف ادویہ کی ترکیب یہ ہے۔

CHLOROMYCETIN اس کا کیپسول عام طور پر 250mg کا ہوتا ہے۔ 4 کیپسول ہر آٹھ گھنٹہ کے بعد (دن-رات) اس وقت تک دیں جب تک کہ بخار کا زور ٹوٹ نہ جائے۔ (یہ ضروری نہیں کہ بخار بالکل ختم ہو جائے۔ اس کی شدت ختم ہونا کافی ہے) یہ مرحلہ 3-5 دن میں آتا ہے۔ اس کے بعد 250mg کے دو کیپسول ہر آٹھ گھنٹہ کے بعد ایک ہفتہ۔ پھر خوراک نصف کر دی جائے یعنی ایک کیپسول ہر چھ گھنٹہ کے بعد۔ اس طرح دوائی دینے کا کل عرصہ 14 دن کے قریب ہو جائے گا۔

ہماری ذاتی رائے میں ابتدائی مقدار خوراک قدرے زیادہ ہے۔ اگر 8 گھنٹوں کے بعد 4 کیپسول دینے کی بجائے 6 گھنٹوں کے بعد دو دیئے جائیں تو عام حالات میں کافی

رہیں گے۔ البتہ تین دن میں بخار کی شدت کم نہ ہو تو اس وقت دوائی کی مقدار بڑھائی جا سکتی ہے۔

AMOXYCILLIN یہ دوائی بازار میں AMOXIL کے نام سے ملتی ہے۔ اس کے 500mg کے دو کیپسول ہر 6 گھنٹے کے بعد 12-14 دن تک باقاعدہ دیئے جائیں۔ AMPICILLIN یہ اتنی اچھی اور مفید نہیں۔ لیکن عام طور پر بالائی دواؤں سے حساسیت کی صورت میں استعمال کی جاتی ہے۔ اس کی روزانہ مقدار 500mg کے 12 کیپسول ہے اور یہ اسی طرح 14 سے 12 دن تک دیئے جائیں۔

CO-TRIMOXAZOLE اس دوائی کے نقصانات عام طور پر دوسروں سے کم ہیں۔ اگرچہ افادیت میں اتنی عمدہ نہیں۔ اس کا اضافی فائدہ یہ ہے کہ تشخیص میں اگر غلطی بھی ہوگئی تو یہ گزارا کر دیتی ہے۔ مثلاً ملیریا اور دوسری سوزشوں میں بھی اس کا دینا مفید ہے۔ حتیٰ کہ گردن توڑ بخار میں بھی یہ جان بچانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ بازار میں یہ SOMATRAN BIOTRAN - NICOTRIUM - COTRI - SEPTRAN - BACTERIUM کے نام سے ملتی ہے۔ SEPTRAN DS کی ایک گولی صبح' شام تپ محرقہ کے علاج کے لئے عام طور پر 14 دن دی جاتی ہے اور عام طور پر اتنی مقدار کافی رہتی ہے۔ اس کا اہم اندیشہ پیشاب میں رکاوٹ یا گردوں پر بعض اثرات ہیں۔ اس سے بچاؤ کے لئے پانی کی معقول مقدار پلائی جائے۔

حال ہی میں بعض استاد کلورومائی سٹین کے ہمراہ کورٹی سون کے مرکبات شامل کرنے کی تجویز کر رہے ہیں۔ یہ دوائی پہلے بھی کبھی آزمائی گئی تھی۔ مگر ناکام رہی۔ اب اسے پھر سے آزمایا جا رہا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ جراثیم کش ادویہ اس سے پہلے شروع کر دی جائیں۔ ان کے پاس جو بھی مصلحت ہو اس کے مقابلے میں اہم ترین بات یہ ہے کہ کورٹی سون مریض کی اپنی قوت مدافعت کو کمزور کرکے صورت حال میں بہترین کی غلط امید پیدا کرتی ہے جس سے بعد میں افسوس ناک حادثات پیش آ سکتے ہیں۔

تپ محرقہ کے علاج میں جو بھی دوائی استعمال کی جائے اس کے ساتھ وٹامن

"ب" مرکب کا استعمال نہایت ضروری ہے- ایسی گولیاں زیادہ مفید رہتی ہیں جن میں VITAMIN-C POLYBION-C -SURBEX-T صبح شام ایک گولی کافی رہتی ہے-

ایک عام اصول ہے کہ آنتوں کے زخم VITAMIN-B12 کی موجودگی میں زیادہ اچھی طرح ٹھیک ہوتے ہیں- اتفاق سے اس وٹامین میں مریض کی عام صحت کو بحال کرنے صلاحیت کے علاوہ خون کی کمی کا علاج بھی ہے- اس لئے حالات خواہ کچھ بھی ہوں- CYTAMEN-1000/CYANOCOBALMINE 1000 کا ٹیکہ دس بارہ دن روزانہ گوشت میں لگا لیا جائے-

تپ محرقہ کا دوسرا حملہ

اکثر اوقات مریض کو تندرست ہونے کے بعد دوبارہ بیماری کا حملہ ہو جاتا ہے- اس کی ایک وجہ تو بیماری کے دوران کا نامکمل علاج ہے اور دوسری وجہ تندرستی کے بعد غذا میں پہلے جیسی غفلت ہوتی ہے- عام خیال یہی ہے کہ بیماری کے دوران دواؤں کی مقدار اگر کم ہو یا علاج جلد بند کر دیا جائے تو دوسرا حملہ ہونے کا امکان ہو جاتا ہے- کہا جاتا ہے کہ جن مریضوں کا علاج میں CHLOROMYCETIN دی جائے ان کو دوبارہ حملہ کا امکان زیادہ ہوتا ہے- بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جن مریضوں کا علاج AMOXIL سے کیا گیا ہو ان کو دوسرا حملہ نہیں ہوتا-

جدید ایجاد CIPROXICIN کے 500 mg کا ایک کیپسول صبح' شام عام مریضوں کے لئے کافی رہتا ہے- حالات اگر خراب ہوں تو مقدار میں اضافہ ہو جاتا ہے- اس دوائی کے ذیلی اثرات بہت کم ہیں- یہ کسی بھی دوسری دوائی سے زیادہ موثر اور مفید ہے- اس کے بعد دوبارہ بخار کا اندیشہ نہیں ہوتا اور یہ پیراٹائی فائیڈ میں بھی مفید ہے- یہ TARAVID کے نام سے بھی ملتی ہے-

PARATYPHOID FEVER

تپ محرقہ ہی کے خاندان سے یہ ملتا جلتا بخار بھی اسی طرح عام ہے- بعض

ممالک میں اس کی شرح تپ محرقہ سے زیادہ ہے اور بعض میں کم۔ اس کی علامات تقریباً تپ محرقہ کی سی ہوتی ہیں۔ البتہ بغیر علاج کے عرصہ علالت کم ہوتا ہے۔ لیکن پیچیدگیاں اتنی ہی ہوتی ہیں۔ اس کا علاج بھی تپ محرقہ کی مانند کیا جاتا ہے۔

پیچیدگیوں کا علاج

تپ محرقہ کے ایک عام مریض کا گھر پر علاج کیا جا سکتا ہے۔البتہ مریض کو مسلسل مشاہدہ میں رکھنا چاہیئے۔ اگر کوئی پیچیدگی پیدا ہو جائے تو اس باب میں کسی قسم کا کوئی خطرہ قبول کرنا درست نہیں۔ مریض کو فوراً ایسے ہسپتال میں داخل کروایا جائے جہاں پر پیٹ کے آپریشن کرنے کا انتظام موجود ہو۔ آنتوں میں رسنے والے خون کے علاج میں لوگ خون کی بوتلیں اور بعض ادویہ دے کر علاج کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن یہ کام بھروسے کا نہیں اور اگر سوراخ ہو جائے تو فوراً آپریشن کی ضرورت ہوتی ہے۔

پیچیدگیوں میں سے ہر ایک جان لیوا ہو سکتی ہے۔ اس باب میں معمولی لغزش یا لاپرواہی مہلک نتائج کا باعث ہو سکتی ہے۔

تپ محرقہ کا ٹیکہ

اس غرض کے لئے اب تک جتنے بھی ٹیکے دستیاب ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی بیماری سے بچانے کی استعداد نہیں رکھتا۔ اکثر لوگوں کو اس ٹیکے سے بخار ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے باوجود یہ تپ محرقہ سے نہیں بچاتا۔

کچھ لوگوں نے ایسی گولیاں تیار کی ہیں جن کو کھانے سے یہ بخار نہیں ہوتا۔ یہ گولیاں ابھی تک تجرباتی مرحلہ میں ہیں اور ان پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

ہم نے یہ ٹیکہ لاکھوں مریضوں کو لگوایا۔ ذاتی مشاہدات کی بناء پر وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ بالکل بیکار اور فضول ہے۔

طب نبوی

1- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بخار کو جہنم کی آگ قرار دے کر فرمایا کہ اسے پانی سے ٹھنڈا کرو- تیز بخار کے لئے مریض کے جسم پر نلکے کا پانی پھیرا جائے- کپڑے کو پانی میں تر کر کے ماتھے اور پیروں پر بار بار پھیرنے سے بخار کی شدت کم ہو جاتی ہے- بخار اگر زیادہ ہو اور موسم سرد نہ ہو تو یہی کپڑا بدن پر بھی پھیرا جائے-

2- مریض کی قوت مدافعت قائم رکھنے کے لئے اس کی غذا پر توجہ دی جائے-

3- جو ابال کر چھان کر یہ پانی دن میں بار بار پلایا جائے-

ابلے پانی میں شہد ملا کر مریض کو دن میں کئی بار پلایا جائے- اگر بارش کا پانی میسر ہو تو وہ ابلے پانی سے بہتر ہے-

اگر جو کے پانی میں شہد ملا کر پیا جائے وہ سب سے بہتر ہے شہد ایک مکمل غذا ہے- یہ جسم کی قوت مدافعت میں اضافہ کرتا ہے- شہد مکمل طور پر جراثیم کش ہے- اسے پلانے سے پیٹ کے زخم مندمل ہوتے ہیں- شہد پینے والے کی آنتوں میں سوراخ نہیں ہوتا- دل اور نبض کی کمزوری کے لئے شہد ایک مقوی دوا ہے- طب یونانی میں کمزور کر دینے والی بیماریوں میں خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا اور جواہر مہرہ تقویت قلب کے لئے دیئے جاتے ہیں- شہد ان دونوں سے زیادہ طاقت دینے والا قابل اعتماد ہے-

5- تپ محرقہ کے علاج کا بنیادی اصول یہ ہے کہ مریض کو ایسی غذائیں دی جائیں جن میں پھوک کم از کم ہو تا کہ ہضم ہونے کے بعد وہ آنتوں پر وزن نہ ڈالیں کیونکہ ایسا ہونے سے آنتوں کے زخم پھٹ سکتے ہیں یا ان میں سوراخ ہو سکتا ہے-

اس لئے گوشت کھانا سب سے آسان نسخہ ہے- لیکن یہ گوشت ایسا ہو جو ثقیل نہ ہو اور اس میں سفید ریشے اور چربی نہ ہو- جس کا مطلب یہ ہے کہ مریض کو گوشت کی یخنی یا باریک کر کے مصالحوں کے بغیر قیمہ بنا کر دیا جائے-

6- قسط البحری کو جراثیم کے ہلاک کرے اور سوزشوں کے خلاف جسم کی قوت مدافعت بڑھانے کا ملکہ حاصل ہے۔ ہم نے

قسط البحری ____ 80 گرام

برگ مہندی ____ 20 گرام

کو پیس کر ملا کر چھوٹا چمچ صبح' شام دیا۔ جن مریضوں کو بخار ایک مرتبہ اترنے کے بعد دوبارہ چڑھا تھا ان میں سے ہر ایک ہفتہ میں شفایاب ہو گیا۔

7- علاج نبوی کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے ساتھ اگر جدید علاج بھی شامل کر لیا جائے تو اس کا کوئی مضائقہ نہیں۔

آنتوں کے زخم

(ULCERATIVE COLITIS)

بڑی آنت میں سوزش کے بعد بہت سے زخم نمودار ہوتے ہیں۔ جن کی نوعیت لوگوں کو ابھی تک معلوم نہیں۔ کبھی خیال کیا جاتا ہے کہ یہ جراثیمی سوزش ہے۔ کسی نے مختلف غذاؤں سے حساسیت کو اس کا باعث قرار دیا اور کسی کو وائرس پر شبہ ہے۔ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اسے کینسر کی ابتدائی شکل قرار دیتے ہیں' خاص طور پر اس لئے کہ دس سال تک اس میں مبتلا رہنے والوں کی اکثریت کینسر کا شکار ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس میں شرح اموات 60-40 فیصدی کے درمیان پائی گئی ہے۔

سوزش سے پیدا ہونے والے آنتوں کے زخم اگر صرف بڑی آنت میں ہوں تو ان کو ULCERATIVE COLITIS کہتے ہیں اور اگر یہ زخم چھوٹی اور بڑی آنتوں میں ہوں تو ان کو CROHN'S DISEASE کہتے ہیں زخم یوں تو معدہ میں بھی ہوتا ہے اور چھوٹی آنت کے ابتدائی حصے کے زخم PEPTIC ULCERS کہلاتے ہیں۔ لیکن ان دونوں زخموں میں بنیادی فرق سوزش کا ہے۔ ان میں سوزش اسہال اور اجابت میں خون ہوتا ہے۔ ہماری ذاتی رائے میں یہ زخم دق کی کوئی غیرمعروف قسم ہیں۔ ماہرین اس کے اسباب کی تلاش کرتے تھک گئے ہیں۔ خاص طور پر جب کہ یہ ایسی خطرناک بیماری ہے جو مریض کو کمزوری' اسہال اور اس کے بعد کینسر پیدا کر کے تباہ کر دیتی ہے۔ جن لوگوں کا خیال ہے کہ یہ خوراک کے کچھ اجزاء کی وجہ سے کھانے میں بعض چیزوں کے نہ ہونے سے پیدا ہوتی ہے تو اس کا بڑا ثبوت اس کی

یورپ اور امریکہ میں فراوانی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ان علاقوں میں ہر 1500 افراد میں سے کم از کم ایک اس میں مبتلا ہے۔

جنوبی افریقہ میں سفید فام آبادی میں اس کی شرح یورپی اقوام کے تقریباً برابر ہوتی ہے جب کہ وہیں کی سیاہ فام آبادی میں یہ کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ اب کبھی کبھار اکا دکا مریض دیکھنے میں آ جاتا ہے۔ نیوزی لینڈ میں سفید فام آبادی کا حال بھی جنوبی افریقہ سے مختلف نہیں رہا اور وہاں کے قدیم باشندے اس سے مامون ہیں۔

برصغیر ہند و پاکستان میں یہ ہمارے اطباء قدیم کو کبھی نظر نہیں آئی اور اسی لئے پرانی طبی کتابوں میں اس کا نہ تو کوئی تذکرہ موجود ہے اور نہ حکماء نے اس کو کوئی نام دیا۔ اور اب دوسرے تیسرے ایک آدھ مریض دیکھنے میں آتا رہتا ہے۔ ان مشاہدات سے ایک ہی نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ جدید طرز کے متمدن معاشرہ میں جو خوراک کھائی جاتی ہے وہ زیادہ مصفا یا اجزاء کے اعتبار سے ایسی چیزوں پر مشتمل ہے جن سے یہ بیماری پیدا ہوتی ہے یا اس غذا میں کچھ ضروری چیزوں کی کمی ہے جو ایک غریب آدمی کی غذا میں موجود نہیں ہوتی۔ ہمارے خیال میں سب سے بڑا فرق چھنے ہوئے اور سفید آٹے کا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھنا ہوا اور سفید آٹا ناپسند فرمایا اور یہی فرق امیر اور غریب کی خوراک کا ہے۔ غریب لوگ اور خاص طور پر دیہات میں چکی کا پسا ہوا آٹا کھاتے ہیں جب کہ شہروں میں سفید اور باریک آٹا پسند کیا جاتا ہے۔ ریشے دار غذائیں پیٹ اور دل کو بیماریوں سے بچاتی ہیں۔ شائد یہی وجہ ہے کہ بغیر ریشے کے نرم اور نفیس غذائیں کھانے والوں کو پیٹ اور دل کی بیماریاں ہوتی رہتی ہیں۔ ایک ہی خاندان کے متعدد افراد اس میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ شائد اس لئے کہ ان کا رہن سہن اور خوراک کا انداز یکساں ہوتا ہے۔

اسباب

لوگ عرصہ دراز سے اس کا سبب تلاش کرنے کی کوششوں میں مصروف رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک ایسی کوئی یقینی بات سامنے نہیں آئی جسے اس کے پیدا کرنے کا باعث قرار دیا جا سکے۔ جہاں تک بیماری کی شکل و صورت اور خوردبینی کا تعلق ہے یہ

ایک عام سی سوزش معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ لوگوں نے پیچش پیدا کرنے والے جراثیم کی مختلف اقسام کا باعث بھی قرار دیا ہے۔ زخموں کے مواد سے متعدد اقسام کے جراثیم بلکہ وائرس بھی حاصل کئے گئے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ جراثیم اس بیماری کا باعث تھے؟

تجرباتی جانوروں میں ان جراثیم کو آنتوں میں داخل کرکے اسی قسم کی صورت حال پیدا نہیں کی جا سکی۔ اس لئے امکان ہو سکتا ہے کہ جراثیم زخم بننے کے بعد حملہ آور ہوئے۔

ڈاکٹر MURRAY نے ذہنی پریشانیوں اور نفسیاتی دباؤ کے متعدد مریضوں میں اس بیماری کے آثار دیکھے ہیں۔ جس سے یہ خیال پیدا ہوا کہ شائد ذہنی دباؤ ہی اس کا باعث ہو۔

امریکی ڈاکٹر اینڈرسن نے اس بیماری کے زخموں کو کریدنے' ان کے خوردبینی مطالعہ اور مریضوں کے خون کے امتحانوں کے بعد نظریہ قائم کیا ہے کہ یہ اصل میں حساسیت کی قسم ہے جو کہ آنتوں پر اسی طرح نظرانداز ہوتی ہے جیسے کہ جلد پر حساسیت سے دانے نکلتے ہیں۔ یہ حساسیت زیادہ طور پر غذا میں موجود اجزاء سے پیدا ہوتی ہے اس نظریہ کو تسلیم کرنے والے کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ آج کل کی اکثر غذائیں ڈبوں میں بند آتی ہیں۔ ان کو محفوظ کرنے کے لئے یا ان میں خوشبو پیدا کرنے کے لئے یا ان کو دلفریب شکل دینے کے لئے جو کیمیاوی رنگ اور خوشبو استعمال کئے جاتے ہیں یہ ان کے ردعمل میں پیدا ہوتی ہے۔

بسکٹ ایک روزمرہ کے استعمال کی چیز ہے اور زمانہ قدیم سے مختلف شکلوں میں بنتے آئے ہیں لیکن دور حاضر کے بسکٹوں میں بھی مصنوعی رنگ اور خوشبو شامل کئے جاتے ہیں۔ سرخ مرچ کا اپنا ایک رنگ ہے۔ لیکن بازار میں ڈبوں میں بند "خالص مرچ" کے نام سے ملنے والے سفوف میں علیحدہ سے رنگ ملائے جاتے ہیں۔ اگر یہ رنگ نہ ہوں تو خواتین پسند نہیں کرتیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مرچ نے سالن کو رنگ نہیں دیا۔ اور وہ رنگ جو مرچیں دیتی ہیں وہ مرچ کا نہیں بلکہ بوش کمپنی کا ہوتا ہے۔

اسی طرح فروٹ جوس' لڈو' جلیبی' جیسی روزمرہ کی مٹھائیاں بھی کیمیاوی رنگوں سے لبریز ہیں۔ شائد یہی وجہ ہے کہ اب اس قسم کے زخم آنتوں میں زیادہ تعداد میں دیکھے جا رہے ہیں۔

علامات

یہ بیماری ابتدائے بلوغت سے لے کر بڑھاپے تک کسی بھی عمر میں ظاہر ہو سکتی ہے۔ عام طور پر 20 سال کی عمر کے بعد معمولی سے اسہال اور اس میں خون کی آمیزش سے ابتدا ہوتی ہے۔ کچھ مریض خالص خون بھی خارج کرتے ہیں جس سے کبھی بواسیر کا شبہ بھی پڑ جاتا ہے۔ پاخانہ میں لیس کی مقدار کافی ملتی ہے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اسہال زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں خون کی آمیزش روزمرہ کا معمول بن جاتا ہے۔ خون کی آمد بذات خود ایک دہشت کا پیش خیمہ ہے۔ جب مریض کو ہر وقت خون آنے لگتا ہے تو اس کے ذہن میں ہر قسم کے خدشات نمودار ہوتے ہیں۔ اور اس سے یہ توقع کرنی کہ وہ مسئلے کو تحمل اور بردباری سے قبول کرے' ممکن نہیں رہتا۔

ماہرین نے بیماری کو شدت کے لحاظ سے ان قسموں میں بیان کیا ہے۔

معمولی بیماری میں روزانہ چار سے زیادہ دست نہیں آتے جن میں خون کی مقدار بڑی تھوڑی ہوتی ہے۔

متوسط درجہ کی بیماری میں تکلیف درمیانہ درجہ کی ہوتی ہے۔ شدید حملہ میں روزانہ چھ سے زیادہ دست آتے ہیں۔ جن میں کافی مقدار میں خون بھی شامل ہوتا ہے۔ خون کے اس قدر اخراج اور بار بار کی اجابت سے جسم میں شدید قسم کی کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ خون کے سفید دانے بڑھ جاتے ہیں۔ ESR بڑھتا ہے۔ بخار رہنے لگتا ہے۔ دل دھڑکتا ہے اور وزن کم ہونے لگتا ہے۔ ایسے مریض بھی دیکھے گئے گئے جن کو 20 سے زیادہ دست آتے ہیں جو بالکل پتلے خون اور لیس سے عبارت ہوتے ہیں۔

پیٹ کے بائیں جانب درد ہوتا ہے۔ اور مروڑ اٹھتا ہے۔ اس تکلیف کو اجابت

کے بعد سکون مل جاتا ہے۔ جلد اور منہ کے اندر سرخ دانے نمودار ہوتے ہیں۔ آنکھوں میں جلن اور سرخی' کمر میں درد' پیشاب میں کمی اور چہرے پر سوجن اکثر نظر آتے ہیں۔

بڑی آنت پھول جاتی ہے۔ خون بہنے اور زخموں کی وجہ سے سوراخ ہو سکتا ہے۔ بڑے جوڑ اکڑ جاتے ہیں اور ان پر بوجھ نہیں پڑتا۔

تشخیص

سب سے پہلا پاخانہ ٹیسٹ کرنا ہے۔ اگرچہ اس ٹیسٹ میں بیماری کی کوئی خاص علامت موجود نہ ہو گی۔ لیکن اس ذریعہ سے آنتوں کی دوسری سوزشوں اور خاص طور پر امیبا کے بارے میں پتہ چل جائے گا۔

BARIUM XRAYS مریض کو بیریم کا انیما دے کر ایکسرے کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ بڑی آنت کی لمبائی میں کمی آ گئی ہے۔ جب کہ وہ پھیل بھی گئی ہوگی۔ جھلیوں پر زخم اور کہیں کہیں ان پر زخموں کے مسے نظر آتے ہیں۔

SIGMOIDOSCOPY اگرچہ اس کی اپنی کوئی مقررہ حالت نہیں ہوتی۔ لیکن اس طرح دوسری بیماریوں کا خدشہ دور ہو جاتا ہے۔ ضرورت پڑنے پر کسی مسے کو کاٹ کر خوردبینی معائنہ کے لئے باہر نکالا جا سکتا ہے۔

اس بیماری کا انجام کینسر پر ہوتا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے خون کی کمی' معدنیات کی کمی اور کمزوری سے موت واقع ہو سکتی ہے۔

BIOPSY اس بیماری میں اکثر ٹیسٹ بے کار ہوتے ہیں۔ لیکن اگر آنت کا کوئی ٹکڑا SIGMOIDOSCOPY یا آپریشن کے دوران نکالا جا سکے تو خوردبینی معائنہ پر حتمی تشخیص ممکن ہو سکتی ہے۔ اس قسم کے ایک ٹکڑے کو جب پروفیسر غلام رسول قریشی نے معائنہ کیا تو اس کی رپورٹ یہ رہی۔

This is a segment of small intestine.

It shows multiple ulcers with normal mucosa, in between.

There are a few pseudo - polyps.

Ulcers have haemorrhagic surface with areas of haemorrhage.

This is a case of ULCERATIVE COLITIS.

اس رپورٹ سے مسئلہ واضح اور تشخیص یقینی ہو گئی۔

علاج

مریض کو زیادہ سے زیادہ آرام دیا جائے۔ شدید اسہال کے دوران پانی کے علاوہ کچھ بھی نہ دیا جائے۔ لیکن دست قابو میں آ جائیں تو سبزیاں، پھل، موٹے آٹے کی روٹی، گوشت (بغیر چکنائی) دیا جا سکتا ہے۔ دودھ سے پرہیز کیا جائے۔

پانی کی کمی کے لئے ورید میں گلوکوس اور نمک کے محلول کا حالات کے مطابق DRIP اور خون کی کمی کے لئے خون کی بوتل لگائیں۔ اگر منہ کے راستے آسانی سے پانی دیا جا سکتا ہو تو بوتل لگانے کی ضرورت نہیں۔

CORTICOSTERROIDS اس بیماری کے علاج میں اس دوائی کو بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ ابتدا میں HYDROCORTISONE SUCCINATE کے 100mg کا ٹیکہ صبح، شام پانچ دن لگاتار لگانے سے علاج شروع کیا جاتا ہے۔ پھر ACTH GEL 40.I.U کا ٹیکہ صبح، شام۔ کہتے ہیں کہ اس ترکیب سے شدید حملہ ختم ہو جاتا ہے۔ بعد میں انہی میں سے کسی مناسب دوائی کی گولیاں مدتوں تک دی جاتی ہیں۔

SALAZOPYRIN اس کی دو گولیاں دن میں چار مرتبہ دی جاتی ہیں۔ عام طور پر یہ دوائی شدید حملہ میں مفید نہیں ہوتی۔ لیکن دو حملوں کے درمیان اسے آئندہ کی پیش بندی کے طور پر بڑی شہرت حاصل ہے۔ ابتدا میں آٹھ گولیاں روزانہ کے بعد مقدار چار گولیاں روزانہ کر دی جاتی ہے۔ جو کافی عرصہ دی جاتی ہیں۔

دوائی کی زیادہ مقدار سے متلی، قے، سردرد خون کی کمی اور جسم پر دانے نمودار ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ دوائی اس بیماری کے لئے بنی ہے اور اسی کے لئے مقبول عام ہے۔

AZOTHIAPRINE یہ ایک نئی دوائی ہے جسے صرف ان مریضوں میں

استعمال کیا جاتا ہے جن پر دوسری ادویہ کا اثر نہ ہو۔

خون کی کمی کے لئے فولاد کے مرکبات اس صورت میں دینے جائز ہیں جب مریض کا معدہ ان کو قبول کرے۔ ہم نے ان کی جگہ ہڈیوں کی یخنی دے کر فائدہ اٹھایا۔ ورنہ فولاد کے مرکبات میں FERROUS GLUCONATE زیادہ قابل قبول ہوتا ہے۔

بخار کی صورت میں FLAGYL 400mg کی پانچ گولیاں روزانہ پانچ دی جا سکتی ہیں۔

آنتوں کے سوزشی زخم

REGIONAL ILEITIS CROHN!S DISEASE

علامات کے لحاظ سے یہ آنتوں کی زخموں والی بیماری سے قریب ترین ہے۔ اس کا بھی ابھی تک سبب معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ اس کے زخموں کی نوعیت سوزش والی ہے۔ علاج بھی وہی ہے جو زخموں کی دوسری بیماری میں کیا جاتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ شدید حملہ کے دوران جراثیم کش ادویہ استعمال ہوتی ہیں۔ یہ بنیادی طور پر چھوٹی آنت کی بیماری ہے لیکن کبھی کبھی بڑی آنت بھی متاثر ہو سکتی ہے۔

علامات

یہ بیماری عام طور پر 20-60 سال کی عمر کے افراد کو ملوث کرتی ہے۔ اگرچہ بچے بھی قابو میں آ سکتے ہیں۔ پیٹ میں درد کے بار بار دورے پڑتے ہیں۔ کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ اسہال ہوتے ہیں۔ بخار چڑھتا ہے اور کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ پاخانے میں خون اکثر نہیں ہوتا۔ پیشاب میں آکسلیٹ زیادہ ہوتے ہیں۔ انہی سے گردوں میں پتھری بن سکتی ہے۔ گردوں میں سوزش کے علاوہ ان میں پھیلاؤ HYDRONEPHROSIS اکثر ہو جاتا ہے۔ جو نئے مسائل کو جنم دیتا ہے۔

تشخیص

بیریم دے کر ایکسرے کرنے پر چھوٹی آنت رسی کی طرح سکڑی ہوئی نظر آتی

ہے۔ SIGMOIDOSCOPE کے ذریعہ دیکھنے سے جھلیوں میں سوزش جو کہ معقد تک ہو سکتی ہے۔ کبھی کبھار مرجھائے ہوئے زخم بھی نظر آتے ہیں۔

BIOSPY یہ ایک قابل اعتماد طریقہ ہے۔ بالائی طریقہ سے آنکھوں سے دیکھنے کے بعد آنت کا ایک ٹکڑا کاٹ کر خوردبینی معائنہ کے لئے بھیجا جائے۔ اس قسم کے ایک مریض کی یہ رپورٹ میسر آئی۔

Recieved a small portion of ileum for biopsy.

The speimen shows multiple fistulae. The wall

of the ileum is markedly thickened and a few ulcers

are also seen on the mucosal surface.

The specimen shows regional ileitis.

(CROHN'S DISEASE)

یہ رپورٹ بھی پروفیسر غلام رسول قریشی کی ہے۔ انہوں نے آنت کے خوردبینی معائنہ کے بعد علاج کرنے والوں کو مرض کی نوعیت کی واضح رپورٹ مہیا کر کے تشخیص کا ابہام دور کر دیا۔

علاج

اس کے لئے وہی کچھ کیا جا سکتا ہے جو آنتوں کی دوسرے زخموں والی بیماری میں کیا جاتا ہے۔ FLAGYL سے بہت آرام آتا ہے۔ SALAZOPYRIN مفید ہے۔ غذا میں لحمیات' وٹامن زیادہ دیئے جائیں۔ ریشہ دار غذاؤں اور چکنائی سے پرہیز کریں۔ کمزوری کے لئے VITAMIN B-12 کے انجکشن مفید ہیں ان دونوں زخم پیدا کرنے والی بیماریوں کا فرق درج ذیل ہے۔

	CROHN'S DISEASE (REGIONAL ILEITIS)	ULCERATIVE COLITIS
خونی اسہال	کبھی کبھی	اکثر ہوتے ہیں
پیٹ میں گولہ	اکثر ہوتا ہے	شاذ و نادر
مقعد میں سوزش	اکثر ہوتی ہے	کبھی کبھی
غذا کے ہضم میں رکاوٹ	اکثر ہوتی ہے	کبھی نہیں
آنتوں میں رکاوٹ	اکثر ہوتی ہے	شاذ و نادر

طب نبوی

طب جدید نے ان دونوں بیماریوں کو یکجا کیا ہے۔ اگرچہ ان کے اسباب معلوم نہیں لیکن ان کی ماہیت سوزش کی سی ہے۔ اس لئے ان کے علاج میں جو بھی طریقہ استعمال ہو گا اس میں دافع سوزش ادویہ کی شمولیت ضروری ہے۔

ان بیماریوں میں شدت کے اسہال اور ان میں خون کی وجہ سے شدید کمزوری لاحق ہو جاتی ہے۔ جس کا رفع کرنا ایک اہم ترین ضرورت بن جاتی ہے۔

جدید علاج میں زیادہ زور کورٹی سون پر اس امید پر دیا جاتا ہے کہ وہ حساسیت کے عنصر کو دباتی ہے۔ حالانکہ یہ جسم کے اپنے دفاع کو کمزور کرتی ہے۔ اس کے زیادہ دیر استعمال سے جسم پر ورم آ جاتا ہے۔ گردوں کی کارگزاری متاثر ہوتی ہے اور چہرے کی ہڈیاں باہر نکل آتی ہیں۔ معقولیت کا تقاضا ہے کہ ایسی خطرناک دوائی کے بدلے میں کوئی بے ضرر دوائی تلاش کی جائے۔

حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتاتے ہیں کہ ان کا ارشاد گرامی تھا۔

نہی عن الدواء الخبیث (ترمذی، ابوداؤد، احمد)

(انہوں نے تکلیف اور ضرر دینے والی ادویہ کے استعمال سے منع فرمایا)

آنتوں کے زخموں کی بدولت چار اہم مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

اسہال

پیچش

سوزش اور اس کے نتیجہ میں کمزوری

اسہال کے لئے ابتدائی طور پر بہی دانہ کا لعاب شہد ملا کر دینا کافی رہتا ہے۔ ایک چمچہ بہی دانہ کو ایک پاؤ پانی میں پھینٹ کر لعاب نکال کر شہد ملا کر مریض کو گلاس بھر کر دے دیا جائے وہ سارا دن گھونٹ گھونٹ پیتا رہے تو اسہال ختم ہو جائے گا۔ اس کی بجائے اگر خالص بہی کا شربت یا مربہ دستیاب ہو جائے تو وہ بہت بہتر ہے۔ بلکہ خشک بہی کو پیس کر اس کا سفوف بھی مفید ہے۔

زخموں کو مندمل کرنے اور سکون دینے کے لئے زیتون کا تیل بہترین نسخہ ہے۔ لیکن یہ تیل اس وقت دیا جائے جب مریض کا پیٹ خالی ہو۔

زخموں کو بھرنے کے سلسلہ میں شہد کے اثرات کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے غلام نافعؒ بیان کرتے ہیں۔

"کان لا یشکوا قرحتہ و لا شیئا الا جعل علیہ عسلا حتی الدمل ' اذا کان بہ طلاہ عسلا فقلنا لہ تداوی الدمل بالعسل؟ فقال الیس یقول اللہ فیہ شفاء للناس"

(زنجوید سیوطی۔ رزین)

(ان کو جب بھی کوئی زخم ہوتا یا کوئی اور چیز ہوتی تو وہ اس شہد لگاتے رہتے تا آنکہ وہ مندمل ہو جاتا۔ حتی کہ پھوڑے پھنسیوں پر بھی شہد لگاتے تھے اور ہم نے ان سے متعجب ہو کر پوچھا کہ آپ پھنسی پر شہد لگائیں گے؟ انہوں نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا۔ "اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔")

شہد زخموں کو مندمل کرتا اور کمزوری کا علاج ہے۔

قرآن مجید نے کمزوری کے لئے کھجور تجویز فرمائی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اعجاز کے اتنے قائل تھے کہ وہ نوزائیدہ بچوں کو اس کی گھٹی دیتے تھے۔ یہ جگر کی اصلاح کرتی اور اس کو زہروں کے اثرات سے بچاتی ہے۔ بھارتی ماہرین نے کھجور میں PECTIN دریافت کی ہے جو اسہال کی موثر دوا ہے۔ اس میں 1.62 فیصدی فولاد ہوتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی نامیاتی شکل میں ہے جو آنتوں میں خراش پیدا نہیں کرتی۔ اس لئے کھجور تن تنہا بھی آنتوں کے زخموں کے جملہ مسائل کے حل کرنے کی استعداد رکھتی ہے۔

عام حالات میں بھی، کھجور، زیتون اور شہد کے بعد کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ ہم نے چند ایک مریض اتنی کوشش سے ہی تندرست ہوتے دیکھے ہیں۔ اگر سوزش اور جریان خون کا علیحدہ سے علاج کرنا ضروری ہو تو اس کے لئے کلونجی، قسط البحری اور مہندی یا برگ کاسنی کا مرکب حالات کے مطابق اوزان میں تبدیلیوں کے ساتھ دیا جا سکتا ہے۔

طب جدید میں باقاعدہ طور پر مستند ہونے اور جدید ادویہ سے کماحقہ واقفیت رکھنے کے باوجود ہمیں بارہ سال کے طویل عرصہ میں آنتوں میں زخموں کے کسی بھی مریض کو کورٹی سون کے مرکبات یا ورید کے ذریعہ انجیکشن دینے کی کبھی ضرورت پیدا نہیں ہوئی حالانکہ ہم ایسا کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

ایک عام مریض کے لئے یہ نسخہ کافی رہا۔

1- ابلے پانی میں 2-1 بڑے چمچے شہد، نہار منہ اور اس کے ساتھ 6-4 کھجوریں۔

2- 11 بجے دن اور سوتے وقت 2-1 بڑے چمچے زیتون کا تیل

3- قسط البحری	40 گرام
کلونجی	50 گرام
برگ کاسنی	10 گرام

اس مرکب کا چھوٹا چمچہ صبح، شام کھانے کے بعد۔

اگر سوزش ہو یا بخار ہو تو قسط کی مقدار بڑھا دی جائے۔ اسہال کی صورت میں کلونجی میں اضافہ کیا جاتا ہے۔

بیماری جب قابو میں آ جائے تو تیل ایک مرتبہ کافی ہے جب کہ کمزوری میں اضافہ کی صورت میں شہد کی مزید مقدار عصر کے وقت دی جائے۔

آنتوں کی دق

INTESTINAL TUBERCULOSIS

متعدی بیماریوں میں تپ دق ہمیشہ سے نسل انسانی کے لئے دہشت کا سرچشمہ رہی ہے۔ یہ بیماری ایک سے دوسرے تک مریض کی سانس، استعمال کے برتنوں کے ذریعہ پھیلتی ہے۔ اگرچہ اس بیماری کے علمی نام اور ہیں لیکن اس کی علامات اور اذیت رسانی کی بناء پر لوگوں نے اس کو ایسا صفاتی نام دیا ہے کہ اب اسی نام سے مشہور ہو گئی ہے۔ چونکہ اس میں بخار ہوتا ہے اور مریض کی زندگی اجیرن بنا دیتی ہے۔ اس لئے تپ اور دق کے نام سے پکاری جاتی ہے۔

اب تک لوگوں کا خیال تھا کہ یہ پھیپھڑوں کی بیماری ہے جو صرف غریب لوگوں کو ہوتی ہے۔ یہ خیال قدرے درست بھی تھا۔ کیونکہ جس جسم کی قوت مدافعت ماند پڑتی ہے وہاں یہ بیماری حملہ آور ہو کر اپنے پاؤں جما لیتی ہے۔ قوت مدافعت میں کمی انہی لوگوں میں ہوتی ہے جن کی خوراک تھوڑی یا جسمانی ضروریات سے کم ہو۔ جیسے کہ صبح کے ناشتہ میں رس بسکٹ اور چائے کی پیالی سے جسم کو اس کی ضروریات کے مطابق توانائی حاصل نہیں ہوتی۔ یہ کیفیت معاشی بدحالی کے شکار گھرانوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ پھر یہ لوگ اپنی غذا میں لحمیات کے اہم ذریعہ گوشت کو کھانے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ دال کو گوشت کا متبادل قرار دیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ بھی اب ارزاں نہیں رہی اور اس سے حاصل ہونے والی توانائی معیار کے لحاظ سے گوشت کا نعم البدل نہیں ہوتی۔ بیماریوں کے پھیلاؤ کے سلسلہ میں قوت مدافعت یا

IMMUNITY کا سب سے اہم انکشاف حضرت انس بن مالکؓ، حضرت ابو الدرداءؓ، حضرت ابی رہیلؓ اور حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اصل کل داء البرد۔ (دار قطنی، عقیلی، ابن عساکر)

(ہر بیماری کا اصل باعث جسم کی ٹھنڈک ہے)

تپ دق کے جراثیم ہمارے آس پاس منڈلاتے رہتے ہیں۔ مثلاً دق کا کوئی مریض جب بھی سانس لیتا ہے تو اس کی سانس کے ساتھ ہزاروں جراثیم خارج ہوتے ہیں اور آس پاس پھیل جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس کے قریب ہوتے ہیں جراثیم براہ راست ان کی سانسوں کے ساتھ جسم میں داخل ہو کر ان کو بیمار کر سکتے ہیں۔ تنگ و تاریک مکانوں میں رہنے والوں میں سے کسی مریض کو جب کھانسی آتی ہے تو وہ جراثیم کی اچھی خاصی کھیپ اپنے کمرے میں پھیلا دیتا ہے۔ اگرچہ دھوپ ان جراثیم کو مار سکتی ہے مگر دھوپ اور ہوا سے محروم تنگ گلیوں اور بوسیدہ مکانوں میں یہ جراثیم مدتوں زندہ رہتے ہیں۔ اور اس طرح ایک مریض کی بدولت اسی گھرانے کے کئی افراد مرض کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں۔ تپ دق کے ہسپتالوں کا عملہ اور ڈاکٹر سارا دن ان مریضوں کے جراثیم کی زد میں رہتے ہیں۔ مگر عام طور پر بیمار نہیں ہوتے۔ وہ لوگ جو بچ جاتے ہیں ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان میں اس بیماری کے خلاف قوت مدافعت موجود تھی اور اب اسی صلاحیت کو مصنوعی طور پر پیدا کرنے کے لئے بچوں کو اس سے بچاؤ کا ٹیکہ BCG لگایا جاتا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ تپ دق ایک مریض کے منہ سے نکلنے والے جراثیم کی مدد سے دوسرے تندرست افراد کو ہوتی ہے۔ اس لئے کہا جا رہا ہے کہ مریض سے کم از کم ایک میٹر کا فاصلہ رکھا جائے۔ یہ بات اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت توجہ میں نہ آئے۔ بتاتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کلم المجذوم بینک و بینہ قدر رمح او رمحین

(ابو نعیم، ابن السنی)

(جب تم کوڑھی سے بات کرو تو اپنے اور اس کے درمیان ایک سے دو تیر کے برابر فاصلہ رکھا کرو)

جراثیم کی نوعیت کے لحاظ سے کوڑھ اور تپ دق ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں- ہر وہ دوائی جو کوڑھ پر اثرانداز ہوتی ہے وہ دق کا بھی علاج ہے- صرف کوڑھ پر موقوف نہیں بلکہ خسرہ' چیچک' انفلوائنزا' زکام' اور کئی دوسری بیماریاں بھی اسی طرح سانس کے ذریعہ پھیلتی ہیں- پس اگر سرکار مدینہ کے عطا کردہ اس اصول کی پیروی کی جائے تو کتنی ہی بیماریوں سے جان بچ سکتی ہے-

تپ دق صرف پھیپھڑوں کی بیماری نہیں یہ جسم کے کسی حصے کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے- اس طرح آنتوں پر دق کا حملہ اچھی خاصی تکلیف کا باعث ہوتا ہے-

بیماری کا سبب اور ذریعہ

اگرچہ جسم کا کوئی حصہ بھی دق سے محفوظ نہیں لیکن آنتوں پر اس کا حملہ ابھی تک بحث کا باعث بنا ہوا ہے- تپ دق کے جراثیم کی تین قسمیں ہوتی ہیں-

انسانی قسم	TUBERCULOSIS	HUMAN
مویشیوں کی قسم	"	BOVINE
پرندوں کی قسم	"	AVIAN

انسانی قسم کے جراثیم انسانوں کے لئے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں- جب کہ مویشیوں اور پرندوں والی اقسام کے جراثیم انسانوں کے لئے زیادہ خطرناک نہیں ہوتے- خیال کیا جاتا تھا کہ مویشیوں میں تپ دق عام ہے- انگلستان میں جس گائے کو تندرستی کا اول انعام ملا وہ بھی دق کا شکار پائی گئی- ایسے بیمار جانوروں کا دودھ پینے سے تپ دق کے جراثیم آنتوں میں جا کر دق کی بیماری پیدا کرتے ہیں-

پروفیسر عبدالمجید خاں نے لاہور میں آنتوں کی دق کے 300 مریضوں کے پاخانوں سے دق کے جراثیم حاصل کرکے مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ انسانی قسم کے تھے- میوہسپتال میں دق کے پروفیسر عبدالعزیز نے بھی دق کے سینکڑوں مریضوں کے معائنہ

کے بعد یہی معلوم کیا کہ انسانوں میں آنتوں کی دق عام طور پر مویشیوں والی اقسام سے نہیں ہوتی۔

انسانوں میں آنتوں کی دق عام طور پر پھیپھڑوں کے متاثر ہونے کے بعد ہوتی ہے۔ مریض جب اپنا جراثیم آلود تھوک نگلتا ہے تو جراثیم آنتوں میں جا کر ان کو بھی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ وہ ادویہ جو پھیپھڑے کے علاج کے لئے دی جاتی ہیں وہی آنتوں کا علاج بھی کر دیتی ہیں۔ البتہ ایسے مریض بھی دیکھے گئے ہیں جن میں جراثیم اندر داخل ہوئے ان کو پھیپھڑوں کی قوت مدافعت کی وجہ سے وہاں پر تو موقع نہ ملا مگر وہ آنتوں میں جاگزیں ہو گئے اور پھیپھڑے تندرست ہونے کے باوجود آنتوں میں دق ہو گئی۔

تپ دق کے مریض کی حالت جب خراب ہونے لگتی ہے تو عام طور پر اسے اسہال اور پیٹ میں دوسری شکایات محسوس ہونے لگتی ہیں۔ پرانے زمانے میں اس مرحلہ کو زندگی کے انجام کا آئینہ دار سمجھا جاتا تھا۔ ایسے مریض بھی دیکھنے میں آتے ہیں جن کی صرف آنتیں متاثر ہوتی ہیں۔

چند سالوں سے تپ دق سے بچاؤ کے لئے BCG کا ٹیکہ ایجاد ہوا ہے۔ پنجاب میں پہلی مرتبہ یہ لاہور میں خاکسار کی نگرانی میں لگائے گئے۔ نوزائیدہ بچوں کو کسی بھی مرحلہ پر لگایا جا سکتا ہے۔ جب کہ بہتر یہ ہے کہ 8 سال سے زیادہ عمر کے بچوں کو دوبارہ ٹیسٹ کئے بغیر نہ لگایا جائے۔ ہم نے 1980ء میں لاہور کے سکولوں میں پڑھنے والے چھٹی جماعت تک کے ہر بچے کو یہ ٹیکہ لگا دیا تھا۔ اس سے یہ امید پیدا ہو گئی ہے کہ آئندہ نسل دق سے محفوظ ہو گی۔ ملک میں بچوں کو چھ متعدی بیماریوں سے بچاؤ کے ٹیکے لگانے کے یہ مراکز بڑی اہمیت رکھتے ہیں کہ یہ قوم سے تپ دق کو ختم کرنے کا ذریعہ ہوں گے۔

خوراک میں حیاتین اور لحمیات دق کے خلاف قوت مدافعت مہیا کرتے ہیں۔ یہ حیاتین تازہ سبزیوں، بیج والی غذاؤں، گاجروں اور ساگ میں پائی جاتی ہے۔ وہ جانور جن کی خوراک میں سبز چارا شامل ہو ان کے دودھ میں حیاتین موجود ہوتی ہے۔ لیکن

دودھ کو اگر کھلے برتن میں زیادہ دیر تک ابالا جائے تو اس کی حیاتین ضائع ہو جاتی ہے۔

حیاتین A کا سب سے بڑا خزانہ مچھلی اور اس کے تیل میں ہوتا ہے۔ برفانی سمندر کی مچھلیوں میں قدرت نے ٹھنڈک کو برداشت کرنے کی جو طاقت رکھی ہے وہ ان کے جگر کے تیل میں موجود رہتی ہے۔ ان مچھلیوں کے جگر کا تیل حیاتین مہیا کرنے کے علاوہ نزلہ' زکام' کھانسی کے علاج میں اہمیت رکھتا ہے۔ بازار میں یہ تیل بڑی مناسب قیمت پر مل جاتا تھا۔ پھر بند ہو گیا اور اب کسی کی ملی بھگت سے ایک کمپنی نے یہ تیل درآمد کیا ہے جس کی چار اونس کی شیشی 115 روپے میں فروخت ہوتی ہے۔ یہ عوام پر ظلم ہے۔ جو لوگ برداشت کر سکتے ہیں وہ بچوں کو SEVEN SEAS COD LIVER OIL کے چند قطرے ہفتے میں 3 - 2 مرتبہ پلا دیا کریں تو یہ بچے متعدی بیماریوں سے محفوظ رہیں گے۔

تپ دق کے جراثیم ابالنے سے نہیں مرتے۔ مریض کے کپڑے' تھوک دان اور دوسری آلودہ چیزیں اگر دو گھنٹے دھوپ میں رکھ دی جائیں تو جراثیم مر جائیں گے۔ قدرت نے ان سخت جان جراثیم کو مارنے کی آسان صورت سورج کی شعاؤں میں رکھ دی ہے۔ یہ ضروری ہے کہ رہائشی کمروں میں براہ راست دھوپ آئے۔ سردی کے موسم میں بھی دن کے کسی حصے میں کمروں کے دروازے کھڑکیاں کھول دی جائیں تاکہ کھلی ہوا ان میں گردش کرے اور دھوپ سے ان میں موجود جراثیم مر جائیں۔

تپ دق متعدی بیماری ہے۔ ایک سے دوسرے کو لگتی ہے۔ اس لئے مریض کو تندرست افراد سے علیحدہ دوسرے کمرے میں رکھا جائے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اسے ہسپتال میں داخل کروا دیں۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو کم ازکم اس کا بستر' کپڑے اور برتن علیحدہ ہوں اور ان کو روزانہ دھوپ لگوائی جائے۔ تندرست افراد کو BCG کا ٹیکہ لگے اور دیگر اہل خانہ کی غذا میں حیاتین الف یا A کو مچھلی کے تیل یا اس کی گولیوں ADEXOLIN کی صورت میں یا حیاتین والی غذاؤں جیسے کہ ساگ اور گاجر کو شامل کیا جائے۔

بہتر یہ ہے کہ ٹیکہ بچے کے دائیں کندھے سے ذرا نیچے بازو پر لگایا جائے مگر دوائی تازہ ہو۔ دوائی کو تیار کرنے کے بعد اگر اسے دو گھنٹوں میں استعمال نہ کیا جائے یا اسے دھوپ لگ جائے یا خراب ہو جاتی ہے۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ جن بچوں کو BCG کا ٹیکہ لگ چکا ہے ان میں سے 80 فیصدی دق کی ہر قسم سے محفوظ رہیں گے۔

علامات

پیٹ میں دق متعدد صورتوں میں ہوتی ہے۔ مثلاً چھوٹے بچوں میں جب سوکھا وغیرہ بیماریوں کی وجہ سے بچے کو شدید کمزوری لاحق ہوتی ہے تو اس دوران اگر اس پر دق کا حملہ ہو تو اس کے سارے اندرونی اعضاء پر مسور کی دال کے دانوں کی طرح چھوٹے دانے نکلتے ہیں جن کے وسط والا حصہ گلا ہوتا ہے۔ یہ دانے سانس کی نالیوں' گلا' آنتوں حتیٰ کہ آنکھوں کی اندر اور دماغ میں بھی ہوتے ہیں اور یوں چند دنوں میں موت واقع ہوجاتی ہے۔ حالانکہ دق میں موت اتنی جلدی نہیں ہوتی۔ اسے ACUTE MILIARY TUBERCULOSIS کہتے ہیں۔ بخار' کمزوری' کھانسی' اسہال اس کی عمومی علامات ہیں جو کسی بھی جگہ کی دق سے ہو سکتی ہیں۔

آنتوں کی دق زیادہ طور پر 40-20 سال کی خواتین کو ہوتی ہے۔ اور حیرت کی بات یہ ہے کہ اس کی زیادہ شکار خوبصورت عورتیں ہوتی ہیں۔ یہ مسئلہ ہمارے لئے ہمیشہ حیرت کا باعث رہا کہ یہ بدصورت عورتوں کو کیوں نہیں ہوتی؟ یہ سوال ایک مرتبہ پروفیسر زاہدہ میر سے کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ تپ دق کے جراثیم ایک کیمیاوی زہر پیدا کرتے ہیں جو چہرے کو نکھارتی ہے۔ ان خواتین کے چہروں کی بشاشت دق کی زہروں سے پیدا ہوتی ہے۔

سب سے بڑی علامت پیٹ میں درد ہے۔ یہ درد کھانے کے بعد زیادہ ہوتا ہے۔ عام طور پر ناف سے نیچے اور پیٹ کے دائیں طرف ذرا نیچے کی سمت ہوتا ہے۔ درد کے دوران اجابت ہو جائے یا قے آ جائے تو درد میں کمی آ جاتی ہے۔ عام مریضوں کو یہ درد کبھی قولنج کی صورت نہیں ہوتا۔ لیکن زخموں کی وجہ سے اگر آنتوں میں رکاوٹ

پیدا ہو جائے تو پھر درد کی شدت بڑھتی ہے اور قولنج جیسی کیفیت بھی ہو سکتی ہے۔

مریض کو اسہال ہوتے ہیں۔ پاخانہ سخت بھی ہو سکتا ہے اور پتلا بھی۔ اس میں عام طور پر خون اور پیپ نہیں ہوتے البتہ لیس اور چکنائی کافی ہوتے ہیں۔ روزانہ تین سے چھ پاخانے آنا معمول ہے۔

چونکہ مریض کو کھانا کھانے کے بعد پیٹ میں درد ہوتا ہے یا ہر کھانے کے بعد ایک اجابت ہو جاتی ہے۔ اس لئے بھوک اڑ جاتی ہے۔ اسے خوراک سے دہشت ہوتی ہے۔ تپ دق جسم کے کسی بھی حصے میں ہو اس کی دو اہم علامات ضرور ہوتی ہیں۔ بھوک کا کم ہونا اور وزن کا کم ہونا۔ آنتوں کی دق میں یہ دونوں علامات زیادہ نمایاں ہوتی ہیں۔

مرض کی باقی علامات کا تعلق دق کی نوعیت سے ہے۔ جس شخص کو پہلے سے بخار، کھانسی، بلغم اور اس کے ساتھ پھیپھڑوں میں سوراخ ہو اس کی آنتوں کا متاثر ہونا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ ایسے میں آنتوں کی علامات کے ساتھ چھاتی کی علامات بھی شامل ہو جائیں گی۔ ان کے بخار کی نوعیت تبدیل ہو جاتی ہے۔

جن مریضوں کو دق جراثیم آلودہ خوراک کے ذریعہ حاصل ہوئی ان کی علامات پیٹ درد، اسہال اور کمزوری تک محدود رہتی ہیں۔ یہ جلدی تھک جاتے ہیں اور بخار باقاعدگی سے نہیں ہوتا۔ زیادہ تر شام کو درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے۔ جب آنتوں کا زیادہ حصہ متاثر ہو جائے تو پھر ہر وقت کا بخار شامل ہو جاتا ہے۔ جس پر اکثر ملیریا کا مغالطہ ہوتا ہے۔

کچھ مریضوں کے پیٹ کے نچلے حصہ میں گولہ محسوس ہوتا ہے۔ جسے کینسر سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کو دبائیں تو درد ہوتا ہے جو کہ کینسر کا خاصہ نہیں۔

> ایک خاتون کے پیٹ میں دائیں طرف ایک گولہ تھا۔ کسی نے اسے کینسر بتایا۔ اس کی علاوہ چھاتی میں کوئی تکلیف نہ تھی۔ معلوم ہوا کہ انہوں نے بھینس رکھی ہوئی ہے اور ان کو کچا دودھ پینے کا شوق ہے۔ خون کا ESR کیا گیا تو وہ 90 ملی لیٹر تھا۔ اسے دق قرار دے کر علاج کیا گیا ایک ماہ

میں یہ "کینسر" ٹھیک ہو گیا۔

آنتوں کی دق کا شبہ علامات کی بجائے معالج کی اپنی فراست سے ہوتا ہے۔ ایسے درجنوں مریض دیکھے گئے ہیں جن کے بارے میں کسی نے دق کا خیال نہ کیا اور وہ مدتوں پیچش وغیرہ کی دوائیں کھاتے رہے۔

تشخیص

عام حالات میں شبہ ڈالنے والی علامت کے ساتھ جب خون کا ESR کیا جائے تو اس کا نتیجہ مردوں میں 25 ملی میٹر سے اوپر اور عورتوں میں 35 سے زیادہ ہو تو اسے دق قرار دینے کا سوچنا چاہئے۔

MONTAUX'S TEST دق کے خصوصی ہسپتالوں میں مشتبہ مریضوں کی کلائی اور کہنی کے درمیان سامنے کی طرف جلد کی موٹائی میں OLD TUBER CULIN کا ایک قطرہ ٹیکہ کی صورت میں داخل کیا جاتا ہے۔ دو دن کے بعد ٹیکہ والی جگہ کے اردگرد سرخی اور ورم کو فیتے سے ماپ لیا جاتا ہے۔ اگر یہاں سرخی نہ ہو تو مریض کو تپ دق تو نہیں لیکن اس کے ساتھ بیماری کا مقابلہ کرنے کی استعداد بھی نہیں۔ ایسے شخص کو BCG کا ٹیکہ لگا دینا چاہئے۔ اگر وہاں پر سرخی کی لمبائی 4 میٹر ملی میٹر سے زیادہ ہو تو باور کیا جاتا ہے کہ اس کے جسم میں دق کا مادہ موجود ہے۔

CULTURE مریض کے پاخانہ یا آنتوں سے اوزار ڈال کر وہاں سے برآمد کئے مواد کو خصوصی نوعیت کے کیمیاوی مرکبات کی پلیٹوں پر لگا کر خصوصی لیبارٹریوں تین ہفتوں تک ایک خاص درجہ حرارت پر رکھ کر توقع کی جاتی ہے کہ اگر دق کے جراثیم اس مواد میں موجود ہوں تو وہ اپنے پسندیدہ حالات میں خوب پھولیں گے اور طرح اپنی زیادہ تعداد کی وجہ سے پہنچانے جائیں گے۔

یہ طریقہ عام طور پر یقینی سمجھا جاتا ہے لیکن تین سے چھ ہفتوں تک نتائج کا انتظار ممکن نہیں ہوتا۔ اخراجات اور طوالت کی وجہ سے زیادہ مقبول نہیں۔

ANIMAL INOCULATIO مریض کے جسم سے خارج ہونے والے خرگوش اور اسی قسم کے دوسرے جانوروں کو ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ چھ ہفتے بعد

جانور کو ہلاک کر کے اس کا پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے۔ اندرونی اعضاء پر اگر دق کے نشانات موجود ہوں تو دق کی تشخیص ہو جاتی ہے۔

ZIEHL NELSON TEST مریض کے جسم سے برآمد کئے گئے مواد (تھوک ۔ پیپ) کو شیشے کی سلائیڈ پر لگا کر خاص قسم کی دواؤں اور تیزابوں سے گزارا جاتا ہے۔ ان افعال سے دق کے جراثیم رنگین ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد یہ سلائیڈ جب خوردبین میں دیکھی جاتی ہے تو اس میں دق کے جراثیم آسانی سے شناخت ہو جاتے ہیں۔ یہ طریقہ عام طور پر پھیپھڑوں کی بیماری کی تشخیص کے لئے بلغم پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اور بلغم میں بھی جراثیم اس وقت نظر آتے ہیں جب بیماری بڑھ چکی ہو یا پھیپھڑے میں پھوڑا بن چکا ہو۔ اگرچہ دق کے ہر مریض میں جراثیم نظر نہیں آتے لیکن جن میں آتے ہیں ان میں کسی مغالطہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

SIGMOIDOSCOPY بڑی آنت کی دوسری بیماریوں کی طرح اس میں بھی اس اوزار کی مدد سے بڑی آنت کو براہ راست دیکھا جا سکتا ہے۔ پھر وہاں پر دیکھے جانے والے زخموں سے مواد حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اگر ضرورت ہو تو وہاں سے کسی جھلی کا ٹکڑا بھی کاٹ کر نکالا جا سکتا ہے۔ ایسے ٹکڑوں کو خصوصی لیبارٹریوں میں BIOPSY کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ جہاں جسم انسانی کی جھلیوں کے ماہر HISTO PATHOLOGIST ان کو دیکھ کر بتاتے ہیں کہ وہاں پر کونسی بیماری پائی گ ہے۔ یہ بیماری دق یا کینسر وغیرہ میں سے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ عام حالات میں ا حضرات کی رائے یقینی اور تشخیص حتمی سمجھی جاتی ہے۔ BIOSPY کا نتیجہ معا کرنے والے کی علمی صلاحیت کے ساتھ ساتھ عملی تجربہ پر منحصر ہے۔

BOISPY بذات خود ایک قابل اعتماد طریقہ ہے۔ MOIDOSCOPY کے ذریعہ آنت کا ٹکڑا حاصل کرکے یا آپریشن کے دوران آنت کا ایک ٹکڑا نکا اس کی نوعیت جاننے کے لئے علم الامراض کے ماہرین کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ کو مختلف مراحل سے گزارنے کے بعد اس کا خوردبینی معائنہ کرکے یہ بتاتے ہیں کونسی بیماری کا شکار ہے۔ اس قسم کا ایک ٹکڑا خوردبینی تشخیص کے لئے پرو

رسول قریشی کے پاس جب گیا تو انہوں نے یہ نتیجہ دیا۔

Recived a segment of small and large intestine (coecum)

There is a necrotic mass at the ileo coecal junction.

The cut surface reveals areas of caseation necrosis.

The serosa has multiple lymph nodes, having caseation necrosis.

The specimen shows INTESTINAL TUBERCULOSIS.

اس رپورٹ میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ مریض کو آنتوں کی دق ہے اور اس طرح مرض کی حتمی تشخیص میسر آ جاتی ہے۔

علاج

طب جدید کو دق کا علاج حال ہی میں میسر آیا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے زیادہ تر مچھلی کے تیل پر دارومدار ہوتا تھا۔ دق کے ہسپتالوں میں مریضوں کو کیکر کی گوند ملا کر مچھلی کے تیل کا مکسچر T.B. TONIC کے نام سے پلا کر توقع کی جاتی تھی کہ وہ صحت یاب ہو جائیں گے۔ اچھی غذا اور کھلی ہوا کے ساتھ ان کو زیادہ سے زیادہ آرام کرنے دیا جاتا تھا۔ اس طرح جسم کی توانائی بچا کر اس کی قوت مدافعت بڑھاتے تھے۔ پھیپھڑوں میں آکسیجن داخل کرنے کا ایک لمبا سلسلہ ہوتا تھا اور آخر میں مریض کا مزید علاج کرنے کی بجائے اسے اکثر بھگا دیتے تھے۔ کیونکہ اس کی موت اگر شفاخانہ میں ہو تو وہ اپنی بہترین کارکردگی کا ریکارڈ خراب کر لیں گے۔

متحدہ ہندوستان میں تپ دق کے ہسپتالوں کو ہر سال عمدہ کارکردگی کے انعامات ملتے تھے۔ انعام حاصل کرنے کی ترکیب یہ تھی کہ ایسے مریض داخل کئے جائیں جن کی بیماری ابتدائی مراحل میں ہوا اور اگر حالت خراب ہونے لگے تو یہ اندراج ہوتا تھا:۔

"مریض معالج کے مشورہ کے خلاف اپنی مرضی سے چلا گیا۔"

لکھ کر اپنے ریکارڈ میں موت کے اندراج سے بچ جاتے تھے۔ ہمارے ایک بزرگ ہندوستان کے سب سے زیادہ انعام حاصل کرنے والے سینی ٹوریم میں داخل

تھے۔ جب ان کو شبہ ہوتا کہ مریض کی حالت خراب ہونے لگی ہے تو اسے چلتا کر دیتے۔ حالانکہ وہ دق ہی کے ڈاکٹر تھے مگر ریکارڈ کو شاندار رکھنے کے لئے انہیں مزید علاج سے محروم کر دیا گیا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ شفا دینے والی ذات اوپر ہے اور اس نے ان کو شفا کا راستہ دکھا دیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک دق کے علاج کے اصول تبدیل نہیں ہوئے۔ ہسپتال میں صرف ابتدائی مرحلہ کے مریض داخل کئے جاتے ہیں۔ جن کی حالت ذرا بھی خراب ہونے لگے اسے بھگا دیا جاتا ہے۔

اصول علاج

1- غذا میں دودھ' انڈا' گوشت' مکھن' پھل اور سبزیاں دی جائیں۔ اکثر مریض یہ فہرست برداشت نہیں کر سکتے اس لئے وہ ہسپتالوں میں داخل ہوتے ہیں۔ لاہور کے اکثر ہسپتال یہ غذا مہیا کرتے ہیں۔ بلکہ دیکھا گیا ہے کہ کئی غریب مریض اپنے راشن میں سے کچھ بچا کر اپنے گھر والوں کو بھی روانہ کر دیتے ہیں۔

2- اگر اسہال ہوں تو مکھن نہ دیا جائے۔

3- وٹامن خوب دی جائے خاص طور پر A-D-C اب کمزوری اور بھوک کے لئے B بھی شامل ہو گئی ہے۔

4- بھوک بڑھانے کے لئے MOSEGAR-PERIACTIN دی جائے۔ یہ دونوں نیند بھی لاتی ہیں۔

5- سوزش کا علاج کیا جائے۔

6- کمزوری کے لئے اضافی خوراک سے بنی ہوئی ادویہ از قسم COMPALAN اور خون کی کمی کے لئے فولاد کے مرکبات۔

7- دافع دق ادویہ۔

دافع دق ادویہ

اس سلسلہ کی ابتدا STREPTOMYCIN-PAS-INH سے ہوئی ہے اور اب اس میں چند ایک اور ادویہ بھی شامل ہو گئی ہیں۔ آج کی جدید فہرست میں

THIOCETAZONE - PYRAZINAMIDE - VIOMYCIN - PAS - INH - CYCLOSERINE - ETHAMBUTOL - RIFAMPICIN KANAMYCIN شامل ہیں۔

عام طریقہ یہ ہے کہ کوئی ایک دوائی دینے کی بجائے ایک اثر کی دو یا اس سے زیادہ دوائیں ملا کر دی جاتی ہیں۔ جیسے لیڈرلے کمپنی نے MYAMBUTOL INH LEDERNIFF. میں دو دوائیں یکجا کردی ہیں۔ اسی طرح RIFINH-LEPLIT میں RIFAMPICIN: 300mg اور INH 150mg ہوتی ہے۔ سیبا کمپنی کی REMACTIZID مشہور دوائی ہے جس میں INH کی مقدار 150mg اور RIFAMPICIN 100mg ہوتی ہے۔ بائیر کمپنی کی THIOCETAZON INH میں THIOCETAZONE کو بنیاد بنا کر INH کو امدادی کے طور پر شامل کرلیا جاتا ہے۔ جرمن استاد اب بھی THIOCARBIZONE کو پسند کرتے ہیں اور ان کی تمام دوائیں اسی بنیاد پر INH کے ساتھ ہوتی ہیں۔

دق کے علاج کے تجرباتی افادات

دق کے علاج کے لئے اب دواؤں کی کثیر تعداد موجود ہے کسی معالج کے لئے ان میں سے صحیح دوائی کا انتخاب اور اسی سے پیدا ہونے والے مسائل سے پوری واقفیت حاصل کئے بغیر ہاتھ ڈالنا مناسب نہیں۔ سنی سنائی دواؤں کا استعمال خطرات کا باعث ہوتا ہے۔ اس لئے ہم نے اس کتاب کی غرض سے تپ دق کے تین ماہروں سے رجوع کیا۔ ڈاکٹر سید آغا طاہر زیدی مختلف سرکاری اداروں میں 40 سال دق کا علاج ان دنوں سے کر رہے ہیں کہ جب مریضوں کے پیٹ اور پھیپھڑوں میں ہوا بھری جاتی تھی اور جب مریض بہتر نہ ہو تو اسے کسی ٹھنڈے مقام پر جانے کی ترکیب بتا کر اپنی جان چھڑانے کا رواج تھا۔ ڈاکٹر زیدی صاحب یہ کہتے ہیں کہ میں اب بھی اس پرانے نسخے کا قائل ہوں۔

1-STREPTOMYCIN

1/2 Gm روزانہ 150 im ٹیکے

2- INH 100 mg tablets

ایک گولی صبح' دوپہر' شام 9 ماہ

3- THOISEMICARBIZONE tablets

ایک گولی صبح' دوپہر' شام

نمبر2 اور تین اکھٹی دی جا سکتی ہیں- کھانے کے بعد دینے سے پیٹ میں خراش کے امکانات کم ہو جاتے ہیں-

نمبر1 ٹیکوں سے اعصاب میں سوزش اور کان کے اعصاب پر ناپسندیدہ اثرات کی وجہ سے سماعت خراب ہو سکتی ہے یا چکر آتے ہیں- ایسی صورت میں یہ دوائی بند کرکے اس کی جگہ کوئی دوسری چیز دے دی جائے-

مریض کی بہتری کو باقاعدگی سے وزن کرنے' خون کا ESR کرتے ہوئے توجہ میں رکھنا چاہیئے-

جدید اضافوں کی روشنی میں ان کا پسندیدہ علاج یہ ہے:

1- RIFAMPICIN tablets

300 mg روزانہ

2- INH 100 mg tablets.

ایک گولی صبح' دوپہر' شام

3- Myambutal 400 mg

ایک گولی صبح' شام

یہ نسخہ دق کی جملہ اقسام کے لئے بڑا مفید اور تیر بہدف ہے- لیکن اس کے اجزاء سے کچھ خرابیاں پیدا ہونے کا اندیشہ رہے گا- اس لئے علاج کے دوران مریض کے خون اور پیشاب کو یرقان کے خطرہ کی پیش بندی کے لئے چیک کرتے رہیں- کیونکہ نمبر1 جگر کو خراب کرنے کی صلاحت رکھتی ہے- شبہ کی صورت میں خون کا SGOPT ٹیسٹ بھی ہر تین ماہ کے بعد کر لیا جائے- نمبر2 سے اعصابی سوزش ہو سکتی ہے- جس کا اظہار مختلف مقامات پر دردوں کی شکل میں ہوتا ہے- اس لئے علاج کے

ساتھ VITAMIN-B کی کسی اچھی کمپنی کی گولیاں شامل رکھی جائیں۔
نمبر3 آنکھ کے پچھلے حصہ RETINA کو خراب کر سکتی ہے۔ بدقسمتی سے یہ جسم کا ایک ایسا حصہ ہے جس کے لئے نہ کوئی موثر دوائی موجود ہے۔ اور نہ ہی اس کا عام حالات میں آپریشن کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ لاہور میں پروفیسر سید واصف محی الدین قادری نے لیزر شعاعوں کی مدد سے اس کے کچھ کامیاب آپریشن کئے ہیں لیکن جو حصہ ایک مرتبہ گھس جائے اس کی جگہ نیا پیدا کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ اس لئے علاج کے دوران مریض کی بصارت پر نظر رکھی جائے اور معمولی تکلیف میں امراض چشم کا کوئی ماہر مریض کی آنکھ کا FUNDUS دیکھے۔ تاکہ خرابی مستقل شکل اختیار کرنے سے پہلے روک لی جائے۔

علاج کے دوران خون کے ضروری ٹیسٹ کرنے کے علاوہ HB% TLC-DLC بھی باقاعدہ ہوتے رہیں تاکہ اگر کوئی گڑبڑ ہونے کو آئے تو اس کا بروقت پتہ چل جائے اور صحیح وقت پر نقصان دینے والی دوائی بند کر دی جائے۔

ڈاکٹر سید اختر علی بخاری سید مٹھا بازار میں ٹی بی انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر ہیں اور ان کو تپ دق کے علاج میں 25 سالہ تجربہ ہے۔ ان کی رائے میں:

1- STREPTOMYCIN

1 GM ____ ایک ٹیکہ روزانہ 3 ماہ

2-INH 300 mg Tablets

ایک گولی صبح' دوپہر' شام

3- MYAMBUTOL 400 mg Tablets

ایک گولی صبح' شام

4-POLYBION - C Tablets

ایک گولی صبح' شام

ڈاکٹر بخاری صاحب کو PYRAZINAMIDE بالکل پسند نہیں۔ کیونکہ یہ جگر پر برے اثرات رکھتی ہے۔ جب اس سے بہتر اور محفوظ ادویہ موجود ہیں تو پھر خطرہ

مول لینے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر طاہرہ بٹ کارپوریشن کے ہسپتال برائے تپ دق کی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ اور دق کے علاج کے دوسرے مراکز میں علاج کا 25 سالہ تجربہ رکھتی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ابتدائی دق میں یوں علاج کیا جائے۔ دو ماہ کے لئے یہ پروگرام ہو۔

1- STREPTOMYCIN 1 GM

ایک ٹیکہ روزانہ I/m__

2- INH 100 mg Tablets

ایک گولی صبح' دوپہر' شام

MYAMBUTOL 400 mg

ایک صبح' دوپہر' شام

دو ماہ کے بعد مریض تندرستی کی سمت گامزن پایا جائے تو پھر سات ماہ کے لئے اسی نسخہ میں سے کوئی دو دوائیں دی جائیں۔ ڈاکٹر بٹ کہتی ہیں کہ میں بہتری کی جانب جانے والے مریضوں کے لئے چھ ماہ کا یہ کریش پروگرام زیادہ پسند کرتی ہوں۔

1- RIFAMPICIN tablets

450 ملی گرام روزانہ

2- INH 100 mg tablets

تین گولیاں روزانہ

3- MYAMBUTOL 400 mg tablets

ایک صبح' دوپہر' شام

اس نسخہ میں نمبر 3 کی بجائے STREPTOMYCIN کے ٹیکے اگر تین ماہ کے لئے شامل کر کے پھر چھوڑ دیئے جائیں تب بھی ٹھیک رہے گا۔

ان تمام نسخوں کو توجہ دیں تو ان تجویز کرنے والوں کے پاس نہ صرف کہ مشاہدات کی ایک لمبی دولت ہے بلکہ ان کے یہاں روزانہ 400 مریضوں سے کم نہیں آتے۔ ان کے یہاں باہر سے علاج کروا کر جانے والے مریضوں کے علاوہ ہر وقت

200 مریض ہسپتال میں داخل رہتے ہیں۔ جن پر ادویہ کے اثرات' فوائد اور نقصانات ان کی توجہ میں رہتے ہیں۔ اگرچہ یہ سب حضرات علاج کے ہمہ گیر ہونے کے دعوے دار ہیں لیکن ان میں سے کوئی ایک بھی عرصہ علاج کو 9 ماہ سے کم قرار دینے کو تیار نہیں اور اگر مرض اس سے پرانا ہو تو پھر عرصہ علاج 18- 12 ماہ تک ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مریض کے ظاہری طور پر تندرست ہو جانے بلکہ تمام ٹیسٹ ٹھیک ہونے کے باوجود کچھ عرصہ بعد بیماری پھر سے آن لیتی ہے۔ مریض جہاں بھی کمزور ہوا دق کے چھپے ہوئے جراثیم اسے آن گھیرتے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ظاہری طور پر تندرست ہونے کے باوجود مریض اپنا علاج جاری رکھیں۔

علاج میں استعمال ہونے والی ہر دوا کے مضر اثرات کی فہرست اچھی خاصی ہے۔ اس لئے ہر ماہ متعدد قسموں کے ٹیسٹ کر کے جسم کا پتہ چلتا رہنا چاہئے۔ اگرچہ حکومت پاکستان کی کوشش سے دق کی ادویہ کی قیمتیں خاص طور پر کم کر دی گئی ہیں لیکن جو بھی علاج کیا جائے وہ روزانہ کے 55 روپے سے کم نہیں پڑے گا۔ ٹیسٹ' معالج کی فیس اور ضروری غذا اس سے علاوہ ہیں۔

دق کی بیماری کی وجہ سے آنتوں میں گرہیں پڑ جاتی ہیں یا زخموں کے ٹھیک ہونے کے بعد آنتوں کے بعض حصے سکڑ جاتے ہیں یا آس پاس کی چیزوں سے چپک جاتے ہیں۔ ان حالات میں کوئی دوائی مریض کی دستگیری نہ کر سکے گی۔ آنتوں میں رکاوٹ یا پیٹ کے ایک طرف جھک جانے یا مسلسل درد کا شافی علاج آپریشن ہے آپریشن کی مدد سے خرابی دور ہوتی ہے لیکن دق کا باقاعدہ علاج اس کے بعد بھی پورا کرنا ہو گا۔

طب نبوی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تپ دق کے علاج میں جو قابل قدر تحائف عطا کئے ہیں۔ ان کا شمار میں لانا محال ہے۔ سب سے پہلے تو انہوں نے کوڑھ کی مثال سامنے رکھتے ہوئے مریض سے ایک میٹر کا فاصلہ رکھنے پر متوجہ کیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ جسم

میں قوت مدافعت کی کمی بیماری کا باعث ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب مریض کا علاج کرو تو اس کی قوت مدافعت پر بھرپور توجہ رکھی جائے۔ ورنہ علاج بے کار ہو گا۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

کلوا الزیت و ادھنوا بہ فان فیہ شفاء من سبعین داء منھا الجذام

(ابو نعیم)

(زیتون کا تیل کھاؤ اور اس کی مالش کرو کیونکہ اس میں ستر بیماریوں سے شفا ہے جن میں سے ایک کوڑھ بھی ہے)

سائنس کے ایک طالب علم کے لئے یہ اشارہ کافی ہے کیونکہ کوڑھ اور دق کے جراثیم ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو دوائی دق میں مفید ہے وہ کوڑھ میں بھی مفید ہے۔ زیتون کا تیل جب کوڑھ میں شفا دیتا ہے تو اسے لازماً دق میں بھی موثر ہونا چاہئے۔ مگر انہوں نے بیماری کی اہمیت کے پیش نظر اس بات کو مزید وضاحت عطا فرمائی۔ حضرت زید بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں۔

امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ان نتداوی ذات الجنب بالقسط البحری والزیت

(احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

(ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم ذات الجنب کا علاج قسط البحری اور زیتون کے تیل سے کیا کریں)

اسی مسئلہ پر حضرت زید بن ارقمؓ دوسرے نسخے سے یوں آگاہ کرتے ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ینعت الزیت و الورس من ذات الجنب

(ترمذی' ابن ماجہ' احمد)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات الجنب کے علاج میں زیتون کے

تیل اور ورس کی تعریف فرمایا کرتے تھے)

ذات الجنب پھیپھڑوں کو ڈھانپنے والی جھلیوں کی سوزش کو کہتے ہیں- یہ صرف سوزش بھی ہو سکتی ہے اور اس میں پانی بھی پڑ سکتا ہے- جسے طب جدید میں PLEURISY کہتے ہیں- لعاب دار پھیپھڑوں میں مزمن سوزش کی وجہ سے ان میں ورم آتا ہے اور پانی جمع ہو جاتا ہے یہ کیفیت اطباء کے نزدیک PLEURISY WITH EFFUSION ہے- اب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ یہ بیماری دق کی قسم ہے- اس لئے پلورسی کا علاج دق کی دواؤں سے کیا جاتا ہے- یہ جواب بیسویں صدی میں حاصل ہوا- لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی توضیح اور ذات الجنب کی تشریح میں امام محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں-

ان الذات الجنب سل

(ذات الجنب اصل میں دق اور سل ہے)

اور یہی کچھ جدید ترین تحقیقات کا نچوڑ ہے-

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دق کے علاج میں زیتون کا تیل' قسط البحری اور ورس کے بارے میں ارشاد فرمایا- ایک روایت میں قسط یا ورس یا قسط اور ورس بھی ملتا ہے- اس سے معلوم ہوا کہ ایک ہی اثر کی دو دوائیں اگر جمع کر لی جائیں تو فائدہ بڑھ جاتا ہے جسے آج کی طب میں SYNERGISM کہتے ہیں- طب یونانی میں تو یہ بات اطباء کو عرصہ سے معلوم تھی اس لئے نسخوں میں ایک ہی اثر کی متعدد ادویہ شامل کی جاتی تھیں- ہومیوپیتھک طریقہ علاج کے قدردان ہمیشہ سے ایک دوائی کے قائل تھے مگر اب جرمنی اور امریکہ سے متعدد دوائیں ایسی آ رہی ہیں جن میں کئی عناصر شامل ہوتے ہیں-

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی دوائی زیتون کا تیل ہے- جس کے بارے میں خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب ایک دلچسپ واقعہ بیان بتاتے ہیں- ڈاکٹر سعید احمد خان سرحد گورنمنٹ ٹی بی سینی ٹوریم ڈاڈر کے چالیس سال تک میڈیکل سپرنٹنڈنٹ رہے ہیں اور متحدہ ہندوستان میں بھی ان کی مسیحائی کا شہرہ تھا-

ایک ڈاکٹر کو تپ دق ہوئی تو وہ علاج کے لئے مدراس کے مدنا پلی سینی ٹوریم میں داخل ہو گیا۔ پھیپھڑوں کو سکیڑنے کے لئے انہوں نے ایک آپریشن کے ذریعہ ان کی چھ پسلیاں نکال دیں۔ چھاتی کی تکلیف میں کمی آ رہی تھی کہ جراثیم آلود تھوک نگلنے کی وجہ سے دق کا اثر آنتوں پر ہو گیا۔

مریض کو جب اسہال شروع ہوئے تو ڈاکٹروں نے محسوس کیا کہ اب یہ بچنے کے نہیں۔ اس لئے انہوں نے ان کو مختلف طریقوں سے ہسپتال سے بھگانے کی صورت بنانی شروع کی۔ ڈاکٹر صاحب سمجھ گئے کہ اب یہ لوگ علاج سے عاجز ہیں اور وہ یہ نہیں چاہتے کہ ان کا کوئی مریض ہسپتال میں مرکر ان کا ریکارڈ خراب کرے۔

ڈاکٹر صاحب نے مایوسی کے اسی عالم میں اپنے پروردگار سے فریاد کی جس نے ان کو خواب میں ایک دوائی' زیتون کا تیل اور الٹرا وائیلٹ شعاؤں کی بشارت دی۔ دوائی تو یہ بھول گئے (غالباً" قسط ہو گی) اور زیتون کا تیل بازار سے منگوا کر ہر صبح سنگترے کے عرق میں ملا کر اس کے دو اونس پینا شروع کر دیا۔ ہسپتال والے الٹراوائیلٹ کے حق میں نہ تھے۔ مگر ان کے اصرار پر وہ ان کو لگنی شروع ہو گئیں۔ دو ہفتوں میں اسہال بند ہو گئے اور مریض کا وزن بڑھنے لگا۔ چنانچہ یہ ڈاکٹر صاحب اسی ہسپتال سے مکمل شفایاب ہو کر باہر نکلے جس کے ڈاکٹر ان کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔

ڈاکٹر سعید احمد خان نے جب یہ واقعہ دیکھا تو وہ زیتون کے تیل کے اعجاز کے قائل ہو گئے۔ انہوں نے یہ واقعہ ہمیں سنایا اور فرمایا کہ اس مشاہدہ کے بعد میں نے چالیس سال تپ دق کا علاج کیا۔ مگر روغن زیتون کے بغیر کبھی کوئی نسخہ نہیں لکھا اور اللہ کے فضل سے میرے مریضوں کی شفایابی کی شرح دنیا کے کسی بھی ڈاکٹر سے بہتر رہی۔

ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی اور ڈاکٹر سعید احمد صاحب

کی اطلاع کے بعد یہ نسخہ ترتیب دیا۔

قسط البحری 100 گرام

شہد 50 گرام

روغن زیتون 50 گرام

قسط کو پیس کر اس میں اچھی طرح شہد ملایا گیا جب یہ معجون سی بن گئی تو اس میں زیتون کا تیل شامل کرکے پھر ہلایا گیا۔ یہ معجون دق کے مریضوں کو دی گئی۔ ایک بڑا چمچہ صبح' شام دینے سے ایسے شاندار نتائج برآمد ہوئے کہ لوگ حیران رہ گئے۔ ہمارے دوست ڈاکٹر سید آغا طاہر زیدی صاحب بھی تپ دق کے شفاخانوں میں 40 سال کام کر چکے ہیں۔ ان کو یقین نہ تھا کہ ایسا اتنی آسانی سے ہو سکتا ہے۔ دو ایک مرتبہ ملنے آئے تو ان کو وہ مریض دیکھنے کا موقع ملا جن کا علاج قسط سے کیا گیا۔ دیکھ کر حیران ہوئے۔

چونکہ وسیع پیمانے پر اچھے شہد کا ملنا مشکل تھا اور کچھ لوگ ایسی چیزوں میں اپنی مختلف رائے رکھتے ہیں۔ اس لئے مریضوں کے لئے یہ نیا نسخہ ترتیب دیا گیا۔

1--- نہار منہ اور عصر کے وقت 2 چمچے شہد' ابلتے پانی میں

2--- قسط البحری---- 100 گرام

3--- میتھی کے پتے یا بیج پیس کر---- 20 گرام۔ اس مرکب کا چھوٹا چمچہ صبح شام کھانے کے بعد۔

4- رات سوتے وقت 2 بڑے چمچے زیتون کا تیل۔ (اٹلی یونان یا ترکی کا بنا ہوا)

اس نسخہ میں پہلی اہم چیز گرم پانی میں شہد ہے۔ یہ گلے کی خراش کو دور کرتا ہے۔ بلغم نکالتا' سانس کی نالیوں کی سوزش کو تسکین دیتا اور آنتوں کی جلن کو رفع کرتا ہے۔ آنتوں کی دق کی اہم علامت اسہال ہوتا ہے۔ جس کے لئے شہد اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ شہد کا ایک منفرد اثر کمزوری کو دور کرنا ہے۔ دق کے مریض بلاشبہ کمزور ہوتے ہیں ان کی کمزوری کو دور کرنے اور جسم کی قوت مدافعت کو بڑھانے میں شہد سے بڑھ کر کوئی اور چیز نہیں۔

توریت مقدس میں ایک بادشاہ کا قصہ لکھا ہے جس نے اپنی شکست
خوردہ فوج کو جنگل میں لے جا کر جنگلی شہد اور ٹڈے کھلائے جس سے
سپاہی تنومند ہو گئے اور انہوں نے دشمن کو شکست دے دی۔

قسط البحری کے ساتھ میتھی کی شمولیت کا جواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اہم ارشادات سے حاصل ہے۔ قاسم بن عبدالرحمانؒ مروی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میتھی سے شفا حاصل کیا کرو (ابن القیم)

اسی بات میں ایک حدیث کو محدثین نے مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔

میری امت کے لوگ اگر میتھی کے فوائد کو صحیح جان طور پر جان لیں
تو وہ سونے کے عوض تول کر لینے میں تردد نہ کریں۔ (محمد احمد ذہبی)

میتھی کی اتنی اہمیت کو جاننے کے بعد کرنل چوپڑا اور ند کارنی کی تحقیقات سے بھی یہی پتہ چلا کہ اب تک مچھلی کے تیل کے جن فوائد کا تذکرہ کرتے آئے ہیں وہ سب کے سب میتھی میں موجود ہیں۔ بلکہ میتھی اس سے اس لئے افضل ہے کہ اس میں دیگر اجزاء کے علاوہ وٹامن B-C بھی موجود ہیں جو کہ مچھلی کے تیل میں نہیں ہوتے۔

کھجور کو قرآن مجید نے کمزوری کے لئے بہترین قرار دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے زہروں کا تریاق بتایا ہے۔ اس لئے دق کے مریضوں کو اگر دواؤں کے ساتھ کھجور دی جائے تو اس سے توانائی میں اضافہ کے ساتھ بیماری میں بھی فائدہ ہو گا۔ دق کی اکثر علامات جراثیم کی زہروں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ ان زہروں کا اثر کھجور زائل کر دے گی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ شادی سے پہلے بہت دبلی تھیں۔ جب دواؤں سے ان کا وزن نہ بڑھا تو ان کو کھجوریں اور کھیرے کھلائے گئے جس سے ان کے وزن میں اضافہ ہو گیا۔

دق کے علاج میں بیماری سے نجات کا ایک پیمانہ مریض کا وزن ہوتا ہے۔ ہسپتالوں میں ہر مریض کا باقاعدگی سے وزن کیا جاتا ہے اور اس کے چارٹ پر درج کیا جاتا ہے۔ کھجور اور زیتون بلکہ شہد کی شمولیت کے ساتھ مریض کی نقاہت کو ختم

کرکے اسے بیماری پر غلبہ پانے کی قابل بنایا جا سکتا ہے۔

دق کے مریض کی صحت کی بہتری کا پتہ خون کے ESR سے لگتا ہے۔ اگر کسی مریض کا ابتدا میں ESR-90 ہو تو وہ ہر ماہ کے علاج کے بعد پھر چیک کیا جائے۔ اس میں بتدریج کمی بیماری کے ٹھیک ہونے کی علامت ہے۔ مردوں میں تندرستی میں یہ 10 - 15 mm ہوتا ہے جب کہ خواتین میں یہ قدرے زیادہ ہوتا ہے۔

اسہال کے ہنگامی علاج کے لئے بہی دانہ کا لعاب کافی رہتا ہے۔ اس کے علاوہ شربت بہی بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کی دستیابی یقینی نہیں۔ اس لئے اکثر مریضوں کو جدید ادویہ میں سے STREPTOMAGMA یا KAOSTOP وغیرہ قسم کے آنتوں کی جلن کو رفع کرنے والے مرکبات دیئے گئے۔

یہ علاج ہر مریض میں شفا کا باعث ہوا۔ عام طور پر مریض کو مکمل طور پر شفایاب ہونے میں 3-5 ماہ لگے۔ اس پر اوسط خرچ 5 روپے یومیہ رہا جب کہ جدید علاج کے روزانہ مصارف 60 روپے روزانہ کے علاوہ 9-18 ماہ کے عرصہ تک محیط ہیں۔

غذا کے انجذاب کے مسائل

MALABSORPTION SYNDROME

انسانی جسم میں داخل ہونے کے بعد غذا مختلف مراحل سے گزرتی ہے۔ اور ہر مرحلہ پر وہ اپنی کیمیاوی ساخت تبدیل کرتی ہے جسے عمل انہضام کہا جاتا ہے۔ منہ میں داخل ہونے کے بعد غذا چبائی جاتی ہے۔ چبانے کے عمل کے دوران اس میں تھوک کا جوہر PTYALIN شامل ہو جاتا ہے۔ جب غذا میں موجودہ نشاستہ کو گلوکوس میں تبدیل کر دیتا ہے۔

منہ میں نشاستہ کے ہضم کے علاوہ آگے جانے والی غذا کو چبا کر باریک کیا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ لیس دار لعاب شامل ہونے سے اس کو حلق کے نیچے جانے میں سہولت ہو جاتی ہے۔ معدہ میں ہضم کا عمل تیزابی ماحول میں انجام پاتا ہے۔ اور کوئی بھی چیز یہاں مکمل طور پر ہضم نہیں ہوتی وہاں سے چھوٹی آنت میں داخل ہونے والی غذا میں تیزابیت ہوتی ہے جس کو پہلے حصے میں سوڈا بائی کارب ملا کر ضرورت کے مطابق کیا جاتا ہے۔ یہاں پر آنتوں میں پیدا ہونے والے خامرے' لبلبے اور پتہ سے آنے والے صفرا ہضم کی تکمیل انجام دیتے ہیں۔

چکنائیوں کے ہضم اور انجذاب کے لئے صفرا کے نمکیات ضروری ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں جیسے کہ یرقان میں ہوتا ہے تو چکنائی ہضم نہیں ہوتی۔ حیاتین D-K ہضم نہیں ہوتے اور اور طرح مریض کے لئے اضافی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔

ہضم کے عمل کو سامنے رکھیں تو غذا کے انجذاب کے مسئلہ کو سمجھنا آسان ہے

جاتا ہے۔ مثلاً منہ سے لے کر چھوٹی آنت کے آخری حصہ تک جھلیوں کی خرابیاں اور اس کے بعد مقامی حساسیت اور بعض سوزشی بیماریاں' طب جدید کے مطابق اسباب کی ایک لمبی فہرست ہے جن میں سے بعض کی حیثیت فنی نوعیت کی ہے۔

جب کوئی شخص ٹھیک ٹھاک غذا کھا رہا ہو اور اس کا وزن اس کے باوجود کم ہو رہا ہو تو ایسے میں ذیابیطس سے لے کر پیٹ میں کیڑوں کی سمت خیال کیا جاتا ہے اس سلسلے کی سب سے مشہور بیماری درج ذیل ہے۔

چکنائی کے اسہال (COELIAC DISEASE)

یہ ایک ایسی بیماری ہے جس میں چھوٹی آنت مں غذا کے بعض اجزا سے تعلق میں آنے کی بعد یہ اپنی کارگزاری یا تخلیقی شکل تبدیل کرلیتی ہے۔ یہ غذائی حساسیت کی وجہ سے پیدا ہونے والی بیماری ہے جس میں اجناس میں پائی جانے والے لحمیات کا جزو (GLUTEN) آنتوں میں (ALLRGY) حساسیت پیدا کر دیتا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کہ بعض لوگ مچھلی کھائیں تو ان کے جسم پر ورم آ جاتا ہے۔ کھجلی شروع ہو جاتی ہے۔ یا پتی اچھلنے لگتی ہے۔ یہ بیماری چھوٹی آنت میں حساسیت تک محدود رہتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہاں سے خوراک جذب ہونے میں نہیں آتی۔

جسم میں حساسیت عام طور پر ایسی غذاؤں یا اشیاء سے پیدا ہوتی ہے جو روزمرہ استعمال میں نہیں آتیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص نے جیسے کہ زندگی میں پہلی مرتبہ پنسلین کا ٹیکہ لگوایا تو اسے حساسیت کا ردعمل پیدا ہو گیا یا سمندری مچھلی کھانے سے جسم پر پتی اچھلنے لگی۔

> ایک صاحب کے ہاتھوں کی جلد اتنی مضبوط ہے کہ اگر تھوڑا بہت تیزاب لگ جائے تو ان کو کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن انہوں نے جب بڑے شوق سے ایک ولائتی صابن سے ہاتھ منہ دھوئے تو ہاتھوں اور چہرے کی کھال اتر گئی۔ حالانکہ وہ ایک مقبول صابن ہے۔ لیکن ان کی جلد اس کو قبول کرنے پر تیار نہ ہوئی۔

ماہرین غذا نے عدم انجذاب کی اس صورت کو آنتوں میں زرعی اجناس سے حساسیت کا باعث قرار دیا ہے۔ اجناس میں سے جئی' گندم' مکئی میں موجود لحمیات (GLUTEN) کو موردالزام ٹھہرایا گیا ہے۔ امریکی ماہرین نے اس میں جو بھی شامل کئے ہیں۔ جب کہ برطانوی ماہرین زرعی اجناس کے علاوہ گائے کے دودھ سے بھی بچوں میں حساسیت کا شبہ کرتے ہیں۔ البتہ ان کی رائے میں یہ حساسیت مستقل نہیں ہوتی ہے۔ لیکن جب یہ بڑوں میں ہوتی ہے تو پھر عمر بھر کے لئے رفیق بنتی ہے۔

علامات

پیلے رنگ کے پتلے پاخانے جو مقدار میں کافی اور زیادہ بدبودار ہوتے ہیں۔ منہ میں چھالے نکلتے ہیں یا پک جاتے ہیں۔ انگلیاں موٹی ہو جاتی ہیں۔ وزن کم ہونے کے ساتھ کمزوری' تھکن' بلڈ پریشر میں کمی' جلد خشک رہنے لگتی ہے۔ اور اس پر جا بجا دھبے نظر آتے ہیں۔

اکثر مریضوں میں علامات مختلف ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نوعیت کے لحاظ سے یہ چھوٹی آنت میں عدم انجذاب کا قصہ ہے۔ جب کسی کی غذا پیٹ میں جانے کے باوجود خون میں داخل نہ ہو تو غذائی کمی کی علامات سارے جسم میں پھیل جاتی ہیں۔ مریض کھانے کے باوجود فاقہ کشی کی حالت میں ہوتا ہے۔ جس طرف سے بھی دیکھئے اسی طرف ہی علامات کا ایک طویل سلسلہ موجود ہو گا۔ جب وٹامن ب اور فولاد جذب نہ ہوں گے تو خون کی کمی ہو جائے گی۔ لحمیات کی کمی سے جسمانی کمزوری کے علاوہ جسم کا پورا (HARMONAL SYSTEM) متاثر ہو جائے گا۔ کیونکہ ہارمون لحمیات کے ہضم سے حاصل ہونے والے ایمونیائی ترشوں سے بنتے ہیں۔

چھوٹے بچوں میں غذائی کمی کی وجہ سے نشوونما متاثر ہو جاتی ہے۔ قد چھوٹا رہ جاتا ہے۔ دماغ کا بڑھنا رک جاتا ہے جس سے بچے سست' کند ذہن اور بے ہنگم ہو جاتے ہیں۔

تشخیص

بہترین طریقہ علاج یہ ہے کہ پیٹ میں (ENDOSCOPE) ڈال کر چھوٹی آنت سے کم از کم دو جگہ سے ٹکڑے کاٹ کر باہر نکال کر ان کا معائنہ کیا جائے۔ لیکن یہ کام ایک کمزور مریض کے ساتھ ظلم کے برابر ہے۔ ایک عام آدمی اس کے اخراجات کا متحمل بھی نہیں ہو سکتا۔

پاخانہ کے ٹیسٹ سے خاصی مدد مل سکتی ہے۔ اس کا وزن زیادہ ہو گا۔ ایک عام آدمی کے پاخانہ میں 7 گرام سے زیادہ چربی نہیں ہوتی جب کہ ایسے مریضوں میں بہت زیادہ ہوتی ہے۔

خون کی مسلسل کمی، اسہال کی موجودگی، خون میں ایلبومن اور پوٹاشیم کی کمی سے اس کا پتہ چلایا جا سکتا ہے۔

ایٹمک ذریعہ سے حیاتین B کے اخراج کا پتہ چلانا آسان ہے۔ ایک عام آدمی کو اگر اس کا ٹیکہ لگایا جائے تو 70 فیصدی مقدار 24 گھنٹوں میں پیشاب کے راستہ خارج ہو جاتی ہے۔ جب کہ ایسے مریضوں میں وٹامن کا بیشتر حصہ جسم کے اندر صرف ہو جاتا ہے۔

(BARIUM) دینے کے بعد آنتوں کا ایکسرے کرنے پر ہموار دیواروں اور دوسرے مشاہدات سے اس بیماری کا پتہ چل سکتا ہے۔

علاج

اجناس سے عمر بھر پرہیز کرنا ہو گا۔ ڈبہ کی چیزیں منع ہیں۔

غذا میں لحمیات، خشک دودھ، گوشت دیئے جائیں۔ کھانا کھانے کے بعد ہضم کرنے والی گولیاں مفید ہیں۔ خون کی کمی کے لئے فولاد، حیاتین ب اور فولک ایسڈ بذریعہ انجکشن (FOLIC ACID B) آنتوں میں جراثیم کی موجودگی کو ختم کرنے کے لئے (TETRACYCLIN) کے کیپسول کافی ہیں۔

اگر یہ طریقے کارآمد نہ ہوں تو کورٹی سون کے مرکبات زیادہ عرصہ تک دیئے

جائیں۔ کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ ان کو ابتداء ہی میں شروع کر دیا جائے۔ مریض جب بہتر ہونے لگے تو ان کو بند کر کے دوسرے علاج جاری رکھے جائیں لیکن عمر بھر کے لئے۔

طب نبوی

اس بیماری کا علاج اسہال کے اصول پر کیا جائے۔ شہد پلانے سے اگر فائدہ نہ ہو تو پھر اس کے ساتھ بہی دانہ کا لعاب شامل کر دیں۔ لعاب اور شہد آنتوں میں جلن اور اسہال فوراً ختم کر دیں گے۔

مریض کو خالی پیٹ زیتون کا تیل دیا جائے۔ عموماً" رات کو سوتے وقت یا دن کے 11 بجے ایک بڑا چمچہ کافی رہتا ہے۔

خون کی کمی اور کمزوری کے لئے شہد کے ساتھ نہار منہ کھجوریں دی جائیں۔ اگر اسہال اور کمزوری نہ ہوں اور مسئلہ کھانا ہضم ہونے میں مشکلات کا ہو جائے تو پھر کھانے کے بعد 3 دانے خشک انجیر مفید رہتے ہیں۔

ابتدا میں چکنائی اور زرعی اجناس سے پرہیز کیا جائے۔ پھر آہستہ آہستہ جو کا دلیا۔ جو کا آٹا ملا کر روٹی شروع کر کے مریض کی اجناس سے حساسیت کو بتدریج ختم کر دیں۔ یاد رہے کہ شہد اور زیتون کا تیل بذا خود حساسیت کا علاج ہیں۔

جن مریضوں کی آنتوں میں سوزش ہو ان کو قسط شیریں اور کلونجی ہم وزن ملا کر اس کا ایک چھوٹا چمچ صبح کھانے کے بعد دیں۔ یہ علاج یقینی اور مفید ہے اور مرض کی نوعیت کے پیش نظر اس میں معمولی تبدیلیاں اکثر ضروری ہو جاتی ہیں۔ عرصہ علاج طویل بھی ہو سکتا ہے۔

بڑی آنت کے کینسر

CANCERS OF THE COLON

پچاس سال سے قریب عمر کا وہ مرد جسے باقاعدگی سے اجابت ہوتی ہے اگر اسے قبض ہونا شروع ہو جائے یا حاجت کے اوقات میں تبدیلی ہوتی چلی جائے تو اس پر کینسر کا شبہ کرنا ایک معقول بات ہے۔ یا اس کے جسم میں کینسر کے سلسلہ میں مفصل تحقیقات کی جائے۔

بڑی آنت میں کینسر چار قسموں میں ہوتا ہے۔ ایک قسم میں جلیبی کی مانند گول لکیریں سی بنی ہوتی ہیں جب کہ دوسری قسم میں آنت کے دونوں کناروں سے بڑھتا ہوا گوشت راستے کو آہستہ آہستہ مسدود کر دیتا ہے۔ پروفیسر گرے ٹرنر نے اس قسم کو بہترین قرار دیا ہے۔ کیونکہ پاخانہ کی رکاوٹ کی وجہ سے مریض جلد سے جلد مشورہ حاصل کرتا ہے اور کینسر کا پھیلنے سے پہلے پتہ چل جاتا ہے اور اسے بروقت نکال کر جان بچائی جا سکتی ہے۔ تیسری قسم میں زخم نمودار ہوتا ہے جس کے کنارے اوپر سے اندر کی طرف مڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ چوتھی قسم گوبھی کے پھول کی مانند کھل کر آہستہ آہستہ رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔

آنتوں کے کینسر عورتوں کی نسبت مردوں میں زیادہ ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان میں غدودوں سے برآمد ہونے والی رسولیاں کثرت سے ہوتی ہیں۔ لیکن ان میں سے اکثر بعد میں کینسر میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

پروفیسر عبدالحمید صدیقی مرحوم کے پاس ڈھاکہ سے ایک باکسر لڑکا پیٹ

کی تکلیف لے کر آیا۔ اسے پاخانہ کے ساتھ کبھی کبھار خون آتا تھا۔ جب اجابت والی نالی میں اوزار ڈال کر معائنہ کیا گیا پوری آنت میں انگور کے دانوں کی طرح کی چھوٹی چھوٹی رسولیاں ڈنڈیوں سے لٹک رہی تھیں۔ جب اسے اجابت ہوتی یا وہ زور لگاتا تو ایک آدھ ڈنڈی ٹوٹ جاتی۔ وہ بیر نما رسولی باہر نکل جاتی اور ڈنڈی والی جگہ سے تھوڑی دیر خون نکلتا رہتا۔

صدیقی صاحب نے اس کی آدھی آنت نکال کر پاخانے کا راستہ اس کی بائیں پسلی کے نیچے بنا دیا۔ اسے COLOSTOMY کہتے ہیں۔

اس نوجوان کو بچ جانے کی کوئی خوشی نہیں تھی وہ پاخانے کا سوراخ غلط جگہ دیکھ کر اور عمر بھر کے لئے اس غلاظت کو اٹھائے پھرنے پر بہت نالاں تھا۔ اسے غلط فہمی تھی کہ اگر ولایت چلا جائے تو بچ جائے گا۔ چونکہ کوئی انگریز سرجن کسی پاکستانی سرجن سے زیادہ ہنرمند نہیں ہوتا۔ اس لئے مایوس واپس آیا۔

کینسر کے خلئے جسم کے لمفائی نظام کے راستے جسم کے مختلف مقامات کی سمت پھیل جاتے ہیں اور ان کا ثانوی مرکز اکثر جگر میں جا کر بن جاتا ہے۔ اصولی طور پر جگر میں براہ راست کینسر عام طور پر نہیں ہوتا۔ جگر میں اگر کینسر کی موجودگی کا پتہ چلے تو اس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ رسولی پیٹ کے کسی اور عضو میں موجود ہے جس کا ثانوی مرکز جگر میں بن رہا ہے۔

بڑی آنت کی اندرونی تہ میں لگی ہوئی جھلی بعض نامعلوم وجوہات کی بنا پر ایک دم پھیلنے لگتی ہے اور اس سے رسولی بن جاتی ہے۔ رسولیاں کسی بھی مرحلہ پر کینسر میں تبدیل ہو سکتی ہیں یوں تو کینسر کسی بھی حصہ سے شروع ہو سکتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ پاخانہ والی نالی کے آخری حصہ کے قریب دیکھا گیا ہے۔ ذیلی نقشہ میں آنت کے مختلف حصہ میں پائے جانے والے کینسر کی شرح پیش ہے۔

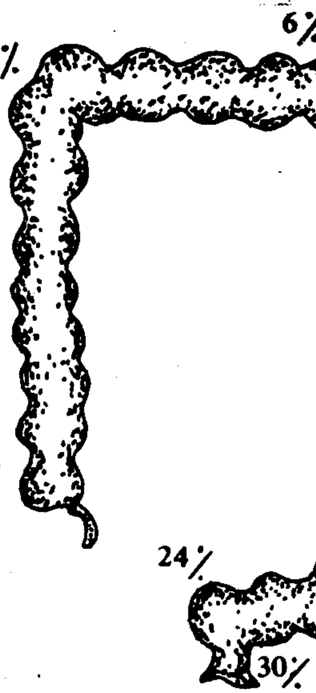

کینسر جسم کے جس حصہ میں بھی ہو موت کا باعث ہو سکتا ہے۔اس لئے علاج کا عمومی اصول یہ ہے کہ اس کو جلد پکڑ لیا جائے۔ متاثرہ حصہ اور اس کے آس پاس کا علاقہ کھرچ کر نکال دیا جائے۔ اگر یہ عمل بروقت کر لیا جائے تو پھیلاؤ رک کر زندگی میں کچھ اضافہ ہو جاتا ہے بڑی آنت کے کینسر اس لحاظ سے بڑے مسکین ہیں کیونکہ اپنی اذیت رسانی کے باوجود آہستہ آہستہ پھیلتے ہیں۔ اور مریض کو جان بچانے کی کافی مہلت دیتے ہیں۔ لیکن اس عمل میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ ان کی واضح علامات نہیں ہوتیں۔ اس لئے مریض کے لئے پریشان ہو کر ڈاکٹر کے پاس جانے اور مہنگے ٹیسٹ کروانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

علامات

بڑی آنتوں میں کینسر کی علامات مختلف ہوتی ہیں۔ لیکن مختلف مریضوں میں علامات کا فیصدی تناسب یہ رہا۔

	دائیں آنت	بائیں آنت	درمیانی آنت
پیٹ درد	78	68	51
اجابت کے اوقات میں گڑبڑ	30	58	70
وزن میں کمی	50	15	20
قے (قولنج کے ساتھ)	32	15	0
بھوک میں کمی	18	9	0
سانس چڑھنا اور غشی کے دورے	20	9	6
پاخانہ کے راستے خون	8	9	29
پیٹ میں گولہ	67	46	39
بدہضمی	8	0	0
آنتوں میں رکاوٹ	8	21	29

مریض کو جب زیادہ درد ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کینسر پھیل گیا ہے اور آپریشن ممکن نہیں ہے۔ 25 فیصدی مریضوں میں آنتوں میں گوشت پیدا ہو جانے کی وجہ سے رکاوٹ ہو جاتی ہے۔ وہ شخص جو باقاعدگی سے بیت الخلا جاتا تھا اگر اس کے اوقات میں گڑبڑ پیدا ہو جائے تو اسے اکثر اوقات کینسر کی وارننگ قرار دینا چاہئے۔ پیٹ کے نچلے حصہ میں ریاح جمع ہونے سے نفخ محسوس ہوتی ہے لیکن ہوا خارج ہونے پر آرام آ جاتا ہے۔ اکثر اوقات علامات نہیں ہوتیں اور بیماری کی تشخیص اتفاق سے ہوتی ہے۔ اور جب ہوتی ہے تو عام طور پر علاج کا وقت گزر گیا ہوتا ہے۔

تشخیص

بڑی آنت کو نیچے سے اوزار ڈال کر آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے۔ SIMOIDSOCOPY کا یہ طریقہ قابل اعتماد اور مزید تحقیقات کے لئے مفید ہے۔ اس اوزار کے ساتھ ایسا بندوبست موجود ہے جس سے آنت کے متاثرہ حصے کا کوئی ٹکڑا کاٹ کر اسے لیبارٹری میں BIOSPY کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ ہمارے ایک کرم فرما کو پاخانہ کے ساتھ خون آ رہا تھا۔ ان کی عمر 70 سال کے قریب ہے۔ پاخانہ میں

خون کی معقول مقدار پائی گئی۔ پاخانہ ٹیسٹ کروانے پر یہ رپورٹ ملی:۔

PUS CELLS:	Many
RBCS:	Rare
BACTERIA:	Normal flora
OVA:	Nil
	Many fungal spores seen
CYSTS:	Occasional cyst of E.coli
VEGETATIVE FORMS:	Nil
REDUCING SUBSTANCES:	Nil
OCCULT BLOOD:	POSITIVE

اس رپورٹ میں پرانی امیبائی پیچش کا بھی سراغ ملتا ہے۔ لیکن یہاں اس کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ معمولی علاج سے اسے ٹھیک کیا جا سکتا تھا۔ SIGMOIDOSPY پر مریض کی آنتوں میں زخم اور ابھار دیکھے گئے ہیں۔ اسی اوزار کی مدد سے ایک ٹکڑا کاٹ کر باہر نکالا گیا۔ جسے ایک بڑے ہسپتال کی لیبارٹری میں ٹیسٹ کیا گیا۔ اور یہ نتیجہ موصول ہوا۔

Microscopic Description

Section from the polyp shows closely packed coline glands lined by mucous secreting epithelium, showing multilayering & mitotic activity. Some area with in these polypi show back to back arrangement of glands with severe dysplasia of the lining epithelium, loss of mucin, although there is no defnite evidence of frank invasion of the stroma, there are areas

suggesting an early break of the basement membrance. The apperance are of adenomatous polypi with severe dysplasia amounting to at least carcinoma in situ with a focus of questionable invasion.

یہ ایک افسوسناک رپورٹ ہے جس میں ماہر علم الامراض نے مریض کے جسم سے نکالے ہوئے ٹکڑے کا معائنہ کرکے گول مول رائے دی ہے۔

اسی طرح کے ایک اور مریض کا آپریشن ہوا۔ آنت کا ٹکڑا کاٹ کر معائنہ کے لئے پروفیسر غلام رسول قریشی کو بھیجا گیا۔ انہوں نے جو رپورٹ دی وہ یہ ہے۔

Recieced a segment of the descending colon. The specimen shows a polypoid mass, obstructing the lumen. The surface of the polyp is ulcerating.

HISTOLOGY

The study showed malignant epithelial cells. These neoplastic cells form glands and papillary processes of variable sizes and shapes, there is invasion of the stalk by the malignant cell.

This is a PAPILLARY ADENO CARCINOMA

یہ ایک واضح اور مکمل رپورٹ ہے۔ جس کو پڑھنے کے بعد معالج کے ذہن میں کوئی ابہام باقی نہیں رہتا۔

ایکسرے

آنتوں کو ایکسرے میں دیکھا نہیں جا سکتا۔ مریضوں کو BARIUM کا مرکب کھلا کر مختلف وقفوں سے ایکسرے کرنے پر معدہ اور دوسری آنتیں دیکھی جا سکتی ہیں۔

بڑی آنت کے کینسر کے 75 مریضوں میں سے 6 مریض ایسے تھے جن کو کینسر موجود تھا لیکن وہ ایکسرے سے نظر نہ آیا۔ ابتدائی حالت میں کچھ بھی واضح نہیں ہوتا۔ اس لئے ابتدائی حالت میں اگر ایکسرے صاف ہو اور اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کینسر کا امکان خارج ہو گیا۔

آج کل کے برطانوی ماہرین کینسر کے مریضوں کا ایکسرے کرنا پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ آنتوں میں اگر کسی جگہ کینسر کی وجہ سے رکاوٹ پیدا ہو رہی ہو تو بیریم کی زیادہ مقدار وہاں پر مکمل رکاوٹ کر دے گی اور مریض کی جان بچانا فوری مسئلہ بن جائے گا۔

مریض کو بیریم کا نیچے سے انیما دینے کے بعد ایکسرے کرنا ایک آسان اور قابل اعتماد طریقہ ہے۔ لیکن اس میں صرف کولون کے بائیں اور آخری حصوں کا مطالعہ ہو سکتا ہے۔ اپنڈکس سے متصل اور درمیانی کولون کو اس طرح دیکھا جانا ممکن نہیں۔

جدید ترکیب

. لوگوں نے آنتوں کو اندر سے غسل دے کر وہاں سے برآمد ہونے والے پانی سے چھان کر اس سے کینسر کے خلئے تلاش کرنے کی ترکیب نکالی ہے۔ جو اگرچہ مفید ہے لیکن کسی اچھے ہسپتال میں ماہرین کے ہاتھوں انجام پا سکتی ہے۔

انتباہ

ایک عام مریض کو جو عام طور پر نارمل ہے۔ اگر بار بار قبض ہو' پاخانہ میں خون آئے اور اس کے ٹیسٹ رپورٹ میں OCULT BLOOD لکھا ہو تو اسے کسی ماہر سرجن سے رجوع کرنا چاہئے۔ اور اس سلسلہ میں دیر کرنا خطرناک ہوتا ہے۔

علاج

بڑی آنت کے کینسر کا صرف ایک ہی علاج ہے وہ ہے آپریشن۔ اور یہ آپریشن بھی چند ایک مریضوں میں ممکن ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ پھیل گیا ہو تو آپریشن کے

ذریعہ اسے مکمل طور پر نکالنا ممکن نہیں رہتا۔

پہلی صورت تو یہ ہے کہ جلد از جلد آپریشن کرکے رسولیاں نکال دی جائیں۔ آنت کا متاثرہ حصہ نکال کر تندرست حصوں کو آپس میں جوڑ کر ایک لمبی زندگی کی توقع ہو جاتی ہے اور اگر متاثر حصہ آخر میں ہو یا کینسر پھیل چکا ہو تو اس کا تکلیف دہ حل یہ ہوتا ہے کہ مریض کی پاخانہ والی نالی نکال کر پاخانہ کرنے کی جگہ پیٹ میں بنا دی جائے۔ اللہ تعالیٰ اس اذیت سے محفوظ رکھے کہ پاخانہ پیٹ کے کسی حصہ سے نکل رہا ہو اور اس کی غلاظت اور بدبو کو روکنے کے لئے پیٹ پر پیالہ بندھا ہو۔ جن لوگوں نے ایسے مریض دیکھے ہیں وہی جانتے ہیں کہ ان کی حالت کتنی قابل رحم ہوتی ہے۔

ہمارے ایک ڈاکٹر دوست کے والد کا آنتوں کے کینسر کے لئے آپریشن ہوا۔ چار سال آرام سے نکل گئے۔ پھر سے تکلیف شروع ہوئی۔ انہوں نے ایک بڑے ہسپتال میں داخل کروایا گیا۔ جہاں دوبارہ آپریشن ہوا۔ سرجن نے پیٹ کھول کر پھر سے بند کر دیا۔ کیونکہ رسولی اتنی پھیل چکی تھی کہ اب اسے نکالنا ممکن نہ رہا تھا۔

مشکل یہ رہی کہ اب مریض کو کیسے بتایا جائے کہ اسے آپریشن کے پورے مراحل اور اخراجات سے گزرنے کے باوجود اس کا پیٹ کچھ کئے بغیر بند کر دیا گیا۔ اور یہ مسئلہ اس لئے بھی زیادہ مشکل ہو گیا کہ مریض خود بھی ڈاکٹر تھا اور اس کو جھوٹی تسلی دینی ممکن نہ تھی۔

کسی زندہ انسان کو موت کی خبر سنانا آسان کام نہیں۔ اس معاملہ میں حوصلہ مند صرف دو ہی اصحاب دیکھے ہیں۔ مرحوم ڈاکٹر بلوچ صاحب کے دماغ کا کینسر پھیل کر جسم کو متاثر کر چکا تھا۔ وہ ہسپتال میں بالکل ایسے پڑے تھے جیسے کوئی عام مریض۔

ماہرین روزانہ دیکھنے آتے ہیں اور یہ ان سے اپنی شکایت بالکل ایسے بیان کرتے تھے جیسے کہ ناواقف مریض اپنے معالج سے توقع رکھتا ہے کہ وہ تکلیف سن کر مداوا کریں گے۔ معالج بھی اسی انداز میں آتے رہے اور نہ انہوں نے اور نہ کبھی مریض نے یہ کہا کہ اب علاج کس بات کا کریں؟ لیکن نسخے تبدیل ہوتے رہے اور مریض آخری دن تک صبر اور حوصلہ کا مظاہرہ کرتا رہا۔

دوسرے مریض ماشاء اللہ ابھی زندہ ہیں اور اپنی بیماری کی تشخیص اور علاج ایسے بیان کرتے ہیں کہ جیسے کسی اور کی کہانی ہو۔ وہ اس بیان کے دوران ہنستے بھی ہیں اور ڈاکٹروں کی غلطیاں بھی بتاتے ہیں۔

طب نبوی

معدہ اور آنتوں کے کینسر میں زیتون کے تیل کو شفائی اہمیت حاصل ہے۔ عرصہ ہوا اخبارات نے خبر دی تھی کہ جاپان میں آنتوں کے کینسر کے علاج میں روغن زیتون کے ساتھ انجیر کو بھی پسند کیا جا رہا ہے۔

ناقابل علاج بیماریوں کے علاج میں شہد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید نے اسے بلا تخصیص ہر بیماری میں شفا کا مظہر قرار دیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ بیماری خواہ کوئی ہو اسے پورے اطمینان کے ساتھ دیا جا سکتا ہے۔ احادیث میں بہی کے خواص کا جو تذکرہ ملتا ہے اس کی روشنی میں محدثین نے جن فوائد کا تذکرہ کیا ہے ان میں آنتوں کے زخم آنتوں میں بوجھ اور رکاوٹ شامل ہیں۔ یہ **پھیپھڑوں** کے علاوہ آنتوں کی صحت کی حفاظت کرتا ہے۔ اس لئے ابن القیم کے نسخہ کے مطابق اس کا مربہ ایک اچھا مرقع ہے جس میں بہی کے قتلے پانی میں گلانے کے بعد شہد ملا کر مربہ کے انداز سے پکا کر رکھ لئے جاتے ہیں۔ مریض ان کو نہار منہ کھاتا ہے۔

زیتون کا تیل 11 بجے دن اور رات سوتے وقت دینا مفید رہتا ہے۔ اکثر مریضوں میں دیکھا گیا ہے کہ جب آنتوں میں رکاوٹ آ گئی تو زیتون کا تیل بار بار پلانے سے چند دنوں میں اجابت کے لئے راستہ بن جاتا ہے۔

ہم نے انجیر کو زیادہ طور پر نہیں آزمایا۔ البتہ قسط شیریں کو مختلف قسم کی رسولیوں میں مدتوں سے دیا جا رہا ہے اور نتائج حوصلہ افزا ہیں۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلونجی کو ہر مرض میں شفا کا مظہر قرار دیا ہے۔ اس لئے عام مریضوں کے علاج میں یہ نسخہ استعمال کیا گیا۔

___ 2 بڑے چمچے شہد ابلے پانی میں- نہار منہ اور عصر کے وقت
___ سوتے وقت 2-1 بڑے چمچے زیتون کا تیل-
___ اگر رکاوٹ نہ ہو تو ناشتہ میں جو کا دلیا- شکر کی جگہ شہد ڈال کر-
___ اگر بہی کا مربہ میسر ہو تو نہار منہ شہد کی جگہ بہی کا مربہ تقریباً 100 گرام-
(شہد کے شیرے سمیت)

میتھرے	نصف گرام
کلونجی	ایک گرام
قسط شیریں	چار گرام

اس مرکب کا ایک چھوٹا چمچہ صبح' شام کھانے کے بعد' یہ علاج کافی مدت جاری رہے-

جگر اور اس کی بیماریاں

DISEASES OF THE LIVER

انسانی جسم میں جگر (کلیجہ) ایک فیکٹری کی مانند ہے۔ جس میں کئی قسم کے کیمیاوی عمل انجام پاتے ہیں۔ جسم کے اندر جب بھی کوئی دوائی یا زہر داخل ہوتی ہے تو وہ سیدھی جگر کو جاتی ہے۔ اگر وہ اس سے واقف ہے اور اسے جسمانی ساخت کے حصہ کے طور پر جانتا ہے تو اسے مناسب جگہ پر ذخیرہ کرلیتا ہے اور اگر وہ اسے نہیں جانتا تو وہ اسے تلف کرکے جسم سے باہر نکال دیتا ہے۔ وہ گلوکوس کو مقررہ مقدار سے بڑھنے نہیں دیتا۔ ہنگامی ضرورتوں کے لئے توانائی دینے والے عناصر کا ذخیرہ کرتا ہے۔ بیماریوں کے خلاف کام کرنے والا پورا دفاعی نظام اسی کی پیداوار ہے۔ وہ خون میں لحمیات کو شامل کرتا اور ان کے درمیان ایک مناسب توازن قائم رکھتا ہے۔

چھاتی کے دائیں جانب آخری پسلیوں کے پیچھے جگر واقع ہے۔ اس کا عمومی وزن ساڑھے تین پونڈ ہوتا ہے۔ عورتوں کا جگر قدرے چھوٹا ہوتا ہے اوپر کی طرف دائیں پھیپھڑے سے ملحق ہے۔ لیکن دونوں کو علیحدہ کرنے کے لئے مضبوط دیواریں ہیں۔ جگر کا معائنہ مریض کو لٹا کر دائیں طرف کی آخری پسلی کے نیچے ہاتھ رکھ کر صرف اس صورت میں کیا جا سکتا ہے جب جگر کسی وجہ سے پھیل گیا ہو۔ تندرست اشخاص کا جگر پسلیوں سے نیچے نہیں آتا۔

ہمارے ملک میں طب اور علاج سے وابستہ افراد میں سے اکثر ان پڑھ ہوتے ہیں۔ چونکہ ان کو انسانی جسم کے آلات اور ان کے افعال سے واقفیت نہیں ہوتی اس

لئے وہ اپنے مریضوں کو جگر یا مثانہ میں گرمی کے علاوہ اور کوئی بیماری بتانے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ جگر آسانی سے خراب نہیں ہوتا۔ اسے بیمار کرنے کے لئے مدتوں محنت کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ زہریلی ادویہ یا منشیات کا استعمال مریض کی اپنی مرضی سے ہوتا ہے اور ان کو طویل عرصہ دوائیں استعمال کرنے کے بعد جگر کو خراب کرتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ خون جگر میں پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے جب کوئی معالج مریض کو یہ کہتا ہے کہ اس کا جگر خون صالح پیدا نہیں کر رہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ معالج کو جگر کے افعال سے بھی واقفیت حاصل نہیں۔

جگر کی فعالیت کی تفتیش

جگر کو آسانی سے دیکھا جانا ممکن نہیں۔ اس لئے جب اس پر بیماری کا شبہ پڑ جائے تو اس کا پتہ چلانا آسان کام نہیں۔ حال ہی میں کمپیوٹر کے ذریعہ جگر کے جملہ افعال کی پڑتال کی ایک صورت نکلی ہے۔ جو نہایت عمدہ اور قابل اعتماد ہے۔ اس کتاب کے لئے عزیزی ظفر اقبال نے خصوصی کمپیوٹر پر اپنے جگر کی کارکردگی کا جائزہ ہمارے لئے نمونہ کے طور پر تیار کیا ہے جو درج ذیل ہے۔ یہ ایک تندرست شخص کے جگر کی صلاحیت کا خاکہ ہے۔

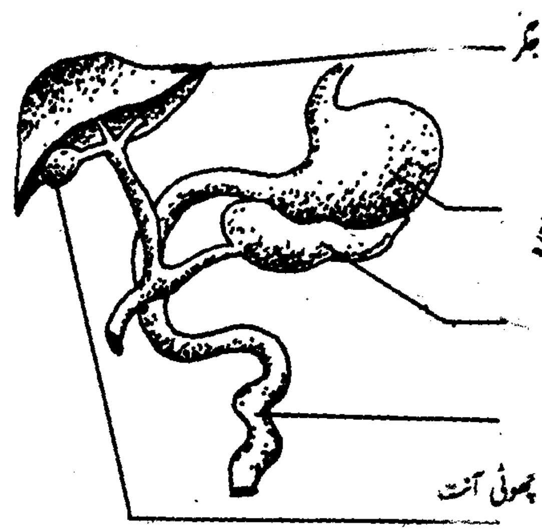

HASHIM CLINICAL LABORATORY

ILAHI BAKHSH CLINIC 35-LAWRENCE ROAD, LAHORE.

PATIENT'S NAME: ZAFAR AGE: 50 YEARS SEX: MALE
REF: BY DOCTOR: KHALID GHAZNAVI DATE: 08/09/91 NO.: 6995

LIVER FUNCTION TEST

TEST	VALUE	UNITS	NORMAL RANGE	REMARKS
BILIRUBIN TOTAL	0.9	MG/DL	0 - 1	NORMAL
CONJUGATED:	0.2	MG/DL		
UNCONJUGATED:	0.7	MG/DL		
S. G O T 23:	23	U/L	9 - 35	NORMAL
S.G P T 29:	29	U/L	3 - 30	NORMAL
ALK. PHOSPHATASE:	214	U/L	29 - 279	NORMAL
GAMMA-GT:	32	U/l	11-50	NORMAL
PROTEIN TOTAL:	7.3	G/DL	6.20-8.20	NORMAL
Albumin	4.2	G/DL	3.60-5.20	NORMAL
Globulin:	3.1	G/DL	2.40-3.70	NORMAL
A/G RATIO:	1.3			
HBs ANTIGEN:	Negative			

ZAFAR IQBAL

LAB. INCHARGE

یہ ایک تندرست شخص کے جگر کی فعالیت کا جائزہ ہے۔ کمپیوٹر نے ہر مشاہدہ کو مزید وضاحت دیتے ہوئے بتایا ہے کہ ٹیسٹ کتنا نارمل ہے اور اگر وہ نارمل سے علاوہ ہے تو اس کی درجہ بندی بھی کر دی جاتی ہے۔ موازنہ کے لئے ایک خاتون کے جگر کے مشاہدات کی رپورٹ درج ذیل ہے۔یہ خاتون جگر کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔

HASHIM CLINICAL LABORATORY

ILAHI BAKHSH CLINIC 35-LAWRENCE ROAD, LAHORE.

PATIENT'S NAME: SAJIDA BEGUM AGE: 47 YEARS SEX: FEMALE
REF: BY DOCTOR: KHALID GHAZNAVI DATE: 08/07/91 NO.: 5689

LIVER FUNCTION TEST

TEST	VALUE	UNITS	NORMAL RANGE	REMARKS
BILIRUBIN TOTAL	3.3*	MG/DL	0 - 1	HIGH
CONJUGATED:	2.1	MG/DL		
UNCONJUGATED:	1.2	MG/DL		
S. G O T:	364	U/L	9 - 35	HIGH
S G P T:	576	U/L	3 - 30	HIGH
ALK. PHOSPHATASE:	986	U/L	29 - 279	HIGH
GAMMA-GT:	321	U/L	7-32	HIGH
PROTEIN TOTAL:	6.8	G/DL	6.20-8.20	NORMAL
ALBUMIN:	3.1	G/DL	3.60-5.20	LOW
GLOBULIN:	2.7	G/DL	2.40-3.70	NORMAL
A/G RATIO:	1.1	–		
P.T.T.: — 21				
PATIENT: 14		SEC.		
CONTROL :	POSITIVE SEC.			
HBS ANTIGEN:				

ZAFAR IQBAL

LAB. INCHARGE

اس رپورٹ میں خون میں پائے جانے والے لحمیات نارمل مقدار میں ہیں- لیکن البومن اور گلوبولین کے درمیان تناسب درست نہیں ہے- خون میں صفراوی رنگ بہت زیادہ ہیں اس لئے ان کو یرقان ہونا لازمی ہے- جگر سے پیدا ہونے والے ہارمون مقدار میں زیادہ ہیں- ان کو دل کا دورہ پڑنے کا احتمال بھی موجود ہے-

جگر کی سوزش

جگر بڑی محفوظ جگہ پر رکھا گیا ہے اور اس میں سوزشوں سے محفوظ رہنے کی اپنی صلاحیت بھی موجود ہے۔ اس کے باوجود کچھ حالات ایسے ہیں جن میں یہاں تک سوزش آ جاتی ہے۔ جو کہ وائرس' طفیلی کیڑوں' ملیریا' امیبیا' کی وجہ سے ہو سکتی ہے یا ایسی سمیات کے مسلسل استعمال سے ہو سکتی ہے جن کا جگر پر مضر اثر ہوتا ہے۔ جیسے کہ شراب' زہریں' زہریلی دوائیں مثلاً پارا' شنگرف' ہڑتال' میٹھا تیلیا کے خراب مرکبات یا کشتے' پیٹ کے کیڑے مارنے والی دوائیں اور پیراسیٹا مول جگر کو خراب کر سکتے ہیں۔ نمونیہ' زہرباد اور ملیریا کی وجہ سے جگر میں پھوڑا بن سکتا ہے۔ ان سوزشوں میں اہم یہ ہیں۔

VIRAL HEPATITIS اس وائرس کی متعدد قسمیں A-B-C کے نام سے موسوم ہیں۔ جو گندے پانی کو پینے' یا مکھیوں کی وجہ سے چھوٹے بچوں کو عام طور پر A قسم ہوتا ہے۔ جب کہ B قسم گندے اوزا روں' گندی سرنج' سے ٹیکہ لگوانے یا کسی مریض کا خون لینے سے لاحق ہونے والی رطوبتیں اگر تندرست فرد کے جسم میں داخل ہو جائیں تو بیماری ہو سکتی ہے جب کہ ایسے کسی فرد کا منہ چومنا یا جنسی تعلقات بھی جگر کی اس خرابی کا باعث ہو سکتے ہیں۔

بچوں کو چھ بیماریوں سے محفوظ کرنے والے پروگرام کے ابتدائی دنوں میں انجیکشن لگانے والی سرنج دیگچی میں پکائی جاتی تھی۔ عملہ کے بے پرواہ افراد تن آسانی کے لئے کئی بار سرنجوں کو پوری طرح پکائے بغیر استعمال کرتے رہتے تھے۔ جس سے بعض علاقوں میں یرقان کی وبا پھیل گئی جو کہ جگر کی سوزش تھی۔ سوزش بیمار بچے کی آلودہ سرنج سے تندرست بچوں تک گئی۔ اسی باب میں ایک مشکل یہ رہی ہے کہ ٹھیک طرح پکانے کے باوجود اس بیماری کا وائرس ہلاک نہیں ہوتا۔

وائرس کو ہلاک کرنے کی صرف ایک صورت ہے کہ آلودہ آلات کو پریشر ککر میں 25 پونڈ پریشر پر آدھ گھنٹہ پکایا جائے یا خاص قسم کے آلات استعمال کئے جائیں جو کہ ابتدائی دور میں ممکن نہ تھا۔

الحمد اللہ کہ اس پروگرام سے اب کوئی اندیشہ باقی نہیں رہا۔ لیکن چھوٹی آبادیوں میں پریکٹس کرنے والے نیم حکیم اور جعلی ڈاکٹر لوگوں کو اندھا دھند انجیکشن لگاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ اپنے آلات کی صفائی پر توجہ نہیں دے سکتے۔ ایک مطب میں دیکھا گیا ہے کہ ایک ہی سرنج اور سوئی سے چھ مریضوں کو ٹیکے لگے۔

راج گڑھ لاہور کے ایک "ڈاکٹر" کے مطب کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ اپنے ٹیکہ لگانے والے کارکن کو ہفتہ کے بعد نئی سوئی دیتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ بار بار ابالنے سے سوئی خراب ہو جاتی ہے۔ ایک روپیہ کی سوئی کی حفاظت میں وہ ایک مریض کی بیماری دوسروں کو کھلے دل سے تقسیم فرماتے ہیں۔

بیمار ماں کے خون سے یہ بیماری پیدا ہونے والے بچوں کو ہو سکتی ہے۔ بیمار ہونے والے مریضوں میں سے 50 فیصدی علامتیں دور ہونے کے باوجود اپنی جسمانی رطوبتوں سے وائرس خارج کرکے دوسروں کے لئے خطرات کا باعث بنے رہتے ہیں۔ جن کی قوت مدافعت کمزور ہو وہ ہمیشہ خطرہ میں رہتے ہیں۔ اکثر مریضوں کو بعد میں جگر کا کینسر ہو جاتا ہے اور اسی سے وفات پاتے ہیں۔

علامات

بیماری ظاہر ہونے سے چند دن پہلے۔

کمزوری' بھوک کی کمی' متلی اور قے' منہ کا ذائقہ خراب' سگریٹ پینے والوں کو تمباکو پینے سے نفرت کا احساس ہوتا ہے۔ 2-3 دن بخار رہتا ہے جس کے بعد یرقان نمودار ہو جاتا ہے۔ پیٹ میں درد ہوتا ہے جو قولنج کی طرح شدید بھی ہو سکتا ہے۔ پیشاب کا رنگ گہرا ہوتا جاتا ہے اور جگر بڑھنے لگتا ہے۔ جوڑوں میں معمولی درد کے ساتھ جسم پر دانے نمودار ہوتے ہیں۔

یرقان ظاہر ہونے کے بعد

چہرے کی زردی میں روزبروز اضافہ ہوتا ہے جو کہ 6 ہفتے تک رہتا ہے۔ پیشاب کی رنگت گہری' کمزوری کے ساتھ وزن گرنے لگتا ہے۔ پاخانہ کا رنگ ہلکا خاکستری

رہتا ہے جسم پر خارش ہوتی ہے اور کبھی کبھی دانے نکلتے ہیں۔

تشخیص

پیشاب میں صفرا کے رنگ یعنی BILIRUBIN کی خاصی مقدار نظر آتی ہے۔
خون کے کیمیاوی معائنہ پر اس میں CONGUGATED BILIRUBIN اور BILIRUBIN کی مقدار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

خون میں وائرس کے خلاف پیدا ہونے والے ANTIGENS کے خلاف ٹیسٹ کریں تو تشخیص واضح ہو جاتی ہے۔

خون میں صفرا کے رنگوں کے کیمیاوی تجزیہ کا یہ نتیجہ جگر کی سوزش کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

TOTAL BILIRUBIN 100cc 4.6 mg

Cojugated 100cc 3.1 mg

Unconjugated 1000cc 1.5 mg

اس کیفیت میں صفراتی رنگوں کی زیادتی یرقان پیدا کرتی لیکن اس کے ساتھ رنگ کی دونوں قسموں کا تناسب مختلف ہوتا ہے۔ جیسا کہ بالائی مریض کی رپورٹ میں ڈاکٹر عبدالرشید قاضی صاحب نے واضح کیا ہے۔ CONJUGTED BILIRUBIN کی مقدار میں زیادتی جگر کی اس سوزش کو واضح کرتی ہے۔

SGPT: 410 (Normal 45)

SGOT: 250 (Normal 35)

Alkaline Phosphatase- 25 (Normal 3-13)

ایسے مریض کے پیشاب کا عمومی تجزیہ حسب ذیل ہے۔

URINE EXAMINATION

Chemical and physical Examination.

Colour AMBER. Terbidity - CLEAR Deposit.....Nil

Specific Gravity 1021 PH 6.0......

Albumen TRACES Suggar Nil Acetone Nil Blood Traces.......

Bile pigments Bile salts + + Urobilin.......+

Microscopic Examination of Centrifuged Deposit.

R.B.Cs „ 3 - 4 Pus Cell 4 - 6 Grannlar Cast Rare

Urine Acid Crystals Nil Cal: Oxalate Crystal many

Trippl Phosphate Crystal - ve Amorphous Phosphate Nil

Mucous Threads moderate..........

اس رپورٹ کے مطابق پیشاب میں صفرا' خون' پروٹین پائے گئے ہیں گردے بھی درست نہیں اور ہاضمہ خراب ہے۔

علاج

1- مریض بستر پر لیٹا رہے۔ اگر حملہ شدید نہ ہو۔ ناطاقتی زیادہ نہ ہو تو معمولی ہلنے جلنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ قے اگر مسلسل ہو تو ہسپتال میں رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

2- غذا میں لحمیات اور نشاستہ کی مقدار زیادہ ہونی چاہئے۔ انڈے کی سفیدی' کریم نکلا دودھ' دہی دیئے جا سکتے ہیں۔ پھلوں کے جوس' شربت دیئے جائیں مچھلی اور مرغی کا گوشت مفید ہیں۔

3- غذا میں چکنائی ہرگز نہ ہو۔

4- شراب اور اس قسم کی دوسری ادویہ سے مکمل پرہیز کیا جائے۔

5- وٹامن ب کے مرکبات مفید ہیں۔ شدید قے اور متلی کے دوران وٹامن ج ملا کر

گلوکوس کا محلول ورید کے ذریعہ دیا جا سکتا ہے۔

6- FLAGYL اور کورٹی سون کے مرکبات دینے کا رواج عرصہ سے ہے۔ کہتے ہیں کہ ان کے استعمال سے فائدہ ہوتا ہے۔

مریض سے تعلق میں آنے والوں کو بیماری سے بچاؤ کے لئے HEPATITIS-A&B ویکسین کا ٹیکہ لگایا جائے۔

جگر میں سوزش کی اور بھی قسمیں CHRONIC HEPITITIS وغیرہ دیکھنے میں آتی ہیں۔ جن کی علامات اور علاج تقریباً اس سے ملتے جلتے ہیں۔

جگر کا انحطاط HEPATIC CIRRHOSIS

یہ ایک ایسی پیچیدہ بیماری ہے جس میں جگر کے خلیات ختم ہو جاتے ہیں۔ ان میں انحطاط پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنے روزمرہ کے افعال ادا کرنے کے قابل نہیں رہتے۔ انحطاط کے نتیجہ میں جگر کی اپنی صورت خراب ہو جاتی ہے اور اس میں سفید ریشے پیدا ہو جاتے ہیں۔ چونکہ جگر انسانی جسم کے لئے اہم خدمات بجا لاتا ہے۔ اس لئے اس کی کارکردگی میں رکاوٹ تندرستی کو متاثر کرنے کے علاوہ جان کے لئے خطرہ ہوتی ہے۔

اسباب:

جگر کا انحطاط آسانی سے نہیں ہوتا۔ اس کو خراب کرنے والی چیزیں جب طویل عرصہ تک اس کو متاثر کرتی رہیں تو وہ متاثر ہوتا ہے بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جگر کو خراب ہونے میں ایک طویل عرصہ لگتا ہے یعنی قدرت مریض کو مسلسل مہلت دیتی ہے کہ وہ اذیت رساں اشیاء کو ترک کر دے۔ جب ایک لمبے عرصے تک ان کو جگر پر اثرانداز ہونے کی چھٹی ملی رہے تو پھر جگر خراب ہوتا ہے اور اس کے عام طور پر باعث یہ ہوتے ہیں۔

وائرس کی وجہ سے جگر کی سوزش شراب نوشی خاص طور پر کیمیاوی طور پر بنی ہوئی مصنوعی منشیات' پتہ اور جگر کی نالیوں میں رکاوٹ' غذا میں ضروری عناصر خاص

طور پر لحمیات کی کمی' خوراک میں چکنائیوں کی کثرت۔ اس کا سبب بنتے ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ایک لمبے عرصہ تک مریض ایسی غذا کھتا رہا جو جو اس کی جسمانی ضروریات کے لئے کافی نہ تھی۔ غذا میں لحمیات اور ان کی ایسی قسمیں موجود نہ تھیں جن کی جگر کو ضرورت ہوتی ہے۔ غذائی کمی کی وجہ سے جگر اور اس کے خلئے کمزور پڑ جاتے ہیں۔ ایسے میں مریض جب شراب پیتا ہے یا مسموم دوائیں کھاتا ہے تو یہ جگر کے خلیوں کی ہلاکت کا باعث بن جاتی ہیں۔

تپ دق کی مشہور دوائی INH چنبل کی دوائی METHOTREXTATE رعشہ اور بلڈ پریشر کی دوا METHYL DOPA اور دردوں کی متعدد دوائیں خلیوں کو براہ راست خراب کر سکتی ہیں۔ اس لئے شراب یا یہ ادویہ یا سنکھیا' سیسہ' پارا' ہڑتال شنگرف وغیرہ ایک عرصہ تک استعمال کئے جائیں تو اس بیماری کا ہونا ایک لازمی نتیجہ بن جاتا ہے۔

علامات : یہ بیماری بڑی آہستہ بڑھتی ہے۔ مریض کو مدتوں احساس نہیں ہوتا کہ اس کا اندر کھایا جا رہا ہے۔ علامات بھی نمایاں نہیں ہوتیں اور نہ ہی ان سے کوئی خاص تکلیف محسوس ہوتی ہے جیسے کہ ابتدا میں بدہضمی' بھوک کی کمی' جنسی کمزوری' ہر وقت تھکن محسوس ہوتی ہے جسم میں طاقت نہیں رہتی اور کام کرنے کو جی نہیں چاہتا۔

اگلے مرحلے پر یرقان' پیٹ میں پانی اور خون کی قے کے بعد پیروں پر سوجن' اسہال اور ہلکا ہلکا بخار اور بیزاری۔

جگر بڑھنے کی بجائے سکڑتا ہے۔ یرقان ہمیشہ نہیں ہوتا جسم کے نچلے حصہ سے بال گرنے لگتے ہیں۔ جنسی رجحانات میں کمی آنے لگتی ہے۔ خون کی کمی۔ گردن' چہرے اور بازوؤں پر خون کی سرخ رگیں نمایاں نظر آنے لگتی ہیں۔ ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ چہرے' بغلوں اور دوسرے حصوں کے بال گرنے لگتے ہیں۔ سر گنجا ہو جاتا ہے۔ گوشت ڈھلک جاتا ہے۔ ہر جگہ کمزوری دیکھی جا سکتی ہے۔

تشخیص : خون میں سرخی کا امتحان بتائے گا کہ اس میں کمی واقع ہو گئی ہے۔ ESR

بڑھ جاتا ہے- خون کے سفید دانے کم ہو جاتے ہیں- ڈاکٹر عبدالرشید قاضی صاحب نے خون کے معائنہ کے دوران ایک اہم مشاہدہ یہ کیا ہے کہ اس میں البیومن کی مقدار کم ہو جاتی ہے جو کہ تندرست خون میں 3.5 فی 100 سی سی ہوتی ہے- اس میں عام طور پر 2.6 گرام کے قریب ہوتی ہے-

اس بیماری کی تشخیص میں الٹراساؤنڈ کو بڑی اہمیت حاصل ہے- ایک مریض کی رپورٹ حسب ذیل ہے:

Liver is shrunken. Echogenic with irregular surfae. Rounded edge. Portal vein prominent - Oesophogeal variees seen. Spleen is Moderately enlarged.

Effusion is Seen in the Pleural cavity and increase in Perieardial fluid.

Moderate amount of free fluid Seen in the abdominal cavity.

اس رپورٹ کے مطابق پھیپھڑوں اور دل کی جھلیوں میں بھی پانی پڑ گیا ہے- پیٹ میں پانی پڑا ہوا ہے تلی پھیلی ہوئی ہے- یہ تمام علامات جگر کے دوران خون کی رکاوٹ کی وجہ سے ہوتی ہیں-

ایکسرے میں صرف نالیوں میں خون کا ٹھہراؤ اور انجماد نظر آتا ہے- کوئی مفید معلومات حاصل نہیں ہو سکتیں-

ایٹم سے تشخیص کے طریقے جگر کی بیماریوں میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں- یہ جگر کا سائز' اس کے خلیوں کی کارکردگی وغیرہ کے بارے میں قابل قدر معلومات مہیا کر سکتے ہیں- اس قسم کے ادارے لاہور' ملتان' راولپنڈی' اور کراچی میں موجود ہیں جہاں ٹھیک **اٹیمک** انرجی میڈیکل سنٹر بڑے ہسپتالوں میں واقع ہیں- اور وہ مفید خدمت معمولی معاوضہ پر کر دیتے ہیں-

ایک اوزار کے ذریعہ جگر کا ایک ٹکڑا پیٹ کھولے بغیر نکال کر ٹیسٹ کیا جا سکتا ہے۔ اس قسم کے ٹیسٹ متعدد لیبارٹریوں میں کئے جاتے ہیں۔ پروفیسر غلام رسول قریشی صاحب کو ان میں بڑی شہرت حاصل ہے۔ انہوں نے اس قسم کے ایک مریض کے ٹیسٹ پر یہ رپورٹ تیار کی۔

Recieved portion of firm greenish yellow mass. The cut surface is multi-nodular. The Consistency of the tissues is firm.

HISTOLOGY

The section is from liver. The liver is divided into multiple nodules, by thick bnds of fibrous tissue around the portal areas.

The specimen shows PORTAL CIRRHOSIS of LIVER

جگر کے انحطاط کی متعدد قسمیں ہیں۔ جن کی تفصیل تقریباً ایک سی ہے۔ البتہ علامات کا موازنہ بعض اوقات مفید ہوتا ہے جو یوں ہے۔

	POSTNECROTIC CIRRHOSIS	ALCOHOLIC CIRRHOSIS
جنس	خواتین میں زیادہ	زیادہ تر مرد مبتلا ہوتے ہیں
عمر	کسی بھی عمر میں ہو سکتا ہے	40 سال کے بعد زیادہ ہوتا ہے
جگر کی سوزش اور بیماریوں کے سابقہ حملے	جگر کی خرابی اکثر رہتی ہے	عام طور پر جگر میں پہلے سے کوئی تکلیف نہیں رہتی۔
جگر کی حالت	جگر سکڑا ہوا	اکثر بڑھ جاتا ہے
تلی	بڑھ جاتی ہے	اکثر نہیں بڑھتی
پیٹ میں پانی	کافی	معمولی
خون کی قے	اکثر	کبھی کبھی

غشی کے دورے	اکثر	کبھی کبھی
بخار	کبھی کبھی	اکثر ہو جاتا ہے
جسم کی حالت	دبلا	موٹاپا ہو جاتا ہے
انجام	افسوسناک	پٹھوں میں دردیں دماغی عوارض پاگل پن ہاتھوں میں تشنج

علاج : مریض کو چلنے پھرنے کی ممانعت کر دی جائے۔ بستر پر لیٹا رہے۔ غذا میں نمک اور چکنائی کم کی جائے۔ تازہ سبزیاں' پھل اور لحمیات از قسم مرغی کا گوشت دیا جائے۔ وٹامن B مرکب دی جائے۔ خون کی کمی کے لئے فولاد کے مرکبات VITAMIN B - 12 کے انجکشن دیئے جائیں۔

مریض کو نشہ آور ادویہ اور خاص طور پر جگر کو نقصان دینے والی دوائیں نہ دی جائیں۔ پیٹ سے پانی نکالنے کے لئے پیشاب آور ادویہ دی جائیں۔

علاج کے سلسلہ میں استعمال ہونے والے طریقے ایسے ہیں جن کو صرف ماہر اور تجربہ کار ہاتھوں انجام پانا چاہئے۔ اس لئے مریض اگر بہتر ہونے تک ہسپتال میں داخل رہے تو بہتر رہے گا۔

یرقان JAUNDICE

یرقان سے مراد آنکھوں اور زبان کا زرد ہو جانا لیا جاتا ہے۔ کراچی میں لوگوں نے اسے پیلیا جیسا دلچسپ نام دیا ہے۔ یہ بیماری نہیں بلکہ ایک ایسی کیفیت ہے جس میں سارے جسم کے اندر اور باہر زردی چھا جاتی ہے۔ آنکھوں کی زردی کے ساتھ پیشاب اور پاخانہ کا رنگ بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔

صفرا کے رنگوں کا تعلق خون کے سرخ دانوں سے ہے۔ جب یہ سرخ دانے گھس جاتے ہیں تو مختلف مقامات پر ان کو توڑ پھوڑ کرکے ان میں موجود کیمیاوی عناصر نکال لئے جاتے ہیں تاکہ دوبارہ کام میں لائے جا سکیں۔ ان میں ایک اہم حصہ صفراوی رنگ یا BILIRUBIN ہوتا ہے۔ یہ رنگ خون کے ذریعہ البیومن کے ساتھ شامل

کرکے جگر کی سمت بھیجا جاتا ہے تاکہ وہاں سے یہ پھر سے صفرا میں شامل ہو کر گردش میں شریک ہو جائے۔ گردے اس رنگ کو باہر نہیں نکال سکتے۔ جگر میں جا کر فالتو رنگ کو لحمیات کے ساتھ شامل کرکے جسم سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔

غذا کو ہضم کرنے کے دوران صفرا کا جو حصہ چھوٹی آنت میں آن کر گرتا ہے اس کا کچھ حصہ وہیں سے دوبارہ خون میں شامل ہو کر پھر سے جگر کو چلا جاتا ہے۔ جب کہ بقایا بڑی آنت میں جا کر STERCOBILIN کی صورت میں پاخانہ میں شامل ہو کر اس کو خاکی رنگت دے دیتا ہے۔ بڑی آنت سے اس کی اضافی مقدار گردوں کو چلی جاتی ہے۔ جہاں سے یہ UROBILINOGEN کے نام سے پیشاب کے راستہ خارج کر دی جاتی ہے۔

جسم میں اس رنگ کی آمدورفت کے اس نظام کو جاننے کے بعد اہم صورت یہ ہے کہ خون میں اس کی مقدار 100cc میں ایک گرام سے کم رہتی ہے۔ اگر کسی وجہ سے اس شرح میں اضافہ ہو جائے مثلاً یہ مقدار 1.5 ملی گرام سے بڑھ جائے تو جسم کو پیلا رنگ دے دیتا ہے۔

یرقان کا مطلب یہ ہے کہ جسم میں صفراوی رنگ کی مقدار اتنی بڑھ گئی کہ جسم ان کا بندوبست نہیں کر سکتا۔ جیسے کہ کسی بیماری میں خون کے سرخ دانوں کی وسیع پیمانہ پر تباہی شروع ہو جائے یا جگر میں خون کا نظام درہم برہم ہو جائے یا اس کے اخراج کے راستوں میں سے کسی جگہ رکاوٹ آ جائے۔

اسباب: یرقان کو ان اہم اسباب سے بیان کیا جاتا ہے

1- رکاوٹ سے پیدا ہونے والا OBSTRUCTIVE JAUNDICS اس میں پتہ کی پتھریاں یا لبلبہ میں کینسر کی وجہ سے آنتوں کو آنے والی صفرا کی نالیاں مسدود ہو جاتی ہیں۔ اور صفراوی رنگ اور صفرا آنتوں میں گرنے کی بجائے دوران خون میں شامل ہو کر جسم کو رنگ دیتے ہیں۔

2- خون کی ایسی بیماریاں جن میں سرخ دانے وسیع پیمانے پر ضائع ہو رہے ہوں۔ خون کو تلف کرنے والی ادویہ کے انجیکشن، پانی کا ٹیکہ، سانپ کا زہر

3- وبائی یرقان میں وائرس کی وجہ سے جگر میں سوزش ہو جاتی ہے۔ سوزش کی وجہ سے جگر کے اندر صفرا اور خون کے دوران میں رکاوٹ آ جاتی ہے اور رنگ آنتوں میں گرنے کی بجائے دوران خون میں جا کر زردی لے آتے ہیں۔

4- نوزائیدہ بچوں میں والدین کے خون کے درمیان عدم تقاوت کی وجہ سے صفرا رنگوں کے کیمیاوی اثرات کی وجہ سے متاثر ہوتے ہیں اور بچے کا رنگ پیلا پڑ جاتا ہے۔ جسے NEONATAL JAUNDICE کہتے ہیں۔

یرقان کے مریض کی روئداد: مریض کی بیماری کی روئداد اور معالج کا مشاہدہ بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ مثلاً

عمر: نوزائیدہ بچوں میں خون کے مسائل' جگر میں پیدائشی رکاوٹ کے علاوہ والدین میں موروثی آتشک۔

بڑی عمر والوں میں پتہ کی پتھریاں' جگر کی سوزش اور نوجوانوں میں مضر صحت ادویہ کا استعمال۔

جنس: مردوں میں بلبہ اور جگر کی رسولیاں اور خواتین میں پتہ کی سوزش' پتھریاں۔

پیشہ: مضر صحت کیمیاوی عناصر کا کاروبار شراب نوشی' متعدی بیماریوں کے متعدد حملے

خاندانی اثرات: بعض گھروں میں پتہ کی پتھریاں یا جگر کی خرابیاں خاندانی نوعیت اختیار کر لیتی ہیں۔ یا گھر میں کسی کو سوزش کی وجہ سے یرقان ہو تو گھر کے دوسرے افراد کو بھی یہ بیماری لگ سکتی ہے۔

سابقہ بیماریاں: جس شخص نے زندگی میں کئی مرتبہ ٹیکے لگوائے ہوں۔ یا اس کو خون کی بوتل لگی ہو یا اس نے تفریحاً" گلوکوس لگوایا ہو یا گردوں کی خرابی کی وجہ سے گردے صاف کرنے کے عمل سے گزرا ہوا اس کو یرقان ہونے کے امکانات دوسروں سے زیادہ ہوتے ہیں۔

مانع حمل گولیاں' قوت مردی کے لئے TESTOSTRONE کی گولیاں' سلفا

نامائیڈ کی گولیاں از قسم SD Z-693 وغیرہ شنگرف' ہڑتال' سنکھیا اور قلعی کا کشتہ قسم کی دوائیں جگر کے خلیوں کے لئے نقصان دہ ہیں۔

جس شخص نے پیٹ کا کوئی آپریشن کروایا ہو اس میں امکان موجود ہے کہ چیر پھاڑ کے دوران جگر کی نالیوں کو ضرر پہنچا ہو یا بے ہوشی کے لئے دی گئی دوائیں جگر کو خراب کرتی ہیں۔

علامات : بیماری کی اہم ترین اور واضح علامت یرقان ہوتا ہے۔ اگر یہ مختصر عرصہ سے ہو تو سوزش کی وجہ سے روزبروز بڑھتا جائے تو کینسر کی وجہ سے اور کمی بیشی پتھری کی رکاوٹ کی وجہ سے ہوتی ہے جلد کی زردی بھی تشخیص میں اہمیت رکھتی ہے۔ رنگ اگر GOLDEN YELLOW ہو تو جگر کی خرابی کی وجہ سے PALE YELLOW خون کے سرخ دانوں کی تباہی سے اور سبزی مائل زرد GREENISH YELLOWISH کینسر کی وجہ سے ہوتا ہے۔

بدہضمی ایک اہم علامت ہے۔ اگر یہ عرصہ دراز سے ہو اور چکنائی تکلیف میں اضافہ کرے تو یرقان پتہ کی سوزش کی وجہ سے ہے۔ بھوک کی کمی' متلی اور معدہ میں درد جگر کی سوزش کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ جگر کی خرابی اور کینسر کی وجہ سے وزن میں کمی آنے لگتی ہے۔ پیٹ میں قولنجی درد' صفرا کی رکاوٹ کی وجہ سے۔ جگر کی سوزش کی وجہ سے بخار ہوتا ہے۔ یہ بخار جگر میں امیبا سے ہونے والے پھوڑے AMOEBIC ABSCESS کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت میں پرانی پیچش کا سراغ بھی ملے گا۔ جب کہ عام حالت میں صرف معمولی اسہال ہو سکتے ہیں۔

جسم پر خارش' کمر درد' شدید جسمانی کمزوری' گہرے رنگ کا پیشاب اور مٹی کے رنگ کا پاخانہ اس بیماری کی اہم علامات ہیں۔ شرابیوں میں جسم کے بال گرتے ہیں۔ منہ سے بدبو آتی ہے۔ اور ہاتھوں میں ہلکا سا رعشہ محسوس ہوتا ہے۔ بعض دماغی علامات کا مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔ یرقان کے ساتھ بڑھا ہوا پیٹ یا پانی کی موجودگی جگر کے انحطاط اور رسولیاں کی وجہ سے ہوتی ہے۔

تشخیص : یرقان اگر صفرا کی نالیوں میں رکاوٹ کی وجہ سے ہو تو اس میں خون کے

کیمیاوی تجزیہ کے نتائج یہ ہوتے ہیں۔

TOTAL BILIRUBIN - 5.8 mg 100 cc.

(Normal 1.0 mg)

Conjugated bilirubin - 4.1 - -

Unconjugated - - 1.7 - - -

S. G. T. - 500 (normal 35)

Alkaline Phosphatase - 200 (normal 3 - 13)

خون کے اضافی ٹیسٹ میں

Bleeding Time - 10 minutes (normal 7 - 8 minutes)

Prothrombin Time - more than 30 Sec

(normal 12 Secunds)

سفید دانے TLC

کم مقدار میں

بعض معمولی اضافوں کے ساتھ BILE PICMENTS کی مقدار کافی زیادہ ہوگی۔ وہ یرقان جو خون کے سرخ دانوں کی تباہی کی وجہ سے ہو اس میں خون کے کیمیاوی معائنے پر مندرجہ ذیل صورت حال دیکھنے میں آئے گی۔

TOTAL BILIRUBIN __ 7.8 mg / 100 cc.

Counjugated __ 2.1 mg / 100 cc.

Unconjugated __ 5.7 mg / 100 cc.

اس کیفیت میں صفراوی رنگ OBSTRUCTIVE JAUNDICE سے زیادہ ہوتے ہیں اور خون میں UNCOJUGATED کی مقدار زیادہ ہوتی ہے جب کہ بندش سے ہونے والے یرقان میں CONJUGATED زیادہ ہوتی ہے۔

پیشاب میں UROBILIN کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔

الٹراساؤنڈ ایک مفید طریقہ ہے۔ جس میں سبب کے مطابق تبدیلیاں نظر آئیں

گی۔ اگر پتہ میں پتھری یا سوزش ہے تو وہ واضح ہو جائے گی۔ جب کہ جگر کی اپنی خرابی کا بھی ذکر کیا جا چکا ہے۔ تلی بڑھی ہوئی ملے گی۔

علاج : چونکہ یرقان کا اثر دل پر ہو سکتا ہے اس لئے مریض ہر حال میں بستر پر پڑا رہے۔ گردوں پر برا اثر ہونے کے اندیشہ کو مسلسل توجہ میں رکھا جائے اصل مسئلہ سبب کو تلاش کرکے اس کو دور کرنا ہے۔ اگر سوزش وغیرہ کی وجہ سے ہے یا خون کے سرخ دانوں کی تباہی یرقان کا باعث ہے تو ادویہ سے فائدہ ہونے کی توقع موجود ہے۔ لیکن پتھری یا کینسر کی وجہ سے رکاوٹ کی صورت میں دوائیں بے کار ہوں گی۔ مریض کا صحیح علاج آپریشن ہے۔ ایسے مریضوں کا آپریشن بھی آسان نہیں ہوتا کیونکہ یرقان خون بننے کی بیماری ہے۔ بلبہ ایک قسم کا ٹائم بم ہے۔ اس کو چاقو لگا کر خیریت سے نکل جانا کسی کسی کو آتا ہے۔

علاج میں ان فنی مشکلات کے باوجود لوگ یرقان کا علاج کرتے ہیں اور اکثر مریضوں کو شفا بھی ہوتی ہے۔ آپریشن کی نوبت کبھی کبھار ہی آتی ہے۔ طب جدید میں گلوکوس کے مرکبات وسیع مقدار میں دیئے جاتے ہیں۔ بعض معالج گلوکوس کا محلول ورید کے راستے بھی داخل کرتے ہیں۔ عام حالات میں اس کا جواز صرف ایسے مریضوں میں ہے جن کو قے یا متلی ہو۔ مریض کو چکنائیوں کی ہر قسم سے پرہیز کرواتے ہوئے تقریباً 120 گرام لحمیات روزانہ دیئے جائیں۔ چونکہ پرندوں کے گوشت اور ہلکے وزن کی مچھلیوں میں چربی نہیں ہوتی۔ اس لئے ان کو کوئلوں پر بھون کر یا ابال کر دیا جاتا ہے۔

لحمیات کی مقدار میں اضافہ کے لئے LITRISON کی 4-6 گولیاں روزانہ دی جاتی ہیں COMPLAN کا سفوف پانی یا جوس میں گھول کر دن میں بار بار دیا جاتا ہے۔ انار، سنگترا، اور دوسرے پھلوں کے جوس تھوڑی تھوڑی مقدار میں بار بار دیئے جاتے ہیں۔ قوت مدافعت میں اضافہ اور جگر کی حفاظت کے لئے حیاتین کی گولیاں یا ٹیکے اور حال ہی میں آنے والی JETTIPAR کا استعمال ایک ضرورت بن گئے ہیں۔

پرہیز اور علاج کے ایک طویل عرصہ کے بعد مریض کے تندرست ہونے کا

امکان ہوتا ہے۔ یہ عرصہ عام طور پر تین ماہ ہوتا ہے۔ اگر علاج کے دوران یرقان کی شدت میں اضافہ ہوتا رہے تو پھر ہسپتال میں داخل ہونا ضروری ہو جاتا ہے۔

طب یونانی

اس میں کوئی شک نہیں کہ یرقان کے تندرست ہونے والے مریضوں کی اکثریت کو یونانی علاج سے صحت ہو جاتی ہے۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ یونانی ادویہ تاثیر کے لحاظ سے ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ جگر کی گرمی کو مار کر صحت کو زیادہ جلد قریب لاتی ہیں۔ ان ادویہ کی افادیت کے ہم معترف ہیں لیکن ان کے اثرات میں ٹھنڈک یا جگر میں گرمی والا قصہ درست نہیں۔ اس بیماری کے اسباب اور جگر میں ہونے والی خرابیوں کا تفصیلی تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ جس میں گرمی کا کوئی کردار نظر نہیں آتا۔

اطبائے قدیم نے کاسنی اور مکو کے عرق، انار، صندل، نیلوفر اور بزوری کے شربت مریضوں کو پلا کر آرام اور فرحت مہیا کی ہے۔ کاسنی کی چھال، مہندی کے پتے، اندرائن، بکائن، میتھی، چرچٹہ، آلوبخارا، املی، طباشیر، منقی، ہلیلہ، آملہ وغیرہ کے مختلف مرکبات سے نہایت عمدہ نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثر ادویہ خوش ذائقہ، مفید اور جگر کے لئے مصلح ہیں۔ مشکل یہ ہے کہ پڑھے لکھے حکماء نے ان کے استعمال کے جو طریقے وضع کئے ان میں سے اکثر اب تیاری کی مشکلات کی وجہ سے استعمال میں نہیں۔

ان ادویہ کے ساتھ غذا اور پرہیز جدید علم سے حاصل کر لیا جائے تو ایک عام مریض کے لئے بہترین نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

طب نبوی

اس بارے میں طب نبوی کی اہم ترین ادویہ شہد' جو' تربوز' انار' کاسنی' میتھی' گوگل' ریحان' کھجور' انجیر' حنا' منقی' اور کدو ہیں۔

پاکستان کی باکسنگ ٹیم کے ایک کھلاڑی کے میڈیکل پر معلوم ہوا کہ اسے یرقان ہے۔ ٹیم کے کوچ کو اس نوجوان کے جیتنے کی توقع تھی۔ وہ لڑکے کو ہمارے پاس لے آیا۔ ہم نے اس نوجوان کو بتلایا کہ وہ پانی میں گھول کر شربت بنا کر۔ جس طرح بھی ممکن ہو 8 بڑے چمچے شہد روزانہ پی لیا کرے۔

لڑکا بازار سے 3 کلو شہد کا ڈبہ لے کر آیا۔ دس دن میں اس نے پورا ڈبہ پی لیا اور میرے پاس آنے کی بجائے اس ڈاکٹر کے پاس گیا جس نے اسے کھیل کے ناقابل قرار دیا تھا۔ ڈاکٹر نے جب شفاف آنکھیں' مضبوط نبض' اور چاق چوبند لڑکا دیکھا تو اس کا خون ٹیسٹ کروایا۔ جب وہ ٹھیک نکلا تو لیبارٹری والوں پر برسنے لگا کیونکہ انہوں نے پہلا نتیجہ غلط دیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی دانست میں یرقان کا مریض تین ماہ سے پہلے ٹھیک نہیں ہو سکتا اور اگر ایسا ہوا تو پھر یرقان نہ ہو گا۔

ہمارا خیال تھا کہ ایک ہفتہ شہد دینے کے بعد اگر یرقان میں کمی نہ ہوئی تو کچھ اور بھی دیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم تحفہ ایسا شاندار تھا کہ اس کے ہوتے ہوئے کسی اور چیز کے سوچنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔

جگر کی تمام بیماریوں میں ایک چیز واضح ہے کہ اکثر بیماریاں کیمیاوی زہروں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ جگر کو زہروں کے اثرات سے بچانے کا ایک لاجواب نسخہ عامر بن سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں۔

سمعت سعدا یقول' سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقول من تصبح بسبع تمرات عجوۃ' لم یضرہ ذلک الیوم سم و

لا سحر

(بخاری، مسلم، ابوداؤد)

(میں نے سعد (اپنے والد) سے سنا۔ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت عجوہ کھجور کے سات دانے کھائے اس دن اسے سحر اور زہر بھی نقصان نہیں دیں گے)

اسی طرح کی ایک روایت میں ارشاد گرامی ہوا کہ جس رات کو کھجوریں کھائیں صبح تک اس پر زہر بھی اثرانداز نہ ہو گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ روایت فرماتی ہیں کہ:

ان الرسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال ان فی عجوۃ العالیتہ شفاء و انہ تریاق اول البکرۃ (مسلم)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عجوہ کھجور میں شفا ہے اور اگر اسے نہار منہ کھائیں تو یہ زہروں کا تریاق ہے)

جگر کی تینوں مذکورہ بیماریوں میں ہمارا واسطہ مختلف زہروں کے سمیاتی اثرات سے ہے۔ ان کے علاج میں کھجور کی افادیت ان احادیث سے واضح ہے۔ یرقان کی اس قسم میں جہاں صفرا کی نالیوں میں رکاوٹ آ جاتی ہے یا قولنج ہوتا ہے۔ پھر کھجور ہی مسئلہ کا حل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوہریرہؓ یوں بیان فرماتے ہیں۔

اکل التمر امان من القولنج (ابو نعیم)

کھجور کھانے سے قولنج نہیں ہوتا۔

کھجور غیرارادی عضلات سے گرہیں کھول کر ان کو قولنج سے بچاتی ہیں۔ اور اگر یہی اثر پتے کی نالیوں پر میسر آ جائے تو وہ پتھر نکل جائے گا جو نالی کو مسدود کر کے یرقان کا باعث بن جاتا ہے۔

جگر کو شراب اور زہروں کے اثرات سے بچانے کے لئے کھجور ایک لاجواب تحفہ ہے لیکن جب جگر میں انحطاطی عمل شروع ہو جائے اور CIRRHOSIS ہونے لگے تو ہمارے ذاتی خیال میں وہ مرحلہ انجیر دینے کا ہے۔ اس کی افادیت میں

ابن البیطار نے پتے سے پتھری نکالنے کا فائدہ اگرچہ بیان کیا ہے لیکن جگر یا دوسری جگہ پر انحطاط کو روکنے یا FIBROSIS کا مداوہ کرنے میں انجیر مفید ہے۔ وہ جگر جو سکڑتا چلا جا رہا ہو انجیر کھانے سے پھر نارمل ہونے لگتا ہے۔

غیرارادی عضلات کے سرے کھولنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منقی تجویز فرمایا ہے۔ حضور اکرمؐ نے ایسے عضلات کی مثال میں پھیپھڑوں میں سانس کی نالیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

علیکم بالزبیب فانہ یکشف المرۃ و یذھب بالبلغم

(ابو نعیم)

(تمہارے لئے منقی موجود ہے۔ جو چہرے کے رنگ کو نکھارتا اور بلغم نکالتا ہے)

حضرت علیؓ کی اس روایت کے علاوہ جن میں منقی سے اعصاب کو قوت' رنگ میں نکھار میں ہی نہیں بلکہ غم و حزن سے نجات کا بھی فرمایا گیا۔ آپ خود منقی کو بھگو کر اگلے روز اس کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے۔

جب وائرس کی وجہ سے جگر پر سوزش ہو تو دوسری جراثیم کش ادویہ کے ساتھ اگر مہندی کو شامل کیا جائے تو یہ وائرس کو ہلاک کر دے گی۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ بیان فرماتی ہیں۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں کبھی ایسا کوئی کانٹا نہیں چبھا یا زخم نہیں لگا جس پر مہندی نہ لگائی گئی ہو)

کتاب التاریخ میں امام بخاریؒ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اہم ارشاد نقل کیا ہے۔

ما من شجرۃ احب الی اللہ من الحناء

(اللہ تعالیٰ کو سب سے پیارا درخت مہندی کا ہے)

محدث محمد احمد ذہبی کہتے ہیں کہ مہندی کا پانی پلانے سے کوڑھ کا زخم بھی بھر جاتا ہے۔ حکیم کبیر الدین نے مہندی کو مصفی خون قرار دیا ہے۔ اطباء قدیم نے مہندی

کے پتے رات بھر بھگونے کے بعد صبح اس کے پانی میں شکر ملا کر دینے سے یرقان کا علاج کیا ہے۔ برٹش فارماکوپیا میں مہندی کے پتوں کو معدہ کے السر اور پیچش کے لئے مفید بتایا گیا تھا۔ اطباء یونان چیچک کے علاج میں مہندی استعمال کرتے تھے۔

ان تمام نکات کو جمع کریں تو نتیجہ یہ ہے کہ یرقان کی ہر قسم اور سوزش سے ہونے والی جگر کی تمام بیماریوں میں مہندی کے پتے پیس کر دینے یا ان کا جوشاندہ یقینی اثرات رکھتا ہے۔ ہم نے آنتوں کے زخموں کے علاج میں انہی مشاہدات کی بنا پر مہندی کو نسخوں میں شامل کیا ہے۔ گلے اور مسوڑھوں کی سوزش میں مریضوں کو مہندی کی کلیاں کروا کر شاندار نتائج حاصل کئے ہیں۔

کاسنی کے افادات کے بارے میں ابن القیم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد کیا ہے۔

من اکل الھندباء ثم نام علیہ لم یحل فیہ سم و لا سحر

(جس نے کاسنی کھائی اور سو گیا۔ اس پر جادو اور زہر بھی اثرانداز نہ ہوں گے)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بالھندباء فانہ ما من یوم الا وھو یقطر علیہ من قطر الجنتہ (ابو نعیم)

(تمہارے لئے کاسنی موجود ہے۔ ایسا کوئی دن نہیں گزرتا کہ جب جنت کے پانی کے قطرے اس کے پودے پر نہ گرتا ہوں)

اطباء نے جنت کے پانی والی بات کو اتنی اہمیت دی ہے کہ کاسنی کے پتے جب بھی کسی دوائی میں استعمال کئے جائیں ان کو دھویا نہیں جاتا۔ پرانے نسخوں میں جگر کی بیماریوں کے لئے کاسنی اور مکو کے عرق بڑے اہم تھے۔ مگر اب تو عرق بنانے والا کوئی باقی نہ رہا۔ اس لئے کاسنی کے پتے یا اس کے بیج ہی استعمال میں رہ گئے ہیں۔

ابن القیم تو اس کے اتنے معتقد رہے ہیں کہ وہ قرار دیتے ہیں۔

"اس کے پتوں کا پانی نکال کر اگر آنکھ میں ڈالا جائے تو آنکھ کی

سفیدی جاتی رہتی ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نسخہ بیان کرتے ہیں۔

"انہوں نے رات کو گوگل بھگویا۔ صبح اس میں شکر ملا کر پیا اور فرمایا کہ یہ پیشاب کی تکلیف اور حافظہ کی کمی کا بہترین علاج ہے۔"

(ابو نعیم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرحت کے لئے کھجور یا منقی یا گوگل کو رات بھگو کر صبح اس کا پانی اسی طرح پیا کرتے تھے اور ان میں سے ہر ایک جگر کی بیماریوں میں شاندار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شہد کو شفا اور کھجور کو کمزوری کا حل قرار دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کاسنی، کلونجی، میتھی، گوگل، تربوز، میٹھا سنگترا، منقی، جو، جو کا دلیا، مہندی کو بہترین دوائیں قرار دیا۔ محمد احمد ذہبی نے آلو بخارا کو اجاص کے نام سے طب نبوی کا عنصر قرار دیا ہے۔ مگر اس کے ثبوت میں انہوں نے کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ ہمارے اطباء آلو بخارا کو تمرہندی کے ساتھ ملا کر یرقان، جگر اور تلی کی بیماریوں میں استعمال کرتے آئے ہیں اس نسخہ میں املی سے اختلاف کرنے کی گنجائش موجود ہے کیونکہ اکثر مریضوں میں جگر میں خون کے انجماد سے معدہ میں سوزش منتقل ہو سکتی ہے ایسے میں وہاں پر املی جیسے تیزابی چیز شامل کرنا شاید مناسب نہ ہو گا۔

جو کا دلیا پیشاب آور، آنتوں کے لئے مسکن اور کمزوری کے لئے لاجواب ہے۔ ہم نے گردوں اور جگر کے تمام مریضوں کو جدید مدرالبول ادویہ کی بجائے ہمیشہ جو کا پانی شہد ملا کر پلایا۔ اس سے نالیوں کی جلن میں کمی ہوئی، سدے نکلے۔ پتھریاں گل کر نکلیں اور مریض کو علاج کے دوران نہ تو نقاہت ہوتی اور نہ ہی اس کے جسم کے کیمیاوی نظام میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی۔ ورنہ جدید ادویہ میں ایک دوائی پیشاب کے لئے دینے کے بعد دوسری پوٹاشیم کی کمی کے لئے دینی پڑتی ہے۔

قدرت نے جگر اور گردوں میں یہ کمال رکھا ہے کہ اگر ان کا کوئی ایک تہائی بھی بچ جائے تو وہ وقت کے ساتھ اپنے آپ کو حیات نو دے دینے کی استعداد رکھتے ہیں۔

جگر کی تمام بیماریوں میں طب نبوی کے یہ اصول یکساں طور پر مفید ہیں۔ انحطاط یعنی CIRRHOSIS کی چار قسموں HEPATITIS- یرقان اور رکاوٹ کے مسائل میں ان میں سے ہر دوائی جان بچانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

اس ضمن میں ایک دوست کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہو گا ان کو پتہ میں سوزش تھی اور کافی دنوں سے بلڈ پریشر روزبروز کم ہو رہا تھا۔ انہوں نے اس غرض کے لئے وٹامن ب کے ٹیکے اپنے محلّہ کے ایک کمپونڈر سے لگوائے۔ ٹیکے لگوانے کے دو ماہ بعد ان کو یرقان کی علامات ظاہر ہونے لگیں۔ ایک ہفتہ میں یرقان بھرپور انداز میں حملہ آور ہو گیا۔ پیشاب کا رنگ بدلنے کے ساتھ پاخانہ مٹی کے رنگ کا اور دل پر بوجھ رہنے لگا۔ بھوک اڑ گئی ان کو برسبیل تذکرہ راستہ میں ہی بتایا گیا کہ وہ پیشاب ٹیسٹ کروائیں اور خون میں BILIRUBIN کا حال معلوم کریں۔ جس کا جواب یہ آیا۔

BLOOD BILIRUBIN 100 cc 8.9 mg

(Normal 1.0 mg)

پیشاب میں BILIRUBIN اور UROBILIN معقول مقدار میں موجود پائی گئیں ان نتائج سے وہ دہشت زدہ ہو گئے اور باقاعدہ علاج کے لئے تشریف لائے۔ ابتدائی طور پر ان کو شہد، جو کا پانی اور کھجوریں تجویز کئے گئے۔ کھانے میں مرغی کا گوشت ابال کر یا کوئلوں پر سینک کر، انار اور سنگترہ کا جوس، تربوز، کھیرے اور خربوزہ بتایا گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد ان کے خون کا نتیجہ یہ رہا۔

LIVER FUNCTION TESTS

BILIRUBIN

Total 4.8 mg/ 100 cc (Normal Upto 1 mg)

Conjugated 2 mg (Normal Upto 0.2 mg/ al)

S.G.P.T 256 U/L (do-40 U/L)

ALKPHOSPH 489 U/L (55-220 U/L)

اس رپورٹ میں قابل توجہ بات یہ ہے کہ BILIRUBIN 8.9 سے کم ہو کر 4.8 ہو گئی۔ پچھلے ٹیسٹ میں SGPT کی مقدار 452 تھی جب اس کا نارمل سے زیادہ تھیں۔ لیکن مریض کی حالت بہتر ہو رہی تھی۔ اگلے ہفتے یہ ساری چیزیں ٹھیک ہو گئیں۔ مگر اس کے لئے کلونجی، کاسنی اور حلبہ کا مرکب اضافی طور پر دینا پڑا۔

جگر کے کینسر کا مسئلہ ٹیڑھا ہے۔ ہم نے اب تک چند ہی مریض دیکھے ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک اللہ کے فضل سے زندہ ہے۔ میو ہسپتال لاہور کے ایک ڈاکٹر صاحب کی والدہ کو ذیابیطس، یرقان، گردوں کی بیماری کے ساتھ جگر کا سرطان بھی تھا۔ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ اب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تحائف سے بہرہ ور ہو رہی ہیں۔ آج آٹھ ماہ گزرنے کے بعد وہ چارپائی سے اٹھ چکی ہیں۔ اور تندرست عورت کی طرح گھر کا کام کاج کرتی ہیں۔ ان کے جگر کی کارکردگی کے اکثر ٹیسٹ ٹھیک ہو چکے ہیں لیکن کینسر کے بارے میں کوئی صریح بات ابھی کہنی ممکن نہیں۔ آثار و قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان بیماریوں سے ان شاء اللہ ہنستی مسکراتی نکل جائیں گی۔ کینسر کے لئے ان کو قسط، کلونجی، مہندی اور کاسنی کے مرکب نسخے دیئے جا رہے ہیں۔ جب کہ اسی نسخہ میں کلونجی اور کاسنی ذیابیطس کا علاج بھی ہیں۔ جگر کے متاثرہ مریضوں کے لئے سنگترا، تربوز، کیلا خربوزہ بے حد مفید ہیں۔

امراض مرارہ (پتہ کی بیماریاں)

DISEASES OF THE GALL BLADDER

جگر کے دائیں اور بائیں حصہ سے صفرا لانے والی نالیاں باہر نکل کر انگریزی حرف Y کی شکل کی ایک نالی بناتی ہیں۔ جو ذرا نیچے جاتی ہے تو اس کے ساتھ پتہ لگا ہے۔ جگر سے روزانہ 1000-2000cc صفرا پیدا ہوتا ہے۔ جس کا کچھ حصہ براہ راست چھوٹی آنت میں گرتا رہتا ہے جب کہ اس کا زیادہ حصہ پتہ میں جمع ہو جاتا ہے۔ پتہ دائیں طرف کی نویں پسلی کے نیچے واقع ہے اس میں ایک وقت میں 50cc صفرا جمع رہ سکتا ہے پتہ کا بنیادی مقصد صفرا کو ضرورت کے لئے ذخیرہ کرنا ہے۔ چونکہ اس کا حجم زیادہ نہیں بلکہ وہاں پر کسی بڑی چیز کے سمانے کی جگہ بھی موجود نہیں اس لئے پتہ یہاں آنے والے صفرا کو جمع کرنے کے ساتھ ساتھ اسے گاڑھا بھی کرتا رہتا ہے۔ اس طرح یہ 1000cc صفرا کو 100cc بنا کر ذخیرہ کر لیتا ہے۔

صفرا میں اہم ترین اجزا صفرا کے رنگ اور صفرا کے نمکیات ہیں۔ اگرچہ رنگوں کا مقصد زیادہ طور پر معلوم نہیں ہو سکا لیکن یہ مقدار میں بڑھ جائیں تو سارے جسم کو پیلا کر دیتے ہیں اور یرقان ہو جاتا ہے۔ صفرا کے نمکیات BILE SALTS غذا کے ہضم اور اس کے جزو بدن ہونے میں اہم خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ یہ چکنائیوں کو ہضم کرنے میں معاون ہونے کے ساتھ ساتھ انہیں آنتوں سے جذب کرنے میں بھی اپنی کاوشوں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وٹامن K ان کے بغیر جذب نہیں ہو سکتی۔ چونکہ اس وٹامن کا تعلق خون کو بہنے سے روکنے کا ہے اس لئے جب یہ موجود نہ ہو گی تو

مریض کے جسم کے کسی حصے سے بہنے والا خون رکنے میں نہ آئے گا۔

پتہ کے ان افعال اور مقاصد کو سامنے رکھیں تو اس میں ہونے والی خرابیوں اور بیماریوں کو سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی۔ جیسے کہ اگر گھی یا چکنائیوں کے کھانے سے تکلیف ہوتی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ پتہ سے صفرا آنتوں کو مطلوبہ مقدار میں میسر نہیں ہو رہا۔

پتہ کی پتھریاں

GALLSTONES (CHOLELITHIASIS)

پتہ میں پتھری اکثر لوگوں کو ہو جاتی ہے۔ لیکن ہر شخص کو ایسی کوئی تکلیف نہیں ہوتی جس سے ان کی موجودگی کا شبہ یا اندازہ ہو سکے کیونکہ علامات کے بغیر دنیا میں کافی لوگ اس کا شکار ہوتے ہیں۔ مشاہدات سے معلوم ہوا کہ امریکہ' کینڈا اور آسٹریلیا کے رہنے والوں کو پتھریاں دوسروں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ جبکہ پاکستان' بھارت اور مشرق بعید کے بہت سے ممالک میں ان کی شرح بہت کم ہے۔

شاید اس کی وجہ غذاؤں میں چکنائیوں کی زیادتی ہو۔ برصغیر اور مشرق بعید میں غربت زیادہ اور ایک عام آدمی کی خوراک میں چکنائی کی مقدار 30 گرام یومیہ سے زیادہ نہیں ہوتی۔ جب کہ وسطی یورپ اور امریکہ والے روزانہ 70 سے 100 گرام تک چکنائی کھاتے ہیں۔ ان پتھروں کی تخلیق میں صفراوی رنگوں کے ساتھ کولیسٹرول CHOLESTROL بھی معقول مقدار میں شامل ہوتی ہے۔ اس لئے غذائی چکنائیوں کو موردالزام دینے میں کسی قدر حقیقت کو بھی دخل ہے۔

اسباب

جدید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ جسم میں داخل ہونے کے بعد چکنائیوں اور خاص طور پر حیوانی ذریعہ سے حاصل ہونے والی چیزوں میں کولیسٹرول زیادہ پائی جاتی ہے جو کہ پانی میں حل نہیں ہوتی۔ لیکن صفرا میں شامل ہو جاتی ہے۔ جگر جب صفرا بناتا ہے تو اس میں کولیسٹرول کا ایک حصہ بھی موجود ہوتا ہے جو مرکب کی شکل میں

پتہ میں ذخیرہ ہوتا ہے۔ لیکن جگر کی بعض بیماریوں میں صفرا کی پیدائش کا عمل غلط ہو جاتا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ جگر نے ابتدا ہی میں کولیسٹرول کی اتنی زیادہ مقدار پیدا کر دی ہے کہ اسے مرکب میں حل رکھنا ممکن نہ ہو سکا یا مرکب کے دوسرے اجزاء ناقص ہونے کی وجہ سے اسے حل پذیر نہ رکھ سکے۔ لیکن پتھری بنانے میں پتہ کا اپنا کردار بھی اہم ہے۔ اگر وہ تندرست ہو تو عام حالات میں وہ پتھری بننے نہیں دیتا۔ لیکن پتہ میں اگر کسی وجہ سے سوزش ہو جائے تو پھر سوزش والے مقام پر رنگ اور کولیسٹرول جمنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ سوزش یعنی التہاب مرارہ کے 90 فیصدی مریضوں کو صرف سوزش نہیں ہوتی بلکہ اس کے ساتھ پتہ میں پتھریاں بھی ہوتی ہیں۔ غذا اور پتھریوں کا تعلق وضاحت سے اسی باب میں پیش ہے۔

تشخیص

پتھریوں میں اگر کیلشیم کی مقدار زیادہ ہو تو ایکسرے میں نظر آ جاتی ہیں ورنہ ان کی تشخیص کا بہترین طریقہ الٹراساؤنڈ ہے۔ جس کی مدد سے نہ صرف پتھریوں کا پتہ چل سکتا ہے بلکہ ان کا صحیح سائز بھی معلوم کیا جا سکتا ہے۔

علامات

اکثر مریضوں کو پتہ میں پتھریوں کے باوجود کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور پتھریوں کی موجودگی کا پتہ اتفاقاً" چلتا ہے۔ اس لئے زیادہ تر علامات پتھری کی وجہ سے نہیں بلکہ ان سے ہونے والے مسائل سے ہوتی ہے جیسے کہ:

1- نالیوں میں رکاوٹ کی وجہ سے پتہ میں سوزش۔
2- نالیوں میں رکاوٹ کی وجہ سے لبلبہ میں سوزش۔
3- بڑی عمر کے مریضوں میں پتہ میں کینسر ہو جاتا ہے۔
4- پتہ اور چھوٹی آنت کے درمیان ایک سوراخ بن کر صفرا کے اخراج کا براہ راست غلط راستہ بن جاتا ہے۔ جس میں کبھی کوئی پتھر پھنس کر رکاوٹ یا پھر یرقان اور پیٹ کے اندر دوسرے خطرناک حوادث کا باعث ہو سکتا

ہے۔

5- یرقان

علاج

اگر کوئی تکلیف نہ ہو تو ان پتھروں کو نکالنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ اگر مسائل پیدا ہونے شروع ہوں تو اسکا یقینی حل آپریشن ہے۔

حال ہی میں CHENODEOXYCHOLIC ACID نام کی ایک دوائی ایجاد ہوئی ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ اسے دو سے تین سال تک لگاتار کھلایا جائے تو پتے کی پتھریاں حل ہو جاتی ہیں۔ جن لوگوں نے اسے ایجاد کیا ہے ان کے اپنے مشاہدات کے مطابق اس کی افادیت پچاس فیصدی کے قریب ہے۔

اگر کسی نے جدید علاج نہ کرنا ہو اور آپریشن ممکن نہ ہو تو ایسے لوگوں کے لئے ان گولیوں میں امید کی جھلک موجود ہے۔ اس کے برعکس طب نبوی میں اس بیماری کا مکمل علاج موجود ہے جسے اس باب کے آخر میں پیش کیا جا رہا ہے۔

التہاب مرارہ ACUTE CHOLECYSTITIS

طب میں پتہ کو مرارہ کہتے ہیں۔ جب پتہ میں شدید سوزش ہوتی ہے تو 90 فیصدی مریضوں میں اس کے ساتھ پتھریاں بھی ہوتی ہیں۔ وہ نالیاں جو پتہ سے صفرا لے کر آتی یا جاتی ہیں ان میں سے کسی ایک میں جب پتھر پھنس کر رکاوٹ کا باعث بنتا ہے تو وہاں کا اندرونی پریشر بڑھ جاتا ہے۔ رکاوٹ اور پریشر کی زیادتی سے اندرونی جھلیوں پر خراش یا سوزش پیدا ہوتی ہے جس پر بعد میں جراثیم آکر اسے باقاعدہ سوزش کی شکل دے دیتے ہیں۔

سوزش کے نتیجہ میں پتہ اور اس میں موجود صفرا گدلے ہو جاتے ہیں۔ اس سے اگلے مرحلہ میں پتہ کی دیواروں میں پیپ پڑ جاتی ہے اور یہ دیکھنے میں پیپ کی بھری ہوئی تھیلی لگتا ہے۔ اس مرحلہ پر دوران خون منقطع ہو کر وہاں GANGRENE ہو سکتی ہے یا پتہ پھٹ کر سارے پیٹ میں شدید قسم کی سوزش پیدا کرکے

PERITONITIS اور موت کا باعث ہو سکتا ہے۔ خوش قسمت مریضوں میں قدرت اس کے اردگرد تھیلی سی بنا دیتی ہے اور اس طرح سوزش ایک حصہ تک محدود ہو جاتی ہے۔

چکنائی اور پتہ کی بیماریاں

یہ بیماری عام طور پر 40 سال سے زیادہ عمر کی بچوں والی موٹی خواتین کو ہوتی ہے۔ بعض مشاہدوں میں ان خواتین کی اکثریت خوبصورت' عیال دار' بسیار خور اور پیٹ میں نفخ کی مریضائیں ہوتی ہیں۔ ان خواتین کو شدید سوزش کا حملہ عام طور پر بھرپور مرغن کھانے کے بعد ہوتا ہے۔

قدیم پاکستانی معاشرے میں گھی اور چکنائیوں کے بارے میں بڑی خوش فہمیاں پائی جاتی تھیں۔ سردی کے موسم میں اکثر خواتین اپنی جسمانی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے مٹی کے برتن میں مختلف دالوں کی پنجیری۔ السی کی گول "پنیاں" خشک حلوہ اور "کمرکس" بناتی ہیں۔ ان تمام کے نسخے تقریباً ایک سے ہیں جن میں تیل والے بیج جیسے کہ السی' چہار مغز' خشخاش' کمرکس' چار گوندیں' ناریل اور دوسرے مغزیات شامل ہوتے ہیں ان میں دیسی گھی کو کوٹ کوٹ کر بھرا جاتا ہے۔ یہ مرغن غذائیں اس امید پر کھائی جاتی ہیں کہ ان سے کمر کو مضبوطی ملتی ہے اور خواتین کے اندرونی اعضاء تقویت پاتے ہیں۔

زچگی کے دوران خواتین کو زیادہ سے زیادہ گھی کھلایا جاتا ہے۔ گھی سے لبریز مرکبات کے علاوہ بچے کی ماں کھانا کھاتے وقت روٹی پر بھی گھی لگاتی ہے اور مٹھی بھر گھی اپنے سالن میں علیحدہ سے ڈال کر یہ توقع رکھتی ہے کہ اس سے دل اور جسم کی کمزوری اور خون کی کمی دور ہو جاتی ہیں۔ زندگی کے کسی بھی مرحلہ پر گھی کمزوری کا علاج نہیں۔

> ایک ڈاکٹر دوست نے اپنی بیگم کو زچگیوں کے بعد گوشت' یخنی اور پھل وغیرہ قسم کی مفرح اور مقوی خوراکیں دیں۔ بیگم صاحبہ کے اصرار کے باوجود ان کو گھی کے مرکبات نہ دیئے گئے۔

ایک مرتبہ ان کے خاندان میں کسی کے یہاں ولادت ہوئی تو یہ اپنے میاں کو ہمراہ لے کر وہاں گئیں۔ زچہ کے لئے دودھ میں چھوہارے، کشمش اور ناریل ابال کر ہم وزن گھی اور شکر سے ایک آمیزہ "اچھوانا" تیار کیا گیا۔ جو خوشی کے طور پر مہمانوں کو بھی پلایا گیا کچھ خواتین نے اس دہشت ناک مرکب کے دو دو گلاس بھی پیئے۔

خاوند کو یہ "تعلیمی موازنہ" دکھانے کے بعد ان کو عمر بھر یہ شکایت رہی کہ بچوں کی پیدائش کے بعد گھی نہ پینے کی وجہ سے ان کی ہڈیاں کچی رہ گئیں ہیں۔ حالانکہ وہ اپنی ہم عمر خواتین سے زیادہ صحت مند اور تندرست پتہ کی مالک ہیں۔

اردو کا ایک مشہور محاورہ ہے کہ "جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے" اس کے مطابق جب کوئی گھی۔ چکنائی یا اس سے بنے ہوئے مرکبات کھاتاہے تو ان کے استعمال سے جسم کو نہ تو کوئی قوت حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی گھی کے مرکبات خون کی کمی کو دور کرتے ہیں۔ زچگی کے بعد زچہ کو سب سے زیادہ ضرورت ایسی چیزوں کی ہوتی ہے جن سے خون پیدا ہو اور جسم کے عضلات کو طاقت ملے۔ گھی خواہ دیسی ہو یا بناسپتی اس میں صرف چکنائی ہوتی ہے۔ خون پیدا کرنے والے وٹامن یا فولاد کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اس میں لحمیات یا پروٹین بھی نہیں ہوتے۔ گھی کھانے سے جسم میں چربی کی معقول مقدار پیدا کی جا سکتی ہے۔ جسم میں جانے کے بعد یہ چکنائی خون کی نالیوں میں کولیسٹرول کی صورت میں منجمد ہو کر ان میں بندش پیدا کر سکتی ہے۔ پتہ میں پتھریاں بن سکتی ہیں اور جسم کی ہیئت کو بدصورت بنانے میں لاجواب ہے۔ بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ کارن آئیل یا نباتاتی تیل جسم میں چکنائی پیدا نہیں کرتے۔ یہ مفروضہ بالکل غلط ہے۔ چکنائی خواہ کسی بھی ذریعہ سے ہو جسم میں خرابی پیدا کر سکتی ہے البتہ نباتاتی ذرائع سے حاصل ہونے والی چکنائیاں کم نقصان دہ ہوتی ہیں اب کچھ لوگ نباتاتی چکنائیوں سے بھی بدظن ہو کر روغن زیتون کو کھانا پکانے کا بہترین طریقہ قرار دینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

علامات

اس کی اہم ترین علامت "درد" ہے۔ جو چار صورتوں میں ہو سکتی ہے پیٹ میں بوجھ' گہری دکھن جو کہ پیٹ کے وسط میں محسوس ہوتی ہے یا پیٹ کی جلد کے نیچے سارے علاقہ میں خاص طور پر وسطی اور درمیان میں پسلیوں سے نیچے' جلد کے نیچے کے عضلات اکڑے ہوئے لگتے ہیں۔ یا قولنج کی طرح کا درد سارے پیٹ میں محسوس ہوتا ہے۔ پتہ کی سوزش کا درد گردن سے نیچے دونوں کندھوں کے درمیان پچھلی طرف زیادہ شدت سے محسوس ہوتا ہے۔

سردی لگ کر بخار چڑھتا ہے۔ جو کہ عام طور پر آسانی سے اترنے میں نہیں آتا۔ دائیں پسلی کے نیچے درد محسوس ہوتا ہے۔ جس کو دبانے سے اضافہ ہوتا ہے۔ اسی علاقہ میں پسلیوں کے نیچے دبانے سے گولہ سا بھی محسوس ہو سکتا ہے۔ اسی جگہ لمبا سانس لینے سے درد ہوتا ہے۔ بھوک' ڈکار اور ہوا بند ہو جاتے ہیں۔ جس سے شبہ پڑتا ہے کہ جیسے آنتوں میں بند پڑ گیا ہے یا ان میں کسی چیز نے رکاوٹ پیدا کر دی ہے۔

پتہ کی یہ سوزش اسے پیپ کی ایک تھیلی میں تبدیلی کر سکتی ہے۔ اس پیپ اور سوزش کی وجہ سے سارے جسم میں زہر پھیل کر موت کا باعث بن سکتا ہے۔ صفرا کی نالیاں اور جگر متورم ہو کر بخار اور یرقان کا باعث بنتے ہیں۔ پتہ زہریلا ہو کر اگر پھٹ جائے تو زہر سارے پیٹ میں پھیل جاتا ہے۔ جس سے پیدا ہونے والا PERITONITIS مہلک ہوتا ہے۔

تشخیص

اس بیماری کی زیادہ تر تشخیص علامات اور ان کی شدت کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ بہت کم مریض ایسے ہیں جن کا ایکسرے کرنے پر پتہ میں پتھریاں نظر آئیں اور ایسی شدید صورت حالات میں گولیاں وغیرہ کھلا کر ایکسرے کرنے کا لمبا طریقہ کارآمد نہیں ہوتا۔ الٹراساؤنڈ میں پتہ کی تبدیلی نظر آ سکتی ہیں۔ اگر اس کو کرنے والا سمجھدار ہو تو

بیماری کی تشخیص آسانی سے ممکن ہو سکتی ہے۔

پتہ کی خرابیوں میں خون' پیشاب اور الٹراساؤنڈ کی تبدیلیوں کو واضح کرنے کے لئے ہم نے ایک خاتون کی رپورٹیں حاصل کی ہیں۔ جن کو پتے میں تکلیف کے علاوہ ذیابیطس کی بیماری بھی ہے۔ اور ان کی ضرورت کے مطابق تمام ٹیسٹ کئے گئے۔

PHYSICAL URINE - EXAMINATION

Colour______Yellow

Sp. Gracity______1030

Turbidty______Yes

Deposit______Slight

CHEMICAL EXAMINATION

Colour______Yellow

pH______5.0

Sugar______2.2%

Protein______Traces

Blood______Nil

Ketone______Nil

Urobilinogen______Nil

Bilirubin______present

MICROSCOPIC EXAMINATION

Pus Cells - 3 - 5 HPE

RBCs - NIL - HPE

Epi. Cells - rare - HPE

Crystals______few Calcium oxalate/ HPE

Organisms______NIL

Misc______NIL

اس رپورٹ کے مطابق ان کے پیشاب میں 2.2 فیصدی شکر کے علاوہ گردوں سے آنے والی چربی بھی معمولی مقدار میں ہے۔ خوردبینی معائنہ پر CAL. OXALATE ملا جس کا مطلب ان کے پیٹ کا خراب ہونا ہے۔ پیشاب زیادہ گاڑھا اور تیزابیت کی طرف مائل ہے۔

پیشاب میں شکر کی موجودگی کے پیش نظر ان کے خون میں شکر کی مقدار پتہ چلانے کی کوشش کی گئی۔ جن کا جواب یہ ملا۔

Blood glucose per 100cc

FASTING = 160 MG (normal 80 - 120)

AFTER BREAKFAST

21/2 hours after breakfast 280 mg (normal 110 - 180)

خون میں گلوکوس کی مقدار بہت زیادہ رہی۔ دو روز کے بعد ٹیسٹ کروایا گیا۔ تو شکر کی مقدار بڑھ کر 290 ملی گرام ہو گئی تھی۔

پتہ کی کارگزاری مشتبہ تھی۔ اس لئے ان کے خون میں صفرا کی موجودگی معلوم کرنے کا ٹیسٹ کروایا گیا۔

SERUM BILIRUBIN 3.7 mg /100 cc

(NORMAL: 0.2 -- 1.0 mg)

سوزش کا ہونا ظاہر ہو رہا ہے۔ خون کے TLC-DLC کا نتیجہ یہ رہا۔

HAEMATOLOGY REPORT

Hacnoglobin _____ 7.2 g /dl

Total WBC _____ 16000 / cu mm

Neutrophils _____ 76%

Lymiphocytes _____ 18%

Monocytes __ 18%

Eosinoph _____ 6%

Basophils _____ 0%

BSR _____ 30 mm / Ist Hr

No change in blood chemistry

تکلیف کی نوعیت کا پتہ چلانے کے لئے الٹراساؤنڈ کروانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اگرچہ یہ ٹیسٹ بے ضرر اور آسان ہے۔ لیکن اس کی فیس 300 روپے ہے۔ جو اکثر مریضوں کے لئے بہت زیادہ ہے۔

ULTRASOUND ABDOMEN

Gall Bladder &	Contracted walls, thickened,
Billary Passages	Full of multiple small Sized freely mobile stones.
Speen & liver	Enlarged - fatty extending
Portal System	4 cm helow costal margin Spleen slightly enlarged.
Pancreas	N.A.D
Aorta/IVC	N.A.D
Ascites	No Abdominal fluid seen

Kidneys	Both Kidneys Normal in Size and Texture. No Calculi or Hydronephrosis.
Urinary Bladder & Prostate	N.A.D
Uterus	No Pelvic Swelling or Fibroid seen.
INFERENCE	CHRONIC CHOLECYSTITIS. with multiple stones and fatty liver

اس خاتون کے نتائج سے معلوم ہوا ہے کہ ان کو ذیابیطس کے علاوہ پتے کی سوزش اور اس کے اندر متعدد چھوٹی چھوٹی پتھریاں ہیں۔ ان کا جگر بڑھ رہا ہے اور اس میں چربی کی تہیں بن چکی ہیں۔

ایسے مریضوں میں خاصی تیاری کے بعد بھی اگر الٹراساؤنڈ کیا جائے تو اکثر پتہ نظر نہیں آتا۔ جب نظر آئے تو وہ پھیلنے کی بجائے سکڑا ہوا ہوتا ہے۔ اس کی دیواروں کی موٹائی تندرستی کی حالت میں 3 ملی میٹر ہوتی ہے۔ جب کہ اس کیفیت میں وہ 6 ملی میٹر یا اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہیں۔

اس کے ساتھ جگر کا پھیل جانا ایک لازمی نتیجہ ہے۔

پتہ کی بیماریوں کی تشخیص کے لئے ایکسرے کا ایک خاص طریقہ CHOLECYSTOGRAPHY ایک مدت سے مقبول چلا آیا ہے۔ لیکن سوزش کے دوران پتہ دواؤں سے رنگین نہیں ہوتا۔ اس لئے ایکسرے میں نظر نہیں آتا۔ جب وہ ایکسرے کی فلم میں نظر ہی نہ آئے تو اس کی غیرحاضری کو الٹے معانی دینے درست معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ الٹراساؤنڈ کے ذریعہ پتہ کا معائنہ ایک قابل اعتماد طریقہ ہے۔

خون کی اس رپورٹ میں اہم بات خون کے سفید دانوں یعنی WBC تعداد میں اضافہ اور اس کے ساتھ ہی ان سفید دانوں کی قسم

POLYMORHONUCLEARS کی شرح میں زیادتی ہے۔ جو شدید سوزش ظاہر کرتی ہے

علاج

صحیح علاج یہ ہے کہ تشخیص اور بیماری کے حملہ کے فوراً بعد یا دو تین دن کے اندر آپریشن کرکے پتہ نکال دیا جائے۔ کچھ سرجن شدید سوزش کے دوران پتہ نکالنا پسند نہیں کرتے ہیں ان کی رائے میں بیماری کا شدید حملہ گزار لیا جائے تو مریض کی جسمانی حالت بہتر ہونے کے بعد اطمینان سے آپریشن کیا جائے۔ جہاں تک حالات کا تعلق ہے فوری آپریشن بہتر قرار دیا گیا ہے۔ اگر کسی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو یا مریض رضامند نہ ہو تو پھر۔

1- مریض بستر پر لیٹا رہے۔ ابتدا میں غسل خانے تک جانے کی تکلیف بھی برداشت نہ کرے۔ حالت بہتر ہونے پر غسل خانے جا سکتا ہے۔

2- اگر قے اور متلی ہو تو اس کے بند ہونے تک کھانے پینے کو کچھ بھی نہ دیا جائے۔ پانی اور غذا کی کمی کے لئے ورید کے ذریعہ گلوکوس 5% نمک کے ساتھ ملا ہوا دیا جائے۔

3- درد کے لئے PETHIDINE یا MORPHINE کا ٹیکہ۔ یہ ٹیکے بعد میں مصیبت کا باعث بنتے ہیں۔ اس لئے ان کو مجبوری کے بغیر استعمال نہ کیا جائے۔ درد اگر بہت زیادہ نہ ہو تو IDRAC-BUSCOPAN یا SPASMO CIBALGIN کی گولیاں دی جائیں۔

4- سوزش کو روکنے اور اس کے پھیلاؤ کے خلاف جراثیم کش دواؤں کو پوری مقدار میں کئی دن تک دیا جائے۔ جیسا کہ ان میں سے کوئی ایک۔

ہر چھ گھنٹہ بعد	یا	AMPICILLIN 500mg
2 گولی چھ گھنٹہ بعد	یا	OXYTETRACYCLIN 250 mg
ہر چھ گھنٹہ بعد	یا	ERYTHROCIN 500mg
گوشت میں ایک ٹیکہ ہر 8 گھنٹہ بعد		GENTAMYCIN 80 mg

ایسی ادویہ کی فہرست بڑی لمبی ہے۔ آج کل کے ڈاکٹر جان بوجھ کر مہنگی اور فینسی ادویہ دے کر مریض کو متاثر کرتے ہیں۔ جس کی بسا اوقات ضرورت نہیں ہوتی۔

ایک مریض کو پتہ میں شدید سوزش تھی۔ اس کو ERYTHROCIN سوزش کے لئے اور IDARAC درد کے لئے دیئے گئے۔ دو دنوں میں کافی افاقہ ہو گیا۔ ہم نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ اضافی طور پر کسی سرجن کو بھی دکھالیں۔ تاکہ اگر کسی مرحلہ پر بات قابو سے نکلنے لگے تو سرجن آپریشن کے لئے تیار ہو۔

اتفاق سے سرجن صاحب ہمارے ذاتی دوست اور مریض کے بھی خاندانی دوست تھے۔ انہوں نے کمال مہربانی سے فیس بھی نہ لی۔ لیکن مریض کو جس علاج سے دو دن میں فائدہ ہوا اسے تبدیل کرکے اس کی جگہ 180 روپے کا ایک ٹیکہ صبح شام تجویز کر دیا۔ جب مریض روبہ صحت ہو رہا تھا تو نسخہ میں تبدیلی کا کوئی جواز نہ تھا۔ انہوں نے اپنی اہمیت واضح کرنے کے لئے لئے 12 روپے روزانہ کی بجائے 400 روپے روزانہ والا نسخہ شروع کروا دیا۔

اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ہم نے بقیہ علاج طب نبوی سے کیا اور مریض تندرست ہو گیا۔

5- پیٹ پر گرم پانی کی بوتل رکھی جائے۔

6- خون کا DLC TLC ہر تیسرے دن کرکے اطمینان کیا جائے کہ سوزش مندمل ہو رہی ہے یا نہیں؟

مزمن التہاب مرارہ CHRONIC CHOLECYSTITIS

پتہ کی مزمن سوزش عام طور پر پتہ میں پتھری کی مریض عورتوں کو ہوتی ہے۔ اگرچہ مردوں کی قلیل تعداد بھی اس کا شکار ہوتی ہے لیکن متوسط عمر کی موٹی' بچوں والی عورتیں اس میں زیادہ مبتلا ہوتی ہیں۔ اس لئے پتہ میں پتھری پیدا کرنے والے تمام اسباب اس بیماری کے پیدا کرنے کا باعث بھی ہوتے ہیں۔ بچے پیدا ہونے سے بیماری کے امکانات میں اضافہ ہوتا ہے۔ وہ عیال دار خواتین جو بسیار خوری کرتی ہیں اور ان کی غذا میں چکنائیاں' گھی مٹھائیاں اور پراٹھے شامل ہوتے ہیں۔ ان کو اکثر یہ بیماری ہو جاتی ہے۔

مانع حمل گولیاں کھانے یا نسوانی بیماریوں کے علاج میں استعمال ہونے والے ہارمون پتہ کو خراب کرتے ہیں۔ ماہرین مانع حمل گولیاں کی وجہ سے دل کی بیماریوں کا بھی شبہ کر رہے ہیں۔ ذیابیطس کی وجہ سے لبلبہ کی خرابیاں پتہ کو بھی متاثر کرتی ہیں۔ لبلبہ کے علاوہ چھوٹی آنت سے غذا کے انجذاب کے مسائل کی وجہ سے صفراوی نمک دوبارہ جذب نہیں ہوتے اور خون میں TRIGLYCERIDES کی مقدار بڑھ جاتی ہے اور خون کے سرخ ذروں کی وہ بیماریاں جن میں HEMOLYSIS ہوتا ہے پتہ میں سوزش پیدا کر سکتے ہیں۔

تپ محرقہ بخار کے دوران اس کے جراثیم پتہ میں گھس جاتے ہیں اور وہاں پر سوزش پیدا کر سکتے ہیں۔

علامات

پیٹ میں اکثر اوقات بوجھ' اپھارہ یا پیٹ کے وسط میں اوپر کی جانب درد کی سی کیفیت جس کو ڈکار مارنے سے وقتی آرام آتا ہے۔ حالانکہ ڈکار مارنے سے پیٹ میں ہوا کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ ڈکار ایک خوش فہمی ہے۔ ورنہ یہ نفخ میں اضافہ کرتا ہے۔ پیٹ بھر کر کھانا کھانے' دودھ پینے' دودھ سے بنی ہوئی چیزیں خاص طور پر فرنی' کھیر' اور کسٹرڈ کھانے سے بوجھ میں اضافہ ہوتا ہے۔ مرغن غذاؤں کے بعد درد بڑھتا ہے۔ ایسے واقعات بھی اکثر دیکھنے میں آئے ہیں کہ جب سوجا ہوا پتہ زیادہ مرغن کھانے کے دباؤ کے تحت پھوٹ گیا۔

متلی اکثر رہتی ہے۔ پیٹ کا درد کبھی دائیں پسلی کے نیچے محسوس ہوتا ہے۔ یہ درد کندھوں کے پیچھے بھی شدت سے محسوس ہوتا ہے۔ اکثر خواتین کو پتہ کے درد شدید قسم کے قولنجی دردوں کی شکل میں ہوتا ہے اور ہر دورہ قیامت بن کر گزرتا ہے۔ ان خواتین میں کوئی پتھری نالیوں کے منہ کے اوپر آ جاتی ہے۔ یا نالی میں داخل ہو کر اس کو بند کر دیتی ہے۔ اس بندش کی وجہ سے قولنج کے دورے پڑتے ہیں کیونکہ جسم اس پتھر کو باہر نکالنے کی جدوجہد کرتا ہے۔

جب پتھری نالی میں پھنستی ہے تو پتہ کا صفراوی مادہ آنتوں میں نہیں جا سکتا اس

طرح صفرا کے رنگ خون میں شامل ہو کر یرقان پیدا کر دیتے ہیں جس کے ساتھ پر ہلکی ہلکی خارش بھی ہوتی ہے۔

فربہ جسم کی خواتین کو جب پیٹ میں بوجھ اور نفخ رہے دائیں پسلی کے نیچے سے درد شروع ہو کر کندھوں کے درمیان کو جائے۔ کبھی کبھی سردی سے بخار بھی ہو جائے تو اس بیماری کو پتہ کی مزمن سوزش قرار دینا عقلمندی کی بات ہے۔ اور اگر اس میں شبہ ہو تو پھر تصدیق یوں کی جا سکتی ہے۔

تشخیص

مریض کو تنگ کرنے والے معالج ابتدا میں سادہ ایکسرے کرواتے ہیں۔ اگرچہ یہ ایک ثقہ طریقہ ہے۔ لیکن اس میں پتہ تو بالکل نظر نہیں آتا اور پتھریاں بھی صرف اسی صورت میں نظر آتی ہے جب ان کی ساخت میں کیلشیم کی کافی مقدار شامل ہو اس لئے سادہ ایکسرے کرنا عام طور پر مریض کو خوامخواہ زیربار کرنے کے مترادف ہوتا ہے۔

پتہ کی بیماری کی تشخیص کا معقول طریقہ اس کی CHOLECYSTOGRAPHY ہے۔ مریض کو شام کے وقت کچھ گولیاں دی جاتی ہیں۔ سوتے وقت جلاب کی گولیاں دینے کے بعد صبح اینما کرکے پیٹ سے ہوا اس غرض سے نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ آنتوں میں ہوا یا غلاظت کی موجودگی میں پتہ ایکسرے کی فلم میں نظر نہیں آتا۔ ایک دو ایکسرے لینے کے بعد مریض کو مکھن کی پچاس گرام کی ٹکیہ کھلائی جاتی ہے اور اس کے بعد ایک نیا ایکسرے لیا جاتا ہے۔ اگر پتہ میں سوزش ہو تو اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی پتہ نظر نہیں آتا اور اس طرح پتہ کی مزمن سوزش کی تشخیص مکمل ہو جاتی ہے۔ پتہ کی بیماری' اس کی جسامت اور پتھر کی تشخیص کا یقینی طریقہ آج کل الٹراساؤنڈ کی صورت میں میسر ہے۔ SONOGRAPHY کے ذریعہ پوری طرح نظر آتا ہے۔ اس کا ہلنا جلنا دیکھا جا سکتا ہے اگر اس میں پتھر' سوزش یا رکاوٹ ہو تو وہ بھی صاف نظر آ جاتی ہے۔

علاج

اگر ایکسرے میں پتہ نظر آ رہا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سوزش اتنی زیادہ نہیں اور مریض کا ادویہ کے ذریعہ علاج کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ مریضہ اگر کمزور ہو یا آپریشن سے دہشت محسوس کر رہی ہو تو پھر آپریشن نہ کیا جائے۔

حال ہی میں ایک دوائی CHENODEOXYCHOLIC ACID تیار کی گئی ہے۔ جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ یہ پتہ سے سوزش اور پتھریاں نکال دیتی ہے۔ اسی قسم کی ایک اور دوائی URODEOXYCHOLIC ACID کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ اس سے 70-50 فیصدی مریضوں کی پتھریاں گل کر نکل جاتی ہیں۔ جب پتھری نکل جائے گی تو پتہ کی سوزش بھی آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گی۔ ان ادویہ کو روزانہ 600 ملی گرام کی مقدار میں دیا جاتا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ عرصہ علاج 3-2 سال پر محیط ہوتا ہے۔

آپریشن

عام طور پر آپریشن کرکے پتہ نکال دیا جاتا ہے۔ اب تک کے معالج اس آپریشن کو بہترین علاج قرار دیتے آئے ہیں۔ پتہ نکالنے کے بعد بدہضمی مستقل کی مصیبت بن جاتی ہے۔ ہاضمہ کی **مکسچر** 'کاسرالریاح سفوف' DIGESTIVE ENZYMES کی گولیاں زندگی بھر کی رفیق بنتی ہیں۔ دو تین سال کے لئے چکنائی کو ہضم کرنا مشکل ہوتا ہے مگر آہستہ آہستہ جسم ان کو قبول کرنے لگتا ہے اور ایک لمبی زندگی گزاری جا سکتی ہے۔

حال ہی میں ENDOSCOPE کی مدد سے آنتوں کے راستے پتہ میں نالیاں ڈال کر پتھری کو گلانے والے لوشن براہ راست داخل کرنے کی ترکیب نکالی گئی ہے۔

طریقہ مشکل اور نازک ہے۔ جن ہاتھوں سے ایسے کئی مریض گزرے ہوں شاید وہ یہ عمل چابک دستی سے کر لیتے ہوں ورنہ ایک عام سرجن یہ جان جوکھم کا کام خوش اسلوبی سے سرانجام نہیں دے سکتا۔ آپریشن کے دوران اور اس کے بعد ہونے

والے خطرناک حادثات کی کمی نہیں۔ بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ترکیب ابھی ابتدائی مراحل میں ہے اور کسی سرجن کو اپنے جسم پر پریکٹس کا موقع مہیا کرنا عقلمندی سے بعید ہے۔

آپریشن کے بعد غذا کی احتیاط کے ساتھ ساتھ وزن کم کرنے کی کوشش مسلسل جاری رکھنی چاہئے۔ ورنہ بلبہ بھی بعد میں متاثر ہو کر خطرناک انجام سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔

پتہ کا کینسر CANCER OF THE GALL BLADDER

پرانی سوزش اور پتھریوں کی مسلسل خراش کے بعد پتہ کی دیواروں میں کینسر کے خلئے پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا تھا کہ برطانیہ میں کینسر کے تمام مریضوں میں سے ایک فیصدی کی موت پتہ کے کینسر کی وجہ سے ہوئی۔ پتہ کے علاقہ میں ہونے والے کینسر اگر پتہ میں ہوں تو وہ عورتوں میں بہت زیادہ ہوتا ہے۔ خاص طور پر فربہ خواتین اس کا زیادہ شکار ہوتی ہیں۔ جب کہ جگر سے نکلنے والی صفرا کی نالیوں میں ہونے والا کینسر عورتوں کی نسبت مردوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ شماریات والوں نے اس سلسلے میں 3:1 کا تناسب بیان کیا ہے۔ جب کہ پتہ کے کینسر کی شکل میں یہ الٹ جاتا ہے۔ یعنی اگر ایک مرد کو یہ تکلیف ہوئی تو اس کے مقابلے میں تین عورتیں اس کا شکار ہوئیں۔

خواتین میں پتہ کا کینسر عام طور پر 45 کی عمر کے بعد ہوتا ہے کینسر پیدا ہونے والے صفرا کی نالیوں میں رکاوٹ کی وجہ سے یرقان' صفرا کی کمی کی وجہ سے ہاضمہ کی خرابیاں پیدا ہونے لگتی ہیں۔

علامات

یرقان ابتدا ہی میں ہو جاتا ہے۔ جس کے بعد جگر کے دوران میں رکاوٹ کی وجہ سے پیٹ میں پانی پڑ جاتا ہے۔ اکثر مریضوں کو جب یرقان یا پیٹ میں پانی کی شکایات کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ عرصہ دراز سے پیٹ میں درد' جلن

اور بد ہضمی کا شکار تھے۔ وہ چکنائی ہضم کرنے میں مشکل محسوس کرتے تھے اور کھٹی ڈکاریں کبھی کبھی قولنجی درد کے دورے پڑتے تھے۔ یہ علامات پتے کی سوزش کی صورت میں تھیں۔ پتہ میں کینسر پیدا ہونے کے بعد درد کی نوعیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ درد دوروں کی بجائے مسلسل ہوتا ہے۔ کھانا کھانے کے بعد تکلیف ہوتی ہے۔ اکثر مریضوں کی بھوک اڑ جاتی ہے۔ بھوک اڑنے یا کینسر کے اپنے زہریلے اثرات اور بدہضمی کی وجہ سے مریض کے وزن میں کمی آنے لگتی ہے۔ پتہ کا حجم بڑھنے اور اس کے سخت ہونے کی وجہ سے ایک ہوشیار معالج چھاتی اور پیٹ کے اتصال کے وسط میں ہاتھ رکھ کر پتہ کا ابھار محسوس کر سکتا ہے۔

تشخیص

عام حالات میں ایسے مریضوں کا ایکسرے کیا جاتا ہے کچھ پتھریاں سادہ ایکسرے میں بھی نظر آ جاتی ہیں۔ ورنہ دوائیں کھلا کر CHOLECYSTOGRAPHY کی شکل میں ایکسرے کیا جاتا ہے۔ جس میں پھولا ہوا پتہ' اس کی متورم دیواریں اور اندر بھرے ہوئے پتھر اکثر نظر آ جاتے ہیں۔ حالانکہ پرانی سوزش والا پتہ اکثر رنگ قبول نہیں کرتا۔ اس لئے ایکسرے کے ذریعہ تشخیص عام طور پر مفید یا ممکن نہیں رہتی۔ ایسے میں الٹراساؤنڈ کے ذریعہ ایک یقینی حقیقت جانی جا سکتی ہے۔ میو ہسپتال کے ایکسرے ڈیپارٹمنٹ میں ایسے درجنوں مریض دیکھے جاتے ہیں وہاں کے ڈاکٹر شفیق احمد صاحب نے پتہ کے کینسر کے ایک مریض کی رپورٹ ہمارے لئے تیار کی جو یوں ہے:

Gall bladder distended with thich walls and full of stones a comples mass of varied echo genicity, is visualised in the deformed gall bladder.

Bile ducts are distended.

This is a case of cancer gall bladder

یرقان کے ساتھ ساتھ کینسر جگر کو متاثر کر دیتا ہے۔ جس کی علامات جگر کی خرابی سے متعلق اضافی طور پر دیکھی جا سکتی ہیں اور اس مرحلہ پر الٹراساؤنڈ میں جگر کے

کینسر کے مشاہدات سامنے آئیں گے۔ پیشاب میں یرقان کے اثرات کے علاوہ کوئی نئی چیز دیکھنے میں نہیں آتی۔

علاج

لندن کے سینٹ میری ہسپتال کے سرجن سر زیخیوری کوپ نے پتہ کی بیماریوں ان کی تشخیص اور بروقت علاج کے بارے میں قابل قدر انکشافات کئے ہیں۔ ان کی دلچسپی کی ایک اہم وجہ یہ تھی کہ وہ خود پتہ میں پتھریوں کے مریض تھے۔ ان کی رائے میں پتہ جتنی جلدی نکلوا دیا جائے اتنا مفید رہتا ہے کیونکہ اس طرح کینسر پیدا ہونے کے امکانات ختم ہو جاتے ہیں۔

تازہ ترین معلومات کے مطابق امریکہ میں پتہ کے کینسر کی شرح میں 15 فیصدی کی واقع ہو گئی ہے۔ کیونکہ وہاں پر رواج بن گیا ہے کہ ڈاکٹر پتہ میں سوزش دیکھتے ہی اسے آپریشن کرکے نکال دیتے ہیں۔ سر زیخیوری کو ان کا مشورہ بڑا پسند آیا ہے۔ لیکن برطانیہ ہی سے جدید مشاہدات کے مطابق آپریشن کے بعد پتہ کے کینسر کے سو میں سے صرف 2 مریض پانچ سال کے بعد زندہ پائے گئے۔ یعنی 98 فیصدی مریض پتہ نکل جانے کے باوجود تھوڑے ہی دنوں میں ہلاک ہو گئے۔

ہمارے ایک دوست بنکوں کے حسابات چیک کیا کرتے تھے۔ لوگ ان کی خوب خاطرمدارات کرتے تھے۔ ان کو پیٹ میں تکلیف تو رہا کرتی تھی لیکن پتہ کے باب میں کبھی کوئی شکایت نہ سنی گئی۔ ایک مرتبہ ان کو شدید یرقان ہوا۔ معمولی علاج سے جب افاقہ نہ ہوا تو ان کے محکمہ والوں نے ایک پرائیویٹ کلینک میں داخل کروا دیا۔ جہاں الٹراساؤنڈ اور ایکسرے کے ذریعہ تشخیص کرکے پیٹ کھولا گیا۔

آپریشن کرنے پر دیکھا گیا کہ پتہ کا کینسر پھیل کر صفرا کی نالیوں کو بھی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ پتہ نکال دیا گیا۔ نالیاں براہ راست چھوٹی آنت سے منسلک کر دی گئیں۔ ڈاکٹروں نے ان کے لواحقین کو شفایاب ہونے سے پہلے گھر لے جانے کا مشورہ دیا کیونکہ ان کے خیال میں ان کے ایک ہفتہ

سے زیادہ زندہ رہنے کے امکانات نہ تھے۔

مایوسی کے اس مرحلہ پر ان کا طب نبوی سے علاج کیا گیا۔ چند دنوں میں چلنے پھرنے کے قابل ہوئے۔ پھر ڈیوٹی پر چلے گئے اور ایک سال خوش اسلوبی سے گزر گیا۔ اس دوران پروفیسر مرزا صاحب جیسے ثقہ سرجن نے دو مرتبہ ان کا معائنہ کیا۔ ٹیسٹ کئے اور جگر کو تندرست قرار دیا۔

وہ اپنے کام کے سلسلہ میں صوبہ سرحد اور شمالی علاقہ جات کی طرف زیادہ جانے لگے۔ جہاں کے لوگوں نے ان کو دنبہ کا گوشت' چربی میں پکے بالٹی گوشت اور اعلیٰ قسم کی مرغن غذائیں خوب کھلائیں۔ چھ ماہ بعد پھر یرقان ہوا۔ کلینک داخل ہوئے اور چند دن میں وفات پا گئے۔ کیونکہ اس مرحلہ پر طب جدید میں کوئی اور علاج موجود نہ تھا۔

اسی طرح سیالکوٹ میں ایک صاحب بھی پتہ کے سرطان میں مبتلا تھے اور ان کا آپریشن اس لئے ادھورا چھوڑ دیا گیا کہ بچنے کے امکانات نہ تھے۔ جب وہ طب نبوی کے علاج سے بہتر ہونے لگے تو کسی دوست نے مشورہ دیا کہ وہ اب کسی سنیاسی کا علاج کروائیں۔ سنیاسی صاحب نے ان کو سنکھیا کا کشتہ دیا۔ جگر پہلے ہی خراب تھا پہلی بیماری کی خطرناک صورت حال سے بچنے کے بعد ایک ان پڑھ معالج کی بے وقوفی ان کی وفات کا باعث بن گئی۔

کینسر کے اندیشہ کی وجہ سے اب یہ ضروری ہو گیا ہے کہ آپریشن کے نتیجہ میں نکالا جانے والا ہر پتہ لیبارٹری میں بھیجا جائے اور اس کا معائنہ ہو۔ اس کام میں پروفیسر غلام رسول قریشی بڑی دسترس رکھتے ہیں۔ انہوں نے ایک مریض کا آپریشن سے نکالا ہوا پتہ دیکھنے کے بعد یہ رپورٹ دی۔

Recieved a specimen of Gall Bladder.

The gall ladder is markedly distended. Multiple stones are seen inside. The walls of the gall bladder are markedly thickened.

The serosal surface has multiple modules.

HISTOLOGY

The walls of the gall bladder are invaded by Glands of variable sizes and shapes. These glands are lined by malignant epithelial cells.

This is a case of Adeno-Carcinoma.

پتہ کے اس کینسر کا طب جدید میں ایک ہی علاج ہے کہ مریض کا جتنی جلدی ہو آپریشن کر دیا جائے۔ اگر ابتدا ہی میں آپریشن کر دیا جائے تو چند سالوں تک زندہ رہنے کے 10 فیصدی امکانات موجود ہیں ورنہ یہ بیماری جان لیوا ہے۔

پتہ کی سوزش اور پتھریوں کے بارے میں جو علاج بیان کئے گئے ہیں وہی اس بیماری میں کافی ہوتے ہیں۔ یہ بات دعوے سے تو بہرحال نہیں کہی جا سکتی کہ ہر مریض شفایاب ہو گا۔ زندگی' موت اور شفا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ البتہ کوشش کرنے کی گنجائش موجود ہے اور ہمارے درجنوں مریض پانچ سال گزرنے کے بعد بھی بفضلہ زندہ موجود ہیں۔

طب نبوی

پتہ کی بیماریوں کی نوعیت اور علاج میں یہ امر واضح ہوگیا ہوگا کہ طب جدید میں اس حصہ جسم کی کسی بھی بیماری کا شافی علاج موجود نہیں۔ شدید سوزش کے دوران قے' بدہضمی اور معدہ کی سوزش اور بخار درد کا علامات کے مطابق علاج کیا جاتا ہے۔ جب کہ پتھری اور مزمن سوزش کے لئے درد دور کرنے والی ادویہ کے علاوہ اور کوئی حل موجود نہیں۔ پتہ کی ہر بیماری کا علاج آپریشن ہے۔

جن لوگوں کا پتہ نکالا جا چکا ہے۔ وہ عمر بھر بدہضمی کا شکار رہتے ہیں۔ وہ چکنائیاں ہضم نہیں کر سکتے۔ کچھ عرصہ قبل ہسپتالوں میں بدہضمی کے مریضوں کے لئے لال

مکسچر بنا کرتی تھی۔ اس میں موجود الائچی اور سونف کی وجہ سے کچھ ریاح نکل جاتی تھیں اور مریض کو قدرے آرام آ جاتا تھا۔ اب لے دے کہ ایسے ENZYME بازار میں ملتے ہیں جن کا کھانا عذاب اور نہ کھائیں تو دوہرا عذاب اس لئے حالات کا تقاضا ہے کہ جدید علاج کی بجائے دوسرے علاج آزمائے جائیں۔ اگر خدانخواستہ فائدہ نہ ہوا تو پھر آپریشن پر غور کرنا مناسب ہو سکتا ہے۔

پتہ میں پتھری کے اسباب کے ذکر میں جو اہم مسئلہ پیدا ہوا وہ جسم میں چکنائیوں کا سوء ہضم تھا۔ جب غذا میں چکنائیوں کی مقدار زیادہ ہو گی یا وہ کسی وجہ سے ہضم نہ ہو رہی ہوں یا جسم ان کو قبول کرنے کے بعد ٹھیک سے استعمال نہ کر سکتا ہو تو پتھریاں بنتی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھی والی روٹی یا سالن میں بھی علیحدہ سے گھی ڈالنے والا کام کبھی کبھار کیا ہے۔ ورنہ انہوں نے ہمیشہ جو کی روٹی کے ساتھ سالن کے طور پر سرکہ یا کھجوریں یا کدو یا پانی ملا دودھ استعمال فرمایا۔ ان میں سے اکثر میں کوئی چکنائی نہیں اور دودھ میں اگر چکنائی ہے بھی تو اسے پانی میں ڈال کر کم کر دیا گیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ ان کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کو بھی چکنائی سے پیدا ہونے والی کوئی بیماری کبھی لاحق نہ ہوئی۔

انجیر

اللہ تعالیٰ نے اس پھل کو اتنی اہمیت عطا فرمائی کہ قرآن مجید میں اس کے نام پر ایک سورت نازل فرمائی جس کی ابتدا میں صاحب کائنات نے انجیر کی قسم کھائی۔ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کی قسم اٹھاتے ہیں تو اس چیز کا اہم ہونا ضروری ہے۔ قسم کھانے کے لئے اس کا انتخاب اس کی افادیت کی طرف اشارہ ہے۔
لوگوں نے اسے نہار منہ کھایا۔ کھانے سے پہلے استعمال کیا اور بعد میں تجویز کی۔ ان تینوں صورتوں میں یہ الگ الگ فوائد کا منبع ہے۔ نہار منہ کھانے سے خون کی نالیوں میں اور پتے کی نالیوں سے پتھریاں اور سدے نکالتی ہے۔

ہمارے اس مسئلہ میں انجیر کو کھانے کے بعد کھائیں تو یہ خوراک کو ہضم کر دے گی اور اس طرح چکنائیوں یا دوسرے اسباب سے سوء ہضم پیدا ہونے کا کوئی احتمال نہ

رہے گا۔ انجیر پتہ کی سوزش اور پتھری کے خلاف سب سے بڑی پیش بندی ہے۔ کیونکہ اسے کھانے کے دوران وہاں پر چکنائیوں کے ہضم میں نہ تو کوئی گڑبڑ ہو گی اور نہ ہی کولیسٹرول کی کوئی مقدار جسم میں جا کر خون کی نالیوں پر جم کر دل کے دورے کا باعث بنے گی اور نہ یہ جگر سے نکل کر پتھریاں بنائے گی۔

اطباء قدیم میں سے ابن البیطار اور اکبر ارزانی نے پتے کی پتھری کو توڑنے کے لئے انجیر تجویز کی ہے۔ ان کا یہ نسخہ مرض کی ماہیت کے مطابق درست اور تجربات سے ہمیشہ مفید پایا گیا۔

جو کا دلیا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کے جملہ امراض کے لئے جو کا دلیا جس میں دودھ اور شہد ملایا گیا ہو تجویز فرمایا ہے۔ پیٹ کی بیماریوں میں اس کی افادیت متعدد مقامات پر ذکر کی جا چکی ہے۔ پتہ کی بیماریوں خاص طور پر پتھری کے لئے اس کی افادیت منفرد ہے۔ ہم نے ذاتی طور پر درجنوں ایسے مریضوں کے علاج کے لئے جو کا دلیا دیا۔ اس دلیا سے پیٹ کی سوزش جاتی رہی۔ معدہ میں التہاب اور تیزابیت نہ رہی۔ یہ دلیا پیٹ سے ہوا نکال دیتا ہے۔ صفرا کو خارج کرتا ہے۔ چونکہ اس میں چکنائی نہیں ہوتی اس لئے اسے ہر کیفیت میں اور خاص طور پر ان مریضوں میں جن کو معدہ میں جلن کی وجہ سے قے ہوتی ہو فائدہ دیتا ہے۔ جو کا دلیا پیشاب آور ہے۔ پتہ کے مریضوں کے لئے یہ دلیا از حد مفید ہے۔ یہ خون کی کولیسٹرول کو کم کر دیتا ہے۔

زیتون کا تیل

پتہ کی بیماریوں کو پیدا کرنے میں چکنائیوں کا بڑا عمل دخل ہے۔ بیمار ہونے کے بعد مریض غذا میں چکنائی کی موجودگی اس کی بیماری میں اضافہ کا باعث ہوتی ہے۔ ایسے حالات میں کوئی ایسی چیز جو بذات خود چکنائی ہو سے بیماری میں اضافہ کا امکان موجود رہتا ہے۔ اس بنیادی اصول کی صداقت کے باوجود اطباء قدیم نے زیتون کا تیل استعمال کیا ہے۔ حکیم نجم الغنی خان اس کے بڑے معترف تھے۔

زیتون کا تیل پتہ کو سکیڑ کر اس کے صفرا کو باہر نکالتا ہے۔ اس عمل میں کئی چھوٹی پتھریاں باہر نکل جاتی ہیں۔

حکیم نجم الغنی خاں' حکیم اکبر ارزانی اور دوسرے ماہرین طب پتہ سے پتھری نکالنے کے لئے زیادہ مقدار میں زیتون کا تیل پلانے کا مشورہ دیتے ہیں۔ ایک نسخہ کے مطابق 9 اونس زیتون کا تیل مریض کو پلایا جائے تو پتھریاں نکل جاتی ہیں۔

دواخانہ نورالدین میں زیادہ طور پر خواتین کا علاج ہوتا ہے۔ وہاں پر پتہ کی مریض خواتین کو برادہ صندل سرخ اور سونف کے ساتھ کاسنی کے بیج ملا کر ان کا جوشاندہ شربت بنفشہ کے ساتھ تجویز کیا جاتا ہے اور مریض کو کھانے سے ایک گھنٹہ پہلے 3 اونس زیتون کا تیل ہر تیسرے دن دیا جاتا ہے۔ عام طور پر پتے کی پتھریاں نکل جاتی ہیں۔

اطباء قدیم نے پتہ کے سدے دور کرنے کے لئے سرکہ بھی مفید قرار دیا ہے۔ بو علی سینا کے ایک نسخہ کے مطابق انجیر کو سرکہ میں بھگو کر کھلایا جائے تو پتے کے مسائل جلد حل ہو جاتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلونجی کی تعریف فرمائی۔ اطباء اسے پتہ کی پتھری نکالنے والی قرار دیتے ہیں۔

ان مشاہدات کی روشنی میں پتہ کی پتھری نکالنے کے لئے یہ نسخہ استعمال کیا گیا۔

1- صبح نہار منہ بڑا چمچہ شہد ابلے پانی میں۔

2- ناشتہ میں جو کا دلیا پانی میں پکانے کے بعد تھوڑا سا دودھ ڈال کر اور چینی کی بجائے شہد ڈال کر۔

3- اگر پتہ میں سوزش نہ ہو تو۔

کلونجی	2 گرام
کاسنی کے بیج	1 گرام

پیس کر صبح شام کھانے کے بعد۔ اگر ایک ہفتہ میں فرق محسوس نہ ہو تو کلونجی کی مقدار 3 گرام کر دی جاتی ہے۔

4- مریض کو اگر پتہ میں مزمن سوزش بھی ہو تو۔

قسط شیریں	20 گرام
کلونجی	30 گرام
کاسنی کے بیج	10 گرام

چھوٹا چمچہ صبح شام کھانے کے بعد

شدید سوزش کے دوران جدید طریقہ علاج کے مطابق ابتدا کی جاتی ہے۔ بہتر ہونے کے بعد بالائی علاج شروع کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ طب جدید میں پتہ کی بیماریوں کا آپریشن کے علاوہ اور کوئی علاج نہیں ہے۔

پیٹ کے کیڑے

INTESTINAL WORMS

(HELEMENTHIASIS)

HOOK WORM ہک ورم

اس خاندان کے کیڑے بنیادی طور پر بھیڑ بکریوں' گائے بھینسوں اور گھوڑوں میں پائے جاتے ہیں۔ کھیتی باڑی کرنے اور جانور رکھنے والوں کو اس سے واسطہ پڑتا ہے۔ جب کہ کتوں اور بلیوں میں بھی ان کی ایک قسم ANKYLOSTOMA CANINUM پائی جاتی ہے۔ جو عام طور پر انسانوں کی آنتوں میں داخل نہیں ہوتی۔ لیکن وہ لوگ جو کتے بلیاں اپنے بستروں میں سلاتے ہیں ان کی جلد میں جانوروں پر پلنے والے کیڑے سوراخ ڈال کر ان کے بچے جسم میں داخل ہو کر بیماری پیدا کر سکتے ہیں۔ انسانوں میں ان کی دو اقسام زیادہ طور پر دیکھنے میں آتی ہیں۔

NECATOR AMERICANUS-ANKYLOSTOMA DUODENALE کے اسلوب اور اذیت رسانی تقریباً یکساں ہیں چونکہ یہ اپنے منہ کو آنتوں کی جھلیوں میں پھنسا کر وہاں سے خوراک حاصل کرتے ہیں اس لئے ان کو کھونٹی والے کیڑے کہا جاتا ہے۔ یہ کیڑے امریکہ کے اسطوائی علاقوں میں سارا سال سرگرم عمل رہتے ہیں۔ جب کہ دوسرا ANKYLOSTOMA سرد ملکوں میں یا موسم سرما میں زیادہ پھلتا پھولتا ہے۔

کسانوں اور غلاظت میں پلنے والوں یا ننگے پیر پھرنے والوں کے جسم میں ان کیڑوں کے خلاف کسی حد تک قوت مدافعت پیدا ہو جاتی ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ امریکہ کے سفید فام باشندوں کے پیٹ میں یہ کیڑے داخل ہوتے ہیں تو ان کو سیاہ فاموں کی نسبت زیادہ تکلیف ہوتی ہے

مرض کی شدت کا انحصار مریض کی خوراک میں فولاد کی مقدار پر منحصر ہے۔ کیونکہ ان کیڑوں کو اپنے میزبان سے جتنی اچھی غذا ملتی ہے اسی تناسب سے یہ پھلتے پھولتے اور زیادہ انڈے دیتے ہیں۔ بنگلہ دیش' بھارتی بنگال اور جنوبی امریکہ کے ملک پورٹوریکو میں مریضوں کے پاخانہ سے اوسط مرد مریضوں میں 4000 انڈے روزانہ دیکھے گئے جب کہ عورتوں میں یہ تعداد نصف ہوتی ہے اس کے مقابلے میں افریقی عوام کی غذا میں چونکہ فولاد زیادہ ہوتا ہے اس لئے ان کے پاخانہ میں انڈوں کی تعداد 20,000 سے زائد پائی جاتی ہے۔

اس بیماری کی اہم ترین خصوصیت خون کی کمی ہے۔ لیکن اب یہ محسوس ہوا ہے کہ یہ خون کو براہ راست تلف نہیں کرتے۔ ان کا طریقہ واردات پیچیدہ ہے سب سے پہلے یہ خون میں پائی جانے والی لحمیات کو کھا جاتے ہیں۔ جس سے جسم میں کمزوری اور نقاہت پیدا ہوتے ہیں۔ اور انہی کی بدولت بچوں کے جسم غیرمتناسب ان کے چہروں اور پیروں پر ورم نظر آتا ہے۔ کیونکہ خون کی البیومن جب کم ہوتی ہے تو جگر کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔ بڑوں میں یہ صورت حال اس وقت پیدا ہوتی ہے جب خون کی کمی اتنی ہو جائے کہ خون میں ہیموگلوبین کی مقدار 5 گرام رہ جائے۔

کیڑے جب چھوٹی آنت میں سوراخ کرکے اس کی دیواروں میں گھستے ہیں تو وہاں پر ایسی علامات پیدا کرتے ہیں جیسی کہ پیٹ کے السر میں دیکھی جاتی ہیں اضافہ میں اسہال اور پیشاب میں پیپ کے ساتھ البیومن ملتے ہیں۔

ایک عام کیڑا 15 سال تک زندہ رہ سکتا ہے۔ ان کے مرجانے کے بعد نئے کیڑے حملہ آور اس لئے نہیں ہوتے کہ اس عرصہ میں جسم میں ان کے خلاف ایک خاص قسم کا دفاعی بندوبست مرتب ہو جاتا ہے۔ لیکن مریض کا جلد علاج ہو جانے کی

صورت میں اگر گندے ماحول میں بدستور رہائش رہے تو کیڑے جسم میں داخل ہو کر نئی بیماری پیدا کر سکتے ہیں۔

علامات

ننگے پاؤں پھرنے والوں کے تلوے کے اندر کی طرف سے پیر پر جلن' دانے جو معمولی معلوم ہوتے ہیں۔ یہ اس راستہ کا پتہ دیتے ہیں جس سے کیڑے جسم میں داخل ہوتے ہیں۔

معدہ میں شدید درد۔ اسہال جس میں لیس دار اور تھوڑا سا خون پیٹ بڑھنے لگتا ہے۔ جلد خشک بال خشک اور گرنے لگتے ہیں۔ زبان میلی' بچے کو مٹی کھانے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ درست ہے کہ مٹی کھانے سے کیڑے پیٹ میں جاتے ہیں۔ لیکن کیڑوں کی وجہ سے بھی مٹی کھائی جاتی ہے۔ خوراک ہضم نہیں ہوتی۔ خون کی کمی کی ساری علامات پیدا ہوتی ہیں۔

تشخیص

کیڑوں کی یہ صنف عام حالات میں چونکہ زیادہ انڈے دیتی ہے۔ اس لئے مریض کے پاخانہ کو ٹیسٹ کرنے پر کیڑے نظر نہ آئیں تو لیبارٹری والے نمک کے پانی میں انڈوں کو تیرانے کی ترکیب استعمال کرتے ہیں جسے (FLOATATION METHOD) کہتے ہیں۔

مریض کا علاج کرنے کے بعد 3 ماہ تک پاخانہ ہر ماہ ٹیسٹ کرکے یہ اطمینان کر لیا جائے کہ تمام کیڑے خارج ہو گئے ہیں ورنہ علاج کا ایک کورس مزید دیا جائے

علاج

اس بیماری میں اہم بات خون اور لحمیات کی کمی سے پیدا ہونے والے مسائل ہیں ایک عام معالج یہی توقع کرے گا کہ وہ پہلے کیڑے نکال دے اور اس کے بعد خون کی کمی اور دوسرے مسئلے نپٹائے۔ خون کی کمی کے لئے پرانے استاد خون کی بوتل

چڑھایا کرتے تھے۔ تجربات اور مشاہدات سے معلوم ہوا ہے کہ ایسے کسی مریض کو خون کی بوتل چڑھانے سے دل پر بدترین اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ حالانکہ ایسے مریضوں کو خون دینا نہایت معقول بات رہی ہے۔ خون کی کمی ہونے کے ساتھ ساتھ لحمیات کی کمی بھی اس بوتل سے دور ہو جاتی۔ لیکن جس کو بھی بوتل دی گئی بعد میں اس کے دل کی دائیں طرف بے کار ہو گئی۔ اس لئے مریض کو نہ تو خون دیا جائے اور نہ ہی گلوکوس چڑھایا جائے بلکہ ابتدا میں کیڑے مارنے کی بھی کوئی کوشش نہ کی جائے۔ تدریجی علاج یوں کیا جائے۔

1- مریض کے خون کی مقدار کو بڑھانے پر ابتدائی توجہ دی جائے۔ اس غرض کے لئے فولاد کے ایسے ٹیکے بھی موجود ہیں جو ورید میں لگتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو گوشت میں لگائے جاتے ہیں۔ ان دونوں کا استعمال خطرناک نتائج کا حامل ہو سکتا ہے۔ اس لئے خون کی کمی کا علاج فولاد کے ایسے مرکبات سے کیا جائے جو آنتوں میں خراش پیدا نہ کریں جیسے کہ FERODIN-FERONICUM کے شربت۔ اب ماہرین کہتے ہیں کہ فولاد کی نسبت FOLIC-ACID زیادہ ضروری ہے جیسے FOLVITE فولاد کے مرکبات۔ یخنی وغیرہ دے کر جب خون میں ہیموگلوبن کی مقدار 8 گرام سے بڑھ جائے تو پھر کیڑے مار ادویہ دی جائیں۔

2- MEBENDAZOLE کی متعدد اچھی شکلیں بازار میں موجود ہیں جیسے کہ MEBENDA-CONQUER وغیرہ۔ ان کی 100 ملی گرام کی مقدار (خواہ وہ شربت ہو یا گولی) صبح' شام' تین دن دی جائے۔ عام حالات میں بچوں کے لئے مقدار میں کمی کرنی ضروری نہیں۔

3- PYRENTAL کے روزانہ 600 ملی گرام تین دن تک دیئے جائیں عام طور پر یہ COMBANTREN کے نام سے ملتی ہے۔ بچوں کے لئے مقدار عمر کے مطابق کم کی جائے۔

4- ALBENDAZOLE کی عام ملنے والی شکل ZENTEL ہے۔ اس کے 400 ملی گرام دو سال سے اوپر ہر عمر والے کو ایک مرتبہ دیئے جائیں۔ بعد میں پاخانہ ٹیسٹ

کرنے پر پھر بھی کیڑے موجود ہوں تو یہی دوائی ایک ماہ کے بعد دوبارہ دے دیں یا دیگر ادویہ میں سے کوئی منتخب کر لی جائے۔

کیڑے نکل جانے کے بعد مریض کی حالت کی بحالی کا کام آہستہ آہستہ شروع کیا جائے۔ جن میں دوائیں کم اور غذا پر زیادہ انحصار کیا جائے۔ گوشت' قیمہ' یخنی (مگر گائے کا نہ ہو) اضافی مسائل کو حل کر دیں گے۔ اکثر مریضوں کو صبح ناشتہ میں خمیری روٹی کے ساتھ گھر کے بنے ہوئے شاہی کباب دیئے گئے بڑے مفید اثرات دیکھے گئے۔ لحمیات کی کمی کے لئے COMPLAN کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

کیچوے ROUND WORM

ASCARIS - LUMBRICOIDES

پیٹ میں پائے جانے والے طفیلی کیڑوں میں ہمارے ملک میں یہ سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ شکل میں عام کیچوے کی مانند ہوتے ہیں۔ ہلکے پیلے رنگ کے یہ پتلے اور لمبے فٹ بھر تک لمبے ہو سکتے ہیں۔ کبھی کبھار پاخانہ کے ساتھ اس کے **گچھے** باہر نکلتے ہیں۔ ورنہ ایک عام بچے کے پیٹ سے ایک آدھ کیڑا خارج ہوتا ہے تو بچہ اسے سانپ سمجھ کر چیخنے لگتا ہے۔

مریض کے پیٹ سے ان کے انڈے خارج ہوتے ہیں جن کو ہم آسانی سے دیکھ سکتے تو نہیں لیکن ان پر مرغی کے انڈے کی مانند سخت غلاف ہوتا ہے۔ جن سے دو تین ہفتوں میں بچہ نکلتا ہے۔ انڈے پاخانے میں نکلتے ہیں جب مکھیاں ان پر بیٹھتی ہیں تو وہاں سے یہ انڈے لے کر دوسروں کی خوراک میں داخل کر دیتی ہیں۔ اس خوراک کو کھانے والے کے پیٹ میں جا کر انڈوں سے بچے نکلتے ہیں یا ننھے بچے بڑے ہو کر وبال جان بن جاتے ہیں۔

جسم میں جانے کے بعد ان کا ایک لمبا سفر ہے جن میں آنتوں سے **پھیپھڑوں** میں جا کر پھر سے حلق کے راستے آنتوں میں واپس آ جاتے ہیں۔

علامات

جگر بڑھ جاتا ہے اگر کیڑوں کی تعداد بہت زیادہ ہو تو وہ بڑھنے کے ساتھ درد بھی کرتا ہے۔ پھیپھڑوں میں جانے کی وجہ سے شدید کھانسی' سانس میں رکاوٹ' دمہ کی مانند سانس میں آوازیں' نمونیہ اور تھوک میں خون بھی آ سکتا ہے۔ بخار بھی ہو سکتا ہے۔ تھوک کے خوردبینی معائنہ پر ان کا پتہ چل سکتا ہے۔

انتڑیوں کی جانب واپسی کے سفر میں یہ خارش اور پیٹ میں عمومی درد پیدا کرتے ہیں۔ پیٹ میں قولنج' کبھی آنتوں کی دیواروں میں سوراخ بھی ہو سکتا ہے۔ پیٹ میں بوجھ کی کیفیت کے ساتھ خوراک کے جذب ہونے کا پورا عمل متاثر ہوتا ہے۔ انتڑیوں میں کھلنے والی نالیوں میں جا کر یہ ان کا منہ بند کر سکتے ہیں۔ جیسے کہ پتہ اور لبلبہ کی نالیاں یا اپنڈکس کا راستہ۔ جس کی وجہ سے ان میں سے کسی ایک کی سوزش ہو سکتی ہے۔ پتہ کی وجہ سے یرقان۔ وہ کیڑے جو ان نالیوں کے راستہ جگر میں جاتے ہیں وہاں ان کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ لیکن ان کی لاشیں وہاں پر پھوڑا بنانے کی ابتدا کر دیتی ہیں۔ کبھی کبھی یہ معدے میں چلے جاتے ہیں جہاں سے یہ قے کی مدد سے باہر نکل جاتے ہیں۔

علاج

جدید ادویہ میں سے NOCARIS بڑی مفید پائی گئی ہے اس کی 150 ملی گرام کی صرف ایک خوراک تمام کیڑے مار دیتی ہے۔

اس دوائی کی وجہ سے متلی' قے' پیٹ درد' چکر اور بھوک ختم ہو سکتے ہیں جو کہ اکثر عارضی ہوتے ہیں۔

دوسری مفید دوائی PYRANTEL (COMBANTREN) ہے بڑوں کو اس کی 750 گرام کی ایک خوراک کافی رہتی ہے۔ پاکستانی ماہرین 15 دن کے بعد ان کی ایک خوراک دینا پسند کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ لوگوں نے ZENTEL اور VERMOX کو بھی پسند کیا ہے۔ اور ان کو ایک مرتبہ دینا کافی سمجھا ہے۔

فیتے والے کیڑے---- TAPEWORM

اس طفیلی کیڑوں کی دو اہم قسمیں ہیں- ایک وہ جو زیادہ تر گائے اور بھینس کے گوشت میں ملتی ہے- TENIA SAGINATA ہے- انسانوں کو بیمار کرنے والی قسموں میں یہی سب سے زیادہ نظر آتی ہے- جب کہ سور کے گوشت میں TENIA SOLIUM ہوتی ہے- ان جانوروں کا گوشت کھانے سے یہ کیڑے انسانی جسم میں داخل ہوتے ہیں-

گوشت میں ان کیڑوں کو موجودگی کا عام طور پر پتہ نہیں چلتا- 1936ء میں جرمنی نے ارجنٹائن سے سور کے گوشت کی خرید کے معاہدہ میں اضافی رقم اس لئے ادا کی کہ وہ ترسیل سے پہلے گوشت کے ہر ٹکڑے کا طبی معائنہ کرکے کیڑوں والا گوشت علیحدہ کرلیں گے- اضافی قیمت اور تمام جدوجہد کے باوجود ایسے گوشت سے کیڑوں کی بیماری حاصل کرنے والوں کی تعداد میں کوئی کمی نہ آئی-

گائے کے گوشت میں موجود کیڑے بڑے ہوں تو کبھی کبھی نظر آ جاتے ہیں- جب کہ ان کے انڈے یا بچے خوردبین کے بغیر نظر نہیں آتے- جب کوئی شخص ایسی گائے کا گوشت کھاتا ہے تو جسم کے اندر جانے کے بعد اس کے انڈے یا بچوں کی تھیلی چھوٹی آنت کے حصہ JUJENUM میں جا کر وہاں کی جھلی میں اپنا سر پھنسا کر چپک جاتا ہے- تین ماہ میں اس کی جسمانی تکمیل ہو جاتی ہے- جو ان کیڑے کے سرے میں چوسنے والے آلات لگے ہتے ہیں جسے SCOLEX کہتے ہیں- اس سے فیتے کی طرح ایک لمبا جسم برآمد ہوتا ہے- جس کے چھوٹے چھوٹے خانے نما ٹکڑے ہوتے ہیں اگر اس کا سارا جسم بھی کٹ کر علیحدہ کر دیا جائے تب بھی سر سے ایک نیا جسم اگ آتا ہے ہر خانے کا رقبہ 13x10 ملی میٹر ہوتا ہے- گائے بھینسوں کے علاوہ اس کی ایک قسم DIPHYLLOBOTHRIUM LATUM مچھلیوں میں پائی جاتی ہے- اکثر جانوروں میں ایک وقت میں ایک کیڑا ہوتا ہے جب کہ مختلف اوقات میں 4-5 بھی دیکھے گئے ہیں-

علامات

اس کی موجودگی کا اس وقت پتہ چلتا ہے جب اس کے جسم کے ٹکڑے کٹ کر باہر نکلتے ہیں۔

مریض کی بھوک روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہے۔ مگر اس کے باوجود وزن کم ہوتا رہتا ہے۔ کیونکہ اس کا کھانا کیڑا کھا جاتا ہے۔ پیٹ میں درد ہوتا ہے۔ اور آنتوں پر ہاتھ رکھیں تو ان میں گڑگڑاہٹ محسوس ہوتی ہے۔

اسلام نے سور کے گوشت کو مطلقاً حرام قرا دے کر مسلمانوں کو TENIA SOLIUM سے پیدا ہونے والے مسائل سے بچا لیا۔ یہ کیڑا جسم میں داخل ہونے کے بعد آنتوں پر قناعت نہیں کرتا۔ بلکہ وہاں سے سوراخ بنا کر خون کے راستے گوشت میں چلا جاتا ہے۔ اگر کسی جوڑ میں جا کر بیٹھ جائے تو وہاں پر شدید قسم کی سوزش واقع ہوتی ہے۔ اور اگر گوشت میں ہو تو جلد کے نیچے مٹر کے دانے کی طرح کے سخت ابھار محسوس کئے جا سکتے ہیں یہ ممکن ہے کہ ان کا کوئی بچہ دماغ کی طرف بھی جا نکلے۔ اس صورت میں فالج کی بعض اقسام کے علاوہ مرگی کے دورے بھی پڑ سکتے ہیں۔

گوشت میں جا کر یہ کیڑے اپنے اردگرد حفاظتی دیوار بنا سکتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کوئی بھی دوائی ان پر اثرانداز نہیں ہوتی اسے CYSTICERCOSIS کہتے ہیں۔ اس مرحلہ پر بخار، سردرد، جسم پر خارش، قے، متلی، چکر اور پیٹ درد عام علامات ہیں۔

علاج

TENIA SAGINATA صرف آنتوں میں رہتا ہے۔ اس کا علاج نسبتاً آسان ہے۔ NICLOSAMIDE (YOMESAN) کے 2 گرام کی گولیاں نہار منہ چبا کر کھائی جاتی ہیں۔ اور اس کے بعد پانی کا گلاس پی کر مریض تین گھنٹے تک بھوکا رہتا ہے۔ اگر چند گھنٹوں کے بعد کیڑے کے جسم کے ٹکڑے نہ نکلیں تو مریض کو

جلاب دیا جاتا ہے- NOCARIS بھی مفید دوائی ہے-

PARZIQUANTEL ایک مفید دوائی ہے- ایک عام آدمی کے لئے اس کی اوسط خوراک تقریباً 400 mg بنتی ہے صبح ہلکے ناشتہ کے بعد ایک ہی مرتبہ دے دی جاتی ہے- بعض لوگ پندرہ دن کے بعد یہی مقدار دوبارہ دینا پسند کرتے ہیں-

اس کے علاج میں اہم ترین بات یہ ہے کہ ان کیڑوں کا کوئی علاج اس وقت تک یقینی اور موثر قرار نہیں دیا جا سکتا جب تک کیڑے کا سر جسم سے خارج نہ ہو جائے اس لئے یہ ضروری ہے کہ دوائی دینے کے بعد مریض کے پاخانہ کو باقاعدہ دیکھا جائے اگر اس میں سر نکلا ہوا نظر آ جائے تو مریض کو تندرست قرار دیا جا سکتا ہے- جب تک سر باہر نہ نکلے 25 - 15 دن کے وقفہ پر دوائی دی جائے- ایک اور صورت یہ ہے کہ ہر تین ماہ کے بعد پاخانہ کا معائنہ کروایا جائے- اگر اس میں کیڑے کے ٹکڑے موجود ہوں تو مریض شفایاب نہیں ہوا- لیکن یہ طریقہ بھی اس صورت میں قابل اعتماد ہے جب مریض آئندہ کے لئے گندی چیزوں سے پرہیز کرے-

اسلام نے گوشت کے ذریعہ پھیلنے والی ان بیماریوں کی نہایت شاندار پیش بندی کی ہے- سور کے گوشت میں کیڑوں کے مرکز ہر جگہ ہو سکتے ہیں- وہ ہیضہ سے لے کر دل کی بیماریوں تک کا باعث ہو سکتا ہے- اس لئے اسے حرام کر دیا گیا گائے کے گوشت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا-

علیکم بالبان البقر فانها دواء واسمانها فانها شفاء و ایاکم و لحومها داء

(ابن السنی، ابونعیم، مستدرک الحاکم)

"تمہارے فائدے کے لئے گائے کا دودھ ہے- کیونکہ یہ دودھ اور اس کا مکھن مفید دوائیں ہیں- البتہ اس کے گوشت میں بیماری ہے اس سے بچو)

اس حدیث مبارکہ میں گائے کے دودھ اور مکھن کو مفید قرار دینے کے بعد واضح

فرمایا گیا ہے کہ اس کے گوشت میں بیماری ہے۔ اسی موضوع پر حضرت ملیکہ بنت عمروؓ روایت فرماتی ہیں۔

البان البقر شفاء و سمنها دواء و لحومها داء

(طبرانی)

(گائے کے دودھ میں شفا ہے۔ اس کا مکھن مفید دوائی ہے۔ لیکن اس کا گوشت بیماری کا ذریعہ ہے)

ان دو قسم کے کیڑوں کو آنتوں میں کئی طریقوں سے ہلاک کیا جا سکتا ہے مگر جب یہ وہاں سے سرنگ لگا کر گوشت میں چلے جائیں تو پھر کوئی دوائی وہاں پر اثرانداز نہیں ہو سکتی۔ کسی زمانے میں HETEREZAN کی شہرت تھی کہ وہ گوشت میں پائے جانے والے ان کیڑوں کو ختم کر سکتی ہے۔ مگر طویل تجربات نے اس کی تائید نہیں کی۔

چھوٹے ENTEROBUIS VERMICULARIS (THREAD WORMS)

انسانوں کو تنگ کرنے والے کیڑوں میں یہ سب سے زیادہ ملتے ہیں۔ حسب معمول ان کے انڈے یا بچے گندی غذا کے راستہ انسانوں کے پیٹ میں داخل ہوتے ہیں۔ انڈے چھوٹی آنت میں جا کر بار آور ہوتے ہیں۔ ان سے بچے نکل کر بڑی آنت کی طرف چلے جاتے ہیں۔ جہاں پر یہ آنتوں کی جھلیوں سے اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں۔ ان کا رنگ گہرا موتیا ہوتا ہے۔ اور نر کی لمبائی 5 - 2 ملی میٹر جب کہ مادہ زیادہ لمبی 13-8 ملی میٹر تک طویل ہو سکتی ہے۔

آنتوں میں سکونت اختیار کرنے کے بعد یہ آخری سرے پر چلے جاتے ہیں۔ مادہ پاخانے والی جگہ کے آس پاس بلکہ بعض اوقات خواتین کے اندام نہانی کے اردگرد انڈے دیتی ہے۔ انڈوں سے بچے نکل کر رات کو جب گھومتے پھرتے ہیں تو بچوں کو شدید خارش ہوتی ہے۔

علامت

ان کی پیٹ میں موجودگی عام طور پر کمزوری کے علاوہ کسی اور علامت کو پیدا نہیں کرتی لیکن ان کے بچے ادھر ادھر گھومنے میں شدید مسائل پیدا کر سکتے ہیں- معمولی خارش سے لے کر بچیوں میں اندام نہانی کی سوزش بلکہ وہاں سے رحم کی سوزش یا ENDOMETRITIS بھی ہو سکتا ہے- مقعد سے باہر نکل کر پیٹ کی جھلیوں میں جا کر وہاں PERITONTIS ہو جاتا ہے- کبھی کبھی جسم ان کو غیرمتعلقہ جگہ پر پا کر ان کے اردگرد دیوار بنا کر ان کی خباثت کو محدود کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہاں پر مسہ بن جاتا ہے-

یہ آوارہ گرد پیشاب کی نالیوں میں داخل ہوکر وہاں پر رکاوٹ کے ساتھ نالیوں اور گردوں میں زخم بنا سکتے ہیں-

تشخیص

جس بچے کو رات میں خارش ہوتی ہو اور کیڑوں کا اندیشہ موجود ہو اس کی مقعد پر رات کو سکاچ ٹیپ لگا دیں- صبح جب وہ ADHESIVE TAPE اتاری جائے گی تو اس کے ساتھ چھونوں کے انڈے یا بچے چپکے ہوں گے جن کا خوردبین سے معائنہ کرکے تشخیص یقینی ہو جائے گی- دوسری صورت مریض کا پاخانہ ٹیسٹ کرنا ہے-

علاج

MEBENDAZOLE (VERMOX) 100 ملی گرام کی ایک گولی صبح شام تین دن دی جائے دس روز کے وقفہ کے بعد ایک گولی صبح شام ایک دن

PYRANTEL (COMBANTREN) 500 ملی گرام کی ایک گولی ناشتہ کے آدھ گھنٹہ کے بعد دے کر دوسری خوارک پندرہ دن کے بعد اسی طرح-

PIPERAZINE یہ شربت کی صورت میں ملتی ہے- ایک چمچہ رات کے کے بعد پانچ دن تک کافی رہتا ہے-

SCHISTOSOMIASIS

یہ پیٹ اور جسم میں پائے جانے والے طفیلی کیڑوں کا ایک خطرناک خاندان ہے جو مصر اور دوسرے افریقی ملکوں میں زیادہ طور پر پایا تھا۔ اب جنوبی امریکہ کے ملکوں خاص طور پر برازیل' پورٹوریکو اور ویسٹ انڈیز میں بھی چلا گیا ہے۔ پاکستان میں تھل اور ڈیرہ غازی خاں کے علاقوں سے بھی ان کے وجود کی خبریں ملی ہیں۔ ان کا عمومی قیام گندے پانی میں ہوتا ہے۔ جو لوگ پانی کے آلودہ ذخیروں جیسے کہ تالابوں اور جھیلوں میں نہاتے یا ان کا ابالے بغیر پانی پیتے ہیں ان کے اندر جا کر اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ اس کے بچے تندرست انسان کی جلد میں سوراخ کرکے داخل ہو جاتے ہیں جہاں سے خون کی نالیوں کے راستے **پھیپھڑوں** یا جگر میں جا کر وہاں مصیبت بنتے ہیں۔ ان کی تین اہم قسمیں ہیں۔

SCHISTOSOMA HEMATOBIUM

SCHISTOSOMA MANSONI

SCHISTOSOMA JAPONICUM

ہمارے علاقہ کے لئے زیادہ اہم ہیں۔ ان میں سے اول الذکر پیٹ پر اثرانداز نہیں ہوتا اور اس کا زیادہ تر دائرہ عمل گردوں اور پیشاب کی نالیوں تک محدود ہے۔ اس لئے ہم اس کا ذکر چھوڑ کر پیٹ میں خرابی کرنے والی اقسام کو توجہ دیتے ہیں۔

SCHISTOSOMA MANSONI

بڑی آنت میں سوزش پیدا کرنے والے اور گھر بنانے کے بعد علامات کی ابتدا پیٹ درد' پاخانہ میں خون' پیپ اور لیس سے ہوتی ہے۔ آنتوں میں بڑے بڑے مسے بنتے ہیں۔ جن کی وجہ سے جسم کا خون مسلسل ضائع ہو کر خون کی شدید کمی لاحق ہو جاتی ہے۔ خون نکلنے کے ساتھ جسم میں لحمیات اور توانائی کی کمی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ یوں جسم پر ورم اور پیٹ میں پانی نمودار ہوتے ہیں۔ پیٹ میں پانی کی ایک اہم صورت کیڑوں کے جگر میں جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ وہاں جا کر یہ دونوں خون میں

رکاوٹ اور جگر میں FIBROSIS اور جھلیاں پیدا کر کے اس کو بڑھاتے ہیں۔ تلی بڑھ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ معدہ میں بھی خون کا ٹھہراؤ واقع ہو جاتا ہے۔ جو آئندہ خون کی قے کا باعث بنتا ہے۔

دو ماہ کے بعد یرقان' پیٹ اور پیروں میں پانی۔ قے کی زیادتی' جگر اور تلی کے پھیلاؤ کے بعد مریض کا آخری وقت قریب آ جاتا ہے۔

SCHISTOSOMA JAPONICUM

یہ مشرق بعید کا خصوصی کیڑا ہے۔ اس لئے سائنسی نام میں اسے جاپانی کیڑے کی کنیت بھی تفویض ہوتی ہے۔ یہ زیادہ تر جاپان' فلپائن' ویت نام' تھائی لینڈ' برما اور چین میں دریائے زرد اور **یانگسی** کے ڈیلٹا کے رہنے والوں بلکہ وہاں پر تالابوں اور کھڑے پانی کی جھیلوں سے پانی پینے والوں کو متاثر کرتا ہے۔ بنگلہ دیش میں نواکھلی' سلہٹ' کومیلا وغیرہ میں بھی آبادی کی کثیر تعداد اس قسم کا شکار پائی جاتی ہے۔ پاکستان میں بھی اس کا اکا دکا شکار نظر آ جاتے ہیں۔ انسانوں کو یہ بیماری بھیڑ' بکری' کتا' چوہا' بھینس' بلی' گھوڑا اور سور سے ہو سکتی ہے۔ جو لوگ جانور پالتے ہیں ان کو جانوروں سے یا جانوروں کو ان سے جاپانی کیڑوں کی بیماری ہوتی رہتی ہے بلکہ ان سب کا آپس میں تبادلہ امراض ہوتا رہتا ہے۔

اس خاندان کو BILHARZIA بھی کہتے ہیں۔ اور یہ نام مشرق بعید اور مصر میں بالخصوص بڑی دہشت کا باعث ہے۔

ایک مصری رسالہ کے مزاحیہ کالم میں بتایا گیا ہے کہ سفر کے دوران ایک شخص نے اپنی گاڑی میں راستے کے کسی جوہڑ کا پانی ڈالا۔ ہمراہیوں نے ڈرایا کہ اس میں تو بلہارزیا ہو سکتا ہے۔ تم نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈال لیا۔ بلہارزیا کے نام کی دہشت اتنی تھی کہ وہ سوچے سمجھے بغیر دیر تک پریشان رہا۔ حالانکہ موٹر میں پانی ڈالنے کی بجائے بلہارزیا گندا پانی پینے سے ہوتا ہے۔

یہ کیڑے دوسری تمام قسموں سے زیادہ انڈے دیتے ہیں۔ اس لئے ان سے پیدا ہونے والی بیماری بھی زیادہ شدید ہوتی ہے۔

علامات

پیچش کی طرح کی صورت حال' جگر اور تلی بڑھتے ہیں مگر ان کی جھلیاں تلف ہو کر CIRRHOSIS کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جن کے نتیجہ میں پیٹ میں پانی اور یرقان ہو سکتے ہیں۔ 5 فیصدی مریضوں کا نظام عصبی بھی متاثر ہوتا ہے۔ دماغ میں خیزش کی وجہ سے مرگی' فالج' ادھرنگ بلکہ بینائی کے متاثر ہونے سے لوگ اندھے بھی ہو جاتے ہیں۔

پھیپھڑوں میں خون کی نالیاں متورم ہو جاتی ہیں۔ وہ پھیل جاتی ہیں یا ان میں رکاوٹ کی وجہ سے دل پھیل جاتا ہے۔ سانس کی نالیاں پھیل جانے سے ان میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ اور ان میں سوزش کی وجہ سے کھانسی' بلغم' اور سانس میں رکاوٹ' (دمہ کی سی کیفیت) مستقل اذیت کا باعث بن جاتے ہیں۔

تشخیص

پاخانہ کے معائنہ پر ان کے انڈے نظر آ جاتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر مریض صبح نہار منہ تھوڑی سی ورزش کرے اور اس کے بعد کا پیشاب لے کر اسے مشین سے خوب ہلانے (CENTRIFUGE) کے بعد خوردبین میں دیکھا جائے تو انڈے مل جاتے ہیں۔ یا مریض کی مقعد میں اوزار ڈال کر وہاں سے الائش کو روئی کے ساتھ لگا کر نکال کر معائنہ کیا جاتا ہے۔ آیوڈین کا ٹیکہ لگانے کے بعد I.V PYELOGRAPHY کرنے پر پیشاب کی نالیاں اور سکڑا ہوا مثانہ ایکسرے میں دیکھا جا سکتا ہے۔

علاج

بلہارزیا کی تینوں قسموں کے لئے مروجہ علاج یہ ہے۔

NIRIDAZOLE بچوں اور بڑوں کو وزن کے حساب سے دی جاتی ہے جس کا فارمولا یہ ہے کہ ہر کلوگرام وزن پر 15 ملی گرام روزانہ دی جائے۔ مثلاً 60 کلوگرام

وزن کے عام تندرست کی خوراک روزانہ 900 ملی گرام ہو گی جسے دو یا تین حصوں میں تقسیم کرکے آٹھ دن تک لگاتار دیا جائے- اس دوائی سے مریضوں کو چکر آتے ہیں- دل گھبراتا ہے- دماغ میں الٹے پلٹے خیالات پیدا ہوتے ہیں- پیٹ میں درد کے ساتھ اسہال ہوتے ہیں-

OXAMNIQUINE اس کا زیادہ تر فائدہ S.MASONI کے مریضوں کو ہوتا ہے 40 کلوگرام کے ایک عام مریض کو 800 ملی گرام روزانہ تین دن دی جاتی ہے- یہ دوسری دواؤں کی نسبت کم تنگ کرتی ہے- مگر اس کے باوجود دو تین دن کے لئے جاڑے سے بخار چڑھ سکتا ہے یا جگر میں سوزش کے امکانات موجود ہیں-

PRAZIQUANTEL اس کی 1800 ملی گرام کی ایک ہی خوراک دی جاتی ہے- جس کے بعد پیٹ میں قولنج کی طرح کا درد اکثر ہو جاتا ہے- کچھ لوگ 900 گرام روزانہ کے حساب سے دو دن دیتے ہیں-

METRIPHONATE اس کے 600 ملی گرام صرف ایک مرتبہ دے دیتے ہیں اور یہ خوراک ہر 15 دن کے وقفہ کے بعد کل تین مرتبہ دی جاتی ہے- اس کے برے اثرات سب سے کم ہیں-

کچھ استاد NIRIDAZOLE کے 1500 ملی گرام اور METRIPHONATE کے 600 ملی گرام ملا کر ایک ہی خوراک کی شکل میں دیتے ہیں- کہا جاتا ہے کہ اس کے نتائج سب سے عمدہ ہیں- لیکن اس مقدار سے مریض کا گھبراہٹ اور درد سے برا حال ہونے کے امکان موجود ہیں-

طب یونانی

طب قدیم میں پیٹ کے کیڑوں کے علاج کے لئے متعدد ادویہ تجویز کی جاتی رہی ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ان میں سے اکثر مفید' محفوظ اور ارزاں تھیں- عام طور پر اس غرض کے لئے انار کا چھلکا' **السنتین**' اندر جو' بکائن' پلاس پاپڑا' باؤ بڑنگ'

برگ نیم، سپاری، کمیلہ، کدو، کنگی، در منہ ترکی اور کرمالا استعمال کئے جاتے تھے۔ ان میں سے تقریباً تمام ادویہ برٹش فارماکوپیا نے قبول کر لیں۔ اور انگریزی ادویہ کی دوکانوں پر ان کے سفوف، گولیاں جدید طریقہ سے بنے ہوئے ٹنکچر آسانی سے مل جاتے تھے پاکستان میں پیدا ہونے والی نباتاتی ادویہ میں سے افسنتین اور کرمالا سے ایک مشہور کرم کش دوائی SANTONIN حاصل کی جاتی ہے۔ اور یہ دوائی اب بھی تیار ہو کر باہر کے ملکوں کو بھیجی جاتی ہے۔

علم الادویہ کے جید استادوں نے اپنی MD کی ڈگریوں کے لئے کمیلہ پر تحقیقی مقالے لکھے ہیں اور انہوں نے اسے پیٹ کے کیڑوں کے لئے مفید دوائی قرار دیا ہے۔

حکیم مفتی فضل الرحمان کا نسخہ

یہ ایک جید طبیب تھے۔ ایک عزیز کے پیٹ میں کیڑے تھے۔ ان کو دکھایا گیا تو یہ نسخہ تجویز کیا۔

کمیلہ، باؤ بڑنگ، برگ نیم، ان میں سے ہر ایک دوائی چھ ماشہ (چھ گرام) لے کر پیس کر ملا لیں۔ پھر اس کے تین حصے کئے جائیں۔ علی الصبح ایک حصہ دہی میں ملا کر کھا لیا جائے۔ دو دن کے وقفہ کے بعد دوسرا حصہ اس طرح دہی میں ملا کر، پھر چار روز بعد تیسرا حصہ دہی میں حسب سابق۔

دوائی دینے سے ایک دن پہلے مریض کو جی بھر کر میٹھی چیزیں کھلائی جائیں۔ اس نسخہ کے اجزاء بدذائقہ اور شدید کڑوے ہیں۔ لیکن فعال الادویہ کے نقطہ نظر سے دیکھیں تو ان میں سے ہر ایک پیٹ کے کیڑے مارنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ دوائی کھانے سے پہلے میٹھی چیزیں دینے کا مطلب مریض کے جگر کو ادویہ کے مضر اثرات سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ ایک مثالی نسخہ ہے جس میں تقریباً ہر قسم کے کیڑوں کو جسم سے نکالنے کا معقول بندوبست موجود ہے۔ ہم نے اس نسخہ کو ذاتی طور پر درجنوں مریضوں پر بڑے اچھے نتائج کے ساتھ استعمال کیا ہے۔

طب کی اکثر کتابوں میں کیڑے نکالنے کے اور بھی کئی نسخے ملتے ہیں جن میں سے اکثر کی بنیاد انہی ادویہ پر ہے۔ مگر ان کے ساتھ کئی قسم کے بیج وغیرہ شامل ہیں۔ ادویہ

کے ہجوم میں صحیح دوائی کا اثر متاثر ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہ سادہ ارزاں نسخہ ہمیشہ بہتر رہتا ہے۔

STRONGYLIDES STERCORALIS

دوسرے کیڑوں کی نسبت یہ کم بے ضرر ہوتے ہیں۔ جب تک ان کی تعداد کم ہو یہ چھوٹی آنت میں جھلیوں کا ملبہ وغیرہ کھا کر گزارا کرتے ہیں۔ ان میں نر کم ہوتے ہیں۔ اور مادہ زیادہ۔ مادہ کی عام لمبائی تین ملی میٹر ہوتی ہے۔ برطانیہ والوں کا کہنا ہے کہ یہ کیڑے ان کے ملک میں نہیں ہوتے۔ وہاں آنے والے پاکستانی' بنگالی اور ویسٹ انڈیز کے لوگ یہ بیماری لاتے ہیں۔ مشرق بعید میں یہ بیماری بڑی عام رہی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران جو برطانوی سپاہی اس علاقہ میں مقیم تھے۔ یا جاپانیوں کی قید میں رہے ان میں سے اکثر کے پیٹ میں یہ کیڑے داخل ہو گئے۔ اس واقعہ کے 30 سال بعد واپس آنے والے قیدیوں میں سے 15 فیصدی کے پیٹ میں کیڑے بدستور موجود تھے۔

اگر مریض کے جسم میں کمزور کر دینے والی دوسری بیماریاں از قسم ذیابیطس وغیرہ ہوں تو یہ آنتوں میں سوراخ کر کے **پھیپھڑوں** کی جانب نکل جاتے ہیں۔ ورنہ اگر کسی شخص کو کسی اور بیماری کے علاج کے سلسلہ میں کورٹی سون CORTISONE دی جا رہی ہو تو یہ دوائی قوت مدافعت کو کمزور کر کے ان کیڑوں کو کھل کھیلنے کی مہلت مہیا کر دیتی ہے۔

گرم علاقوں میں تپ دق' خسرہ اور کوڑھ کے مریضوں کی جسمانی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر یہ کیڑے آنتوں میں گھس کر اپنا مرکز بنا لیتے ہیں۔

انسانی جسم میں ان کیڑوں کے داخل ہونے کا وہی اسلوب ہے جو ہک ورم کا ہے۔ انڈوں سے نکلنے والے بچے ننگے پاؤں پھرنے والوں کے پیروں میں گھس کر جسم کے لمفاتی نظام کے راستے **پھیپھڑوں** اور وہاں سے ایک لمبے راستے سے آنتوں میں جاتے ہیں۔

علامات

پیٹ میں کیڑوں کی دیگر بیماریوں کی طرح پاخانہ کا ٹیسٹ سب سے قابل اعتماد طریقہ ہے۔ پاخانہ کو نمک کے پانی میں ملا کر اچھی طرح ہلانے کے بعد اوپر والی تہہ کا کچھ حصہ نکال کر اسے خوردبین میں دیکھا جائے تو اس میں کیڑوں کے انڈے نظر آ جاتے ہیں۔

علاج

عام طور پر THIOBENDAZOLE 2-3 گرام روزانہ تقسیم کرکے پانچ دن تک دی جائے۔ دوائی کی گولیاں کھانے کے بعد چبا کر کھائی جائیں۔
اس کے متبادل ALBENDAZOLE کے 400 ملی گرام روزانہ کھانے کے بعد تین دن تک دیئے جائیں۔
علاج کے دوران متلی' قے' بھوک کی کمی اور اسہال ہو سکتے ہیں۔ کچھ مریضوں کو شدید چکر آ جاتے ہیں۔ دل کی رفتار کم ہو جاتی ہے۔ کھجلی' بلڈ پریشر میں کمی بھی عبوری عرصہ کے لئے ہو سکتے ہیں۔ دوائی بند ہونے پر یہ علامات ختم ہو جاتی ہے۔ بارہ سال سے کم عمر بچوں کی خوراک نصف ہوتی ہے۔

HYMENOLEPSIS NANA

شکل و صورت میں یہ فیتے والے کیڑے یعنی TAPE WORM کی طرح ہے۔ بلکہ اسے اس کا چھوٹا بھائی سمجھا جاتا ہے۔ اس کے انڈے مریضوں کے پاخانہ کے راستے خارج ہوتے ہیں۔ مکھیاں اور غلاظت کے دوسرے ذریعے ان کو تندرست افراد کے پیٹ میں پہنچاتے ہیں۔

علامات

فیتے والے کیڑے کی مانند پیٹ میں بوجھ' کبھی اسہال اور کبھی بدہضمی کے ساتھ تکلیف ہوتی ہے۔ اکثر مریضوں کی جسم پر خارش اور اس کے ساتھ پتی اچھلتی ہے۔

دانے نکلتے ہیں اور آنکھیں پیلی ہو جاتی ہیں۔

علاج

عام طور پر YATREN کی 4-6 گولیاں روزانہ دی جاتی ہیں۔ PYRANTEL کی دو گولیاں صبح ناشتہ کے بعد صرف ایک مرتبہ دی جاتی ہیں۔ دوبارہ 15 دن کے بعد۔

TRICHURIS TRICHURIA

اس کیڑے کی شکل کوچوانوں کی چابک کی مانند ہوتی ہے۔ ایک طرف سے لمبا موٹا اور دوسری طرف باریک اور لمبا اس لئے انگریزی میں WHIP WORM بھی کہتے ہیں۔ کیڑے گندی غذا کھانے سے انسانی جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ اور آنتوں میں جا کر پھیلتے پھولتے اور اذیت کا باعث بنتے ہیں۔ زیادہ تر بڑی آنتوں میں رہتے ہیں۔

علامات

تعداد اگر کم ہو تو کوئی خاص تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ پیٹ میں ہلکا ہلکا درد جو سارے پیٹ میں محسوس ہوتا ہے۔ اسہال جس میں کبھی کبھی خون بھی شامل ہو جاتا ہے۔ پرانے مریضوں میں پیٹ درد کے ساتھ پاخانہ کرتے وقت درد بھی ہوتا ہے۔ اور اجابت کے دوران آنت کا کچھ حصہ باہر بھی آ جاتا ہے۔ آنتوں کے اندر بل پڑ کر ان میں رکاوٹ بھی آ سکتی ہے۔

بیماری اگر کچھ مدت اور قائم رہے تو بھوک اڑ جاتی ہے۔ اور خون کی کمی لاحق ہو جاتی ہے۔

علاج

ALBENDAZOLE (ZENTEL) کے 400mg صرف ایک مرتبہ کافی ہوتے ہیں۔ ہماری رائے میں اس کی یہی مقدار 15 دن کے بعد دوبارہ دے دینی زیادہ

مناسب رہتی ہے۔

MEBENDAZOLE (VERMOX) کے 200mg روزانہ 3 دن تک دینے بھی مفید پائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ OXANTEL کے 800mg روزانہ دو روز تک دینا بھی مفید ہوتا ہے۔

GIARDIA LUBALI

طفیلی کیڑوں میں اکثر سے چھوٹا یہ 0.9x0.2 ملی میٹر کے رقبہ والا کیڑا کھٹمل سے بھی چھوٹا مگر خباثت میں اکثر سے زیادہ ہے۔ زندگی کے حالات جب اس کے لئے خوشگوار نہ ہوں تو یہ اپنے گرد حفاظتی حصار قائم کرکے چپ سادھ لیتا ہے۔ یہ فریج کے برف بنانے والے خانہ میں دو ماہ تک اسی حیثیت میں زندہ رہ سکتا ہے۔ لیکن اس میں گرمی برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ اس لئے کھانے پینے کی کچی یا گندی چیزیں استعمال نہ کی جائیں تو اس کی سوزش نہیں ہوتی۔ جب زندگی کے حالات اس کے لئے نامساعد ہوں تو یہ اپنے آپ کو گول کرکے اوپر ایک خول چڑھا لیتا ہے۔ ناشپاتی شکل کے اس کیڑے کی ظاہری ہیئت بھی بڑی بھیانک ہوتی ہے۔ مریض کے پاخانہ میں خارج ہوتا رہتا ہے۔ اور مکھیوں یا گندے پانی سے تندرست افراد تک جاتا ہے۔ بیماری پیدا کرنے کے لئے اس کی بڑی تھوڑی مقدار بھی کافی ہوتی ہے۔

غلاظت سے پھیلنے والی تمام بیماریوں کے بارے میں جیسے کہ مشہور ہے کہ وہ گرم اور استوائی ملکوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن غلاظت کی یہ بیماری روس کے علاقہ لینن گراڈ' امریکہ اور مشرقی یورپ کے ممالک میں زیادہ ہوتی ہے۔

جسم میں داخل ہونے کے بعد یہ کیڑا آنتوں کی لعاب پیدا کرنے والی جھلیوں کو گلانے کی کوشش کرتا ہے۔ جب یہ جھلیوں پر چلتا پھرتا ہے تو ان میں خیزش پیدا کرتا ہے۔ پھر اس کے جسم سے ایک کیمیاوی ENTEROTOXIN پیدا ہوتی ہے۔ جس کی پہلی برائی یہ ہے کہ جھلیوں سے خوراک کا مکمل انجذاب نہیں ہوتا۔ نشاستہ دار غذائیں پوری ہضم نہیں ہوتیں جن سے اسہال کا آغاز ہوتا ہے۔

ماں کے دودھ میں موجود Ig -A جو ہر بچوں کو اس بیماری سے محفوظ رکھتا ہے

جب کہ تیز معدنیاتی دوائیں' جلاب کی دوائیں کھانے اور شراب پینے والوں میں اس کے خلاف قوت مدافعت نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ جلد بیمار ہوتے اور زیادہ تکلیف اٹھاتے ہیں۔

علامات

جسم میں داخل ہونے کے کچھ دن بعد یہ آنتوں میں اپنے لئے جگہ بناتا اور پھر اپنی نسل بڑھا کر اسہال سے شرارت کی ابتدا کرتا ہے۔ دستوں کا رنگ زردی مائل' پتلے اور سخت بدبودار ہوتے ہیں۔ ان میں جھاگ کے بلبلے پڑتے ہیں۔ پیٹ میں ہر وقت ہوا بھری رہتی ہے اور بدبودار ہوا ہمیشہ خارج ہوتی رہتی ہے۔

بھوک کم لگتی ہے۔ اسہال' آنتوں میں خیزش اور کم خوراکی کی وجہ سے وزن میں کمی آنے لگتی۔ دودھ کی مٹھاس ہضم نہیں ہوتی۔ اس لئے دودھ پینے سے بدہضمی میں اضافہ ہوتا ہے۔

بخار اگرچہ اکثر نہیں ہوتا لیکن اس کا ہونا عجیب بات بھی نہیں۔

فولک ایسڈ کا انجذاب متاثر ہونے کی وجہ سے خون کی کمی لاحق ہوتی ہے۔ اس کے کیمیاوی جوہر آنتوں کی جھلیوں کو گلا کر ان میں ہمیشہ کے لئے خرابیاں پیدا کر سکتے ہیں۔

بیماری جب پرانی ہو جائے تو دست نہیں آتے۔ البتہ اجابت دن میں متعدد بار ہو سکتی ہے۔ کبھی کبھار جسم ان پر غلبہ پا کر ان کو ختم کر کے اپنے آپ تندرستی لے کر آتا ہے۔ ورنہ بیماری پرانی ہو کر جسم میں تھکن' کمزوری اور اسہال کا مستقل ذریعہ بن جاتی ہے۔

اکثر اوقات ماں باپ بچوں کو اس شکایت کے ساتھ ڈاکٹروں کے پاس لاتے ہیں کہ بچہ بڑھ نہیں رہا' بھوک نہیں لگتی اور دن میں کئی بار حاجت ہوتی ہے۔ تفصیل میں جائیں تو پتہ چلتا ہے کہ بچے کو ان طفیلی کیڑوں کی وجہ سے کمزوری پیدا ہوتی تھی۔

دیکھا گیا ہے کہ پاکستان میں تبخیر معدہ' جلن اور ریاح کے اکثر مریض اسی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

تشخیص

آسان ترکیب یہ ہے کہ مریض کا پاخانہ ٹیسٹ کروایا جائے عام طور پر پہلی ہی کوشش میں کیڑے یا ان کی CYST نظر آ جاتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو یہ ٹیسٹ دو تین مرتبہ کیا جائے۔ پاخانہ دوبارہ ٹیسٹ کروانے کے لئے پہلے فروٹ سالٹ کا جلاب دینے کے بعد پھر سے لیبارٹری سے معلوم کریں۔

علاج

سب سے پرانا اور سستا علاج MEPACRINE تھا۔ ایک گولی صبح' دوپہر' شام دس روز تک دینا اس بیماری کا مکمل علاج رہا ہے۔ لیکن اس پیلی کونین کی 30 گولیاں کھانے سے آنکھیں پیلی ہو جاتی ہیں۔

جدید ادویہ میں FLAGYL کو بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ 200mg کی ایک گولی صبح' دوپہر شام کے حساب سے 14 دن دی جاتی ہیں۔ کچھ لوگوں نے اس کی بجائے 400mg کی 5 گولیاں بیک وقت ناشتہ کے بعد دے کر بڑے اچھے نتائج حاصل کئے ہیں۔ لیکن چکر لانے والی اس دوائی کی اتنی زیادہ مقدار ایک دن میں کھانے کے بعد مریض کا برا حال ہو جائے گا۔

دوسری صورت میں 500mg FASIGYN کی چار گولیاں رات کے کھانے کے بعد دی جاتی ہیں یا اس دوائی کے 300mg دس روز تک کھانے کے بعد دینا کافی ہوتا ہے۔

طب نبوی

قسط البحری کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم جراثیم کش قرار دیا ہے۔ اس دوائی کو ہم نے اس نسخہ کے مطابق استعمال کیا۔

قسط البحری---- 3 گرام.

حب الرشاد---- 1 گرام

اس کو پیس کر ملا کر اس طرح کی ایک خوراک صبح شام کھانے کے بعد دی جائے۔ اس میں حب الرشاد کیڑے مارنے کی مشہور دوائی ہے۔ جسے بارگاہ نبوت سے افادیت کی سند حاصل ہے۔

اس نسخہ کو دو ہفتے استعمال کرنے سے کیڑوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ جس کا اطمینان پاخانہ کے ٹیسٹ سے کیا جا سکتا ہے۔ یہ دوائی ہر طرح سے محفوظ ہے۔

کیڑوں کی تمام بیماریاں جراثیم آلود گندا پانی پینے سے ہوتی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے والے پانی کے بارے میں ایک اہم اصول رحمت فرمایا۔

(پانی اس وقت تک پاک ہے جب تک کہ کوئی چیز اس کے رنگ' بو یا ذائقہ کو تبدیل نہ کر دے)

پینے والے پانی کو ڈھانپ کر رکھنا ضروری ہے اور اس سلسلہ میں ارشادات کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ احادیث کی کتابوں میں "باب المیاہ" کے نام سے علیحدہ ابواب مزین کیے گئے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سایہ دار جگہوں پر اور گزرگاہوں کے قریب پاخانہ نہ کیا جائے۔

سایہ دار جگہوں پر کیڑوں کی بارآوری سے نکلنے والے بچے چھاؤں میں ستانے والوں کے پیروں کے راستے جسم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ گزرگاہوں سے مراد جھیلوں' تالابوں' نہروں' ندی' نالوں اور دریاؤں کے کنارے اور گھاٹ لیتے ہیں۔ ان کے کناروں پر ستانے کے علاوہ راستے کے قریب غلاظت لوگوں کے کپڑوں کو آلودہ کرنے کے ساتھ گزرگاہ ہونے کی وجہ سے کیڑوں کے جسم میں داخل ہونے کا باعث بن سکتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی کے گھاٹوں کے قریب پاخانہ نہ کیا جائے۔

اس سے پانی میں غلاظت داخل ہونے کا امکان نہ رہے گا۔ نہاتے وقت کھڑے پانی میں بھی پیشاب کرنے سے منع فرمایا گیا۔

ناخن باقاعدگی سے کاٹیں- کھانا کھانے سے قبل ہاتھ دھونے- رفع حاجت کے دوران دایاں ہاتھ استعمال نہ کرے اور کھانے میں بایاں ہاتھ استعمال نہ کرے اور سنت نبوی پر عمل کرنے والے مسلمانوں کے پیٹ میں کیڑے نہیں ہوں گے-

اثمد

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھوں کی بیماریوں اور نظر کی کمزوری کے لئے سرمہ تجویز فرمایا- یہ سرمہ ANTIMONY کا ہونا چاہئے- حضور اکرمؐ جب کسی چیز کا ذکر فرماتے ہیں تو وہ نمونہ کے طور پر اس کا ایک آدھ فائدہ بتانے کے بعد مسئلہ تحقیقات کرنے والوں کو جستجو کی خوشی حاصل کرنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں- محدثین نے سرمہ سے آنکھ کی سفیدی اور ناخونہ کا علاج کیا ہے- اطباء نے اسے بال اگانے اور ہم نے اسے KELOIDS میں خوب پایا- اس کے فوائد کی تحقیقات کو آگے بڑھاتے ہوئے ایک مصری ڈاکٹر محمد خلیل نے سرمہ کے پتھر کو مختلف کیمیاوی عمل سے گزار کر اس سے ایک کیمیاوی مرکب BISCATECHOL DISULPHONATE PENTASODIUM ANTIMONY تیار کیا جسے بعد میں NEOANTIMOSAN کا نام دیا گیا- یہ دوائی متعدد قسم کے کیڑوں کے علاوہ لاہوری پھوڑا، جنسی بیماریوں، کالا آزار اور FILARIASIS TRICHINOSIS میں بے حد مفید پائی گئی- عالمی شہرت کی جرمن دوا ساز کمپنی BAYER نے ڈاکٹر خلیل کی اجازت سے اسے FOUADIN کے نام سے ٹیکوں کی صورت میں تیار کیا- اس زمانہ میں مصر پر شاہ فاروق حکمران تھا- ڈاکٹر محمد خلیل نے ٹیکوں کا نام شاہ فاروق کے باپ شاہ فواد اول کے نام پر "فوادین" رکھا-

اس کے ڈبہ میں 12 ٹیکے ہوتے ہیں جن میں پہلے دن کے لئے 1/2cc کا پھر بڑھتے بڑھتے مقدار 5cc تک چلی جاتی ہے- جب مریض کو اس محلول کے 40-75cc پہنچ جائیں تو وہ تندرست ہو جاتا ہے- چونکہ دوائی تیز ہے اس لئے اس کی مقدار میں تدریجی اضافہ کیا جاتا ہے- اکثر مریضوں کو معمولی بخار، متلی اور پیٹ درد کے علاوہ جگر کی تکلیف ہو سکتی ہے علاج کے دوران ان امور پر توجہ رکھنی چاہئے-

کھجور

HOOK WORM کے علاج کے دوران ایک اہم مشکل یعنی خون کی کمی کا تذکرہ کیا جا چکا ہے علاج کی ابتدا میں خون کی کمی کو دور کرنے سے اور مریض کی کمزوری کو کم کرنے کے لئے متعدد دوائیں استعمال کی جاتی ہیں۔ اتنی مصیبت میں پڑے بغیر مریض کو اگر کھجور کھلائی جائے تو اس کے تمام مسائل حل ہو جائیں۔

کھجور میں تمام وٹامن موجود ہیں۔ کھجور پیٹ کی تکلیف کو کم کرتی ہے۔ قرآن مجید نے کھجور کو فوری توانائی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ بلکہ جہاں بھی کسی اچھے پھل کا ذکر ہوا اس میں کھجور ضرور شامل تھی۔ کھجور کے ہر 100 گرام میں 1.61 ملی گرام فولاد ہوتا ہے جو کہ نامیاتی مرکب کی شکل میں ملتا ہے کہ نوزائیدہ بچوں کو عہد رسالت میں اس کی گھٹی دی جاتی رہی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولنے کے لئے یعنی دن بھر بھوک اور پیاس کے بعد ہلکی اور توانائی بخش غذا کے طور پر کھجور کو پسند فرمایا۔ سفر کے دوران اور جنگی سرگرمیوں میں فوجیوں کو راشن میں کھجور اور ستو دیئے جاتے تھے۔ جس سے ان کو مطلوبہ توانائی حاصل ہوتی رہتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کلوا التمر علی الریق، فانہ یقتل الدود

(مسند فردوس، ابوبکر غیلانیات)

(نہار منہ کھجوریں کھایا کرو کہ اس سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں)

کیڑے مارنے والی اکثر جدید ادویہ کا اصول بھی یہی ہے کہ ان کو خالی پیٹ دیا جائے کیونکہ غذا کی موجودگی کی بدولت کیڑے دوائی کے اثرات سے بچ جاتے ہیں۔ نہار منہ کھجور کھانے سے کیڑے مریں گے۔ خون کی کمی دور ہو گی اور جسم کی کھوئی ہوئی توانائی واپس آ جائے گی۔ اسی مسئلے کو مزید وضاحت عطا کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہؓ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اکل التمر امان من القولنج (ابو نعیم)

(کھجور کھانا پیٹ کے قولنج سے محفوظ رکھتا ہے)

کیڑوں کی اکثر علامات اور پیٹ درد اور اسہال نمایاں ہوتی ہیں۔ کھجور میں PECTIN ہوتی ہے جو اسہال کا علاج ہے۔

اگر ہم کھجور کو کیڑے مارنے کے لئے نہ بھی استعمال کریں تب بھی کیڑوں کے علاج میں اس کا استعمال ضروری اور مفید بن جاتا ہے۔ کیونکہ یہ ان کے سمیاتی اثرات سے بچاتی ہیں۔ اکثر دوائیں جگر کو خراب کرتی ہیں۔ کھجور جگر کو تقویت دیتی اور اس کی فعالیت کو بحال رکھتی ہے۔

حضرت عامر بن سعد اپنے والد گرامی سے یوں روایت کرتے ہیں۔

سمعت سعدا یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقول من تصبح بسبع تمرات عجوۃ' لم یضرہ ذلک الیوم سم و لا سحر

(بخاری، مسلم' ابوداؤد)

(میں نے سعدؓ (اپنے والد) سے سنا جو کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس کسی نے صبح کو سات دانے عجوہ کھجور کے کھا لئے اس کو اس دن نہ تو زہر اور نہ ہی جادو تکلیف دے گا)

اس مضمون پر حضرت عائشہؓ سے مسلم نے عامر بن سعیدؓ سے امام احمد نے عبداللہ بن عباسؓ سے ابن النجار نے متعدد تائیدی احادیث بیان کی ہیں۔ کھجور کھانے کے بعد اگر زہر اثر نہیں کرتا تو وہ اس لئے کہ یہ جگر کی صلاحیت میں اضافہ کرتی ہے کیونکہ ہمارے جسم میں زہروں اور کیمیاوی مرکبات کو زائل کرنے کا فرض جگر ادا کرتا ہے۔

صعتر

گھروں میں رینگتے اور اڑنے والے کیڑوں اور جراثیم کو مارنے کے سلسلہ میں۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بغروا بیوتکم باللبان و الشیح (بیہقی)

(اپنے گھروں میں لوبان اور الشیح کی دھونی دیا کرو)

اس ضمن میں ایک دوسری حدیث میں جو انہیں سے مروی ہے۔ مزید ارشاد ہوا۔

بخروا بیوتکم بالشیح والمر والصعتر

(بیہقی)

(اپنے گھروں کو الشیح مرکی اور صعتر کی دھونی دیا کرو)

اس طرح دھونی دینے کے لئے لوبان' الشیح (حب الرشاد) مرکی اور صعتر کا نسخہ میسر آتا ہے۔ اس نسخہ کا ہر جزو مرکب صورت کے علاوہ تن تنہا بھی جراثیم کش اور کرم کش ہے۔ ہم نے گھروں میں دھونی دے کر دیکھا ہر قسم کے کیڑے ان سے مر گئے۔ اور اس کے بعد کمروں میں خوشبو بھی رہی۔

صعتر فارسی جنگلی پودینہ کی قسم ہے۔ جسے علم نباتات میں THYMUS SERPYLLUM کہا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر پیٹ سے ہوا نکالتا' ہاضم اور کرم کش ہے۔ کیونکہ دور جدید کی ایک طاقتور کرم کش دوائی THYMOL اسی سے حاصل ہوتی ہے۔ اطباء نے اس کا جوشاندہ بنا کر پینے کا مشورہ دیا ہے۔

لوبان اور گوگل کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات بھر پانی میں بھگونے کے بعد صبح ان کا پانی پینے کا مشورہ عنایت فرمایا ہے۔ اس لحاظ سے اگر ان میں سے کوئی تین بھی ابال کر ان کا جوشاندہ بنا کر مریض کو دو چمچے دن میں 3-2 مرتبہ پلائے جائیں تو اکثر و بیشتر اقسام کے کیڑے ہلاک ہو جائیں گے۔

پیٹ سے کیڑے نکالنے کی ادویہ کے بارے میں پروفیسر گھوش نے یہ اصول مقرر کئے ہیں۔

1- اس امر کا اطمینان کر لیا جائے کہ کیڑے موجود ہیں۔

2- اگر ایک مرتبہ کے ٹیسٹ سے نظر نہ آئیں تو پاخانہ کو 3-2 مرتبہ ٹیسٹ کروایا جائے۔

3- TAPERORM اور HOOK WORM کی ادویہ خالی پیٹ دی جائیں۔ دوائی کی مقدار اگر زیادہ ہو تو اسے دو تین خوراکوں میں تقسیم کر

لیا جائے۔

4- اکثر دوائیں دل پر برے اثرات رکھتی ہیں۔ اس لئے مریض دن کا زیادہ حصہ چارپائی پر لیٹا رہے۔ مشقت کا کام نہ کرے۔

5- گلوکوس اور نشاستہ دار غذائیں زیادہ مقدار میں دیئے جائیں۔ کیونکہ یہ غذائیں جگر کو ادویہ کے مضر اثرات سے بچاتی ہیں۔

6- علاج کے ان اصولوں کی روشنی میں طب نبوی کی ہر دوائی ان پر پوری اترتی ہے۔ کیونکہ وہ غذائی نوعیت کی ہیں اور ان کے مضر اثات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور' بہی' شہد اور دوسری تمام غذاؤں کو جب دوا کے طور پر استعمال فرمایا تو علی الصبح خالی پیٹ کھانے کی نصیحت فرمائی۔ یہاں پر توجہ کے قابل یہ اہم بات ہے کہ دور حاضر کی تمام کرم کش ادویہ کیمیاوی ذریعہ سے حاصل ہوتی ہیں اور جب ان میں سے کسی ایک کو خالی پیٹ دیا جاتا ہے۔ تو ان سے معدہ اور آنتوں میں خراش پیدا ہوتی ہے جس سے وجہ سے متلی' اسہال' طبیعت میں انقباض اور گھبراہٹ کا پیدا ہونا ایک لازمی امر ہے۔ جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجوزات غذائی صفات رکھتے ہیں ان کو خالی پیٹ کھانے سے نہ صرف کہ کوئی تکلیف نہیں ہو گی بلکہ مریض کو دن بھر کے کام کاج کے لئے توانائی کی اچھی مقدار حاصل ہو جاتی ہے۔

انار

طب جدید میں ایک مدت تک انار کا چھلکا خشک کرکے پیس کر کیڑے نکالنے کے لئے دیا جاتا رہا ہے۔ طب قدیم میں کیڑے نکالنے کے لئے رات کو کسٹر کا تیل پلانے کے بعد اگلی صبح انار کے چھلکے کا جوشاندہ پکا کر ہر ایک گھنٹہ بعد اس کے دو گھونٹ پلائے جاتے رہے ہیں۔ گھنٹوں میں چھوٹے سائز کے تمام کیڑے نکل جاتے ہیں۔

جس جگہ بھی بہترین پھلوں کا ذکر آیا قرآن مجید نے انار کا بار بار تذکرہ کیا ہے۔ سورۃ الرحمان' میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ذکر سے بھری پڑی ہے۔ اور ہر نعمت کے

ذکر کے ساتھ یہ واضح کیا گیا ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے تم اللہ کی نعمتوں کو کیسے جھٹلا سکتے ہو- جیسے کہ:

فیھا فاکھتہ و نخل و رمان فبای الا ء ربکما تکذبن

(الرحمٰن : 69)

(وہاں پر ہر قسم کے پھل ہونگے اور کھجور اور انار پھر تم اللہ تعالیٰ کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے)

اس اہمیت کی مزید وضاحت میں حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں:

انہ سال من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم عن الرمان فقال ما من رمانتہ الا وفیہ حبتہ من رمان الجنتہ (ابو نعیم)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انار کے بارے میں پوچھا- (انہوں نے فرمایا کہ ایسا کوئی انار نہیں ہے جس میں جنت کے اناروں میں سے کسی ایک کا دانہ نہ ہو)

انار سے فائدہ اٹھانے کی آسان ترکیب حضرت علیؓ بتاتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا-

کلوا الرمان بشحمہ' فان دبا غ المعدۃ

(ابو نعیم)

(انار کو اس کے گودے سمیت کھاؤ کہ یہ معدہ کو جلا دیتا ہے)

انار کے گودے سے مراد وہ باریک چھلکا ہے جو اس کے اندر پھیل کر اسے خانوں میں تقسیم کرتا ہے- طبی طور پر یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انار کا چھلکا پیٹ کے کیڑے مار دیتا ہے- اس چھلکے کی ہلکی کڑواہٹ بھوک بڑھانے کا باعث ہو گی اور اس طرح حضور اکرمؐ کے ارشاد پر عمل کرنے والوں کو یہ سہولت رہے گی کہ اگر اس کے ان جانے میں بھی پیٹ میں کیڑے آ گئے ہیں تو وہ انار کے اضافی فوائد سے مر جائیں گے- اس کی بھوک بہتر ہو جائے گی- انار جگر کی اصلاح کرتا ہے اور کھانسی کا بہترین علاج ہے-

انار کے فوائد کے بارے میں حضرت علیؓ بڑے متاثر تھے اور فرمایا کرتے تھے۔

من اکل رمانتہ نور اللہ قلبہ (ذہبی)

(انار کھانے والے کے دل کو اللہ تعالیٰ روشن کر دیتا ہے)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب اپنا ہیکل تعمیر کیا تو اس کے اردگرد بنی آرائشی جالیوں پر نقاشی میں انار کی کلیاں بنائی گئی تھیں۔ ان کے تاج شاہی کے اردگرد بھی جالی سے انار ہی کی کلیاں بنی تھیں۔ توریت مقدس کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انار کے فوائد سے آگاہ تھے اور اسے پسند کرتے تھے۔

کلونجی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد گرامی حضرت ابوہریرہؓ سے یوں مروی ہے

انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقول فی الحبتہ السوداء شفاء من کل داء الا السام و السام الموت۔ و الحبتہ السوداء' الشونیز

(بخاری، مسلم' ابن ماجہ' احمد)

(میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ان سیاہ دانوں میں شفا ہے ہر بیماری سے سوائے سام کے سام کا مطلب ہے موت۔ اور یہ سیاہ دانے شونیز ہیں)

اسی متن اور معانی کی روایات بریدہؓ ' سالم بن عبداللہؓ اور حضرت عائشہؓ سے ابن ماجہ' مسند احمد' مسلم' ترمذی' ابن الجوزی میں ملتی ہیں۔ جب کہ بخاری اور ابن ماجہ نے خالد بن سعدؓ کی ایک روایت میں انہی سیاہ دانوں سے ایک مریض کی شفایابی کا حال بھی بیان کیا ہے۔ محدثین نے ان سیاہ دانوں کو کلونجی قرار دیا ہے۔

حکیم جالینوس پیٹ کی بیماریوں کے علاج میں بڑی شہرت رکھتا تھا۔ وہ اپنے پیٹ کے مریضوں کو کلونجی اور شہد دیتا تھا۔ اس حکیم نے پیٹ کی بیماریوں کے علاج کا ایک ایسا مرکب تیار کیا تھا جسے آج بھی "جوارش جالینوس" کے نام سے استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کے اصل نسخہ میں کلونجی کے ساتھ قسط کو بھی شہد میں ملا کر دیا گیا

ہے۔ اور وہ اپنی افادیت کے باعث بڑا مقبول ہے۔

کلونجی کیڑوں کو مارنے میں اتنی مفید ہے کہ اسے گرم کپڑوں کے صندوقوں میں رکھیں تو ان کو کیڑا نہیں لگتا۔ حب الرشاد کے ساتھ کلونجی ملا کر دینے سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں۔

عملی علاج

مریض کو نہار منہ 7 - 4 کھجوریں کئی دن کھلائی جائیں۔

کلونجی 100 گرام

حب الرشاد 35 گرام

پیس کر رکھ لیں۔ اس مرکب کے 3 گرام صبح شام کھانے کے بعد دیئے جائیں۔ بچوں کو یہ نسخہ شہد میں ملا کر معجون کی صورت میں چٹایا جاتا ہے۔ عصر کے وقت مریض کو انار کا پانی نکال کر پلایا جائے۔ پانی نکالتے وقت اس کی اندرونی جھلیاں بھی شامل رہیں۔ اس آسان نسخہ سے پیٹ کے ہر قسم کے کیڑے نکل جاتے ہیں۔

اگر انگریزی ادویہ سے علاج کرنا ہی مقصود ہو تو مریض کو نہار منہ کھجوریں اور شہد دینے سے ان ادویہ کا اثر دوبالا ہو جائے گا اور علاج کے سلسلہ میں خون کی کمی اور ہک ورم کیڑوں کے علاج کی مشکلات پر قابو پا لیا جائے گا۔ چونکہ کیڑے مار ادویہ زہریلی ہوتی ہیں اور جگر کو خراب کرتی ہیں۔ اس لئے ان کے ہمراہ شہد اور کھجور دے کر جگر کی مکمل حفاظت ہو جاتی ہے اور ان کے استعمال کے تمام اندیشے ختم ہو جاتے ہیں۔

پیٹ کے کیڑوں پر اثر رکھنے والی جدید ادویہ اور کیڑے کی مناسبت سے ان کے انتخاب کا چارٹ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

	ASCARIS	HOOK WORM	ENTEROBIUS	TRICHURIS	STRONGYLOIDES	H. NANA
PIPERAZINE	+ + +	+ +	+ + +	--	--	--
(ANTEPAR)						
PYRANTEL	+ + +	+ +	+ + +	--	--	--
(COMBANTRIN)						
OXANTEL	--	--	--	+ + +	--	+
MEBENDAZOLE	+ +	+ +	+ + +	+ +	+	+
(VERMOX)						
MEBENDA						
THIOBENDAZOLE	+ +	+ +	+ +	+	+ + +	+ +
ALBENDAZOLE						
(ZENTEL)						
LEVAMISOLE	+ + + +	+	+	--	--	+ + +
NOCOARIS						
KETRAX						
PYRIVINUM	+	--	+ + +	--	--	-
NICLOSOMIDE	+	+ + +	+ + +	+ +	+ +	
(YOMESAN)						
BENDAZOLE	+ + +	+ +	-	+ +	+ + +	+ +
(ZENTEL)						

استسقاء (پیٹ میں پانی بھر جانا)

ASCITIES (DROPSY)

پیٹ میں پانی بھر جانا بذات خود کوئی بیماری نہیں بلکہ یہ دوسری بیماریوں کی علامت ہے۔ اس کے بڑے بڑے اسباب یہ ہیں۔

1- غذائی کمی۔ خاص طور پر لحمیات اور وٹامن کی مسلسل کمی۔

2- دل کی بیماریاں۔ خاص طور پر CONGESTIVE HEART FAILURE

3- گردوں کی بیماریاں از قسم NEPHRITIS

4- جگر کی بیماریاں۔ جن میں انحطاطی تبدیلیاں' لبلبہ کی سوزش' پیٹ کے کیڑے رسولیاں وغیرہ۔

5- پیٹ کی جھلیوں کی سوزش خاص طور پر تپ دق کی وجہ سے PERITONITIS اگرچہ جھلیوں کی دوسری سوزشوں میں بھی پانی پڑ سکتا ہے۔ لیکن وہ زیادہ عرصہ نہیں رہتا۔ کیونکہ سوزش اگر ٹھیک ہو گئی تو پانی ختم ہو گیا ورنہ مریض راہئے عدم ہو جاتا ہے

6- بچے دانی کے ساتھ مبیض کی بیماریاں

7- اطباء قدیم نے اسے اسباب کی بجائے مختلف شکلوں کی اساس پر لحمی' طبلی اور زقی قسموں کے لحاظ سے بیان کیا ہے۔ چونکہ وہ صاحبان جسم کے اندرونی حالات اور بیماریوں کے پھیلاؤ کے علم سے زیادہ طور پر آگاہ نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے اس کی

اقسام کو ظاہری شکل و صورت کے مطابق بیان کیا ہے۔

دل۔ گردوں اور غذائی کمی سے پڑنے والے پانی صرف پیٹ تک محدود نہیں رہتے۔ بلکہ یہ جسم کے دوسرے حصوں میں بھی ورم کا باعث ہوتا ہے۔ جگر کی بعض بیماریوں میں ٹخنوں پر بھی ورم آ جاتا ہے۔ جگر کی بیماریوں میں پیٹ پہلے پھولتا ہے اور باقی جسم بعد میں جب کہ دوسری بیماریوں میں ابتدا جسم پر ورم سے ہوتی ہے۔

مرض کا باعث سمجھنے کے لئے مریض کی غذائی حالت' خوراک کی نوعیت' نشہ بازی سابقہ بیماریوں بالخصوص تپ دق' پیٹ کے پھیلاؤ تدریجی اضافہ معمولی تھکن کے بعد سانس کی تکلیف' خواتین میں زچگیوں' اسقاط اور پیٹ درد کے کیفیات اہمیت کا باعث ہوتے ہیں۔ دل اور گردوں کی وجہ سے استسقاء کا فرق کچھ یوں ہے۔

CONGESTIVE HEART FAILURE	NEPHRITIS
تمام جسم پر ورم دل کی وجہ سے	تمام جسم پر ورم گردوں کی وجہ سے
پیر سے شروع ہوتا ہے	پہلے چہرہ پھولتا ہے
زیادہ ورم شام کو ہوتا ہے	زیادہ ورم صبح کو ہوتا ہے۔
ہونٹ نیلے پڑ جاتے ہیں	چہرہ زرد ہوتا ہے۔
ایکسرے پر دل پھیلا ہوا نظر آتا ہے	دل کے حجم میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا
جگر بڑھ جاتا ہے دبانے سے درد	جگر میں معمولی اضافہ' کبھی کبھی
پیشاب میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوتی	پیشاب میں لحمیات زیادہ مقدار میں

استسقاء کی اہم ترین علامت پیٹ میں پانی کی موجودگی ہے۔ جس کی وجہ سے مریض کو گھٹن' بوجھ' شدید کمزوری ہوتی ہے۔ علامات کا زیادہ تر تعلق اس وجہ سے ہے کہ جس نے ورم اور پانی پیدا کیے۔ جگر کی بیماریوں اور جھلیوں کی دق کی وجہ سے پیدا ہونے والے ورم کے درمیان کافی فرق ہوتا ہے جیسے کہ

	CIRRHOSIS OF LIVER	TB.PERITONITIS
عمر	درمیانی عمر	چھوٹی عمر میں
پانی کی مقدار	کافی زیادہ	کبھی کم اور کبھی زیادہ
جگر کی حالت	جگر محسوس ہونا مشکل ہوتا ہے کیونکہ سکڑ جاتا ہے اور پانی کی موجودگی میں محسوس نہیں ہوتا۔	جگر پر کوئی خاص اثر نہیں ہوتا
بخار	نہیں ہوتا	اکثر رہتا ہے
پیٹ کو دبانے سے درد	بہت کم	کافی زیادہ
دیگر علامات	بدہضمی' کمزوری' جگر کے فعل میں باقاعدگی	پھیپھڑوں میں تکلیف' بلغم چھاتی میں درد۔ پیٹ میں چھوٹے چھوٹے گولے
پانی کی ہیئت	صاف ہوتا ہے	گدلا
پیٹ کھولنے یا (سوراخ سے اوزار ڈال کر) دیکھنے پر	جگر سکڑا ہوا دانے دار سطح	پیٹ کی جھلیوں پر دانے دار پھنسیاں

ان کے علاوہ خون کی کمی سے پیدا ہونے والے پانی کی وجہ سے جسم پر ورم معمولی ہوتا ہے۔ تلی بڑھ سکتی ہے۔ خون میں لحمیات کی مقدار کم اور البیومن کم ہو جاتی ہے۔ جب کہ وٹامن کی کمی سے ہونے والے استسقاء میں دل معمولی سا پھیل جاتا ہے۔ دھڑکن تیز اور اختلاج ہوتے ہیں۔

تشخیص

اسباب کو توجہ میں رکھیں تو اکثر اوقات کسی ٹیسٹ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہر چیز واضح نظر آتی ہے۔ اس لئے ایک لمبی اور خطرناک بیماری کے مبتلا پر ٹیسٹ کے اخراجات کا بوجھ کم سے کم ڈالنا مناسب رہتا ہے۔ پیشاب کے معمولی معائنہ سے

گردوں کی بیماری کا پتہ چل جاتا ہے۔ دل کی بیماری سانس چڑھنے وغیرہ کی علامات سے چھاتی کے ایکسرے یا سکریننگ پر پھیلا ہوتا ہے۔ الٹراساونڈ ایک قابل اعتماد طریقہ ہے۔ جس سے پیٹ میں پانی کا پتہ چلانا۔ جگر کی صورت حال اور پیٹ میں موجود اعضاء کی صورت حال واضح ہو جاتی ہے۔

جگر کی فعالیت کے ٹیسٹ LIVER FUNCTION TEST مفید طریقہ ہے۔ چھاتی کے ایکسرے اور خون کے ESR سے تپ دق کا سراغ مل جاتا ہے۔ ایٹم کے ذریعہ جگر کے صلاحیت کا امتحان قابل اعتماد ہے۔ لیکن اس ترقی یافتہ دور میں واضح ثبوت کے بغیر جگر میں سوراخ ڈال کر اس کا ٹکڑا نکالنا دانشمندی نہیں۔ کچھ لوگ تفصیل میں جانے کی بجائے پیٹ کا آپریشن کرکے صورت حال کو براہ راست دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ اس سے قابل قدر معلومات تو حاصل ہو سکتی ہیں لیکن مریض کو بلاوجہ اذیت دینے میں معقولیت نظر نہیں آئی۔

علاج

اگر بوجھ زیادہ ہو اور سانس لینے میں مشکل پڑے تو پیٹ میں سوراخ کرکے پانی نکال دیں۔ یہ عمل آہستہ آہستہ کیا جائے کیونکہ زیادہ مقدار میں ایک دم پانی نکالنے سے پیٹ کے پریشر میں فوری کمی آنے سے بے ہوشی یا موت ہو سکتی ہے۔

احادیث میں ایک مریض کا ذکر ملتا ہے کہ جس کے پیٹ میں زیادہ پانی بھر گیا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اس میں سوراخ ڈال ڈال کر پانی نکالا گیا۔

اگر سوزش کی وجہ سے پانی نہ پڑا ہو تو نمک کھانا بند کر دیں۔ پیشاب آور ادویہ زیادہ مقدار میں دی جائیں۔ بار بار پیشاب آنے سے ورم اتر جاتا ہے۔ اگر تپ دق کی وجہ سے پانی بھرا ہے تو اس کا باقاعدہ علاج کریں۔ دل کے مریضوں کے لئے DIGITALIS کی گولیاں مفید رہتی ہیں۔

غذائی کمی یا جسمانی کمزوری کے لئے لحمیات کے سفوف وٹامن وغیرہ دیئے جاتے ہیں۔ زیادہ توجہ سوزش کے علاج پیشاب آور ادویہ پر دی جاتی ہے۔ تپ دق کا علاج آسان ہے۔ اس میں بچ جانے کے امکانات بھی ہیں لیکن CIRRHOSIS کا مسئلہ

خاصا پریشان کن ہے۔ کیونکہ طب جدید کے علاج سے بچنے والوں کو کبھی کبھی ہی دیکھا گیا ہے۔ اس سلسلے میں کورٹی سون کے مرکبات بڑے مقبول ہیں۔ ہماری رائے میں کورٹی سون کے مرکبات سے زیادہ بری اور بداثر دوائی آج تک ایجاد نہیں ہوئی۔

طب یونانی

طب یونانی میں مرض کا باعث تلاش کرنے کی بجائے ہمارے دوست اب تک اس کی قسموں سے سبب کی نسبت لگا لیتے ہیں۔ ممکن ہے یہ درست ہو۔ طب اکبر کے مطابق استسقاء لحمی میں ریوند چینی اور دیگر مسہل بار بار دیں۔ استسقاء زقی میں معجون کلکلانج حار کے ساتھ ہلیلہ زرد دیں۔ طبلی کے لئے تنقیہ اور مسہل تجویز کئے گئے۔ پسینہ لانے کے لئے مریض کو گرم ریت میں بار بار دفن کیا جاتا ہے یا کم گرم تنور میں بٹھاتے ہیں۔ دوسری صورت میں بورہ ارنی کو روغن بابونہ ملا کر جسم پر لیپ کیا جائے۔

حکیم کبیر الدین نے شیر شتر کے ساتھ گلقند دینے کی ترکیب بیان کی ہے۔ یہ دودھ اور گلقند کی مقدار میں روزبروز اضافہ تجویز کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ معجون دبیدالورد بھی ان کو پسند ہے۔ ہمارے خیال میں حکیم کبیرالدین کے نسخے مفید اور قابل عمل ہیں۔ بلکہ اندازہ ہے کہ مریض کو اس سے فائدہ ہو گا۔

طب نبوی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماریوں کے سلسلہ میں اکثر اوقات اصول علاج یا ادویہ کے فوائد مطلع فرما کر مستند معالج کو یہ موقع دیا ہے کہ وہ علاج خود تلاش کرے۔ لیکن چند بیماریوں کے مکمل علاج انہوں نے عطا فرمائے یا کسی مریض کو شفایاب کر کے اپنے نسخہ کی افادیت خود آشکارا فرمائی۔ اس میں استسقاء اہم ترین ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں۔

قدم رهط من عرينة و عكل على النبى صلى الله عليه وسلم فاجتو و المدينة فشكوا ذلك الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال لوخرجتم الى ابل الصدقة فشربتم من ابوالها و البانها ففعلوا فلما صحوا عمدوا الى الرعاة فقتلوا و استباقوا الا بل و حاربوا الله و رسوله

(بخاری، ابو داؤد، مسند احمد، ترمذی، النسائی)

ایک دوسری روایت میں بیماری کی زیادہ وضاحت یوں مذکور ہے۔

ان رهط من عرينة قوموا على الرسول الله صلى الله عليه و سلم فقالوا ارنا اجتوينا المدينة فعظمت بطوننا ــــــ

(عرینہ کے کچھ لوگ مدینہ آ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ ہمارے پیٹ مدینہ کی آب و ہوا کی وجہ سے پھول گئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا جس جگہ صدقہ کے اونٹ رکھے جاتے ہیں وہاں چلے جاؤ۔ اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیو۔ اس علاج سے وہ تندرست ہو گئے۔ شفایاب ہونے کے بعد انہوں نے ساربانوں پر حملہ کیا۔ اونٹ چوری کر کے لے گئے محافظ قتل کر دیئے اور اس طرح اللہ اور اللہ کے رسول کے خلاف اعلان جنگ کر دیا)

اس نسخہ میں توجہ طلب بات یہ ہے کہ عرینہ کے مریضوں کے پیٹ پھولے ہوئے تھے اور چہرے پر ورم تھی۔ علامات سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً" ان کے گردے خراب تھے اور پیٹ میں پانی اس کی وجہ سے ہو سکتا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ورم دل یا جگر کی وجہ سے ہو۔ یا لمبے سفر میں رہنے کی وجہ سے غذائی کمی کا نتیجہ ہو۔ آج کے اصل علاج کے مطابق سب سے پہلے یہ طے ہونا ضروری تھا کہ پیٹ میں پانی اور چہرے پر ورم کس وجہ سے ہے۔ یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خداداد علم کو استعمال فرماتے ہوئے ایک ایسا نسخہ تجویز فرمایا جو تمام اسباب پر حاوی تھا۔ اس میں

غذائی کمی کے علاج کے لئے دودھ کی لحمیات تھیں۔ یہی لحمیات دوسرے اسباب میں بھی جگر اور گردوں کو توانائی دے سکتی تھیں اور جسم میں جمع شدہ پانی کو نکالنے کے لئے ایک قدرتی مدرالبول بطور پیشاب کے نسخہ میں شامل تھا۔ دل اور گردوں سے پیدا ہونے والے اورام میں سوڈیم کے مرکبات پسند نہیں کئے جاتے اس لئے پیشاب آور ادویہ کا دائرہ محدود ہو جاتا ہے۔ حضرت طارق بن شہابؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بالبان الابل فانھا ترم من کل الشجر و ھو شفاء من کل داء (ابن عساکر)

(تمہارے لئے اونٹ کا دودھ موجود ہے۔ یہ ہر قسم کے درختوں سے چرتا ہے اور اس میں ہر بیماری سے شفا ہے۔)

انہوں نے علاج میں اونٹنی کے دودھ کی افادیت کا باعث بتا دیا کہ یہ اپنے مقررہ اجزا کے علاوہ ہر قسم کے درختوں کی تاثیریں بھی ساتھ رکھتا ہے۔

شہنشاہ جہانگیر شراب کا رسیا تھا۔ جب مسلسل شراب نوشی کی وجہ سے اس کو جگر کی تکلیف شروع ہوئی اور اس سے مسائل پیدا ہونے لگے تو دربار سے وابستہ تمام حکماء علاج میں ناکام ہوئے۔ آخر ایک حکیم نے اونٹنی کا دودھ تجویز کیا جس سے شفا ہوئی۔ جگر کی اصلاح کے بعد بھی شراب کا سلسلہ چلتا رہا اور وہ اسی کے باعث مر گیا۔ اس نے اونٹنی کے دودھ سے شفایابی کا قصہ اپنی توزک میں پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اعتراف کیا ہے کہ وہ شراب نہ چھوڑ سکا۔

آج کے دور میں طبیہ کالج دہلی کے پرنسپل حکیم کبیر الدین جب پیٹ میں پانی بھرنے کی بیماری کے تمام علاج اونٹنی کے دودھ اور گلقند سے کرتے ہیں۔ ان کو اونٹنی کے دودھ میں افادیت نظر آتی ہے۔ اور وہ اسے گلقند یا گلاب کے پھول کی پتیوں کی معجون کے ساتھ ہی اس بیماری کے علاج میں مفید قرار دیتے ہیں۔ آج سے 800 سال پہلے امام ذہبی نے اس علاج پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیماری کا شافی علاج بتایا ہے۔ جس کا کوئی بھی

علاج طبیبوں کے پاس موجود نہیں۔"

کیمیاوی طور پر اونٹنی کے دودھ میں چکنائی کی مقدار تمام جانوروں سے کم بلکہ ماں کے دودھ سے بھی کم ہوتی ہے۔ چونکہ دل اور جگر کی بیماریوں میں جہاں چکنائی کا زیادہ استعمال مناسب نہیں ہوتا یہ دودھ اعتماد کے ساتھ دیا جا سکتا ہے۔

گوجرانوالہ سے چار سال کا ایک بچہ گردوں اور جگر کی خرابی کی وجہ سے میو ہسپتال لاہور کے بچہ وارڈ میں زیر علاج تھا۔ بچے کے پیٹ میں سے کئی بار پانی نکالا گیا اور کورٹی سون کی گولیوں کے مسلسل استعمال سے اس کی حالت قابل رحم تھی۔

وہ پہلا مریض تھا جس کو ارشاد نبوی کی تعمیل میں اونٹنی کا دودھ اور پیشاب پلایا گیا۔ کورٹی سون کے اثرات کو زائل کرنے اور شدید کمزوری کو دور کرنے کے لئے کھجوریں اور شہد دیئے گئے۔ گردے کی بیماری میں شہد دینے کے لئے ایک اور ارشاد نبوی توجہ میں تھا۔

ایک ماہ میں پیٹ بالکل صاف ہو گیا۔ دوسرے ماہ کمزوری جاتی رہی۔ پیشاب کے ٹیسٹ نارمل آنے لگے۔ خون سے یوریا وغیرہ زیادہ مقدار میں تھے جس کے لئے جو کا پانی استعمال کیا گیا۔ قسط شیریں حب الرشاد اور کاسنی کا مرکب گردوں کی سوزش کے لئے دیا گیا۔ اس کے لواحقین بڑے محتاط تھے۔ منع کرنے کے باوجود ایک سال تک دوائی دیتے رہے۔ شہد کا استعمال کبھی ترک نہیں کیا۔ اب اس لڑکے کی عمر 16 سال ہے۔ خوبصورت جسم کے ساتھ بفضلہ قابل رشک صحت کا مالک ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الخاصرة عرق الکلیہ اذا تحرک اذی صاحبها فداوها بالماء المحرق و العسل

(ابوداؤد، مستدرک الحاکم)

(گردے کا وسطی حصہ اس کی جان ہے۔ اگر اس میں سوزش واقع ہو جائے تو اس کا علاج ابلے ہوئے پانی اور شہد سے کیا جائے)

ہم نے کچھ مریضوں کو شہد اور دودھ اور پیشاب ملا کر پلایا۔ لیکن ذائقہ میں بہتری نظر نہ آئی۔ اس لئے تینوں کو علیحدہ دیا گیا۔ البتہ بعض لوگ دودھ میں شہد کو مٹھاس کے طور پر ڈالنا پسند کرتے ہیں۔

حدیث نبوی پر غور کریں تو مریض کو دودھ والے علاج کے دوران کھانا مہیا نہ کیا گیا تھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مریض ایک ہفتہ کے لئے غذا ترک کرکے صرف اونٹنی کا دودھ اور پیشاب ہی استعمال کرے۔ بعض مریضوں میں کچھ اور مسائل بھی ہوتے ہیں جن کے لئے اضافی علاج کی ضرورت پڑتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے دل کے دورے کا علاج فرمایا تو دوائی مریض کی بجائے حکیم کے لئے بتائی اور مریض کو باقاعدہ علاج کے لئے حکیم کے سپرد فرمایا۔ جب حضرت سعدؓ کو ساتھ میں کھانسی ہوتی تو حکیم نے ان کے لئے ایک خصوصی جوشاندہ تجویز کیا۔ اس سند کے مطابق ہم استسقاء کے مریضوں کے علاج میں ضرورت کے مطابق تبدیلیاں کرتے رہے ہیں۔ لیکن بنیادی اصول علاج وہی رہا۔ جس سے شفا ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

قبض

CONSTIPATION

روزانہ وقت پر اجابت نہ ہونے یا اجابت کے بعد طبیعت کے مُطمئن نہ ہونے کو قبض کہا جاتا ہے۔ اس بات میں روزانہ ایک اصطلاح ہے ورنہ ہزاروں افراد ایسے ہیں جو دن میں ایک مرتبہ سے زیادہ بیت الخلاء جاتے ہیں یا ان کو فراغت دوسرے یا تیسرے دن ہوتی ہے۔ مگر وہ ہر صورت میں تندرست ہیں---- کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جب وہ کسی نئی جگہ جاتے ہیں یا ان کو فراغت کے لئے کسی ایسے بیت الخلاء میں جانا پڑتا ہے جس سے بدبو آتی ہو یا جہاں کیچڑ یا غلاظت کے ڈھیر لگے ہوں تو ان کے لئے فارغ ہونا ممکن نہیں رہتا۔ شہری باشندے دیہات میں جاتے ہیں تو ان کے لیے کھلے میدانوں میں رفع حاجت کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

گھروں میں پرانی قسم کے بیت الخلاء جن کو سارا خاندان استعمال کرتا ہے بدبو کا مرکز ہوتے ہیں۔ گرم ممالک میں ان میں مکھیاں بھنبھناتی رہتی ہیں اور وہاں دو چار منٹ رکنا بھی ایک افتاد ہوتی ہے۔ کاٹھیاواڑ میں اس مرکز کو سنڈاس کہتے ہیں اور رواج یہ تھا کہ اندر جانے سے پہلے منہ پر کوئی رومال یا پگڑی کا پلو باندھ کر جاتے تھے۔ تاکہ بدبو سے بچ کر مجبوری کا عرصہ گزار سکیں۔ جوش ملیح آبادی نے اپنے فلمی دنیا کے سفر کے بارے میں بڑی دلچسپ مثال دی تھی۔

"فلم میں گیا تو ضرور تھا۔ مگر ایسے کہ جس طرح لوگ سنڈاس میں منہ باندھ کر جاتے ہیں۔ خود کو اور لباس کو آلودگی سے بچاتا ہوا جلد ہی نکل

آیا۔"

علوم طب کے جید استاد کرنل الٰہی بخش مرحوم پرانی قبض کے کسی بھی مریض سے بیماری کے ساتھ ساتھ اس کے بیت الخلاء کے بارے میں معلوم کرتے تھے۔ اپنے شاگردوں کو فرمایا کرتے تھے کہ اگر آپ مریض کے گھر جائیں تو اس کا بیت الخلاء ضرور دیکھیں۔ اگر وہ غلیظ اور بدبودار ہے تو دوائیں دینے کی بجائے اس جگہ کو کم از کم ایسا بنوانے کی کوشش کریں کہ استعمال کرنے والا وہاں پر اطمینان سے دس منٹ گزار سکے۔ مکھیوں سے بھرے بدبودار بیت الخلاء میں کسی سے دس منٹ آرام سے گزارنے کی توقع عبث ہے جس کا لازمی نتیجہ قبض ہے۔

قضائے حاجت کے لئے عام طور پر صبح کا وقت متعین ہوتا ہے۔ بڑی بڑی عمارتوں کے مکین صبح اپنی منزلوں کی حاجت گاہوں پر قطار بنا کے کھڑے ہوتے ہیں اور اندر جانے والوں کو باہر کی قطار اور بعض اوقات شدت سے حاجت محسوس کرنے والوں کی آوازوں کی گونج میں جلد سے جلد برآمد ہونا پڑتا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ روزمرہ کے ان واقعات سے ان کو جلد فراغت کی عادت پڑ جائے۔ ورنہ دن کے کسی اور حصہ میں یا تو وہ دوبارہ سنڈاس کا رخ کرتے ہیں ورنہ قبض کی بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح مشترکہ خاندانوں میں بھی صورت حال خوشگوار نہیں ہوتی۔ بچوں کے سکول جانے کی افراتفری کے ساتھ مردوں کے کام پر جانے کے اوقات آگے پیچھے ہونے کی وجہ سے بیت الخلاء پر ہجوم ہو جاتا ہے اور ہر فرد دوسروں کی آسائش کو توجہ میں رکھتے ہوئے جلد از جلد نکلنے کی کوشش کرتا ہے جس کی وجہ سے قبض کا ہونا ایک لازمی نتیجہ ہے۔

قبض کی ایک دوسری تعریف کے مطابق اگر فراغت نامکمل ہو تو پیٹ میں بوجھ باقی رہ جاتا ہے۔ نامکمل کی وضاحت جسم سے خارج ہونے والے فضلہ کی مقدار کو قرار دیا جاتا ہے۔ مثلاً یورپ میں ہر قسم کا گوشت مرغی کثرت سے کھایا جاتا ہے اور وہاں کے رہنے والوں کی خوراک میں ریشے دار غذاؤں کا تناسب کم ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے فضلہ کی مقدار 160 - 120 گرام روزانہ ہوتی ہے۔ افریقی اقوام اور

ہمارے دیہات میں ریشے دار غذائیں زیادہ ہوتی ہیں اس لئے ان کے اجسام سے روزانہ خارج ہونے والے فضلہ کی مقدار 400 گرام کے لگ بھگ ہو جاتی ہے۔ پاکستان کے شہروں میں مرکب غذا کھانے والوں کے بارے میں ابھی تک کسی میڈیکل کالج کے پروفیسر صاحبان کو فرصت تو نہیں ملی مگر اندازہ کے مطابق یہ 350 - 300 کے درمیان ہونی چاہیئے۔

غذا اور قبض

قبض کا تعلق غذا کے اوقات اور اس کی ماہیت سے بھی ہے۔ پیٹ میں داخل ہونے والا ہر کھانا اپنے سے پہلی خوراک کو آگے دھکیل کر اپنے لئے جگہ بناتا ہے۔ اس طرح ہر چار سے چھ گھنٹے بعد غذا کی مناسبت سے آنتوں میں حرکات کی مدد سے پہلی غذا کو آگے کرتے ہوئے اسے مقام اخراج کے قریب لے جاتا ہے۔ اس سے حاجت محسوس ہوتی ہے۔ اگر غذا ایسے اجزاء پر مشتمل ہو جو سارے کے سارے ہضم ہو جاتے ہوں تو جسم کے لئے باہر نکالنے کو کچھ نہیں بچتا جیسے کہ گوشت یا دودھ کا اکثر حصہ ہضم ہو جاتے ہوں تو جسم کے لئے باہر نکالنے کو کچھ نہیں بچتا جب کہ سبزیاں اور پھل ایسے اجزاء پر مشتمل ہوتے ہیں جو مکمل طور پر جزو بدن نہیں بنتے اور اس طرح آنتوں کے لئے باہر نکالنے کے لئے پھوک کی معقول مقدار بچ جاتی ہے۔ اور فراغت کا عمل بڑے اطمینان سے انجام پاتا ہے۔

پہلے خیال تھا کہ سبزیاں ہمیں وٹامن اور معدنیات کے علاوہ کوئی خاص چیز مہیا نہیں کرتیں۔ مگر اب معلوم ہوا کہ ان کے پھوک میں موجود ریشے غیر ضروری نمکیات کے اخراج کا باعث بن کر دل سے بوجھ کو کم کرتے ہیں یا دوسرے الفاظ میں ریشہ دار غذائیں دل کے دورے سے بچاتی ہیں۔

غذا کے اوقات کی اہمیت اپنی جگہ موجود ہے۔ چونکہ معدہ میں آنے والی ہر چیز کی اطلاع پر دماغ پہلے سے موجود اشیاء کو آنتوں میں حرکات پیدا کرکے آگے دھکیلتا ہے۔ اس لئے بعض لوگ صبح اٹھ کر نہار منہ چائے کا ایک پیالہ پیتے ہیں۔ جسے EARLY TEA یا BED TEA کا نام دیا جاتا ہے۔ منہ دھوئے بغیر گرم چائے

پینے سے منہ کی ساری غلاظت دھل کر پیٹ میں چلی جاتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں تو ان کی علی الصبح کی ضروریات میں پانی کے تین علیحدہ برتن ہوتے تھے۔ ایک برتن میں طہارت کا پانی دوسرے میں وضو اور تیسرے میں پینے والا پانی۔ کیونکہ وہ نماز کے وقت شہد ملا کر پیتے تھے۔ امراض کے علاج کے علاوہ انہوں نے زہروں سے بچاؤ اور قولنج سے نجات کے لئے کھجوریں اور دل کی بیماریوں کے علاج میں بھی کو نہار منہ ہی استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ بہی کھجور اور شہد مکمل اور جامع غذائیں ہیں۔ ان کو علی الصبح کھانے سے آنتوں پر فزیالوجی کے مطابق CASTRO-COLIC REFLEX کی توقع کی جاتی ہے۔ یعنی معدہ میں غذا موصول ہونے پر آنتوں میں حرکات پیدا ہوتی ہیں۔ وہ ان چیزوں سے زیادہ بہتر میسر آ سکتا ہے۔ ساتھ ہی توانائی کی ایک معقول مقدار جسم میں دن بھر کی ضروریات کے لئے حاصل ہوتی ہے۔ ان کے شفاتی اثرات اس سے علاوہ ہیں۔ ارشاد گرامی ہے۔

خیر الغداء بواکرہ

بہترین ناشتہ وہ ہے جو صبح جلد کیا جائے۔

وہ لوگ جو صبح کا ناشتہ ایک کپ چائے یا اس کے ساتھ ایک رس بسکٹ کھانے کے بعد یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کم خوراکی کے ذریعہ جسم کو موٹاپے سے محفوظ کر لیا' احمقوں کی جنت میں ہیں۔ ناکافی غذا کی وجہ سے ان کو جسمانی کمزوری کے ساتھ قبض کا مرض ہو جاتا ہے۔

قبض کے اسباب

نفیس غذا اور کم خوراکی۔ آرام طلب زندگی' پیدل چلنے کی بجائے سواریوں کا زیادہ استعمال۔ بے وقت کا کھانا اور بیت الخلاء جانے کے غلط اوقات بیماریوں کے بغیر بھی قبض کا باعث بنتے ہیں۔

شدید اور فوری قبض

قے یا دوسری وجوہات سے جسم سے پانی کی کافی مقدار کا فوری اخراج شدید بیماریاں از قسم نمونیہ' دل کا دورہ' گردوں کے فعل میں خرابی' اپینڈکس کی سوزش۔ آنتوں میں رکاوٹ' ناگہانی طور پر قبض کا باعث بنتے ہیں۔ پانی کی کمی دور ہونے کے بعد اجابت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جب کہ دل کے دورے کی دہشت اور مدہوشی دور ہونا بہت سی دوسری باتوں پر منحصر ہے۔ اپنڈکس کی سوزش اور آنتوں میں فوری رکاوٹ کا حل عام طور پر آپریشن سے ہی ممکن ہوتا ہے۔

پرانی قبض

نامناسب خوراک کا مسلسل استعمال۔ اوقات خوراک اور بیت الخلاء جانے میں ہمیشہ کی بے قاعدگی۔ قبض کشا ادویہ کا مسلسل استعمال' منشیات اور خواب آور ادویہ کا مسلسل استعمال' ادویہ میں ایلومینم' افیون کے مرکبات قابض ادویہ خاص طور پر لوموٹل' فولاد کے مرکبات اور خون کی کمی کی دوائیں' شنگرف اور سیپی کے کشتے۔ جسمانی کمزوری پاخانہ والی جگہ پر سیون کا پھوڑا اور متورم بواسیر اس کا باعث بنتے ہیں۔

جسمانی بیماریوں سے قبض

معدہ اور آنتوں میں زخم' کولون کے کہنہ زخم' جگر کی خرابیاں' ذیابیطس' گلے کے غدودوں کے جوہر کی کمی HYPOTHYROIDISM آنتوں میں سوزش کے علاوہ رسولیاں۔ پھولی ہوئی کولون (MEGACOLON) مقعد کی سوزش۔ غدہ کدامیہ کا بڑھنا' حمل کی وجہ سے پیٹ پر دباؤ' خون کی کمی' عضلات کو کمزور کرنے والی بیماریاں بھی عام طور پر قبض کا باعث ہوتی ہیں۔

قبض کا سب سے بڑا سبب قبض کشا ادویہ کا استعمال ہے۔ پرانے اطباء کا دستور تھا کہ وہ اکثر بیماریوں کے علاج سے پہلے مریض کو مسہل دے کر اس کا پیٹ صاف کرتے تھے اور اس کے بعد علاج کیا جاتا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح مریض کے

جسم میں موجود زہریلے مادے نکل جاتے ہیں۔ 1950ء تک طب جدید میں پیچش کے علاج سے پہلے مریض کو کسٹر آئیل پلایا جاتا تھا۔ پنجاب کے ہسپتالوں میں دی جانے والی ادویہ کے سرکاری نسخوں کی دوائی نمبر 1 گوند کتیرا کے ساتھ کسٹر آئیل کا محلول تھا جو پیچش کے ہر مریض کو پلایا جاتا تھا۔ ملیریا بخار کے علاج میں جلاب اتنا مقبول تھا کہ ہر معالج ابتدا میگنیشیا سے کرتا تھا اور یقین کیا جاتا تھا کہ اس کی مدد سے جسم سے زہریں نکل جاتی ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ مرض کی کمزوری کے ساتھ علاج کے اسہال شامل ہو کر اسے آخری منزل سے قریب تر لے جاتے تھے۔ سندھ کے دیہات میں پرانے ڈاکٹر اب بھی اسی قسم کا اصول علاج اپنائے ہوئے ہیں۔ اور اگر تشخیص میں غلطی ہو جائے اور بخار جسے ملیریا سمجھا گیا تپ محرقہ یا اپنڈکس کی سوزش کی وجہ سے ہو تو آنتوں کا پھٹ جانا یقینی انجام ہوتا ہے۔ اور ہم نے درجنوں مریض اس قسم کے علاج یا جلابوں کی عنایت سے مرتے دیکھے ہیں۔

جلاب دے کر علاج کرنا اب متروک ہو چکا ہے۔ برطانیہ کی برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن نے عوام الناس کی آگاہی کے لئے ایک بڑی مفید کتاب اپنے ملک کے ماہر ڈاکٹروں سے BEWARE OF PURGATIVES کے نام سے لکھوائی تھی اور وہ اتنی مقبول ہوئی کہ اب تک دس سے زیادہ بار چھپ چکی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جلاب دینے سے آنتیں ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہیں۔ دیگر عوارض کے علاوہ وہ "دھکا سٹارٹ" ہو جاتی ہیں۔ پھر جلاب لئے بغیر حاجت روائی نہ ہو سکے گی جب کہ مسہل کی مقدار میں روزبروز اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ وہ بڑی آنت میں پھیلاؤ پیدا کرکے نجاستوں کو راستہ میں روکنے والا ڈپو بنا دیتے ہیں اور اس طرح مریض کئی کئی دن کے لئے قبض کا شکار ہو جاتا ہے۔

علامات

اکثر ماہرین کا خیال ہے کہ اگر کسی کو کوئی دن بھی اجابت نہ ہو تو اس سے جسم میں کوئی خاص خرابی پیدا نہیں ہوتی۔ اس لئے محض قبض ہو جانا کسی دہشت کا باعث نہیں ہونا چاہئے' جیسا کہ قبض کے اسباب میں ذکر کیا گیا۔ کبھی کبھی آنتوں میں

رکاوٹ یا رسولیاں یا سرطان کی وجہ سے فضلے کا آگے جانا ممکن نہیں رہتا۔ اور ایسی حالت میں جلاب دینے کا مطلب یہ ہے کہ دباؤ کے تحت آنت پھٹ جائے۔ لیکن یہ کیفیت ایسی بھی نہیں کہ اس پر صبر کیا جائے۔ اس لئے قبض جب ایسے اسباب کی بنا پر ہو تو اس کا قبض کی بجائے سبب کی مناسبت سے علاج کیا جائے۔

ماہرین جب یہ کہتے ہیں کہ قبض بذات خود کسی تکلیف کا باعث نہیں ہوتی تو ان کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو پانچ سات دن اجابت نہ اور اس کے جسم میں کوئی خطرناک مسئلہ بھی پرورش نہ پا رہا ہو تو محض قبض کسی جسمانی عارضہ کا باعث نہ ہو گی۔ بعض استاد تو اس عرصہ کو ہفتوں تک لے جانے کو بھی برا نہیں جانتے۔ اس لئے ان کے مشاہدات کی روشنی میں دیکھیں تو قبض سے کوئی علامت پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن حالات اس کے برعکس ہیں۔

باقاعدہ اجابت نہ ہونے سے طبیعت مضمحل رہتی ہے۔ جسم تھکا تھکا زبان میلی اور بھوک روزبروز کم ہونے لگتی ہے۔ جب آنتوں میں پہلے سے جگہ موجود نہ ہو تو ان میں نئی غذا کا داخل کرنا ممکن نہیں رہتا۔ اور جب غذا اندر نہ جائے تو توانائی میں کمی ایک لازمی نتیجہ ہے۔

آنتوں میں خوراک جب معمول سے زیادہ ٹھہرتی ہے۔ تو وہاں پر سڑاند پیدا ہو کر بدبو دار ریاح پیدا ہوتی ہیں۔ اگر رکاوٹ زیادہ ہو تو ان ریاح کا اخراج نہیں ہوتا۔ اس طرح پیٹ بوجھ کے ساتھ ڈھولک کی طرح تن جاتا ہے۔

> قاہرہ سے روم جاتے وقت جہاز میں ہمارے ساتھ ایک مصری دوست تھے۔ ان کو پہلے سے قبض تھا۔ اس مختصر سفر کے دوران ایک جگہ بیٹھے رہنے سے ان کے پیٹ میں اتنی ہوا بھر گئی کہ جب وہ روم اترے' تو وہ پھولا ہوا نظر آ رہا تھا۔ وہاں کے دوست ہمارے لئے پھل اور دوسری چیزیں لائے تھے۔ مگر ان کی طبیعت میں بیزاری' بوجھ اور بدمزگی اتنی زیادہ تھی کہ وہ کسی چیز کو چکھنے تک تیار نہ ہوئے۔
>
> ان کو ہوائی اڈہ کے میدان میں لمبی سیر کروائی گئی جس سے کچھ ہوا

نکلی اور لندن جاتے جاتے ان کا پیٹ ہلکا ہو گیا۔

ایسی کیفیات میں لوگ ہاضمہ کے چورن' سوڈا واٹر کی بوتلیں استعمال کر کے پیٹ کی گیس میں ازخود اضافہ کر لیتے ہیں۔ سوڈا واٹر کی بوتل میں کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس کافی مقدار میں ہوتی ہے۔ اس کا سیال تیزابیت سے لبریز ہوتا ہے۔ خاص طور پر وہ بوتلیں جن میں لیموں کا ست قسم کی چیزیں شامل ہوں۔ بلاشبہ کچھ لوگوں کو ان کے استعمال سے وقتی فائدہ ہوتا ہے۔ مگر وہ لوگ جن کے پیٹ میں تیزاب کی مقدار ویسے ہی زیادہ ہوتی ہے۔ جن کو السریا تیزابیت ہو ان کے لئے چورن یا بوتلیں ایک خطرناک نسخہ ہیں۔

پیٹ میں ریاح کی کثرت کی وجہ سے دماغ پر بوجھ' چکر' بے خوابی لازمی نتائج ہیں۔ پیٹ میں جب بوجھ محسوس ہو رہا ہو تو آسانی سے نیند نہیں آتی۔ ڈکار مارنے کی کوشش بذات خود ایک بیماری ہے جس سے اور مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

ان علامات میں سے اکثر کسی خاص خرابی کی آئینہ دار نہیں۔ لیکن مریض کو دہشت زدہ کرنے کے لئے کافی زیادہ ہیں۔ ایسے لوگوں کو اگر یہ بات سمجھانے کی کوشش کی جائے کہ اگر دو چار روز اجابت نہ ہوتی تو کوئی بات نہیں۔ مسئلہ چند دن میں حل ہو جائے گا۔ مریض ایسے معالج سے تنگ آ کر جلاب دینے والے کے پاس چلا جائے گا۔

علاج

غذائی علاج: طب جدید میں قبض کے علاج کے سلسلہ میں ابتدائی اہم بات غذا ہے۔ پرانی قبض میں مبتلا لوگوں کو کھانا وقت پر کھانا چاہیے۔ ہر 4-5 گھنٹے بعد کچھ یں۔ غذا کسی ایک چیز پر مشتمل نہ ہو بلکہ یہ مرکب ہو۔ جیسے کہ فیشن ایبل رسمی ڈنر میں کھانا قسطوں میں آتا ہے۔ ابتدا بھوک بڑھانے والی چیزوں مثلاً جوس پھر شوربہ پھر اصل کھانا جو ایک ہی پلیٹ میں ہو یا کئی قسم کے کھانے' ان کے بعد میٹھا۔ پھر چائے' کافی یا اب سبز لیموں والی خوشبودار چائے۔ اس کھانے میں کئی قسم کے کھانے ہیں جن سے خوراک کی جملہ ضرورت کی تمام اقسام حاصل ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح

گوشت کے ساتھ سبزیاں جو کہ سالن میں شامل ہونے کے علاوہ شوربہ میں بھی ہوتی ہیں۔ جیسے کہ دال کا سوپ' کھنبی کا سوپ' ملی جلی سبزیوں کا سوپ۔

کھانا جو بھی ہو اس میں پھوک یا ریشہ کی معقول مقدار ہونی چاہئے۔ گوشت کے ساتھ اگر سبزیاں شامل نہ ہوں تو ان کی کمی پھلوں سے دور ہو سکتی ہے۔ لیکن پھلوں کا جوس یا عرق ہرگز اس ضرورت کو پورا نہیں کرتے۔ آٹا ان چھنا ہو۔ سفید اور باریک آٹے کی بجائے براؤن آٹا یا براؤن بریڈ زیادہ مفید ہے۔

رفع حاجت کے لئے کموڈ کی نسبت پیروں پر بیٹھنا زیادہ مفید ہے۔ اس شکل میں مریض اپنے بائیں گھٹنے کو جو کہ پیٹ کے ساتھ لگا ہوتا ہے اگر اندر کی طرف دبا کر رکھیں تو یہ بڑی آنت کے آخری حصوں پر دباؤ ڈال کر اس میں موجود اشیاء کو اپنے دباؤ کی مدد سے آگے کو دھکیل کر باہر نکلنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ پانی کی زیادہ مقدار بھی قبض کشا ہے۔

ان جدید مشاہدات کے مقابلہ میں آج سے 1400 سال پہلے علم الغذا کے بارے میں بڑی اہمیت کا ایک دلچسپ واقعہ پیش آگیا۔

حضرت ام ایمنؓ سفر پر گئیں تو وہاں سے واپسی پر ایک نئے کھانے کی ترکیب سیکھ کر آئیں انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نئے کھانے کی دعوت دی جس کا حال وہ خود بیان فرماتی ہیں۔

انہا عزبلت دقیقا فصنعتہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم رغیفا۔ فقال ما ھذا' قالت : طعام نصنعہ بارضنا۔ فاحببت ان اصنع منہ لک رغیفا۔ فقال ردیہ فیہ' ثم اعجنیہ۔ (ابن ماجہ)

(انہوں نے چھان کر سفید آٹا گوندھا اور بتایا کہ ہمارے ملک کا یہ کھانا ہے جو کہ میں آپ کے لئے تیار کر رہی ہوں۔ حضورؐ نے باریک آٹا دیکھ کر فرمایا کہ تم نے آٹے میں سے جو کچھ نکالا ہے اس کو اس میں دوبارہ شامل کرو اور پھر تیار کرو)

یہ واقعہ حدیث کی کئی کتابوں میں آیا ہے۔ حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے

ہیں کہ حضورؐ کے عہد مبارک میں انہوں نے چھلنی نہ دیکھی تھی اور تنکے وغیرہ پھونک مار کر اڑا دیتے تھے۔ یہی بات حضرت عائشہؓ سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ ان کے گھر میں آٹا چھان کر استعمال کرنے کا رواج نہ تھا۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آٹے سے چھان کر جس چیز کو بڑی محنت اور کاوش سے نکال کر پھر اس کی سفید روٹیاں پکائیں مگر ان کو ہدایت فرمائی گئی کہ وہ چھان کو پھر سے شامل کرکے روٹی پکائیں جس سے چھان کی اہمیت کو آشکارا کیا گیا۔

جدید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ آٹے کا چھان پرانی قبض اور ذیابیطس کے مریضوں کے لے بہترین دوائی ہے۔ اس میں ریشے کے علاوہ وٹامن ب طاقت کا باعث ہو سکتی ہے۔ وٹامن ب عضلات کے لئے مقوی ہے۔

قبض کا دوسرا اہم علاج غذا اور حاجت کے اوقات کا تعین ہے۔ جب جی چاہا بیت الخلاء چلے جائیں اور جب فرصت نہ ہو یا جی نہ چاہے ملتوی کر دیا جائے۔ ایسے میں قبض کو صرف ادویہ کی مدد سے وقتی طور پر دور کیا جا سکتا ہے۔ باقاعدہ علاج سے نہیں۔ صبح اٹھ کر کچھ کھانے کے بعد ایک مقرر وقت پر بیت الخلاء جانا اہم نکتہ ہے بلکہ مقرر وقت پر اگر حاجت نہ ہو تب بھی جانا چاہیئے۔ اس طرح وقت پر حاجت ہونے کی عادت بن جاتی ہے۔ مگر اس کے لئے تین اہم لوازمات ہیں۔

- خالی پیٹ "بیت الخلاء" نہ جائیں ضرور کچھ کھا کر جائیں جیسے کہ نہار منہ شہد پینے کے بعد۔
- رات کو کھانا ضرور کھایا جائے۔ کیونکہ رات کا کھانا نہ کھانے سے صبح تک 19 - 18 گھنٹے کا فاقہ بن جاتا ہے۔ اتنے لمبے فاقہ سے خون میں مٹھاس کی مقدار گر جاتی ہے۔ کمزوری کے علاوہ سابقہ غذا کو آگے بڑھانے والا عنصر نہ ہونے کی وجہ سے قبض ہوتی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تدعوا العشاء ولو بكف من تمر فانه تركه يهرم (ابن ماجہ)

(رات کا کھانا ہرگز ترک نہ کیا جائے۔ خواہ مٹھی بھر کھجوریں کھا لیں۔ کیونکہ رات کا کھانا ترک کرنے سے بڑھاپا (کمزوری) طاری ہوتی ہے)

اس سلسلہ میں متعدد روایات میسر ہیں جیسے کہ "رات کا کھانا امانت ہے۔" اور ارشادگرامی میں واضح فرمایا گیا کہ رات کا کھانا نہ کھانے سے کمزوری ہو جائے گی۔

○ رات کو کھانے اور سونے کے درمیان کم از کم 3 گھنٹے کا وقفہ ہونا چاہیے۔ اور اس وقفہ کے درمیان 500 قدم چلنے سے آنتوں کی توانائی میں اضافہ ہے۔ اور اگلے دن اجابت اطمینان سے ہوتی ہے۔

قبض کشا ادویہ--- طب یونانی

قبض کے بارے میں جب لوگوں کو زیادہ معلومات حاصل نہ تھیں تو علاج کا زیادہ تر دارومدار قبض کشا ادویہ پر تھا۔ اطباء نے ان کو ملین' مسہل اور مسہل شدید کے عنوانات تلے بیان کیا ہے۔ وہ ادویہ جو معمولی قبض میں مفید ہیں اور ان کے استعمال سے ایک ادھ اجابت کھل کر ہو جاتی ہے ان کو ملین کہا گیا جو اس سے زیادہ کریں وہ مسہل ہیں اور اس سے آگے مسہل شدید جیسے کہ حب السلاطین' کسی بھی چکنائی کی زیادہ مقدار آنتوں میں پھسلن پیدا کرکے اجابت لاتی ہے۔ اس غرض کے لئے روغن بادام' روغن بیدانجیر (کسٹر آئیل) اور گھی شہرت رکھتے ہیں۔ بادام روغن اور کسٹر آئیل دودھ میں ملا کر رات کو دیئے جاتے ہیں۔ دودھ میں گھی بھی جلاب کے لئے دیا جاتا ہے۔ مگر اس کا فعل غیریقینی اور بعض اوقات اتنا سریع ہوتا ہے کہ مریض کو غسل خانے جانے کی مہلت بھی نہیں ملتی اور کپڑے راستہ میں بھی خراب ہو سکتے ہیں۔

آنتوں میں خراش پیدا کرنے والی تمام ادویہ جلاب کا باعث بنتی ہیں۔ جیسے کہ جمال گوٹہ (حب السلاطین)۔ جلاپہ' ریوند چینی' کنوار گندل کا گودا (مصبر) املتاس وغیرہ۔ ان میں جمال گوٹہ اس حد تک مخرش ہے کہ اس کا تیل اگر تندرست جلد پر لگایا جاتے تو وہاں پر آبلہ اور پیپ پڑ جاتے ہیں۔ اپنے مضر اثرات کی وجہ سے جمال

گوٹہ علاج کے طور پر استعمال نہیں ہوتا۔ اس طرح کے اثر والی دیگر ادویہ قدرے محفوظ ہیں اس لئے ان کو دوسری چیزوں سے ملا کر پورے اعتماد کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جن میں ریوند چینی اور جلاپہ بچوں کو بھی کسی خطرے کے بغیر دیئے جاتے ہیں۔

حکماء نے ابتدا ہی میں محسوس کر لیا تھا کہ عضلات میں اگر کمزوری ہو تو یہ بھی قبض کا باعث بنتا ہے۔ اس لئے وہ تمام ادویہ جو جسم کو اور بالخصوص اعصاب اور عضلات کو طاقت دیتی ہیں قبض کا علاج بن جاتی ہیں جیسے کہ کچلا' اور ہلیلہ سیاہ' لوگ اسی امید پر سنکھیا سفید بھی دیتے آتے ہیں۔ لیکن سنکھیا معدہ اور آنتوں میں شدید قسم کی خراش ہی نہیں بلکہ سوزش پیدا کرتا ہے۔ شاید اسی لئے دودھ اور گھی میں آمیز کرکے دیا جاتا ہے۔

لاہور میں آوارہ کتوں کو تلف کرنے کی مہم کے دوران جب مناسب ادویہ میسر نہ آ سکیں تو ہم نے چاہا کہ دیسی ادویہ کے مراکز سے ملنے والی زہریں استعمال کی جاتیں۔

ان کے افعال سے واقفیت حاصل کرنے کی غرض سے چند کتوں کو مختلف زہریں دی گئیں۔

جن کتوں کو سنکھیا دیا گیا تھا ان کی موت میں کم از کم چار گھنٹے لگے اور ان کو مرنے سے پہلے شدید قے اور اسہال ہوئے۔ بالکل ہیضہ کی سی علامات تھیں۔ اس غلاظت اور ازیت کی وجہ سے سنکھیا استعمال نہ کیا گیا۔

بیماریوں کے علاج میں بھی سنکھیا ایک غلط اور ازیت رساں دوائی ہے۔ اتفاق سے ہم کو میوہسپتال لاہور کے شعبہ امراض مخصوصہ کی سربراہی کے زمانہ میں آتشک کے علاج کے لئے سنکھیا کی ایک محفوظ قسم استعمال کرنے کا وسیع تجربہ حاصل کرنے کا موقع ملتا رہا۔ یہ دوائی اپنے برے اثرات کی وجہ سے اب ہر طرح سے متروک کر دی گئی ہے اس کا ایک مرکب بدبودار زخموں کی مرہم میں بھی شامل تھا جسے نقصان دہ مشاہدات کی وجہ سے خارج کر دیا گیا ہے۔

کھانسی بخار اور نزلہ کے علاج میں جوشاندہ ایک قسم کا گھریلو علاج بن چکا ہے۔ جوشاندہ اگر مکمل اور صحیح نسخہ کے مطابق ہو تو یہ بھی مسہل ہے۔ کیونکہ ایسی کیفیت میں کھل کر اجابت ہونا مفید رہتا ہے۔

مفردات میں بیش بہا خزانے از قسم سقمونیا' جلاپہ مصبر تربد' خربق سنبل الطیب' غاریقون' ککرونده' ماذریون' من' حب النیل' اسپند' بائے کھنبہ' ندال موجود ہیں۔ **افسنتین** مسہل بھی ہے اور پیٹ کے کیڑے مارنے کے علاوہ بہترین مسکن اعصاب ہے۔

حکیم مفتی فضل الرحمان صاحب کی ہسٹریا کے علاج میں بڑی شہرت تھی۔ ان کے دواساز نے بتایا کہ وہ ان مریضوں کو ایک گرین **افسنتین** کا سفوف دیتے تھے اور اسی تھوڑی سی مقدار سے ذہنی خلجان دور ہو جاتا تھا۔

اندرائن ایک مشہور دیسی دوائی ہے۔ جسے یورپ والے لے گئے تو یہ COLCYNTH بن گئی۔ یہی حال ارنڈ کا ہے۔ دیہات کے باہر ملنے والا یہ خودرو پودا اپنے پہلو میں ایک شاندار مسہل لئے ہوئے ہے۔ جس کا تیل روغن ارنڈ کی بجائے روغن بیدانجیر کہلاتا ہے۔ مغرب والوں کو یہ اتنا پسند آیا کہ یہ روغن بیدانجیر کسٹر آئیل CASTROL OIL بن گیا اور طب جدید کے مسہلوں میں سرفہرست پایا جاتا ہے۔

سنامکی ایک قابل اعتماد محفوظ' اور مفید دوائی ہے۔ اس میں تھوڑی سی خرابی پیٹ میں مروڑ ڈالنے کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسندیدگی کی شاندار سند عطا فرمائی اور اس کا مروڑ ڈالنے والا نقص سنوت یعنی سوئے اور شہد ملا کر دور کر دیا۔ انہوں نے اسے ہمیشہ کے لئے استعمال کے قابل بنا کر طب پر احسان عظیم فرمایا۔ وہ تو اس کی افادیت میں یہاں تک گئے کہ اسے موت کے علاوہ ہر بیماری کے علاج میں مفید قرار پایا۔ سوئے (DILL) پیٹ سے ہوا نکالتے ہیں۔ شہد آنتوں کو سکون دیتا اور مقوی ہے۔ اس طرح قبض کا باعث اگر آنتوں کی کمزوری بھی ہو تو سنا اور سنوت سے فائدہ ہو گا۔

اطباء قدیم انجیر کے فوائد سے آشنا نہ تھے حالانکہ اس کا توریت مقدس میں ذکر موجود تھا۔ لیکن اس کی اہمیت ایک عام پھل سے آگے نہ جا سکی۔ قرآن مجید نے اس کو اہمیت عطا فرمائی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بواسیر کے علاج میں تجویز فرما کر پرانی قبض کے لئے ایک یقینی علاج مرحمت فرما دیا۔ انجیر کے کیمیاوی اجزاء کے علاوہ اس میں پایا جانے والا دودھیا مواد مسہل ہے اور اس کے اندر کے چھوٹے چھوٹے دانے معدہ کے لعاب میں اسبغول کی مانند پھول کر بڑی آنت میں بوجھ کی کیفیت پیدا کرکے اجابت لاتے ہیں۔ ہمارے مشاہدہ میں یہ آنتوں کے اعصاب کو بھی تحریک دیتی اور وہاں کے دوران خون کو بہتر کرتے ہوئے عضلات کو بہتر کارکردگی پر تیار کرتی ہے۔

انگور بذات خود مسہل ہیں۔ لیکن ان میں OXALATES زیادہ ہوتے ہیں اس لئے زیادہ مقدار میں کھانے سے پیشاب میں جلن ہو سکتی ہے۔ قرآن مجید نے ان کو اہمیت عطا فرمائی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرماتے ہوئے ان کو ایک ایسے جوشاندہ میں پسند فرمایا جہاں یہ پھیپھڑوں سے بلغم نکالنے کے ساتھ مریض کے دل کی اصلاح بھی کریں۔

ہرڑ دیسی طب کی ایک مشہور دوائی ہے۔ جس کی تین چار قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ اس کی مشہور ترین شکل مربہ ہرڑ ہے۔ جو خوش ذائقہ اور لطیف ہونے کے ساتھ لطیف مسہل بھی ہے۔ اطباء اسے ہلیلہ بھی کہتے ہیں۔ ہلیلہ سیاہ کا سفوف لاہور کے ایک سول سرجن ڈاکٹر مظہر حسین مرحوم کو بڑا پسند تھا اور وہ اسے بڑے اعتماد کے ساتھ خود استعمال کرتے اور اپنے مریضوں کو تجویز کرتے تھے۔

ریوند چینی بچوں کے لئے ایک مفید مسہل ہے۔ دواخانہ نورالدین میں اسے دوسری ادویہ کے ساتھ ملا کر جگر کی بیماریوں کے لئے ایک عمدہ نسخہ کی صورت میں پچاس سالوں سے اچھے نتائج کے ساتھ دیا جا رہا ہے۔ طب جدید والے اسے بھی اچک کر لے گئے اور RHUBARB کا نام دیا۔ ان کی ایک مشہور دوائی PULV.RHEI CO. اسی سے مرتب ہوتی ہے۔

عشق پیچاں کی بیل اور اس سے لگنے والے سیاہ دانے بھی شہرت رکھتے ہیں لوگوں نے اسے سقمونیا اور جلاپہ کا مرکب بھی قرار دیا ہے۔ اس کے بیج چونکہ سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں اس لئے بھارتی ماہرین علم الادویہ ان میں گڑبڑ کر گئے ہیں۔ انڈین فارماکوپیا میں COMPOUND POWDER OF KALADANA میں بیجوں کا سفوف ادرک اور پوٹاشیم ٹارٹریٹ ملا کر 60 گرین کی مقدار میں دیا جاتا ہے۔ یہ کالا دانا ہرگز کلونجی نہیں ہے کیونکہ حدیث شریف میں مذکور حبتہ السودا کے لفظی معنی کالے دانے ہیں اور اس سے مراد کلونجی ہے جبکہ یہ کالا دانہ دوسری چیز ہے۔

کچلہ ایک قابل اعتماد مقوی اعصاب اور عضلات ہے۔ جسے صحیح معنوں میں ٹانک کہا جا سکتا ہے۔ طب جدید نے اسے NIX VOMICA کے نام سے پہلے اپنایا پھر اس کا جزو عامل STRYCHNINE علیحدہ کیا اور اسے خوب استعمال کیا۔ اپنے مقوی اثرات کی وجہ سے یہ آنتوں میں حرکات کو مضبوط کرتا اور غلاظت کے اخراج کے عمل کو طاقت دینے کی وجہ سے مسہل ہے۔ جدید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ معدہ سے ملحقہ اعصاب کا ایک مرکز PLEXUS OF AUERBACH واقعہ ہے۔ کچلہ دیر تک آنتوں میں رہتا اور اس مرکز کو تحریک دیتا ہے۔ جس سے آنتوں میں حرکات شروع ہو جاتی ہیں۔ اور اجابت عمل میں آتی ہے۔

مرکب ادویہ میں طب یونانی کی گلقند خوشبودار' خوش ذائقہ ہونے کے علاوہ مضر اثرات سے خالی ایک قدرتی مسہل ہے۔ اسی طرح اطریفل ملین' اطریفل زمانی اور اطریفل اسطخودوس مفید اور قابل اعتماد ادویہ ہیں۔

طب جدید اور قبض

طب جدید کو قبض کشا ادویہ کے بارے میں کوئی واقفیت نہ تھی۔ ان کے تمام تر عمل کی ابتدا یونانی ادویہ سے ہوتی جو انہوں نے سپین اور ہندوستان سے حاصل کیں اور بیسویں صدی تک انہوں نے اس سلسلے میں کوئی قابل قدر اضافہ نہیں کیا تھا۔ پھر انہوں نے اس ضمن میں پہلے ایک مفید کام یہ کیا کہ ادویہ کو خوبصورت شکل میں اور قابل برداشت ذائقہ دیا۔ جیسا کہ سنا مکی کے ساتھ سونف' ملٹھی' چینی اور گندھک

ملا کر اسے کھانے والوں کے لئے آسان اور لذیز بنا دیا۔ ایگارول اور PETROL-AGAR والے مرکبات پیتے وقت یوں لگتا ہے جیسے دوائی نہیں پی رہے بلکہ آئس کریم کھا رہے ہیں۔

دوا سازی کے علم اور فعالیت اعضاء کے اشتراک سے انہوں نے قبض کے مسئلہ کو علاج اور ادویہ کے انتخاب کے لئے باضابطہ اور آسان بنا دیا ہے۔

قبض کے علاج کو اس کے اسباب کو توجہ میں رکھتے ہوئے ترتیب دیا جا سکتا ہے۔

اعصابی محرکات

چونکہ آنتوں میں حرکات اعصابی نظام کے تابع ہیں اس لئے اعصاب کو تحریک دینے والی ادویہ میں کچلہ STRYCHNINE دیئے جاتے ہیں۔ اعصابی نظام کے پیچیدہ عوامل کو متاثر کرنے والی ادویہ میں CARBACHOL-ERGOT -PHYSOSTIGMINE وغیرہ دیئے جا سکتے ہیں۔ مگر ان کا استعمال ماہر ہاتھوں میں خاص حالات میں کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ آپریشن کے بعد اگر آنتیں مفلوج ہو جائیں۔

حجم بڑھانے والی ادویہ BULK PURGATIVES

ا۔ وہ ادویہ جو پیٹ میں جا کر پھول جاتی ہیں۔ مثلاً اسبغول جتنا پانی میں پھیلتا ہے۔ اس سے دس گنا زیادہ معدہ کے تیزابی لعاب میں پھیلتا ہے۔ اس لئے اسبغول (ثابت) ولائتی گھاس (AGAR-AGAR)۔

(ب) نمکیات پیٹ میں جا کر پانی کو اپنی جانب کھینچ کر اپنے حجم میں اضافہ کر کے اجابت لانے کا باعث بنتے ہیں جن میں SEDLITZ POWDER - SOD.POT - TARTARATE - MAGNESIUM SULPHATE - FRUIT SALT - SODIUM SULPHATE - KRUSCHEN SALT SODIUM PHOSPHATE وغیرہ۔ بازار میں ملنے والی اکثر قبض کشا نمکیاتی

دوائیں انہی میں سے کسی ایک سے مرکب ہوتی ہیں۔

چکنائیاں (LUBRICANTS)

یہ آنتوں میں نرمی پیدا کرکے فضلہ کو آگے پھسلنے پر مجبور کرتی ہیں یا آنتیں جب چکنائی کی زیادہ مقدار ہضم نہیں کرپاتیں تو اپنی جان چھڑانے کے لئے اسے آگے دھکیل دیتی ہیں۔ جیسے لیکویڈ پیرافین (LIQUID PARAFFIN) - زیتون کا تیل۔ گھی۔

آنتوں میں خراش پیدا کرنے والی

(IRRITANTS) کسٹر آئیل۔ گندھک (PHENOLPHTHALEIN) کسٹر آئیل کی چکنائی آنتوں کو چکنا نہیں کرتی بلکہ یہ ہضم ہو کر ایک مخرش عنصر پیدا کرتا ہے تو آنتوں میں جلن پیدا کرکے ان کو تحریک دیتا ہے۔

کیمیاوی جلاب (ANTHRACENE PURGATIVES)

اس خاندان کی تمام ادویہ نباتاتی ذرائع سے ہیں۔ یہ بذات خود جلاب نہیں۔ لیکن پیٹ میں جا کر جب ہضم ہوتی ہیں تو ان سے ایک کیمیاوی جوہر ANTHRACENE بنتا ہے۔ جو کہ آنتوں میں حرکات پیدا کرکے جلاب لاتا ہے۔ اس خاندان میں سنامکی' ریوند چینی' کنوار گندل کا خشک گودا یعنی مصبر (ALOES) اور ایک امریکی نباتات CASCARA SAGRADA شامل ہیں۔

دہشت ناک جلاب DRASTIC PURGATIVES

اس گروہ میں جمال گوٹہ کا تیل (CROTON OIL)۔ عشق پیچہ کولو سنتھ اور کالا دانہ شامل ہیں۔ یہ آنتوں میں شدید جلن اور خارش پیدا کرکے ان میں حرکات کا ایک لامتناہی سلسلہ پیدا کرسکتے ہیں جس کی وجہ سے درجنوں دست آسکتے ہیں۔ اس خاندان میں PODOPHYLLUM بھی شامل کی جاتی ہے۔ یہ دوائی عام طور پر

پیروں کی ٹھیکوں CORNS پر مرہم کی صورت لگتی ہے۔ جو دوائی پیروں کی موٹی جلد کر اتار دیتی ہے وہ آنتوں کا کیا حال کرتی ہو گی؟

لمس کے جلاب CONTACT PURGATIVES

یہ طب جدید کی اپنی ایجاد ہیں۔ یہ کیمیاوی مرکبات جب آنتوں کی اندرونی جھلیوں کو لگتے ہیں تو ان میں براہ راست تحریک پیدا کر کے جلاب لاتے ہیں۔ اس میں ابھی تک ایک ہی دوائی BISACODYL تیار ہوئی ہے۔

قبض کی جدید دوائیں

اس تعارف کے بعد بازار میں عام طور پر ملنے والی ادویہ کی وضاحت یہ ہے۔

CREMAFIN یہ ایک دودھیا سیال ہے جس میں لیکویڈ پیرافین کا **ایملشن** بنا کر اس میں پودینہ کی خوشبو اور ذائقہ شامل کیا گیا ہے۔ عام طور پر رات کو ایک بڑا چمچہ کافی ہوتا ہے۔

MAG SULPHATE کو EMSOM SALT بھی کہتے ہیں۔ سب سے سستا جلاب ہے۔ معتدل مقدار میں ضرر نہیں دیتا۔ عام خوراک ایک سے دو بڑے چمچے پانی میں گھول کر دی جاتی ہے۔

SEDLITZ POWDER یہ سفوف دو رنگ کی پڑیوں میں مہیا ہوتا ہے۔ دونوں پڑیوں کو علیحدہ علیحدہ پانی میں گھولنے کے بعد یہ پانی جب آپس میں ملاتے ہیں تو گیس نکلتی ہے۔ اس کا ابلتا ہوا پانی لیا جاتا ہے۔ تھوری دیر بعد اجابت ہو جاتی ہے۔ فروٹ سالٹ کو بھی پانی میں حل کر کے پیتے ہیں۔ ذائقہ کی اصلاح کے لئے کھانڈ ملائی جا سکتی ہے۔

BISACODYL اس کی گولیاں اور اندر رکھنے والی بتیاں عام ہوتی ہیں۔ عام طور پر یہ دوائی ہوہر نگر کمپنی کی DULCOLAX کے نام سے ملتی ہے۔ سوتے وقت 2-3 گولیاں کھانے سے اگلے دن اطمینان ہو جاتا ہے۔ پیٹ کی سوزش اور کمزور مریضوں کو اسی نام کی قبض دور کرنے کی بتیاں نیچے سے دی جاتی ہیں۔

PHILP'S MILK OF MAGNESIA پرانی اور مشہور دوائی ہے۔ جن میں MAGNESIUM HYDROXIDE 9.7 % کا محلول ہوتا ہے جسے خوش ذائقہ بنانے کے لئے پیپرمنٹ کی خوشبو شامل ہے۔ تیزابیت کو دور کرنے کے لئے چھوٹا چمچہ دن میں 3 مرتبہ اور قبض کے لئے رات کو دو بڑے چمچے عام مقدار ہے۔

AGAROL یہ دودھ کی طرح گاڑھی خوش ذائقہ اور خوشبودار دوائی ہے جس کے اجزاء یہ ہیں۔

PHENOLPHTHALEIN 1.32 %

PARAFFIN LIQIUD 31.75 %

AGAR 0.20 %

اس کا بڑا چمچہ رات کو سوتے وقت لیا جاتا ہے۔

PETROL - AGAR دودھیا میٹھی اور خوشبودار دوائی مختلف شکلوں میں دستیاب ہیں جس میں مشہور ہیں۔ PLAIN, WITH PHENOLPHTHELIN یا WITH CASCARA SAGRADA اس کی بنیادی اساس لیکوئیڈ پیرافین اور ولایتی گھاس پر ہے۔ اضافی طور پر دو مختلف دوائیں شامل کی گئی ہیں۔ ہمارے تجربہ کے مطابق اس کی سادہ قسم سے CASCARA آمیز بہتر ہے۔ اگر اسے زیادہ دن بھی استعمال کرنا پڑے تو عام طور پر عادت پڑنے کے علاوہ اور کوئی برا اثر نہیں ہوتا۔

سنا مکی کے جدید مرکبات

AGIOLAX جرمنی سے بن کر آنے والا یہ دانے دار مرکب مندرجہ ذیل ادویہ پر مشتمل ہوتا ہے۔

PLANTAGOOVATA 52.O gm

ISPUGHUL HUSK 2.2 gm

SENNA PODS 12.4 gm

اس کی 100 گرام کی ڈبیہ بازار میں 70 روپے میں ملتی ہے۔ اجزاء کو آسان زبان میں بیان کریں تو تخم بالنگو۔ اسبغول کا چھلکا اور سنا مکی پر مشتمل ہے۔ اسی نسخہ

کے 110 گرام کسی بھی پنساری کے یہاں سے دو روپے میں مل سکتے ہیں۔ چونکہ یہ جرمنی سے بن کر آتا ہے اور بڑے ڈاکٹر اسے لکھتے ہیں اس لئے لوگوں کو برا نہیں لگتا۔

چھوٹا چمچہ رات کھانے کے بعد کافی رہتا ہے مگر پرانی قبض کے مریضوں کو دن میں چھ گھنٹوں کے بعد ایک چمچہ / چھوٹا چمچہ پانی کے ہمراہ دیا جاتا ہے۔

SENOKOT ان گولیوں میں سناء مکی کے اجزاء عامل اس صورت میں ملتے ہیں۔ SENOSOIDES -B7.5 gm- رات سوتے وقت اس کی 4-2 گولیاں پانی کے ہمراہ کھائی جاتی ہیں۔ 20 گولیوں کا پیکٹ پونے دو روپے میں ملتا ہے۔ بازار میں سناء کی سب سے ارزاں شکل ہے۔

PURSENNID کی گولیوں میں سناء کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

SENOSODIES - A & B

as Calcuim Salt 12 mg

رات سوتے وقت 3-1 گولیاں کھائی جاتی ہیں۔ دس گولیوں کا پتہ سوا تین روپے میں ملتا ہے۔

LIQUORICE COMP POWDER- برٹش فارما کوپیا میں سنا مکی کا یہ اہم اور مقبول سفوف اس نسخہ سے ترتیب پاتا ہے۔

gm	160	SENNNA PODS	برگ سناء
gm	80	SULPHUR	گندھک
gm	160	LIQUORICE POWDER	ملٹھی
gm	80	FENNEL	سونف
gm	520	SUCROSE	کھانڈ

ہسپتالوں میں پہلے یہی زیادہ دیا جاتا تھا۔ کھانڈ کی وجہ سے ذائقہ برا نہیں رہتا۔ رات سوتے وقت 3-1 چھوٹے چمچے دودھ یا گرم پانی کے ساتھ کھا کر صبح اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔

طب نبوی

قبض کے مسئلہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شاندار سائنسی طریقہ سے حل فرمایا ہے طب جدید آج بھی اس سے بہتر لائحہ عمل تجویز نہیں کر سکی جس پر عمل کرتے ہوئے قبض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

حفظ ماتقدم

انہوں نے اوقات خوراک متعین فرما کر معدہ اور آنتوں کے GASTRO - COLIC REFLEX سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے۔ جیسے کہ نہار منہ شہد کا استعمال ان کی اپنی روز مرہ کی عادت تھی۔ انہوں نے ریشہ دار غذاؤں پر اصرار فرمایا۔ ان چھنے آٹے کی تاکید فرمائی۔

اپنے دستر خوان کو سبز چیزوں سے مزین کرو۔

یہ ایک جامع ارشاد ہے۔ جو کہ پیٹ میں اتنا پھوک پیدا کرتا ہے کہ آنتوں میں اخراج کا عمل خیر و خوبی سے وقوع پذیر ہوتا رہے۔

علاج باالغذا

قبض کی ابتدائی حالتوں میں انہوں نے ادویہ کی بجائے کھانے پینے کی چیزوں کو دوا کے طور پر استعمال فرمایا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں۔

(جب ان کے پاس کسی کو لایا جاتا کہ اس کو بھوک نہیں لگتی تو ارشاد ہوتا کہ اس کو جو کا مفید دلیا کھلایا جائے۔ پھر فرمایا کہ خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ پیغمبری عطا کی ہے۔ یہ پیٹ کو اس طرح صاف کر دیتا ہے کہ جیسے تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر اس سے غلاظت کو اتار دیتا ہے) ۱۰

یہ ایک بڑی خوبصورت مثال ہے کیونکہ جو میں باریک ریشہ کثیر مقدار میں ہوتا

ہے یہ پیٹ میں جا کر پھولتا ہے اور آنتوں میں بوجھ کی کیفیت پیدا کر کے اجابت کے عمل کو تیز کرتا ہے۔ جو میں لحمیات کے اجزاء بھی ہوتے ہیں جو جسم کو توانائی مہیا کرتے ہیں۔ اگر کسی کو کمزوری کی وجہ سے قبض محسوس ہو رہی ہو تو جو کھانے سے اس کا مداوا بھی ہو جائے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انجیر کی یہاں تک تعریف فرمائی کہ اسے جنت کا میوہ قرار دیا۔ ان کی زبان مبارک سے حضرت ابو ذرؓ روایت فرماتے ہیں۔

کلوا التین۔ فلوا قلت ان فاکھتہ نزلت من الجنتہ قلت ھذہ فان فاکھتہ الجنتہ لا عجم فیھا فکلوھا فانھا تقطع البواسیر و تنفع من النقرس

(الدیلمی، ابن السنی، ابو نعیم)

(انجیر کھایا کرو۔ اگر مجھ سے کہا جائے کہ کیا کوئی پھل جنت سے زمین پر آسکتا ہے تو میں کہوں گا کہ ہاں! یہی ہے۔ یہ بلاشبہ جنت کا پھل ہے۔ اسے کھایا کرو کہ یہ بواسیر کو کاٹ کر رکھ دیتا ہے اور گنٹھیا میں مفید ہے۔)

اسی مضمون کی حدیث ابو بکر ابن الجوزی نے حضرت ابو الدرداءؓ سے بھی روایت کی ہے۔ قرآن مجید نے اسے اتنی اہمیت دی کہ اسی کے نام پر ایک سورت نازل فرمائی اور پھر اس کی قسم کھا کر اس کی افادیت اشکارا فرمائی۔

حدیث شریف کے مطابق یہ بواسیر کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ بواسیر پرانی قبض، جگر کی خرابیوں اور پیٹ کے آخری حصہ میں خون کی نالیوں میں دوران خون سست پڑ جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ جب یہ ان کا علاج ہے تو مطلب یہ ہوا کہ انجیر قبض کو دور کرتی ہے۔ جگر کے لئے مصلح ہے اور خون کی نالیوں میں دوران کو درست کرتی ہے۔

بھارتی ماہر ادویہ ندکارنی اور ابن البیطار نے انجیر کو مقوی۔ دافع قبض قرار دیا ہے۔ ان کی رائے میں انجیر کی ساخت میں دودھ کی شکل کا ایک سیال ہوتا ہے۔ جو طبی طور پر قبض کشا ہے۔ انجیر میں موجود چھوٹے چھوٹے دانے پیٹ میں جا کر پھول

جاتے ہیں۔ ان کا اسبغول کی مانند پھولنا بھی قبض کو دور کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

حضورؐ کی خوراک میں کدو اور مسور کی دال خاص طور پر شامل ہوتے تھے۔ یہ دونوں چیزیں پھوک رکھنے کے علاوہ قبض کشا ہیں۔ بلکہ کدو میں اضافی فضیلت یہ ہے کہ وہ دماغ کو طاقت دیتا۔ عقل کو بڑھاتا اور کسی بھی مقدار میں کھانے کے باوجود نہ تو خون میں شکر کی مقدار بڑھاتا ہے اور نہ جسم کو موٹا کرتا ہے۔

جب یہ چیزیں غیر موثر یا کسی نے مدتوں ان سے فائدہ اٹھایا ہو اور بات ادویہ کے استعمال کی آجائے تو انہوں نے مفید نسخے بھی عطا فرمائے ہیں۔

قبض کے علاج میں ارشادات نبوی

حضرت اسماء بنت عمیسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشدامن تھیں اور وہ ان کا احترام کرتے تھے۔ فرماتی ہیں۔

قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما ذا کنت تستمشین قلت بالشبرم قال حار ثم استمشیت بالسنا فقال لو کان شی یشفی من الموت کان السناء والسناء شفاء من الموت

(ابن ماجہ)

(مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ میں اپنے پیٹ کو چلانے کے لئے کیا استعمال کرتی ہوں۔ میں نے بتایا کہ میں شبرم لیتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تو بہت گرم ہے۔ پھر اس کے بعد میں سناء استعمال کرنے لگی کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی چیز موت سے شفا دے سکتی ہے تو وہ سناء ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ سناء موت سے بھی بچاتی ہے۔)

حضرت عبداللہ بن حزامؓ بیان فرماتے ہیں۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علیکم بالسنا والسنوت فان فیھما شفاء من کل داء الا السام قیل رسول اللہ وما السام قال الموت (ابن ماجہ' ابن عساکر' مستدرک الحاکم)

(میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ سناء اور سنوت میں

ہر بیماری سے شفا ہے سام کے سوا۔ میں نے پوچھا کہ سام کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ موت)

ترمذی' نسائی' طبری' ابن عساکر میں ام المومنین حضرت ام سلمہؓ ابو ایوب انصاریؓ' حضرت عبداللہ بن عباسؓ' انس بن مالکؓ اور ابو نعیم میں ابن مندۃؒ سے اسی مضمون کی روایات تاکید مزید کے طور پر ملتی ہیں۔ جس سے بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور نے سنا کو فی الواقعی شفا کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ احادیث میں سنا کے ساتھ سنوت کی شمولیت کی تحویل بعد کے لوگوں کے لئے مخمصہ بن گئی۔ محدث عبداللطیف بغدادی کی رائے میں گھی والی مشک میں شہد ڈال کر اسے خوب ہلا کر نکال لیں تو یہ سنوت ہے۔ دیگر علماء نے اسے سونف' زیرہ' کھجور وغیرہ قرار دینے کی کوشش کی ہے۔

ابن ماجہ کو سناء اور سنوت والی حدیث عمرو بن سعکی کی وساطت سے میسر آتی تھی اور اس بارے میں شیخ سعکی کا خیال ہے کہ اس میں سنوت سے مراد "شبت" (سویا) ہے۔ ہمارے یہاں سوئے کا ساگ عام ہوتا ہے اور اس کے بیج کا عرق نکال کر بدہضمی اور پیٹ کی متعدد بیماریوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ بچوں کی بدہضمی کے لئے آنے والا مشہور سیال "گرائپ واٹر" بھی اسی جزو عامل سے مرتب ہے۔ انگریزی میں ان کو DILL کہتے ہیں اور گرائپ واٹر کی ہر خوراک میں سوڈا بائی کارب کے ساتھ OIL OF DILL کی معمولی مقدار ملی ہوئی ہے کیونکہ سوئے یا ان کا تیل پیٹ میں قولنج نہیں پڑنے دیتے۔

سنامکی میں صرف ایک بری بات ہے کہ اس کو اگر براہ راست کھایا جائے تو اس سے پیٹ میں بل پڑتے ہیں اور نفخ پیدا ہو سکتی ہے۔ برٹش فارما کوپیا میں اس کے ذیلی اثرات کو ختم کرنے کے لئے نسخہ میں سونف یا زیرے کا تیل شامل کیا جاتا ہے۔ جبکہ اطباء قدیم کے اکثر نسخوں میں ادرک تراشیدہ شامل کیا گیا ہے۔ ان مشاہدات کو سامنے رکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سمجھ میں آتی ہے کہ انہوں نے سناء کے ساتھ جس چیز سنوت کا تذکرہ فرمایا وہ قولنج کو روکنے اور ریاح کو خارج کرنے والا جزو ہو گا اور جب اس نقطہ نظر سے دیکھیں تو محدثین کرام نے جتنے بھی اندازے کئے ہیں

ان میں سے ہر ایک درست نظر آتا ہے۔ شہد اور زیرہ یا کھجور میں سے جس چیز کو بھی شامل کریں قولنج کو روکنے میں یکساں مفید ہو گی۔ البتہ عمرو سعکی کی دریافت سوئے دوسری چیزوں سے زیادہ مفید ہیں جس کا مشاہدہ گرائپ واٹر کے نسخہ میں کیا جا سکتا ہے۔

طب یونانی میں سناء کا استعمال

سناء کی مفید قسم وہ ہے جو وادی مکہ میں پیدا ہوئی ہے۔ اس کے پتے نشتر کی شکل کے اور دونوں طرف سے چکنے ہوتے ہیں۔ ان کی پھلی گول اور پھول سبزی مائل سنہرے لگتے ہیں۔ اس کا بیج مصر میں بویا گیا مگر زمین کی وہ تائید حاصل نہ ہو سکی۔ اسی طرح بھارت اور سکھر میں پیدا ہونے والی سناء فوائد کے لحاظ سے تیسرے درجہ پر ہے کیونکہ ان میں اجزاء عامل کی مقدار کم ہوتی ہے۔

اطباء نے سناء کا استعمال دسویں صدی سے شروع کیا۔ البتہ بو علی سینا اسے مفید قرار دے چکے تھے۔ عربوں کو دیکھ کر بھارتی وید بھی اس کے مداح ہو گئے اور اب اس سے متعدد عمدہ نسخے مرتب ہوئے ہیں۔

برگ سناء۔	سونٹھ تراشیدہ۔	آب مقطر
160 گرام	31/2 گرام	ایک لیٹر

ان کو چینی کے برتن میں 3-2 گھنٹے پڑا رہنے دیں۔ پھر چھان کر خیسانده علیحدہ کر لیں۔ اس کے دو گھونٹ عام طور پر کافی ہوتے ہیں۔

برگ سناء	سونٹھ تراشیدہ	لونگ	پانی
21/2 تولہ	31/2 تولہ	31/2 تولہ	25 تولہ

ان کو ملا کر ایک گھنٹہ چینی کے برتن میں رکھ کر ہلائیں۔ پھر چھان کر 31/2 سے 5 تولہ کی مقدار کو قبض کے لئے دیں۔

ان دونوں نسخوں میں ادرک اور لونگ کی وجہ سے قولنج نہ ہو گا۔ اگر کوئی چاہے تو مزید اصلاح کے لئے کھانڈ کا اضافہ کر سکتا ہے۔ ان کو پینے کے آدھ گھنٹہ بعد پیشاب میں سرخی آجاتی ہے۔ جس کا کوئی مضائقہ نہیں۔

سناء کے قبض کشا ہونے کے علاوہ اور بھی فوائد ہیں۔ جن میں جلد کی بیماریاں۔ بالوں کا گرنا' پھنسیاں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ کیونکہ اس میں ایک نہایت مفید جراثیم کش دوائی DONOMYCIN بھی ہوتی ہے۔

بیسویں صدی کے نصف تک نباتاتی اور کیمیاوی ذرائع سے حاصل ہونے والی قبض کشا ادویہ کی تعداد سو سے زائد تھی۔ مگر بیس سال کے اندر 95 دوائیاں متروک ہو گئیں ہیں۔ اور آج طب جدید کے پاس قبض کو رفع کرنے والی ادویہ کی کل تعداد پانچ سے زیادہ نہیں جن میں سے ایک سنا ہے اور دوسرا اسبغول دوسرے الفاظ میں ایک ہزار سال کے مسلسل مشاہدات کے بعد سناکی وہ منفرد دوائی ہے جو آج بھی اتنی ہی مقبول اور قابل اعتماد ہے جیسی کہ پہلے تھی اس سے حاصل ہونے والے فوائد کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ جیسے کہ بالوں کو رنگنے اور گرتے بالوں کو روکنے یا سر اور جسم سے بغہ اور ایگزیما کو دور کرنے میں ازحد مفید پایا۔

زیتون

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماریوں کے علاج میں ایک اہم اضافہ زیتون کے تیل کی صورت میں فرمایا ہے۔ اگرچہ ان سے پہلے دور کے اطباء اس تیل سے آشنا تھے مگر وہ اسے ایک عام تیل سے زیادہ اہمیت نہ دیتے تھے۔ البتہ مصر قدیم میں اس کی مقبولیت اس کی روشنی رہی ہے۔ کیونکہ اسے جب دیئے میں جلایا جائے تو دھواں نہیں دیتا۔ جو چیز اس میں رکھی جائے اس میں سڑاند پیدا نہیں ہوتی۔ اس لئے بادشاہوں کی لاشوں کو حنوط کرنے کے عمل میں زیتون کا تیل اہم کردار تھا۔ آجکل بھی ڈبوں میں بند مچھلیاں اسی تیل میں پیک ہو کر آتی ہیں اور کئی سال تک ان کا گوشت تازہ اور لذیذ رہتا ہے۔ قرآن مجید نے سورۃ النحل' النور' المومنون اور التین میں اس کی یہاں تک تعریف فرمائی کہ اس کو ایک مبارک درخت کا پھل قرار دیا۔ پھر اس کی عادات اور فوائد پر خصوصی غور و فکر و توجہ دینے کی تلقین فرمائی گئی۔

حضرت اسید الانصاریؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کلوا الزیت و ادھنوا بہ فانہ من شجرۃ مبارکتہ

(ترمذی، ابن ماجہ، بخاری)

(اس تیل کو کھاؤ اور لگاؤ کیونکہ یہ ایک مبارک درخت سے ہے)

یہی روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بیہقی اور ابن ماجہ نے بیان کی ہے۔ تیل کی اہمیت کو اجاگر فرمانے کے بعد حضرت علقمہ بن عامرؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بزیت الزیتون کلوہ و ادھنوا بہ فانہ تنفع من البواسیر

(ابن الجوزی)

(تمہارے لئے زیتون کا تیل موجود ہے اسے کھاؤ اور لگاؤ یہ بواسیر میں فائدہ دیتا ہے)

احادیث میں زیتون کے تیل کو 70 بیماریوں کے لئے اکسیر قرار دیا گیا ہے۔ جن میں ہمارے موجودہ موضوع میں بواسیر اہمیت کی حامل ہے۔ بواسیر کا اہم ترین سبب پرانی قبض ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زیتون کا تیل نہ صرف کہ قبض کو دور کرتا ہے بلکہ آنتوں کے دوران خون میں بہتری پیدا کرتا ہے۔ اس طرح آنتوں کے آخری حصہ میں جمع ہو کر مسے بنانے والے خون کو پھر سے گردش میں لا کر مسوں کا سبب دور کر دیتا ہے۔ ہم نے پرانی قبض کے مریضوں کو رات کو سوتے وقت ایک سے دو بڑے چمچے زیتون کا تیل پلایا۔ اگر اس کے ساتھ کوئی اور کوشش نہ بھی کی گئی ہو تو اس کے باوجود اسی مقدار سے قبض دور ہو کر فراغت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری دواؤں کی طرح اسے خالی پیٹ استعمال کرنا بہترین فوائد کا باعث ہوتا ہے۔ بعض لوگ تیل کے ساتھ دودھ یا چائے پسند کرتے ہیں جو کہ درست نہیں۔

تخم ریحان

قبض کے لئے اسبغول بڑی مشہور دوائی ہے۔ اور اب طب جدید میں یہ مختلف صورتوں میں بیرونی ممالک سے بھی آتا ہے۔ وہ فوائد جو اسبغول میں ہیں اس سے کہیں زیادہ ریحان میں ہوتے ہیں۔ حضرت ابی عثمان الہندیؒ بتاتے ہیں کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذا اعطی احدکم الریحان فلا یردہ فانہ خرج من الجنتہ (ترمذی)

(جس کو ریحان پیش کیا جائے وہ انکار نہ کرے کہ یہ جنت سے آیا ہے)

انہوں نے اپنے پیارے نواسوں کو دنیا کے ریحان قرار دیا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا کہ اپنی عمدہ خوشبو کے ساتھ نہایت لطیف عمل کرنے والا ہے۔

قرآن مجید نے سورۃ الرحمان میں جنت میں ملنے والی بہترین چیزوں کو شمار میں لاتے ہوئے ریحان کو وہاں کا تحفہ قرار دیا۔ سورۃ الواقعہ میں اس کی خوشبو کو لطیف فرمایا گیا۔

کھانا کھانے کے دوران تخم ریحان کا آدھ چھوٹا چمچ اگر پانی کے ساتھ نگل لیا جائے تو یہ پیٹ میں جا کر پھولتا اور آنتوں میں حرکات پیدا کر کے قبض کو رفع کرتا ہے۔ ابتدا میں بعض مریضوں کو ایسی خوراک دن میں دو مرتبہ دی جاتی ہے۔ پھر مشاہدے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کون سے کھانے کے ساتھ ریحان کھانے سے مطلوبہ فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی کو اپنے لئے مشعل راہ بنانے میں ہمیشہ رد و کد کی۔ لوگوں نے کبھی شہد کو گرم اور انجیر کو خشک بتایا لیکن باہر والوں نے ان کی اتنی قدر کی ہے کہ امریکہ کی ایبٹ کمپنی نے ایک نیا مسہل FIBERAD کے نام سے پیش کیا ہے جو آٹے کے چھان اور اسبغول سے تیار کیا گیا ہے۔ انہوں نے حضرت ام ایمنؓ کی دعوت سے آٹے کے چھان کی اہمیت جان کر اس میں اسبغول ملا کر 70 روپے کا ڈبہ تیار کر لیا۔ جسے آجکل بڑی مقبولیت حاصل ہے۔

خلاصہ

اس وقت بازار میں طب جدید کی صرف چھ ادویہ قبض کے لئے ملتی ہیں۔ جن میں سے ایک سنامکی سے مرتب ہے جب کہ خالص انگریزی دوائی DULCOLAX کی گولیاں ہیں۔ ان کے علاوہ اشتہاری دوائی فروٹ سالٹ مشہور ہے۔ امینما کے لئے KLEEN کا بند ڈبہ یا بچوں کے لئے گلیسرین کی بتیاں ملتی ہیں۔

اسبغول کے مرکبات میں __SIBLIN __ KANORMAL __ FIBERAD __ AGIOLAX __ ISOGEL __ VISIBILEN ملتے ہیں۔
ماہرین کی تازہ ترین رائے کے مطابق قبض کا علاج ادویہ کی بجائے غذا میں ریشہ دار اشیاء کے استعمال میں اضافہ (پھل اور سبزیاں) سے کیا جائے۔ آج کے تمام مشاہدات اور ایک ہزار سال کے تجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبض کے علاج میں جو ارشادات مرحمت فرمائے ہیں سائنس اپنی تمام تر کاوشوں کے باوجود ان کے برابر بھی نہیں آسکی۔ ان کے اہم نکات کا خلاصہ یہ ہے۔

- کھانا وقت پر کھایا جائے۔
- رات کے کھانے کے بعد جلد نہ سویا جائے اور پیدل چلا جائے۔
- کھانے سے پہلے تربوز یا خربوزہ پیٹ کو صاف کرتا ہے۔
- ناشتہ میں جو کا دلیا آنتوں کو صاف کرتا ہے۔
- ریشے دار غذائیں کھائی جائیں جیسے کہ سبزیاں یا پھل۔
- آٹا چھان کر نہ پکایا جائے کیونکہ اس کی بھوسی قبض اور دل کا علاج ہے۔
- خشک انجیر کے 3-2 دانے ہر کھانے کے بعد کھانے سے نہ صرف قبض ختم ہو جاتی ہے بلکہ یہ بواسیر کا علاج بھی ہے۔
- ان تمام کوششوں کے باوجود اگر قبض میں بہتری نہ ہو تو سب سے پہلے زیتون کا تیل استعمال کریں۔ یہ محفوظ اور مفید ہے۔
- تمام ادویہ سے ٹھیک نہ ہونے والی قبض کے لئے سناکی استعمال کی جائے اس کے استعمال کے دیسی نسخے بیان کر دیئے گئے ہیں۔ ورنہ بازار میں ملنے والی PURSENNID یا SEKNOKOT کی دو گولیاں اس کا قابل عمل حل ہیں۔

اگر ان تمام کوششوں سے قبض دور نہ ہو یا اس کے ساتھ درد' سوزش یا بخار ہو تو ایسے میں آنتوں میں رکاوٹ یا اپنڈکس کا شبہ کیا جا سکتا ہے۔ جس کے لئے خود علاج کرنے کی بجائے کسی مستند معالج سے رجوع کریں کہ یہ بیماریاں خطرناک ہو سکتی ہیں۔

بواسیر

HAEMORRHOIDS (PILES)

انسان نے جب سے آرام طلب زندگی اختیار کی ہے اور جب سے اس نے نفیس اور پر تکلف خوراک اپنائی ہے اس وقت سے بواسیر کی بیماری اس کے لئے اذیت کا مستقل سامان بنی رہی ہے۔ طب میں بواسیر اس بیماری کو کہتے ہیں جس میں پاخانہ والی جگہ کے آس پاس کناروں پر مسے نمودار ہوتے ہیں۔ اطباء قدیم نے اس کو خونی اور بادی اقسام میں بیان کیا ہے۔ بادی سے مراد مسوں کا وجود ہے۔ اس میں جلن ہوتی ہے۔ یہ پھول جاتے ہیں۔ کبھی کبھی ان کے ساتھ مقعد کے کنارے اور اندر کی جھلیاں زور لگانے پر باہر کی سمت الٹ جاتی ہیں۔ خونی قسم میں قبض یا اجابت کے دوران زور لگانے پر پھولے ہوئی مسوں میں سے کوئی ایک پھوٹ جاتا ہے جس سے خون بہنے لگتا ہے حیرت کی بات یہ ہے کہ بعض مریضوں کو جس روز خون آتا ہے اس روز ان کو قبض نہیں ہوتا۔

اطباء قدیم باہر سے نظر آنے والے بواسیر کے مسوں کو ان کی شکل و صورت کے لحاظ سے توتی' انگوری' انجیری اور کھجوری وغیرہ کے ناموں سے بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ خون کی وریدوں میں جب ٹھہراؤ پیدا ہو جاتا ہے تو وہ پھول کر کوئی بھی شکل اختیار کر سکتی ہیں۔ یہ شکل انگور جیسی ہو یا توت جیسی۔ لیکن اصول علاج ان سب قسموں کے لئے یکساں ہے۔

طب جدید میں بواسیر کو اس کے مسوں کے محل وقوع کے اعتبار سے بیان کیا جاتا

ہے۔ مسے اگر باہر ہوں تو وہ EXTERNAL PILES اندر ہوں تو INTERNAL PILES اور ایک قسم ایسی ہے جس میں مسے اندر بھی ہوتے ہیں اور باہر بھی جسے INTERNO EXTERNAL PILES کے نام سے بیان کیا جاتا ہے۔

بواسیر کا اہم ترین سبب پیٹ کے نچلے حصے اور ٹانگوں کے دوران خون میں ٹھہراؤ بیان کیا جاتا ہے۔ جو لوگ پیدل نہیں چلتے سارا دن گدے دار کرسیوں پر بیٹھے رہتے ہیں ان کی خون کی نالیوں میں دوران متاثر ہوتا ہے اور مقعد۔ اور اس سے اوپر کی وریدیں پھول جاتی ہیں۔ پہلے خیال تھا کہ بواسیر کو پیدا کرنے میں جگر کی خرابی کا بھی بڑا دخل ہے۔ لیکن ایڈنبرا کے ایک سرجن میکفرسن نے بواسیر کے 150 مریضوں کے جگر ہر لحاظ سے چیک کئے اور ان میں سے کسی ایک کا بھی جگر خراب نہ پایا گیا۔ جس سے اب یہ نظریہ زیادہ قوت پکڑ رہا ہے کہ بواسیر جگر کی خرابیوں سے پیدا نہیں ہوتی۔

آج کے ماہرین اس کا اہم ترین سبب وراثت قرار دیتے ہیں۔ جن لوگوں کو بواسیر کی بیماری رہی ہو ان کی اولاد کی خون کی نالیاں بھی کمزور ہوتی ہیں اور وریدوں کی دیواروں کی کمزوری ان کو بھی بواسیر میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اسی باعث 3-2 سال کے بچوں کو بھی بواسیر کے مسے اور جابت کے ساتھ خون آتے دیکھا گیا ہے۔

جانوروں کو بواسیر نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ چار پیروں پر چلتے ہیں تو ان کے مقعد کے ارد گرد کی وریدوں پر کوئی اضافی بوجھ نہیں پڑتا۔ اس لئے ان کی وریدوں کی دیواریں پچک کر مسے نہیں بنا سکتیں۔ جبکہ انسان دو پیروں پر چلتا ہے اور مقعد کے اردگرد کی وریدوں پر دباؤ بڑھ جاتا ہے اور وہ کمزور پڑنے پر مسوں کی شکل اختیار کرلیتی ہیں۔

بواسیر کے مسے پیدائشی طور پر موجود ہوتے ہیں۔ پرانی قبض کی وجہ سے مریض اجابت کے لئے جب زور لگاتا ہے تو پیٹ کے اندر دباؤ بڑھنے کی وجہ سے ان میں خون بھرنا اور کمزور دیواروں کی وجہ سے خون بہنے لگتا ہے۔ قبض کے برعکس مزمن اسہال پیچش اور جلاب کی دواؤں کے مسلسل استعمال کی وجہ سے بھی دباؤ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور خون بہنے لگتا ہے۔ یونانی زبان اور طبی اصطلاح میں ان کو HAEMORRHOIDS کہتے ہیں۔ جس کے لفظی معنی خون بہنا ہے۔ 1370ء کے

ایک فرانسیسی ادیب نے ان کے بارے میں ایک دلچسپ بات کہی ہے۔

"عام لوگ ان کو PILES کہتے ہیں۔ جبکہ روسا اسے HAEMORRHOIDS کہتے ہیں۔ فرانس کے لوگ ان کو انجیر کہتے ہیں۔ میرے لئے اس کے نام میں کوئی دلچسپی نہیں۔ میری دلچسپی اتنی ہے کہ کیا تم ان سے اگر میری جان چھڑا سکتے ہو۔"

خواتین میں حمل کے دوران پیٹ کے اندر خون کی نالیوں پر بوجھ اور دباؤ سے اکثر بواسیر ہو جاتی ہے۔

بواسیر کا اہم ترین اور خطرناک سبب بڑی آنت کا کینسر ہے' آنت میں کینسر کے بوجھ اور اس کی وجہ سے دوران خون میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور وریدیں پھول کر بواسیر کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اچھے اچھے ماہر یہاں غلطی کھا جاتے ہیں۔ مدتوں بواسیر کا علاج ہوتا رہتا ہے اور جب بات کھلتی ہے تو علاج کا وقت گزر چکا ہوتا ہے۔ اس لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ بواسیر کے ہر مریض کا اوزار ڈال کر اندرونی معائنہ کیا جائے اگر مقعد کی نالی میں کوئی رسولی ہوئی تو آسانی سے نظر آجائے گی۔

بواسیر کی علامات

مسوں کی موجودگی اور ان سے خون بہنا بواسیر کے اہم نکات ہیں۔

بواسیر کے مسوں کی موجودگی کو بیماری کا پہلا درجہ قرار دیا جاتا ہے۔ اگر مسے اجابت کے دوران الٹ کر باہر آجائیں یا ان کے ساتھ مقعد کی جھلی بھی باہر آجائے تو اس کو دوسرا درجہ کہتے ہیں۔ اس میں شرط یہ ہے کہ جھلیاں اور مسے جب ایک مرتبہ اندر داخل کر دیئے جائیں تو پھر وہ بقیہ وقت اپنے اصل مقام پر ہی رہیں۔

جب مسے اور جھلی اجابت کے دوران الٹ کر باہر آجائیں اور معمولی کوشش سے بھی اندر نہ جائیں تو بیماری کا تیسرا درجہ ہوتا ہے۔

بواسیر جب تیسرے مرحلہ تک آتی ہے تو اس میں سوزش' مقعد پر خارش' بوجھ' جلن اور بخار ہوتے ہیں۔ جب جھلیاں باہر لٹک رہی ہوں تو ان سے لیس دار رطوبت نکل کر کپڑے خراب کرتی ہے۔ اگر اضافہ میں سوزش ہو جائے تو پھر خون اور پیپ بھی نکلتے رہتے ہیں۔

پیچیدگیاں

حاملہ عورتوں کے پیٹ میں بوجھ کی وجہ سے ہاضمہ اور اجابت کا سارا سلسلہ گڑ بڑ ہو جاتا ہے۔ ان کو بواسیر کی وجہ سے جب خون آتا ہے تو اس سے ان کو خون کی کمی اور بڑھ جاتی ہے۔

مسوں میں سوزش کی وجہ سے وہاں پھوڑا بن جاتا ہے۔ آس پاس کا سارا علاقہ ورم کی زد میں آجائے تو اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کبھی اس میں پیپ پڑ جاتی ہے اور معاملہ لمبا ہو کر آپریشن کی فوری ضرورت تک آجاتا ہے۔

علاج

بواسیر کی مشکل قسم وہ ہے جب یہ بڑی آنت کے کینسر کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کے لئے ادویہ سے علاج نامناسب اور خطرناک کام ہے۔ حمل کے دوران بواسیر اگر تکلیف دے تو اس کا علاج مرہموں اور ملین تیلوں سے کیا جائے۔ عام طور پر لیکوئڈ پیرافین کے مرکبات جیسے کہ CREMAFIN وغیرہ یا AGAROL دے کر قبض نہ ہونے دیں۔

دوسرے مریضوں کے لئے اسبغول کو طب جدید نے بہترین قرار دیا ہے۔ اس کے فیشن ایبل مرکبات AGIOLAX - KANORMAL - VISIBLIN - SIBLIN کے نام سے ملتے ہیں۔ اسبغول آنتوں میں جا کر پھول جاتا ہے جس سے قبض نہیں ہوتی اور یہ پاخانہ میں اپنی لیس شامل کر کے اس کے اخراج کو آسان بنا دیتا ہے۔ شدید قبض کے مریضوں کو سناء مکی کی ولایتی گولیاں تجویز کی جاتی ہیں۔ مثلاً PURSENNID - SENOKOT کی دو گولیاں رات سوتے وقت کافی رہتی ہیں۔ AGIOLAX کے نسخہ میں اسبغول کے ساتھ سناء مکی بھی شامل ہوتی ہے جس سے دونوں مقاصد پورے ہو جاتے ہیں۔

بواسیر کا سارا زور نچلے حصہ پر ہوتا ہے۔ اس لئے طب جدید میں ابتدا سے ہی ایسے مرہم تیار کئے جاتے رہے ہیں جن کو لگانے سے مسوں میں درد۔ جلن اور خارش

رفع ہو جائیں۔ وہاں پر ورم نہ رہے اور اس طرح خون نہ بہے۔ برٹش فارماکوپیا میں افیون اور مازو سے بنا ہوا ایک مرہم UNG - GALL CUM OPii تجویز کیا گیا تھا جو بے فائدہ ہونے کے باوجود خاصا مقبول رہا ہے۔ گلیسرین اور ٹینک ایسڈ کی مرہم بھی شہرت رکھتی ہے۔ اب دوا ساز کمپنیوں نے مسوں کی سوزش کے علاج میں مختلف ادویہ کو ملا کر اپنی دانست میں آرام دینے والے نسخے تیار کئے ہیں جن میں ایک مرہم مقامی طور پر سن کرنے والی دوائی LIGNOCAINE سے تیار کی گئی ہے۔ اسی طرح - HADENSA - PROCTOID - ANUSOL SCHERIPROCT ULTRAPROCT کی مرہمیں مشہور ہیں۔ ان سے مریضوں کو وقتی فائدہ ہو جاتا ہے۔

طب جدید میں قبض کے علاج کے علاوہ بواسیر کے مریضوں کو کھانے کی کوئی دوائی نہیں دی جاتی۔ چند سال پہلے ایک گولیاں بازار میں آتی تھیں ان کا دعویٰ تھا کہ ان سے بواسیر ٹھیک ہو جاتی ہے۔ لیکن کسی کو شفا یاب ہوتے دیکھا نہیں گیا۔ سوزش' پھوڑا یا دوسری پیچیدگیوں کے لئے حالات کے مطابق علاج کیا جا سکتا ہے۔

انجکشن

پہلے اور دوسرے درجہ کی وہ بواسیر جس سے خون بہتا ہو کو انجکشن سے فائدہ ہو سکتا ہے۔ روغن بادام میں 5 فیصد کاربالک ایسڈ (PHENOL) ملا کر یہ دوائی مقعد میں اوزار سے ڈال کر بواسیر والی وریدوں کے منبع کے ساتھ جھلی کے نیچے ایک خصوصی سرنج اور سوئی سے 4cc داخل کیا جاتا ہے تاکہ وہاں پر ایک گومڑ بن جاتے اور یہ ابھار ورید کو دبا کر اسے بند کر دیتا ہے۔ اس طرح خون بہنا تو ایک دو دن میں بند ہو جاتا ہے۔ اور اکثر مریض شفا یاب ہو جاتے ہیں۔

اس ٹیکے کی دوائی اور اوزار خصوصی طور پر تیار کئے جاتے ہیں۔ ان کی تیاری کسی ایسے ہسپتال میں درست طور پر ہو سکتی ہے۔ جہاں اوزاروں اور دوسری چیزوں کو جراثیم سے پاک کرنے کا معقول بندوبست موجود ہو۔ بعض اشتہاری اداروں کے ے میں سنا گیا ہے کہ وہاں لوگوں کو یہ ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ اس ٹیکہ کو لگانے والا ماہر

سرجن ہونا چاہئے۔ کیونکہ اسے درست جگہ پر اور صحیح طور پر لگانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ اناڑی لگانے والوں کے ہاتھوں سے افسوسناک حادثات اکثر دیکھنے میں آتے ہیں۔

اپریشن

اکثر ڈاکٹر بواسیر میں انجکشن لگانا پسند نہیں کرتے اور ان کے نزدیک اس کا بہترین اور پائیدار علاج اپریشن ہے۔ مریض کے جسم کے نچلے حصہ کو سن کرنے یا بیہوش کرنے کے بعد اس کی مقعد کے ارد گرد کی تمام چیزیں کاٹنے کے بعد سرجن ان وریدوں کا منبع تلاش کرتے ہیں جو پھول کر مسے بنا کر لٹک جاتی ہیں۔ اپریشن کے بعد اکثر سرجن زخم کو ٹانکے نہیں لگاتے اور زخم کے اندر مصفا پٹی کی کافی مقدار داخل کر کے پاخانے کا راستہ عملی طور پر بند کر دیتے ہیں۔ یہ پٹی تیسرے روز نیم بیہوشی کی حالت میں نکالی جاتی ہے۔ اس وقت تک اجابت بند کر دی جاتی ہے اور پھر اجابت کی اجازت ملتی ہے تو خاصی تکلیف ہوتی ہے۔ فراغت کے بعد مریض کو جراثیم کش ادویہ کے ٹب میں بٹھایا جاتا ہے اور زخم ہفتہ بھر کے بعد مندمل ہو جاتا ہے۔

بدقسمتی یہ ہے کہ اکثر سرجن یہ اپریشن ایسے نامکمل انداز میں کرتے ہیں کہ بواسیر دوبارہ ہو جاتی ہے۔ اپریشن کے عذاب اور کثیر اخراجات کے بعد پھر اسی مرحلے سے دوبارہ گزرنا آسان کام نہیں۔ کویت یونیورسٹی کے لئے بواسیر پر تحقیقی مقالہ لکھتے وقت ہم نے سرجری کے تین بہترین استادوں پروفیسر امیر الدین۔ پروفیسر حاجی ریاض قدیر اور پروفیسر ایچ مرزا صاحبان سے اس اپریشن کے بارے میں مشورہ کیا اور ان سے اپریشن کے بعد بواسیر کے دوبارہ ہو جانے کے سلسلہ میں سوال پوچھا۔ ان تینوں استادوں کی رائے میں اپریشن کرنے والا اگر وریدوں کو ان کی جڑ سے کھینچ کر نہ لائے تو بواسیر اسی صورت میں دوبارہ ہوتی ہے۔ یعنی اپریشن کرنے والے نے نیم دلی سے یہ کام کیا ہو تو دوبارہ ہوتی ہے ورنہ نہیں۔

طب یونانی

طب یونانی میں مفید ادویہ کا ایک عظیم ذخیرہ موجود ہے۔ جس میں ہر بیماری اور حالت کے مطابق مناسب دوائیں موجود ہیں۔ اگر ایک سے فائدہ نہ ہو تو اس کے بدل میں دس بھی مل سکتی ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ نسخہ لکھنے والا دواؤں کے اثرات اور ان کی ماہیت سے آشنا ہو۔ مشہور اطباء کی بیاض سے نسخہ نقل کرنے والا کام علم کی ترقی میں رکاوٹ اور مریضوں کے لئے مفید نہیں ہوتا۔ اطباء قدیم نے بواسیر کے علاج میں زیادہ تر ایسی ادویہ استعمال کی ہیں جو پرانی قبض کو دور کرتی تھیں۔ اس سے اکثر کو فائدہ ہوا۔ لیکن مقعد میں دوران خون کی سست رفتاری کا مسئلہ محتاج توجہ رہا۔ بہنے والے خون کو روکنے میں بکائن بڑی مفید ہے۔ آریو ویدک طب کی یہ نہایت مفید دوائی خونی بواسیر میں دوسری دواؤں کے ساتھ مل کر خون بند کرنے میں لاجواب ہے۔ ایک مشہور نسخہ میں رسونت کو عرق گلاب میں کھرل کر کے اس میں تخم نیم۔ تخم بکائن اور گل ارمنی کو آب گندنا میں کھرل کر کے گولیاں بنائی جاتی ہیں۔

تخم نیم' تخم شفتالو اور رسونت کو آب ترب میں کھرل کر کے گولیاں بنائی جاتی ہیں۔ برادہ صندل' الائچی خورد' اندرجو شیریں اور تلخ' دم الاخوین ٭تیس' مرجان بسد' کافور' سہاگہ کو مختلف صورتوں میں تیار کر کے شربت انجبار یا شیرہ بارتنگ کے ساتھ دیا جاتا ہے۔

حکیم کبیر الدین نے بواسیر کے لئے جو نسخے ترتیب دیئے ہیں ان میں سے دو بطور نمونہ پیش ہیں۔

گندھک آملہ سار مدبرہ شیر گاؤ	رسونت مصفی	آرد بندق ہندی
1 تولہ	1 تولہ	1 تولہ
٭جو کھار	مغز تخم نیم	کشتہ سونا مکھی در برگ حنا
1 تولہ	ڈیڑھ تولہ	9 ماشہ

ان کو پیس کر چنے برابر گولیاں بنا کر 2 گولی صبح شام مکھن میں ہمراہ عرق کاسنی دیں۔

ایک دوسرے نسخہ میں تجویز ہوا۔

ترپھلہ	مغز تخم نیم یک سالہ	تخم ترب یکسالہ ر	رسونت مصفی
15 تولہ	15 تولہ	15 تولہ	15 تولہ

شکر سفید، تخم نیم اور مکھن ہر حکیم کے نسخہ میں پایا گیا۔

محکمہ صحت پنجاب کے ایک افسر ایک روز ایک ایسے حکیم کے مطب کے باہر انتظار میں تھے جو کچھ عرصہ پہلے خود کسی دفتر میں کلرک تھے۔ افسر صاحب ان سابقہ کلرک سے بواسیر کا علاج کروانے آئے تھے۔ معلوم ہوا کہ چھ ماہ سے زیر علاج ہیں۔ تیس روپے ہفتہ کی دوائی سے اب قبض کو فائدہ ہے۔ مگر بواسیر ویسی ہی ہے۔

اور بھی بہت سے ایسے مریض دیکھے گئے جو اپریشن کی دہشت کی وجہ سے ایسے اشتہاری حکیموں کے زیر علاج ہیں جو جسم انسانی سے تو درکنار اپنے نسخہ کے اثرات سے بھی واقف نہیں ہوتے۔ مرض تو خیر کیا ٹھیک ہو گا مسلسل جلاب سے اپنی آنتوں کا ستیاناس کروا لیتے ہیں۔

اطباء نے اسے غلیظ خون کے فساد یا صفراوی اسباب سے قرار دیا ہے اور فصد کرانا مفید بتایا ہے۔

طب نبوی

بواسیر ان چند بیماریوں میں سے ہے جن کا علاج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ راست عطا فرمایا اور اس سے بچاؤ کے متعدد طریقے بھی بتلائے۔

غذا کے نظام اوقات کا تعین فرما کر انہوں نے قبض کا بندوبست فرما دیا۔ بہترین ناشتہ وہ ہے جو صبح جلد کیا جائے۔ رات کا کھانا جلد اور ضرور کھایا جائے۔ کھانے کے بعد پیدل سیر کی جائے اور دن میں بھی متعدد مرتبہ پیدل چلنے کی صورت پیدا کی جائے۔ خوراک میں سبزیوں کی شمولیت اور روٹی میں چھان کو شامل کرنے کو اہمیت دی۔ یہ تمام امور ہیں جن پر عمل کرنے والے کو بواسیر نہ ہو گی۔ اگر ہو جائے تو پھر قبض کے

بندوبست میں ایک ایسی دوا مرحمت فرمائی کہ وہ آج بھی جدید ترین سمجھی جاتی ہے۔ ایڈنبرا میں بواسیر کے علاج پر تحقیق کرنے والوں کے مشاہدات کے مطابق ایسے مریضوں کے لئے بہترین جلاب سناء کی ہے۔ کیونکہ یہ آنتوں میں خراش پیدا نہیں کرتا۔ اس سے اسہال نہیں ہوتے۔ اسے کسی اندیشہ کے بغیر کافی عرصہ استعمال کیا جا سکتا ہے اور اس کے ردعمل سے قبض نہیں ہوتی۔

حضرت ابو الدرداءؓ روایت فرماتے ہیں۔

اهدى النبى صلى الله عليه وسلم طبق من تين فقال كلوا و اكل منه و قال لو قلت ان فاكهته نزلت من الجنته فقلت هذه لان فاكهته الجنته بلا عجم فكلوا منها فانها تقطع البواسير و ينفع من النقرس

(ابوبکر الجوزی)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انجیر کا ایک تھال تحفہ آیا۔ انہوں نے لوگوں کو کہا کہ اس میں سے کھاؤ۔ اگر کوئی کہے کہ اگر کوئی پھل جنت میں سے زمین پر آسکتا ہے؟ تو میں کہوں گا کہ یہی ہے۔ بلاشبہ یہ جنت کا میوہ ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں اس کو کھاؤ کہ یہ بواسیر کو کاٹ کر پھینک دیتی ہے اور نقرس میں فائدہ دیتی ہے۔)

اسی روایت کو دیلمی' ابن السنی اور ابو نعیم نے حضرت ابو ذرؓ سے بھی بیان کیا ہے جس من تقطع البواسیر کی جگہ یذھب با البواسیر بھی آتا ہے۔

انجیر میں گلوکوس والی مٹھاس کی مقدار 2-6 فیصدی تک ہو سکتی ہے لیکن اگر یہ درخت پر پک چکی ہو تو مٹھاس کی مقدار 3-8 فیصدی کے درمیان رہتی ہے۔ اس میں نشاستہ' گلوکوس' لحمیات اور چکنائیوں کو ھضم کرنے والے خامرے ENZYMES معقول مقدار میں ملتے ہیں۔ اس لئے کھانے کے بعد انجیر کھانے سے کھانا ھضم ہو جاتا ہے جن لوگوں کو کھانے کے بعد پیٹ میں بوجھ ہوتا ہے ان کو اس کے کھانے سے آرام آجاتا ہے اور پیٹ سے ہوا نکل جاتی ہے۔

انجیر بنیادی طور پر قبض کشا ہے۔ اس میں ایک خاص قسم کا دودھ ہوتا ہے جو ملین اثرات رکھتا ہے۔ انجیر میں پائے جانے والے چھوٹے چھوٹے دانے معدہ کے تیزابوں میں جا کر پھول جاتے ہیں اور اس طرح آنتوں میں بوجھ کی کیفیت پیدا کر کے قبض کشائی کا باعث بنتے ہیں۔

حکیم جالینوس کہتا ہے کہ انجیر اور کلونجی کو نہار منہ کھانے والا زہروں کے اثر سے محفوظ رہتا ہے۔ انجیر بھوک لگانے والی۔ سکون آور' دافع سوزش و اورام' ملین' جسم کو ٹھنڈک پہنچانے والی اور مخرج بلغم ہے۔ کچھ مدت کھائی جائے تو پتہ اور گردوں سے پتھریاں گلا کر نکال دیتی ہے۔ محمد احمد ذہبی اسے پیاس کو مٹانے والا اور آنتوں کو نرم کرنے والا قرار دیتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماریوں کے علاج میں اکثر اوقات غذائی عناصر کو استعمال فرمایا ہے۔ جب وہ کسی غذا کو دوا کے طور پر دیتے ہیں تو اسے نہار منہ کھانے کا مشورہ دیتے ہیں۔ اس طرح وہ پوری مقدار میں جذب ہو کر آنتوں اور جسم کے اندر اپنے افادات کا پورے اطمینان سے مظاہرہ کر سکتی ہے۔ نہار منہ 6-5 دانے انجیر کھانے سے پیٹ کی جملہ خرابیوں کی اصلاح کے ساتھ خون کی نالیوں اور دوسرے غیر ارادی عضلات سے بوجھ کو ختم کرتی ہے۔ ہم نے اسے پتے اور گردوں کی پتھریوں کو نکالنے کے ساتھ ذیابیطس کے مریضوں میں خون کی نالیوں کی بندش جیسے کہ (BUERGER'S DISEASE) میں از حد مفید پایا ہے۔

جب کسی مریض کا کھانا وقت پر ہضم ہو گا۔ اس کی خون کی نالیوں سے غلاظت نکل جائے گی اور جگر کی اصلاح ہونے کے ساتھ قبض نہ رہے گی تو بواسیر کا ختم ہو جانا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ انجیر بواسیر کے تمام اسباب کو ختم کر دیتی ہے۔ انجیر کھانے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ اسے نہار منہ کھایا جائے اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو کھانے سے آدھ گھنٹہ پہلے کھا لیا جائے۔

حضرت علقمہ بن عامرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بزیت الزیتون کلوہ و ادھنوا بہ فانہ ینفع من البواسیر

(ابن الجوزی)

(تمہارے لئے زیتون کا تیل موجود ہے اسے کھاؤ اور لگاؤ کیونکہ بواسیر میں فائدہ دیتا ہے۔)

حضرت علقمہ کے بھائی عقبہ بن عامرؓ بھی ابن السنی اور ابونعیم کی اسی مضمون کی ایک روایت بیان کرتے ہیں جس میں بواسیر کی جگہ "الباسور" منقول ہے۔ باسور کا پھوڑا مقعد میں شگاف ڈال کر وہاں پر ہمیشہ رستا رہتا ہے۔ کسی ڈاکٹر نے اس پھوڑے کا کبھی بھی دواؤں سے علاج نہیں کیا۔ اس کا علاج اپریشن ہے اور وہ اذیت ناک ہونے کے علاوہ نامکمل۔ کیونکہ اکثر مریضوں کو دوبارہ شکایت ہو جاتی ہے۔ ہم نے بواسیر کے رسنے والے مسوں۔ باسور اور مقعد کی سوزش کے زخموں کے لئے ایک اور حدیث مبارکہ سے سند لے کر یہ مرکب تیار کیا۔

برگ مہندی (پیس کر) 50 گرام

روغن زیتون 250 گرام

ان کو اچھی طرح ملا کر 5 منٹ ابالنے کے بعد چھانے بغیر کھلے منہ کی کسی ڈبیہ میں رکھ لیا گیا۔ رات سونے سے پہلے مریض اسے اپنے مسوں پر اور روئی سے تھوڑا اندر کی طرف لگا لیتا ہے۔ اسی طرح صبح اٹھ کر یہ تیل لگایا جاتا ہے۔ اللہ کا فضل رہا کہ ہر مریض کو سات دن سے کم عرصہ میں تمام شکایات جاتی رہیں۔ اضافی طور پر سوتے وقت بڑا چمچہ خالص تیل پلایا بھی جاتا رہا۔

قرآن مجید نے اسبغول والے اثر کے حامل ریحان کی تعریف کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی ناپسند فرما کر چھان کو اس میں دوبارہ شامل کروایا۔ اب ایک امریکی فرم نے آٹے کے چھان اور اسبغول کو ملا کر (FIBERAD) کے نام سے ایک مرکب تیار کیا ہے۔ جو پرانی قبض کا علاج کرتے ہوئے بواسیر کے لئے تریاق ہے۔

ہم نے جس چیز کو توجہ نہ دی دوسروں نے اسے اپنا لیا۔

مریض اگر دن کے وقت انجیر کھائے۔ سوتے وقت تیل پی لے اور اگر مسوں پر کوئی مقامی علامات ہوں تو وہاں تیل لگائے۔ اس کے بعد بواسیر کی تکلیف باقی نہیں رہ سکتی۔ جہاں تک اس کے بطور مرض کا تعلق ہے انجیر کافی مدت تک کھانا ضروری ہے۔ قبض کے باقاعدہ علاج کے ساتھ ساتھ جگر کی اصلاح کے ساتھ ادویہ کی ضرورت بھی پڑ سکتی ہے۔ جن کا تذکرہ پیٹ کی متعلقہ بیماریوں کے ساتھ کیا جا چکا ہے۔

ذیابیطس

(DIABETES MELLITUS)

یہ ایک ایسی بیماری ہے جس میں جسم مٹھاس اور اس سے حاصل ہونے والی چیزوں کو اپنے کام میں لانے کی صلاحیت کھو دیتا ہے۔

آنتوں میں جانے اور وہاں سے ہضم ہونے کے بعد نشاستہ والی تمام غذاؤں اور شکر کی ہر قسم کو گلوکوس میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ گلوکوس جب خون کے راستے جگر میں جاتا ہے تو وہ فوری طور پر ایسے بندوبست کرتا ہے کو خون میں اس کی مقدار ایک خاص حد سے بڑھنے نہ پائے۔ تجرباتی طور پر اگر کسی کو 400 گرام گلوکوس پلا دیں تو اصولی طور پر یہ مقدار اس کے خون میں شکر کی مقدار میں بے حد اضافہ کر دے گی۔ لیکن چند منٹ بعد معلوم ہوتا ہے کہ جگر سے باہر جانے والے خون میں گلوکوس کی مقدار معمول سے قدرے زیادہ ہو گی۔ جگر نے یہ کیا کہ 100 گرام تو اپنے یہاں آئندہ ضرورت کے لئے محفوظ کر لی۔ کچھ عضلات کو روانہ کر دی تاکہ وہ بھی اسی طرح ذخیرہ کر لیں۔ جو پھر بھی بچ گئی اسے چکنائی میں تبدیل کر دیا گیا۔ یہ ذخیرے فاقہ کشی اور دوسری ضرورتوں کے موقع پر استعمال ہو جاتے ہیں۔ لیکن ذیابیطس کے مریض میں یہ سارا نظام گڑ بڑ ہو جاتا ہے۔

ذیابیطس بڑی پیچیدہ بیماری ہے۔ اس میں خون میں شکر کی مقدار بڑھتی اور اس کے نتیجہ میں جسم کی قوت مدافعت کم ہو جاتی ہے۔ جسم کے متعدد خلیئے پھول جاتے ہیں۔ چکنائی کے ہضم کا نظام بگڑ جاتا ہے اور زہریلے مادے جسم میں سرایت کرنے لگ

جاتے ہیں۔ یہ صورت حال بالکل ایڈز کی سی ہو جاتی ہے۔ جس میں مریض کے پاس سے بھی کوئی بیماری گزر جائے تو اسے لگ جاتی ہے اور پھر اس کا مقابلہ کرنے کی سکت نہ ہونے کی وجہ سے وہی بیماری اس کی موت کا باعث بن جاتی ہے۔

ایک مرتبہ اندازہ لگایا گیا تھا۔ کہ امریکہ میں ذیابیطس کے 12 لاکھ مریض ہیں۔ لیکن یہ وہ مریض ہیں جو ہسپتالوں میں زیر مشاہدہ رہے۔ وہ مریض جو اپنے مقامی ذرائع سے علاج کرواتے رہے یا جن کو ابھی بیماری ہونے کا احساس نہیں اس سے دوگنے یا اس سے بھی زیادہ ہو سکتے ہیں۔ لاہور میں مئی 1991ء میں ذیابیطس کے بارے میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں لوگوں نے اس بیماری کے بارے میں بڑی دہشت ناک خبریں سنائیں۔ کہتے ہیں کہ پاکستان میں اس کے کم از کم 36 لاکھ مریض موجود ہیں۔

اسباب

ذیابیطس ایک موروثی بیماری ہے۔ جو ماں باپ سے اولاد میں منتقل ہو سکتی ہے۔ اگرچہ لاکھوں بچے ایسے ہیں جن کی ماں یا باپ کو یہ تکلیف تھی لیکن انہوں نے ایک لمبی صحت مند زندگی گزاری۔ یہ بیماری عورتوں کی نسبت مردوں میں زیادہ ہوتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورتیں اس سے بچ جاتی ہیں۔ ان کے مبتلا ہونے کے امکانات بھی بڑے وسیع ہیں۔ کوئی عمر اس سے محفوظ نہیں۔ وراثت میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو ہوتی ہے اور جب وہ اس کا شکار ہوتے ہیں تو دنوں میں لاغر ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ موجودہ علاج سے وہ ایک لمبی عمر پا لیتے ہیں لیکن ان کی طوالت عمر اپنے جیسے دوسرے بچوں کے مقابلے میں 20 فیصدی کم ہوتی ہے۔

ایک عام دیکھے جانے والی بیماری جس پر تحقیق کے ذرائع میسر ہیں۔ ابھی تک ماہرین کے لئے معمہ بنی ہوئی ہے۔ ایک زمانے میں خیال تھا کہ غذا میں حیاتین ب کی مسلسل کمی اس کا باعث ہوتی ہے۔ پھر کہا گیا کہ غذا میں نشاستہ دار غذاؤں کی کثرت۔ آرام طلب زندگی۔ جسمانی کاہلی اس کا باعث بنتے ہیں۔ اس لحاظ سے موٹے جسم والے حضرات کے لئے اس کا شکار ہونے کا زیادہ اندیشہ موجود ہے۔ ہم نے نازک

اندام لوگوں کو بھی اس میں مبتلا دیکھا ہے۔ لیکن کم۔

میڈیکل کالج میں علم طب کے جید استاد کرنل محمد ضیاء اللہ مرحوم ہوا کرتے تھے۔ ان کے یہاں ذیابیطس کے ایک مریض زیر علاج تھے۔ مریض کو ایک مرتبہ احساس ہوا کہ وہ تو کروڑ پتی ہے اس لئے اس کو علاج کے لئے ولایت جانا چاہئے۔ کیونکہ اس کے خیال میں ولایت والے ہر بیماری کا علاج کر سکتے ہیں۔ اس نے کرنل صاحب سے مشورہ کیا اور ولایت کے کسی اچھے ڈاکٹر کا پتہ پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ لندن کے PROFESSOR ALLEN اس بیماری کے علاج میں عالمی شہرت رکھتے ہیں۔ وہ پروفیسر ایلن کے پاس گیا اور آکر جو روئداد سنائی وہ کرنل صاحب بتاتے ہیں۔

"پروفیسر ایلن نے مریض سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ مریض نے بتایا کہ وہ مسلمان ہے اور پاکستان سے آیا ہے۔ پروفیسر ایلن نے کہا مجھے تمہاری بات پر یقین نہیں۔ مریض نے کہا مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں پاکستان سے آیا ہوں۔ بحمد اللہ مسلمان ہوں اور وہاں میرا اچھا خاصا کاروبار ہے۔

پروفیسر ایلن نے کہا اگر تم مسلمان ہو تو تم کو ذیابیطس نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تمہارے نبی نے کم کھانے کی تلقین کی ہے۔ جس نے اس حکم پر عمل کیا اسے یہ بیماری نہیں ہو سکتی۔ اور اگر تم نے اپنے نبی کے کہے پر عمل نہیں کیا اور بسیار خوری کے نتیجہ میں شکر کی بیماری ہو گئی ہے تو پھر اپنے مذہب کو بدنام نہ کرو۔"

پروفیسر ایلن نے مریض کو تقریباً وہی ادویہ تجویز کیں جو ان کو پاکستان میں بتائی گئی تھیں۔ اس نے ان کو واضح کر دیا کہ علاج عمر بھر ہوتا رہے گا۔ اس مکالمے اور نسخہ کے بعد ان کو پہلی مرتبہ احساس ہوا کہ بیماری ان کی اپنی حماقتوں کا ثمرہ ہے اور اب ہاتھ روکنے سے جان نہ چھوٹے گی۔ ولایت جانے کا کوئی خاص فائدہ نہ ہوا۔

پروفیسر ایلن کا یہ مشاہدہ کہ ذیابیطس بسیار خوری سے ہوتا ہے۔ اور جو لوگ کم کھاتے ہیں ان کو یہ بیماری نہیں ہوتی۔ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ تازہ ترین تحقیقات

کے مطابق وہ لوگ جو ضرورت سے زیادہ کھاتے ہیں یا جن کی غذا میں چکنائیاں زیادہ ہوتی ہیں ان کا لبلبہ آنتوں میں چکنائیوں کی آمد کا جان کر بھی متوجہ نہیں ہوتا۔ اور جب آہستہ آہستہ توجہ دیتا ہے تو انسولین کی مطلوبہ مقدار مہیا نہیں کرتا اس طرح موٹاپے کے شکاروں کو چربی کے مسائل کے علاوہ شکر کا مسئلہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

جگر کی صلاحیت کی وجہ سے ایک تندرست شخص کے خون میں گلوکوس کی مقدار اس طرح سے ہوتی ہے۔

نہار منہ یا کھانے کے چھ گھنٹے بعد = 100cc خون میں 120 - 80 ملی گرام

(حال ہی میں عالمی ادارہ صحت نے یورپی ممالک میں نہار منہ شکر کی مقدار کو 140 ملی گرام تک نارمل قرار دیا ہے۔ غریب اور استوائی ملکوں میں یہ اضافہ درست نہیں۔)

کھانا کھانے کے 3-2 گھنٹے بعد = 180 - 120 ملی گرام فی 100cc خون۔

تندرستی کی حالت میں گلوکوس کی مقدار 180 ملی گرام سے بڑھنے نہیں پاتی۔ کیونکہ جسم کے تمام اعضاء اسی مقدار تک گوارا کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر گردوں سے گزرنے والے خون میں جب گلوکوس کی مقدار 200 ملی گرام سے تجاوز کرتی ہے۔ تو وہ اسے واپس جذب کرنے یا اس کی موجودگی سے اغماض کرنے کی بجائے فالتو مقدار پیشاب کے راستے خارج کر دیتے ہیں۔ ذیابیطس کے اکثر مریضوں میں کھانا کھانے کے بعد خون میں گلوکوس کی مقدار 300 ملی گرام یا اس سے بھی زیادہ رہتی ہے۔ مقدار جب 300 ملی گرام ہو تو گردوں کے ذریعہ روزانہ 100 گرام گلوکوس پیشاب کے راستے جسم سے باہر نکل جاتی ہے۔ اتنی زیادہ مقدار کا ضائع ہونا بذات خود ایک المیہ ہے۔

مولانا عبدالمجید سالک مرحوم طنزیہ کالم لکھنے میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ لکھا کہ لاہور کے رہنے والوں کے جسم سے شکر کی جتنی مقدار ذیابیطس کی وجہ سے خارج ہوتی ہے اگر اس کو جمع کر لیا جائے تو کسی چھوٹے شہر کی چینی کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔

ہمارے غدودوں کا نظام متعدد ہارمون پیدا کرتا ہے۔ خاص طور پر دماغ کی تہہ میں پایا جانے والا غدہ نخامیہ PITUITARY GLAND دوسری تمام غدودوں کو کنٹرول کرتا اور اپنے کیمیاوی جوہروں کے ذریعہ ان کو مناسب کارکردگی کی سمت لاتا رہتا ہے۔ جگر سے ذرا نیچے چھوٹی آنت کے ابتدائی موڑ کے، درمیان ایک مشہور گلینڈ لبلبہ یا PANCREAS واقع ہے۔ یہ گلینڈ خوراک ہضم کرنے کے لئے PANCREATIC JUICE کھانا آنے پر آنتوں میں ڈالتا ہے۔ اور جب غذا ہضم ہو کر جسم کے اندر چلی جاتی ہے تو یہاں سے ایک جوہر INSULIN برآمد ہوتا ہے۔ انسولین خون میں موجود گلوکوس کو جلا کر اسے کاربن ڈائی آکسائیڈ اور پانی میں تبدیل کر دیتی ہے۔ اس عمل سے جسم کو حرارت اور توانائی حاصل ہوتی ہے۔ گلوکوس کی بھٹی میں چکنائی جلتی ہے۔ اگر ذیابیطس یا کسی اور وجہ سے گلوکوس نہ جل رہا ہو تو چکنائیوں سے حاصل ہونے والے زہریلے عناصر جسم میں جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ زہریلے عناصر KETONES سانس میں بدبو پیدا کرتے خون کی نالیوں میں جم کر ان کو موٹا کرتے اور دوسری خطرناک علامات کا باعث بنتے ہیں۔

انسولین کے علاوہ غدودوں سے اور بھی جوہر پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے اثرات ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً کچھ ہارمون ایسے ہیں جو یہ پسند نہیں کرتے کہ جسم میں گلوکوس کی مقدار کم پڑے۔ وہ اسے بڑھاتے رہتے ہیں۔ ان کا اگر بس چلے تو تندرستی کی حالت میں بھی گلوکوس کی کافی مقدار خون میں موجود رہے۔

ذیابیطس کے مریضوں میں لبلبہ میں انسولین پیدا کرنے والا کارخانہ کمزور پڑ جاتا ہے۔ جب انسولین کم پیدا ہوتی ہے تو اس کے مخالف جوہر تیز ہو جاتے ہیں۔ اور خون میں گلوکوس کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔

علامات

بیماری کی ابتدا بار بار پیشاب آنے۔ پیاس میں اضافہ' بڑھتی ہوئی کمزوری' تھکاوٹ' پژمردگی' وزن میں کمی' بھوک میں زیادتی سے ہوتی ہے۔ ہاتھ پیر بھاری ہونے لگتے ہیں۔ ان میں سوئیاں چبھتی ہیں۔ اگر کوئی بیماری لاحق ہو تو وہ آسانی سے

ٹھیک نہیں ہوتی۔ بار بار پھنسیاں نکلتی ہیں اور جلد ٹھیک نہیں ہوتیں بلکہ بعض اوقات کوئی پھنسی یا پھوڑا کاربنکل بن جاتی ہے۔

جب خون میں گلوکوس کی مقدار ہر 100cc میں 200 ملی گرام سے بڑھ جائے تو گردے اس کو قبول نہیں کرتے۔ اور وہ اسے باہر نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چکنائیوں کے تحول میں بے قاعدگی کی وجہ سے KETONES پیدا ہوتے ہیں جن کو اگر باہر نہ نکالا جائے تو جسم کے اندر متعدد خرابیوں کا باعث ہو سکتے ہیں۔ جوں جوں خون کے ساتھ شکر کی زیادہ مقدار اور تیزابی مادے گردوں کو موصول ہوتے ہیں وہ ساتھ ساتھ ان کو جسم سے خارج کرتے جاتے ہیں۔ اس لئے پیشاب کی حاجت بار بار محسوس ہوتی ہے۔ کئی مرتبہ رات کو اٹھ کر بھی پیشاب کرنا پڑتا ہے۔

بار بار پیشاب آنے سے جسم سے پانی کی کافی مقدار خارج ہو جاتی ہے۔ جس کی کمی کو پورا کرنے کے لئے پیاس لگتی ہے۔ مریض بار بار پانی پیتا رہتا ہے۔ چونکہ جسم اپنے اندر گلوکوس کو استعمال نہیں کر سکتا یا انسولین کے نہ ہونے یا کم ہونے کی وجہ سے گلوکوس کے جلنے سے جسم کو جو حرارت اور توانائی حاصل ہوتی تھی اب وہ میسر نہیں آرہی یا وہ بہت کم مقدار میں ملتی ہے۔ اس لئے تھکن اور کمزوری محسوس ہوتی ہیں۔ جبکہ جسم اس کمزوری کو دور کرنے کے لئے مزید خوراک کا تقاضا کرتا ہے۔ بھوک بڑھ جاتی ہے۔

گلوکوس کے نہ جلنے سے جسم میں توانائی کی کمی واقع ہوتی ہے۔ وہ بیماریوں کا مقابلہ کرنے میں کمزور پڑ جاتا ہے۔ کسی سوزش کا مقابلہ کرنے کے لئے جسم کے اپنے دفاعی نظام میں کمزوری ہو جاتی ہے اور بیماریاں جلد ٹھیک نہیں ہوتیں۔ قوت مدافعت کی اسی کمزوری کے باعث پھنسیاں نکلتی ہیں۔ عام حالات میں جب جراثیم کسی خراش کے راستے جسم میں داخل ہو کر سوزش پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو جسم کا دفاعی نظام ان کو ختم کر دیتا ہے یا ان کی تخریب کاری محدود کر دیتا ہے۔ اور اس طرح وہ جلد میں پھیل نہیں سکتے اور ایک پھنسی کی صورت محدود کر کے حملہ ختم ہو جاتا ہے لیکن ذیابیطس کے مریضوں میں ان کو پھیلنے سے روکنے والی طاقت ماند پڑ جاتی ہے۔ اور

پھنسی پھیلنے والی سوزش یا پھوڑے کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔ اگر پھوڑا پھیل جائے تو وہ کاربنکل ہو جاتا ہے۔

پنڈلیوں میں درد' کھچاؤ' ہاتھ پیر بھاری اور ان میں سوئیاں چبھتی ہیں۔ بینائی کمزور ہونے لگتی ہے۔ چیزیں دھندلی ہوتی جاتی ہیں۔ رانوں کے درمیان اکثر خارش ہو جاتی ہے۔

پیچیدگیاں

بیہوشی' تیزابیت' خون کی نالیوں کی وسعت روز بروز کم ہونے لگتی ہے۔ جسم کے دور افتادہ حصوں خاص طور پر پیروں کی انگلیوں میں دوران خون کم ہوتے ہوتے GANGRENE کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ پیر کالا پڑ جاتا ہے۔ جلد پر چھالے نکلتے ہیں انگلیوں کی حس ختم ہو جاتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں ٹانگ کاٹنی پڑ سکتی ہے۔ خون کی نالیوں کی موٹائی دل کے دورے کا باعث بن جاتی ہے۔

بینائی دھندلی ہونے کے ساتھ آنکھوں میں سفید اور کالا موتیا اترتے ہیں۔ قوت مدافعت کم ہونے کی وجہ سے متعدد اقسام کی سوزشیں' پھوڑے' پھنسیاں بلکہ کاربنکل حملہ آور ہوتے رہتے ہیں۔ ان مریضوں کو اکثر تپ دق ہو جاتی ہے۔ اور **پھیپھڑوں** میں پانی پڑا اکثر دیکھا گیا ہے۔

اعصاب پر ذیابیطس کے اثرات بڑے تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ اعصابی دردیں' اعصاب میں انحطاط کی وجہ سے اہم معمولات میں کمی' فالج' اختلاج قلب' پٹھوں کی کمزوری' لکنت' نامردی' پیشاب میں رکاوٹ' ہڈیوں اور جوڑوں میں دردیں ہوتی ہیں۔ خواتین میں ماہواری کا سلسلہ جلد ختم ہو جاتا ہے۔

ذیابیطس اگر چھوٹی عمر میں ہو تو جنسی اعضاء کی نشوونما مکمل نہیں ہوتی۔ لڑکیوں کو مدتوں ماہواری نہیں آتی۔ ایسی لڑکیوں کی اگر شادی ہو تو عام طور پر خواہشات نہیں ہوتیں۔ ان کو بچے ہونے کا امکان کم ہوتا ہے۔ حمل اگر ہو بھی جائے تو اکثر اسقاط حمل ہو جاتا ہے۔ بچہ اگر پیدا ہو جائے تو اس کا وزن زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان بچوں کے جسم پر ورم ہوتا ہے۔ زیادہ تر بچے مردہ تولد ہوتے ہیں۔ زندہ پیدا ہونے

والے بچوں کو' یرقان' سکڑے ہوئے پھوڑے' روز نئی بیماریاں ہوتی رہتی ہیں۔ خون میں تیزابیت کی زیادتی کی وجہ سے پیٹ کی بیماریاں رفیق زندگی بنتی ہیں۔ معدہ اور آنتوں میں زخم' جگر میں پھیلاؤ اور کبھی کبھی اپنڈکس بھی ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ایسے مریضوں کی آنتوں میں بظاہر کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

ذیابیطس کا پیٹ کی بیماریوں سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ ہم نے جتنے بھی مریض دیکھے ان میں سے ہر ایک کو اپنے پیٹ سے شکایت موجود تھی۔ پیٹ میں نفخ کا رہنا' بدہضمی' کھانے کے بعد پیٹ کا بھاری ہونا' ڈکار آنے' قبض ہر ایک کو ہوتے ہیں۔ بلکہ ہمیں شبہ ہے کہ ان علامات کا اس بیماری سے کوئی گہرا تعلق ہے اور شاید انہی کی وجہ سے لبلبہ میں انسولین کی پیدائش کم ہو جاتی ہے۔ ابھی تک یہ ایک مفروضہ تھا جو مسلسل مشاہدات پر مبنی ہے۔ لیکن اس امر کی بالواسطہ نشان دہی دوسرے ذرائع سے بھی میسر آرہی ہے۔

پیٹ کی خرابیاں' بدہضمی' خون کی تیزابیت' خون میں گلوکوس کی زیادتی گردوں کو خراب کر دیتے ہیں۔ پیشاب میں شکر کے ساتھ چربی بھی نظر آتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا فلٹر کرنے کا نظام بھی خراب ہو گیا ہے۔ گردوں میں خرابی پیدا ہونے کے بعد خون میں زہریلے مادے بڑھتے ہیں۔ ان میں اضافہ ہوتا ہے اور گردے فیل ہو جاتے ہیں۔ گردوں میں خرابیوں سے جسم میں زہریلے مادے سرایت کر جاتے ہیں۔ گردوں کی خرابی مسلسل اذیت کے بعد موت کا باعث ہو جاتی ہے۔

تشخیص

جب خون کے 100cc میں گلوکوس کی مقدار 200 ملی گرام سے تجاوز کرتی ہے تو پیشاب میں شکر آنے لگتی ہے۔ شکر کی مقدار کو بعض لیبارٹری والے

برائے نام +

معمولی مقدار ++

بہت زیادہ مقدار +++

جیسے اشارات سے ظاہر کرتے ہیں اور بعض اداروں میں ان کو فیصدی سے ظاہر کیا جاتا

ہے۔ ایک مریضہ کے پیشاب کا نتیجہ درج ذیل ہے۔

URINE - EXAMINATION - REPORT

PHYSICAL EXAMINATION

Colour __ Deep yellow

Sp. Gravity __ 1038

Trubidity __ Turbid

Deposit __ yes

CHEMICAL EXAMINATION

pH ___ 5

Sugar __ 4.8 %

Protein __ Traces

Blood __ Nil

Ketones ___ +

Urobilinogen __ Nil

Bilirubin __ Nil

MICROSCOPIC EXAMINATION

Pus Cells ___ 3 _ 5 HPF

RBCs ___ Nil HPF

Epi Cells ___ Rare HPF

Casts ___ Nil HPF

Crystals __ Few Cal. oxalate crystles HPF

Organisms ___ Nil HPF

یہ ایک ایسی خاتون کے پیشاب کا نتیجہ ہے۔ جن کو گھی کھانے کا بہت شوق رہا۔ چاول

ان کے یہاں ہر رات پکتے تھے۔ مٹھائی بھی اچھی لگتی تھی۔ گھر میں خدا کا دیا سب کچھ تھا اس لئے پیدل چلنے کی ضرورت نہ تھی۔

ان کو شکایت تھی کہ پیٹ جلتا ہے۔ ڈکاریں آتی ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد پیٹ میں بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ چہرا ہتھیلیاں اور تلوے جلتے ہیں۔ بازو' کندھے اور ٹانگیں ہر وقت دکھتے ہیں۔ بائیں ٹانگ اکثر سو جاتی ہے۔ دن میں پیشاب زیادہ نہیں آتا۔ البتہ رات میں دو تین مرتبہ اٹھنا پڑتا ہے۔ پہلے کسی ڈاکٹر کو دکھایا تھا اس نے چاول کھانے سے منع کیا۔ وہ پھیکی چائے پینے کو کہتا تھا۔ اس لئے اس کا علاج چھوڑ دیا۔ ان کے خون کا کیمیاوی معائنہ کروانے پر یہ معلومات میسر آئیں۔

BLOOD GLUCOSE (Random) 280 mg / 100cc

BLOOD UREA 58 mg / 100cc

خون میں گلوکوس کی مقدار نارمل سے 100 ملی گرام زیادہ رہی جبکہ یوریا 58 (خون میں یوریا 20-40 ملی گرام تک ہوتا ہے۔) اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے گردے بھی خراب ہو رہے ہیں۔ لیکن ابھی زیادہ خراب نہیں ہوئے۔ جس کا پتہ پیشاب میں لحمیات کی موجودگی سے بھی لگ چکا تھا۔

پیشاب میں شکر آنے کے اور بھی اسباب ہیں۔ اس لئے تشخیص کو مزید واضح کرنے کے لئے ایک ٹیسٹ (GLUCOSE TOLERANCE TEST) کیا جاتا ہے۔ یہ آسان اور قابل اعتماد ہے۔

مریض نہار منہ لیبارٹری میں جاتا ہے اور اسی وقت خون اور پیشاب کا ایک نمونہ تجزیہ کے لئے لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد مریض 50 گرام گلوکوس کا پوڈر ایک پاؤ پانی میں گھول کر شربت کی صورت میں پی لیتا ہے۔ اس کے ہر آدھ گھنٹہ بعد خون اور پیشاب کا نمونہ لیا جاتا ہے۔ آخری نمونہ گلوکوس لینے کے اڑھائی گھنٹے بعد تک لیا جاتا ہے۔ اس قسم کے تجزیہ کی ایک رپورٹ یہ ہے۔

GLUCOSE TOLERANCE TEST

BLOOD SUGAR	URINE SUGAR
FASTING BLOOD SUGAR 150 mg -----	0.5 %
1/2 Hour after Glucose - 190 mg -----	1.5 %
1 -- -- -- -- -- -- 300 mg -- -- -- --	3 %
1/1/2 -- -- -- -- -- -- 280 mg -- -- -- --	2.5 %
2 -- -- -- -- -- -- 250 mg -- -- -- --	2 %
2/1/2 -- -- -- -- -- -- 200 mg -- -- -- --	1.5 %

اس رپورٹ میں توجہ طلب بات یہ ہے کہ مریض کے خون میں خالی پیٹ گلوکوس کی مقدار 150 ملی گرام تھی اور پیشاب میں 0.5 فیصدی تھی۔ مگر جب اسے گلوکوس دیا گیا تو خون میں بڑھتی ہوئی مقدار اڑھائی گھنٹوں کے بعد بھی اس مقام پر واپس نہ آسکی جہاں سے چلی تھی۔ کیونکہ اس مریض کے جسم میں خون میں گلوکوس کو اعتدال پر رکھنے کا انتظام خراب ہو چکا تھا۔

اس کے مقابلے میں ایک تندرست شخص کو اسی طرح گلوکوس دیا گیا تو یہ نتیجہ رہا۔

AFTER 50 / gms. OF GLUCOSE DOSE

	F	1/2 hr.	1 hr.	1/1/2 hr.	2 hr.	2/1/2 hr.	3 hr.
Acetone	Nil	Nil	Nil	Nil	Nil	Nil	
Urine Sugar	Nil	Nil	Nil	Nil	Nil	Nil	
Blood Sugar	60.0 mg	90.0 mg	150.0 mg	110.0 mg	70.0 mg	55.0 mg	

اس کے جسم نے 2 گھنٹے بعد گلوکوس کی اضافی مقدار کا بندوبست کر کے خون میں اعتدال کو قائم رکھا۔ پیشاب میں شکر اس لئے نہ آسکی کہ اضافی مقدار اندر ہی ختم کر دی گئی تھی اس لئے گردوں سے امداد حاصل کرنے کی ضرورت نہ پڑی۔

علاج

ذیابیطس میں علاج کا مقصد مرض کی شدت کو کم کرنا اور صحت کے لئے مسائل پیدا کرنے سے روکنا ہے۔ بدقسمتی سے طب جدید میں ذیابیطس کا مکمل اور شافی علاج دریافت نہیں ہو سکا اس لئے اب تک کی معلومات کے مطابق صرف بیماری کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ مسلسل علاج سے یہ ممکن ہو گیا ہے کہ مریض ایک لمبی صحت مند زندگی گزار سکے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے یہ کام کئے جاتے ہیں۔

مقاصد

1- باقاعدگی سے ہلکی ورزش دوران خون کو درست رکھتی ہے۔ پٹھوں میں اکڑاؤ کو روکتی ہے اور دل کے فعل کو معمول پر رکھتی ہے۔

2- خون اور پیشاب میں گلوکوس کی مقدار پر مسلسل نظر رکھتے ہوئے اور حالات کی مناسبت سے درست ادویہ کی تجویز اور ان کو خون میں شکر کی مقدار کے مطابق کم و بیش کرتے رہنا۔ پیچیدگیوں کی پیش بندی کرنا اور ان کا بروقت علاج کر کے ان کو نقصان دہی سے روکنا جیسے کہ پیروں میں خون کی نالیاں بند ہو رہی ہوں تو ان کے کھولنے کے لئے بہت کچھ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن نالیوں کے بند ہو جانے اور (GANGRENE) شروع ہو جانے کے بعد پیر یا ٹانگ کو کاٹنا پڑتا ہے۔

3- مریض کو بیماری' اس کی ماہیت اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل کے بارے میں پوری طرح تربیت دی جائے۔ اسے ٹیکہ لگانا سکھایا جائے۔ ٹیکہ سے ہونے والی خرابیوں اور ان کا تدارک سکھایا جائے۔ ذیابیطس سے ہونے والی علامات کی پہچان بتائی جائے تاکہ اسے معلوم ہو کہ اس نے کب کب اور کس کس مرحلہ پر اپنے معالج کو مطلع کرنا ہے۔

اس سے مریض کے ذہن سے دہشت نکل جاتی ہے۔ وہ دوسروں کا دست نگر نہیں رہتا۔ وہ اپنے علاج میں ایسے طریقے اختیار کرنے پر عبور حاصل کر لیتا ہے جس سے وہ اور بیماری آپس میں صلح صفائی سے گزارا کرتے چلے جائیں۔ پاکستان میں

(DIABETIC ASSOCIATION) اور اس کی قابل قدر سرگرمیاں اسی مفید عام مقصد کا حصہ ہیں ان لوگوں نے اپریل 1993ء میں مریضوں کے لئے تعلیم اور تربیت کا بڑا شاندار پروگرام منعقد کیا۔ جو ہر لحاظ سے مفید تھا۔ مریضوں نے اپنے مسائل کو سلجھانا سیکھا اور ان کے معالج پہلے سے زیادہ واقف ہو گئے۔

علاج بالادویہ

پیشاب میں شکر اس لئے آتی ہے کہ لبلبہ انسولین پیدا نہیں کر رہا یا ضرورت سے کم پیدا کر رہا ہے۔ اس کمی کو انسولین باہر سے دے کر پورا کیا جا سکتا ہے۔ ابتداء میں انسولین سور کے لبلبہ سے حاصل کی گئی تھی۔ جسم کی اپنی انسولین غذا کی مقدار کے مطابق آہستہ آہستہ پیدا ہوتی رہتی ہے۔ جبکہ باہر سے دینے میں مشکل یہ ہے کہ اسے تھوڑی تھوڑی مقدار میں بار بار دینا پڑتا ہے جو کہ آسانی سے ممکن نہیں۔ انسولین اگر منہ کے راستے دی جائے تو یہ معدہ اور آنتوں میں ہضم ہو کر کچھ اور بن جاتی ہے۔ اس لئے جسم میں انسولین داخل کرنے کا صرف ایک طریقہ ہے کہ اسے انجکشن کے ذریعہ داخل کیا جائے۔

یہ ایک تجربہ کار ڈاکٹر کا کام ہے کہ وہ کسی مریض کے لئے انسولین کے استعمال کا فیصلہ کرے اور پھر یہ طے کرے کہ اس کو کتنی مقدار دی جائے۔ چھوٹی عمر کے مریضوں، حاملہ عورتوں اور سوزش کے دوران انسولین کے علاوہ اور کوئی طریقہ اختیار نہ کیا جائے۔ انتخاب کے لئے بازار میں انسولین کی متعدد اقسام جیسے کہ یہ میسر ہیں۔

نام انسولین	ماخذ	اثر کا آغاز	عرصہ اثر
NEUTRAL SOLUBLE	گائے	آدھ گھنٹہ	2-4 گھنٹے
HUMAN - ACRAPID	انسانی	آدھ گھنٹہ	2-4 گھنٹے
HUMULIN-S	انسانی	1/2سے3/4گھنٹہ	1-3 گھنٹے
INSULATED PROTAMINE	سور	1-2 گھنٹے	5-7 گھنٹے
ZINC - LENTE	سور - گائے	1-2 گھنٹے	3-12 گھنٹے

MONOTARD - ZINC	سور	1-3 گھنٹے	7-15 گھنٹے
HUMULIN - PROT. ZINC	انسانی	3 گھنٹے	8-12 گھنٹے
HUMAN - ULTRARETARD	انسانی	2 گھنٹے	8-16 گھنٹے

عام طریقہ یہ ہے کہ مریض کا پیشاب ٹیسٹ کرنے کے بعد SOLUBLE INSULIN کے 30 یونٹ سے علاج شروع کرتے ہیں۔ یہ ٹیکہ جلد کے نیچے کھانے سے آدھ گھنٹے پہلے لگنا ضروری ہے۔ چونکہ اس کا اثر تھوڑی دیر رہتا ہے۔ اس لئے ٹیکہ صبح شام لگایا جاتا ہے جو کہ مشکل اور صبر آزما عمل ہے۔

آغاز یوں کرتے ہیں کہ مریض کے خون میں گلوکوس کی مقدار خالی پیٹ اور کھانے کے بعد معلوم کی جائے۔ پیشاب میں شکر کی مقدار روزانہ دیکھتے ہوئے یہ تعین کیا جائے کہ اس خاص مریض کی شکر کو نارمل حدود میں لانے کے لئے انسولین کی کتنی مقدار درکار ہو گی؟ بار بار کے انجکشن سے بچنے کے لئے ہر مریض کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اسے لمبے اثر والی انسولین دی جائے۔

ابتدا فوری اثر والی انسولین سے کی جاتی ہے۔ جب مریض اس کو برداشت کر لے۔ اس کے خون میں شکر کی مقدار قابو آجائے اور بیماری کی علامات غائب ہو جائیں تو اس مرحلہ پر انسولین کی قسم تبدیل کرنے کا سوچا جا سکتا ہے۔ عام طور پر استعمال ہونے والی انسولین کی اکثر قسمیں گائے یا سور کے لبلبہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ اس لئے انسانوں میں ان سے حساسیت ہو سکتی ہے۔ مریض کو ٹیکہ لگنے کے بعد جسم پر خارش ہو یا پتی اچھلنے لگے (URTICARIA) ہو جائے۔ سانس بند ہونے لگے تو ظاہر ہوتا ہے کہ انسولین کی اس قسم سے الرجی ہو گئی ہے۔ فوری اثر والی (SOLUBILE INSULIN) سے اکثر الرجی نہیں ہوتی۔ لیکن لمبے اثر والی مختلف قسموں میں ڈالی گئی اضافی چیزیں جیسے کہ زنک۔ پروٹامین وغیرہ سے الرجی ہونے کے امکانات زیادہ ہیں۔

مریض کو اگر الرجی نہ ہو تو سادہ انسولین کے ساتھ لمبے اثر والی کسی انسولین کی تھوڑی سی مقدار شامل کی جاتی ہے۔ اور ان کی مقدار آہستہ آہستہ بڑھا کر اس مقام

پر لے آتے ہیں جب دن میں ایک ہی ٹیکہ کافی ہو جائے۔

ذیابیطس کے جس مریض کو اضافی مسائل پیدا ہو گئے ہوں جیسے کہ پھوڑوں میں سوزش یا کاربنکل یا پیروں میں دوران خون کی سوزش' بندش وغیرہ تو ان مریضوں کو خواہ وہ پہلے گولیاں کھا رہے ہوں انسولین ہی پر لانا ضروری ہے۔ ورنہ ان مشکلات پر قابو پانا ممکن نہ ہو گا۔ نوجوانوں کے ذیابیطس میں بھی علاج انسولین کی سادہ قسم سے شروع کیا جائے۔

ٹیکہ لگانے کا طریقہ

انسولین کا ٹیکہ لگانے کا فن ہر مریض کو خود سیکھ لینا چاہئے۔ باہر سے ٹیکہ لگوانے کی صورت میں اخراجات اور ادھیڑپن کے علاوہ اوزاروں کی صفائی یقینی نہیں ہوتی۔ وہ سرنج جو آپ کے سامنے ابالی گئی اگر وہ اس سے پہلے یرقان یا تشنج کے مریض پر استعمال ہوتی ہے تو ابالنے کے باوجود وہ سرنج بیماریاں پھیلانے کا باعث ہو سکتی ہے۔ سرنج مریض کی اپنی ہونی چاہئے۔ جو اس کے علاوہ کسی اور کے جسم میں نہ گئی ہو اور اسے علیحدہ کر کے اچھی طرح دھو کر صاف کپڑے میں لپیٹ کر ٹھنڈے پانی میں رکھ کر چولہے پر چڑھا دیا جائے۔ جب پانی پانچ منٹ تک کھولتا ہے تو اتار کر ٹھنڈا کر کے استعمال کی جائے۔ ٹیکہ لگانے کی جگہ اور مقدار کے بارے میں مستند ڈاکٹر سے مشورہ ضروری ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ٹیکے والی جگہ ہمیشہ بدلتی رہے۔ ایک ہی جگہ لگانے سے وہ جگہ سخت ہو جاتی ہے اور آئندہ کے ٹیکے دشواری سے لگتے ہیں۔ ہر شخص اپنی ٹانگ میں آسانی سے ٹیکہ لگا سکتا ہے۔ بعض کمپونڈر چوتڑوں پر ٹیکہ لگاتے ہیں۔ خواتین میں خاص طور پر یہاں ٹیکہ لگوانے کا رواج زیادہ ہے۔ چوتڑوں میں چربی زیادہ ہونے کی وجہ سے دوران خون نہیں ہوتا۔ اگر وہاں پر سوزش کے جراثیم داخل ہو جائیں تو پھوڑے سے کم پر خلاصی نہیں ہوتی۔ چوتڑوں میں بعض نازک رگیں اور پٹھے ہوتے ہیں جن پر ٹیکہ لگ جائے تو کئی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ٹیکہ لگانے کے لئے چوتڑ بدترین جگہ ہے۔ ران کا باہر کا وسطی حصہ بہترین انتخاب ہے۔

انسولین کی زیادتی کے نقصانات

انسولین میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ خون سے گلوکوس کو فوری طور پر کم کر دے۔ سادہ انسولین یہ کام آدھ گھنٹہ میں شروع کر دیتی ہے۔ کسی مریض کے لئے انسولین کی مطلوبہ مقدار کا تعین کرنے میں اگر غلطی ہو جائے تو خون میں شکر کی مقدار معمول سے کم ہو کر خطرناک صورت اختیار کر سکتی ہے۔ اس کیفیت کو (HYPOGLYCAEMIA) کہتے ہیں۔ جس کی علامات یہ ہیں۔

پیٹ میں اس طرح کا درد جیسے زور کی بھوک لگی ہو۔ ٹھنڈے پسینے آتے ہیں۔ سر میں شدید درد جسم پر کپکپی طاری ہوتی ہے۔ نظر دھندلا جاتی ہے۔ چکر آنے لگتے ہیں۔ دل ڈوبنے لگتا ہے اور مریض کو ایسے لگتا ہے کہ جیسے اس کا دم نکلنے والا ہے۔ پھر بیہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ اگر اس دوران کچھ نہ کیا جائے تو واقعی دم نکل سکتا ہے۔

ہر مریض کو یہ علامات سمجھا دی جائیں بلکہ اگر وہ کبھی ایسی کیفیت کا شکار ہو جائے تو فوری طور پر گلوکوس یا شکر پھانک لے۔ بلکہ مریضوں کے لئے یہ لازم ہے کہ ان کی جیب میں ہر وقت شکر کی پڑیا موجود رہے۔ کیونکہ گلوکوس کی کمی کا حملہ ہونے کے بعد اکثر اوقات جسم میں اتنی سکت نہیں رہتی کہ وہ اٹھ کر کوئی چیز لا سکے یا الماری سے شربت کی بوتل نکال کر اسے گھول کر پی لے۔ اس کیفیت کی پیش بندی کے لئے ایک عام اصول یہ ہے کہ مریض کو انسولین کی اتنی مقدار دی جائے کہ اس کے بعد پیشاب میں شکر کی تھوڑی مقدار آتی رہے۔ پیشاب سے شکر اگر بالکل ختم کر دی جائے تو اس امر کا امکان موجود رہے گا کہ اس کو شکر کی کمی کی علامات پیدا ہو جائیں۔ محفوظ طریقہ یہی ہے کہ مریض کو انسولین کی ہر خوراک اس کی شکر کی مقدار سے ذرا کم دی جائے۔ اس طرح ایک محفوظ حد قائم رہے گی۔ اور احتیاط یہ کی جاتی ہے کہ مریض اپنے کام پر خالی پیٹ نہ جائے۔ ورزش یا جسمانی کام کرنے والوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ کام کرنے سے پہلے اور بعد میں کسی قسم کی غذا ضرور کھائیں۔ کیونکہ کام کے لئے توانائی جسم میں موجود گلوکوس کے جلنے سے حاصل ہوتی

ہے۔ شکر کی کچھ مقدار کام یا ورزش میں صرف ہو جائے اور دوسری طرف اس کو انسولین کا ٹیکہ لگا ہو تو اس کا انجام خطرناک ہو سکتا ہے جس کو روکنے کے لئے غذا کی فالتو مقدار ضروری ہے۔

جب انسولین نئی نئی شروع کی گئی تھی تو ہر مریض کی جیب میں بیماری کے احوال کے ساتھ کھانڈ کی ایک پڑیا اور پانچ روپے کا نوٹ ہوتا تھا۔ اس ہدایت کے ساتھ کہ یہ شخص اگر کبھی سڑک پر گرا ہوا یا بیہوش پایا جائے تو کھانڈ کی پڑیا اس کے منہ میں ڈال دی جائے اور نیک دل راہ گیر پانچ کا نوٹ بطور معاوضہ لے لے۔

خون میں گلوکوس کی کمی سے پیدا ہونے والی خطرناک کیفیت صرف انسولین سے ہی نہیں بلکہ ذیابیطس کے علاج میں کام آنے والی گولیوں سے بھی ہو سکتی ہے۔

ذیابیطس کی گولیاں

ٹیکہ لگانا ایک اذیت ناک عمل ہے۔ کوئی بھی خوشی سے سوئی کے ذریعہ علاج اور وہ بھی دن میں 3-2 بار کو پسند نہیں کرتا۔ پہلے کوشش کی گئی کہ انسولین کو کسی ایسی شکل میں تیار کر لیا جائے جو معدہ کے راستہ جسم میں داخل ہو سکے اس میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ سلفا گروپ کی کیمیاوی ساخت میں کچھ تبدیلیاں کر کے ایسے مرکبات بنا لئے گئے ہیں جو انسولین کی مانند خون میں موجود شکر کی مقدار کو کم کر سکتے ہیں۔ مندرجہ ذیل حالات میں ذیابیطس کے کسی مریض کا علاج گولیوں سے کیا جانا مناسب ہو سکتا ہے۔

- مریض کی عمر 30 سال سے زیادہ ہو۔
- مریض کا جسم درمیانہ ہو۔
- ایسے مریض جن کا وزن نارمل ہو ان کی شکر کو قابو میں رکھنے کے لئے روزانہ 30 یونٹ انسولین سے زیادہ درکار نہ ہوتے ہوں۔
- جن مریضوں کا وزن کوشش کے باوجود کم ہونے میں نہ آتا ہو۔

ایسے مریضوں کو ایک طویل عرصہ تک گولیوں کے ذریعے صحت مند رکھا جا سکتا ہے۔ لیکن کچھ حالات ایسے بھی ہیں جن میں گولیوں کا استعمال مفید نہیں رہتا بلکہ ان

سے الٹا نقصان ہوتا ہے جیسے کہ۔

- چھوٹے بچوں میں شکر کی بیماری
- جن کے پیشاب میں KETONES کی زیادہ مقدار مسلسل آرہی ہو۔
- بہت موٹے مریض جن کی شکر کی مقدار گولیوں کے باوجود کم نہ ہو رہی ہو۔
- دل جگر اور گردوں کی بیماریوں میں خاص طور پر گردوں میں پتھری اور یرقان کے دوران۔
- مریض کو شراب پینے کی عادت ہو۔

گولیوں کی مدد سے شکر کا علاج اگرچہ نسبتاً آسان ہے۔ لیکن ان کے استعمال سے کچھ جسمانی مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

1- مریض اگر نیند کی گولیاں یا سکون آور ادویہ یا سلفا ڈایازین وغیرہ کھا رہا ہو تو ان کی موجودگی میں خون میں شکر کی مقدار ایک دم سے کم ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح شکر کی فوری کمی کی شدید علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔

2- بدہضمی

3- حساسیت اور اس کی وجہ سے جلد کا اترنا۔

4- اس دوران شراب پینے سے چہرے کا رنگ بدل جاتا ہے۔

5- یرقان اور جگر کی خرابیاں۔

6- کچھ مریضوں کے خون پر بھی دوائی کے اثرات ہوتے ہیں۔ لیکن وہ دیرپا نہیں ہوتے اور آسانی سے درست ہو سکتے ہیں۔

جب کسی مریض کا گولیوں کے ذریعہ علاج کیا جا رہا ہو تو اسے مندرجہ ذیل ادویہ نہ دی جائیں۔ کیونکہ ان کی موجودگی میں مریض کی حالت خراب ہونے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔

B-Blockers- Sulphonamides- Phenyl- butazones- chloramphenicol cyclophosphamide- salicylates (Asprin)- dicoumarol- ACTH Cortisones- Phenytoin- Oestrogens.

ان کے علاوہ مانع حمل گولیاں بھی خطرناک ہیں۔
ان گولیوں کو کھانے کے دوران متلی، کمزوری، چکر، بھوک کی کمی، بدہضمی، اسہال، تیزابیت اور خوراک سے وٹامن B کے انجذاب کے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔
شوگر کا علاج کرنے کے لئے جو گولیاں بازار میں ملتی ہیں۔ ان کی عام خوراک اور طریقہ استعمال یہ ہے۔

روزانہ کی خوراک	ابتدائی خوراک	عرصہ اثر	نام دوائی
1-3 gm	1.0-1.5 gm	24-42 گھنٹے	TOLBUTAMIDE
100-600 mg	100-250 mg	12-24 گھنٹے	CHLORPROPAMIDE(Diabenese)
0.25-1.0 mg	250-500 mg	24 گھنٹے	ACETOHEXAMIDE(DIMELOR)
2.5-25 mg	2.5-5 mg	12-14 گھنٹے	GILBENCLAMIDE(DAONIL)
100-1000 mg	100-250 mg	24 گھنٹے	TOLAZAMIDE
2.5-30 mg	2.5-5 mg	12-14 گھنٹے	GLIPIZIDE(libenese)
0.5-3 gm	1-1.5 gm		BIGUANIL(GLUCONIL)(GLUCOPHAGE)

خون میں شکر کی مقدار کو کم کرنے میں گولیوں کی ایک قسم (BIGUANIDIES) کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں مذکورہ بالا فہرست کی آخری دوا آتی ہے۔ جس کی طویل اثر والی قسم (PHENFORMIN) بھی ہے۔ ان سب کے استعمال کا طریقہ اور خوراک ایک جیسی ہے۔ البتہ ان کو بالائی فہرست میں مندرجہ ادویہ کے ساتھ ملا کر بھی دیا جاتا ہے۔

ذیابیطس میں اعصاب کی سوزش اور خون کی نالیوں کی بندش معمول کا حصہ ہیں۔ اس لئے ہر مریض کو وٹامن ب مرکب کی معقول مقدار جس میں B کی مقدار کافی زیادہ ہو ہمیشہ دی جانی ضروری ہے۔ اکثر مقامات پر تحقیقات کے دوران یہ معلوم ہوا ہے کہ علاج میں اگر وٹامن ج (VITAMIN -C) بھی شامل ہو تو دوائی کی کم مقدار سے بھی گزارا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وٹامن ب کے اجزاء میں سے (NICOTINIC ACID) خون کی نالیوں کو کھولنے کی صلاحیت رکھتا ہے اس لئے

علاج کے ساتھ اس جزو کی شمولیت بھی ضروری ہے۔

مریض کے پیروں کو گنگرین سے بچانے کے لئے روزانہ دھویا جائے۔ تنگ جوتا نہ پہنے ناخن ہفتہ وار کاٹے جائیں پیروں پر زیتون کے تیل کی مالش کی جائے تو انگلیوں کے درمیان پھپھوندی بھی نہیں ہوتی۔ یہی مقصد وضو کرنے سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔

ذیابیطس اور طب یونانی

شکر کی بیماری کوئی نئی بات نہیں۔ اس کی علامات کا ذکر قدیم چینی کتابوں' طب عرب اور ہندوستان کے قدیم حکماء کی بیاضوں میں کثرت سے ملتا ہے۔ طب اکبر میں اس کا باقاعدہ علاج ملتا ہے۔ خاندان شریفی کے اطباء یہ جانتے تھے کہ شکر کی بیماری لبلبہ کی خرابی سے ہوتی ہے۔ اس لئے وہ مریض کی غذا میں بکرے کا لبلبہ شامل کرتے آئے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ جسم کے جس حصہ میں بیماری ہو تو مریض کو بکرے کا وہی حصہ کھلایا جائے۔ اسی مفروضہ کی بنا پر ذیابیطس کے مریضوں کو لبلبہ کھلایا جاتا رہا ہے۔ آجکل کے بعض ڈاکٹر اس طریقہ پر معترض ہیں حالانکہ یہ ایک طبی حقیقت ہے کہ خون کی کمی اور جگر میں خرابی کے مریضوں کو اگر بکرے کی کلیجی کھلائی جائے تو فائدہ ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرق النساء (SCIATICA) کے مریضوں کو بکرے کے پشت کے گوشت کی یخنی تجویز فرمائی اور ہم یہ نسخہ عرق النساء اور ریڑھ کی ہڈی کے جملہ مسائل کے لئے پچھلے 15 سالوں سے نہایت کامیابی سے استعمال کر رہے ہیں۔

لوکاٹ اور جامن کے پیڑوں کے مختلف حصے ذیابیطس کے علاج میں صدیوں سے بڑے مقبول چلے آرہے ہیں۔ ہمارے ایک عزیز نے متعدد اطباء اور اساتذہ قدیم کے نسخوں کے مطابق ایک مرتبہ جامن کے پھل سے دو من پانی نچوڑ کر اس میں 2 سیر خالص فولاد کا برادہ ڈال کر چھ ماہ دھوپ میں رکھا۔ فولاد جامن کے پانی میں حل ہو کر

گلناری رنگ کا سفوف بن گیا۔ اس سفوف کو بعد میں قندھاری انار کے پانی میں کھرل کیا گیا۔ اسے ایک گرین کی مقدار میں ذیابیطس کے مریضوں کو دیا جاتا تھا۔ اس صبر آزما نسخہ سے ذیابیطس میں تو کوئی خاص کمی نہ آتی لیکن ان کی کمزوری کو یقیناً فائدہ ہوا۔ کیونکہ یہ فولاد سے بنا تھا۔ اس لئے خون کی کمی اور جسمانی کمزوری کے متعدد مریض شفایاب ہوتے دیکھے گئے۔

گڑمار بوٹی میں یہ عجیب صفت ہے کہ اس کو کھانے کے بعد زبان پر مٹھاس کا ذائقہ محسوس نہیں ہوتا۔ اس لئے اطباء نے ہر دور میں شکر کے مریضوں کو گڑمار بوٹی مختلف شکلوں میں کھلائی ہے۔ ایسے نسخے استعمال کرنے والوں کو اکثر دیکھا گیا کہ ان کی شکر پر کوئی خوشگوار اثر نظر نہیں آیا۔

سنکھیا' افیون اور شنگرف کو بھی اس علاج میں مقبولیت رہی ہے۔ ایک مرتبہ ایک مشہور طبیب ذیابیطس میں مبتلا ایک صحافی کو بتلا رہے تھے کہ ان کو اب شکر نہیں آتی۔ کیونکہ انہوں نے ایک عجیب نسخہ بنایا ہے۔ صحافی کے بارے میں تو معلوم نہیں لیکن ان حکیم صاحب کا تین مرتبہ سنکھیا کے مضر اثرات کی وجہ سے ہم نے خود علاج کیا تھا۔ پھر ان کے پیر کی انگلیاں خون کی نالیوں کے بند ہونے کی وجہ سے کاٹی گئیں۔ اور ان کی وفات خون کی شریانوں میں رکاوٹ کی وجہ سے ہوئی۔ ذیابیطس کی تمام پیچیدگیاں ان کی علامات انُ میں موجود تھیں لیکن ان کے پیشاب میں شکر کی مقدار ہمیشہ برائے نام رہتی تھی جو کہ مخفی ذیابیطس کی علامت تھی۔

کریلے کے بیج اور لوکاٹ کے پتے شہرت رکھتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر دوست کی بیگم لوکاٹ کے پتے ابال کر ان کا قہوہ پیتی تھیں۔ دو تین دن پینے کے بعد ان کے پیشاب سے شکر ختم ہو جاتی تھی۔ وہ مدتوں اسی علاج پر تکیہ کئے رہیں۔ لیکن بیماری موجود رہی اور اسی جھوٹی تسلی کی وجہ سے ان کے پھیپھڑوں میں پانی پڑ گیا۔

پھر تپ دق ظاہر ہوئی۔ حالانکہ ان کی جسمانی حالت بڑی اچھی تھی۔ آخر

میں گردوں کے فیل ہونے کی وجہ سے وفات ہوئی۔

معلوم ہوتا ہے کہ پیشاب میں شکر آنی اگر بند ہو جائے یا کبھی کبھار خون میں گلوکوس کی مقدار اعتدال پر آبھی جائے تو ذیابیطس کا تخریبی عمل پھر بھی جاری رہتا ہے۔ کتنے ہی مریض دیکھے گئے جن کو مشاہدات سے بیماری میں واضح کمی نظر آرہی تھی لیکن وہ ان کو اندر سے گھن کی طرح چاٹتی رہی اور وہ چند مہینوں کے اندر مختلف علامات کے سبب وفات پا گئے۔ حالانکہ جدید علاج پر لوگوں کو مدتوں زندہ رکھا جا سکتا ہے۔ ہمارے ایک مشہور سیاسی لیڈر 60 سال تک ذیابیطس میں مبتلا رہے۔ چہرے اور بشاشت سے کبھی بیمار نہ لگے۔ لیکن وہ شہد روزانہ پیتے تھے۔

حکیم کبیر الدین نے اپنی بیاض میں ایک نسخہ یوں تجویز کیا ہے۔

حب کبد نوشادری' مغز پنبہ دانہ' تخم جامن اور افیون کو ملا کر گولیاں بنا کر صبح شام دی جائیں۔ ایک دوسرے نسخہ میں وہ صندل سفید' نشاستہ' گوند کتیرا' تخم کاہو' تخم خرفہ' گل ارمنی' گلنار اور سماق تجویز فرماتے ہیں۔ موصلی سفید' ستاور' آملہ' منقی' خارخسک' ست گلو' سلاجیت' گل منڈی' پکھان بیدان کا دیگر نسخہ ہے۔

ان نسخوں میں نشاستہ اور بنولہ کا تیل ایسی چیزیں ہیں جن کا ذیابیطس میں استعمال مناسب نہیں۔ افیون دینا ناجائز ہے۔

دوسرے اطباء کے نسخوں میں خرفہ' اسبغول' گلو اور انگور کی شاخوں کا پانی۔ کدو کا پانی' کھیرے اور ککڑی کا پانی' مصطگی رومی' سعد کوفی' مشک عنبر' شیرہ الائچی خورد' پوست گلو' ترپھلا' ترکٹہ' نیلوفر' خشخاش' کافور' خش' مہندی' منڈی بوٹی' برہمی بوٹی' خارخسک' موصلی سفید' موصلی دکھنی' آملہ' سلاجیت' طباشیر' تخم کاہو' تخم خرفہ' تخم جامن' پکھان بید' ست گلو' بورہ ارمنی' سچے موتی' سیپ' سوختہ' مرجان سرخ سوختہ' منقی' کشتہ قشر بیضہ مرغ' کشتہ قلعی اور بلسان تجویز کئے گئے ہیں۔

ذیابیطس ایک لمبی اور پیچیدہ بیماری ہی نہیں بلکہ فریب دینے والی کیفیت ہے۔ یہ مریض کو توانائی کا جھانسہ دے کر بھی جھپٹ لیتی ہے۔ اس لئے کسی ایسی چیز کو استعمال کرنا جس پر لمبے مشاہدات کا عرصہ نہ گزرا ہو' خطرناک ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں

کہ بعض دیسی اور مقامی جڑی بوٹیاں شفاتی اثرات رکھتی ہیں۔ لیکن ان میں سے کونسی قابل اعتماد ہے اور کونسی ایسی ہے جس کے استعمال سے فوائد کا احساس ہونے کے بعد ایک روز گردوں کا فعل بند ہو جائے گا؟ اس لئے مسلسل نگرانی بار بار کے ٹیسٹ' مریض کی جسمانی حالت' توانائی پر ہمہ وقت نگاہ رکھتے ہوئے اگر کوئی نسخہ استعمال کیا جائے تو وہ جائز ہے۔ لیکن اس نسخہ میں شنگرف' سنکھیا' سلاجیت زیادہ مقدار میں چکنائی والے مغزیات اور افیون نہ ہوں۔

ذیابیطس اور غذا

نشاستہ اور مٹھاس کو ہضم کرنے کا نظام بیکار ہونے کے بعد مریض کی غذا کو حالات کے مطابق ترتیب دینا علاج کا اہم حصہ ہے۔ اس بیماری کے سلسلہ میں جانی ہوئی تلخ حقیقتوں میں موٹاپا اور بسیار خوری کے مسائل ہیں۔ موٹے مریضوں کا وزن کم کئے بغیر بیماری کا کنٹرول ممکن نہیں اور غذا میں نشاستہ اور مٹھاس کو اتنا کم کر دیا جائے کہ ان کو ہضم اور استعمال کرنا جسم کے لئے کسی مسئلہ کا باعث نہ رہے۔

ہماری ذاتی رائے میں مریض اگر مٹھاس کے سلسلہ میں کبھی بدپرہیزی کر بھی لے تو اتنا نقصان نہیں ہوتا جتنا چکنائی سے ہوتا ہے۔

ممنوعہ غذائیں

شکر' چینی' جام' مربہ' شربت' ڈبے میں بند پھل' ٹافیاں اور چاکلیٹ' کیک' مٹھائیاں' پڈنگ' میٹھے بسکٹ' گلوکوس والے سفوف شربت' چاول اور شراب۔

معمولی مقدار میں جائز غذائیں

ڈبل روٹی' ہلکے وزن کی چپاتی' جو کا دلیا' مٹر' آلو' پھلیاں' تازہ پھل' پھلوں کے خالص جوس' (جن میں اضافی مٹھاس شامل نہ ہو) دودھ' سوئیاں' کسٹرڈ اور کارن فلور۔

جن غذاؤں پر پابندی نہیں

پرندوں اور مرغی کا گوشت' بکرے کا گوشت (لیکن چربی کے بغیر) یخنی' چائے'

کافی' گوبھی' بند گوبھی' سلاد' کدو' بینگن' بھنڈی' شلغم' کھیرا' ککڑی' ٹماٹر' پالک' مولی' پیاز' ادرک' لہسن' مصالحے' بناسپتی گھی یا خوردنی تیل' مٹھاس کے لئے سکرین کی گولیاں۔

بھارتی ماہرین کی تجویز کردہ غذا

ناشتہ :- دو انڈے ابلے ہوئے۔ ایک ٹوسٹ ایک چمچہ بناسپتی مکھن' ایک سنگترا۔
دوپہر کا کھانا :- دو بوٹیاں اور سبزی' ایک سنگترا' ایک پھلکا۔
عصر کی چائے :- ایک کپ چائے اور دو بسکٹ یا اس کی جگہ کریم نکلے دودھ کا ایک پیالہ اور دو بسکٹ۔
رات کا کھانا:- مرغی کی یخنی ایک پیالہ' دو بوٹیاں یا مچھلی کا قتلہ' سبزیاں' ایک پھلکا' پڈنگ یا کسٹرڈ
دوپہر یا رات کے کھانے میں گوشت نہ کھانے کی صورت میں دال کی ایک پلیٹ' کھیرے کا سلاد' دہی کا ایک پیالہ' ایک سنگترا اور دو چپاتیاں کافی ہوتی ہیں۔

پروفیسر محمود علی ملک کے غذائی نسخے

میو ہسپتال لاہور میں ذیابیطس کے علاج کا ایک نہایت عمدہ مرکز کام کر رہا ہے۔ جسے مخلص کارکن بڑے جذبہ اور لگن سے چلا رہے ہیں۔ اس ادارے کی طرف سے ذیابیطس کے مریضوں کو غذائی ضروریات کی تربیت اور ہدایت کے لئے "ذیابیطس اور غذا" نامی بڑی عمدہ اور کارآمد کتاب شائع کی ہے۔ اس کے مصنف پروفیسر محمود علی ملک صاحب نے بڑی محنت اور خلوص سے ذیابیطس کے مریضوں کے لئے خوراک کے قابل عمل اور موثر نسخے پیش کئے ہیں۔

زیادہ وزن والوں کے لئے غذا کا جدول

ناشتہ :- ایک کپ چائے۔ آدھ انڈا (آملیٹ یا فرائی)
ایک سلائس۔ آدھ سیب (200 حرارے)

11 بجے دن کی چائے میں ایک کپ چائے کے ساتھ دو بسکٹ۔ (100 حرارے)
دوپہر کا کھانا:۔ آدھ پلیٹ سبزی' ایک چپاتی' سلاد چھوٹی پلیٹ (250 حرارے)
سہ پہر کی چائے :- آدھ پاؤ پھل' ایک کپ چائے۔ (100 حرارے)
رات کا کھانا:۔ آدھ پلیٹ دال' ایک چپاتی' چند چمچ کسٹرڈ (200 حرارے)
رات سونے سے پہلے آدھ پیالی دودھ میں ایک چمچہ اسبغول کا چھلکا ملا کر لیا جا سکتا ہے۔ (200 حرارے)

اس غذا سے روزانہ 1000 حرارے حاصل ہوں گے۔ جو کہ ایک آدمی کی غذائی ضروریات سے کم ہیں۔ اس لئے کھانے والے کے جسم میں موجود فالتو چربی گلنی شروع ہو جائے گی اس ابتدائی فائدے کے بعد مریض کی خوراک میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

درمیانے جسم والوں کے لئے خوراک کا شیڈول

ناشتہ :- دو عدد سلائس' ایک کپ چائے' ایک انڈا آملیٹ (300 حرارے) 11 بجے کی چائے میں ایک کپ چائے' دو بسکٹ' ایک سیب
دوپہر کا کھانا:۔ دال ایک پلیٹ' چھوٹی چپاتی' سلاد' کھیر چند چمچ
عصر کی چائے :- چکن سینڈوچ ایک عدد' لیمن گراس کا قہوہ (150 حرارے)
رات کا کھانا :- آدھ پلیٹ آلو گوشت' ایک چپاتی' چھوٹی پلیٹ کسٹرڈ سوتے وقت دودھ کی ایک پیالی۔ (375 حرارے)

کمزور افراد کے لئے

ناشتہ : دودھ ایک پاؤ
شامی کباب ایک' ایک چکن سینڈوچ (400 حرارے)
11 بجے کی چائے میں انڈے ٹماٹر کے سینڈوچ کے ساتھ ایک سیب اور کپ چائے (200 حرارے)
دوپہر کا کھانا :- آلو گوشت ایک پلیٹ' دو چھوٹی چپاتیاں' چند چمچ کھیر (500 حرارے)
عصر کی چائے :- ایک کپ چائے' ایک شامی کباب' دو بسکٹ (200 حرارے)

رات کا کھانا :- ایک پلیٹ ابلے چاول' ایک پلیٹ دال' سلاد' ایک سیب (200 حرارے)

غذائی ہدایات کے سلسلہ میں اہم ترین مشورہ یہ ہے کہ لحمیات کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دالوں اور پرہیز پر زیادہ توجہ دی جائے کیونکہ گوشت کی زیادتی شریانوں اور دل کی بیماری کا باعث ہو سکتی ہے۔

غذا کے جدول نمونہ کے طور پر ہیں۔ جن میں مثال کے طور پر خوراک کی ایک جدول مثال کے طور پر تجویز کی گئی ہے۔ لیکن یہ واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ کسی مریض کی خوراک میں روز مرہ کے حرارے (CALORIES) کی مقدار حالات کے مطابق 1500-2000 کے درمیان رہے۔ مریضوں کی سہولت کے لئے پروفیسر محمود علی ملک نے غذائیات کا بڑا خوبصورت تجزیہ بھی تیار کیا ہے۔ جس میں اپنی پسند اور ضرورت کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔

خوراک	مقدار حرارے CALORIES	اجزائے ترکیبی
چائے کا پیالہ	30	ایک چھٹانک بغیر مکھن کے دودھ چائے کی پتی' نمک یا دودھ کے ساتھ
دھی کی لسی	150	کریم نکلا دہی ایک پاؤ' پانی اور نمک
شامی کباب	100	آدھ چھٹانک قیمہ' آدھ چھٹانک دال نمک مصالحے وغیرہ
چکن سینڈوچ	150	آدھ چھٹانک مرغ کا قیمہ' ایک پتہ سلاد' مصالحے' نقلی مکھن
انڈے ٹماٹر کا سینڈوچ	100	آدھ ابلا انڈا' ایک سلائس' ٹماٹر' مصالحے
ابلا انڈا	80-90	انڈا
آملیٹ انڈا	150	آدھ چمچہ بناسپتی گھی یا تیل' مصالحے' پیاز' ٹماٹر' انڈا

انڈا فرائی	135	بناسپتی گھی آدھ چمچہ' انڈا
سبزی کی پلیٹ	150	پاؤ سبزی' ایک چمچ گھی' پیاز' لہسن' ادرک وغیرہ
ایک پلیٹ دال	200	آدھ چھٹانک دال' ایک چمچ بناسپتی گھی' پیاز لہسن وغیرہ
چھوٹی چپاتی	100	آدھ چھٹانک آٹا' پانی

ڈبل روٹی کا سلائس 60 حرارے بڑی چپاتی (چھٹانک آٹا) 200 حرارے۔ ایک سیب 70 حرارے اور امرود 50 حرارے' ایک پلیٹ ابلے چاول 210 حرارے اور کھیر کی پلیٹ میں 180 حرارے ہوتے ہیں۔

پروفیسر محمود علی ملک اپنی شاندار غذائی تجاویز کے ساتھ کچھ اہم نکات بھی بتاتے ہیں۔ جیسے کہ نشاستہ دار غذائیں اگر کھائی جائیں تو ان میں موجود ریشے گلوکوس کی مقدار کو قابو میں رکھنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ یہ تصور بالکل غلط ہے کہ بیسن کی روٹی گندم سے زیادہ مفید ہوتی ہے۔ اس میں نشاستہ گندم سے قدرے کم ہوتا ہے۔ زمین کے نیچے اگنے والی سبزیوں میں صرف شکر قندی اور آلو میں نشاستہ قدرے زیادہ ہوتا ہے ورنہ مولی' گاجر اور شلغم وغیرہ کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ جن نشاستہ دار غذاؤں میں لحمیات بھی موجود ہوں ان کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں۔

پروفیسر ملک بوتلوں والے مشروبات کو ناپسند کرتے ہیں۔ لیکن ذیابیطس کے مریضوں کے لئے آنے والے جدید قسم کے (DIET COLA) کو برا نہیں مانتے۔ مگر ان کا کہنا ہے کہ ان کی بجائے لسی زیادہ مفید اور ہمارے ملک کے حالات کے مطابق ہے۔

پاکستان کونسل برائے سائنسی تحقیقات کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر فرخ حسین شاہ صاحب نے مختلف غذاؤں کے عناصر اور ان سے حاصل ہونے والے حراروں کی مقدار مرتب کی ہے۔ جس کا خاکہ یہ ہے۔

عام کھانوں کا غذائی تجزیہ

	لحمیات	چکنائی	نشاستہ	حرارت کے حرارے	کیلشیم	فاسفورس	فولاد	وٹامن ب	وٹامن ج
اروی گوشت	27.6	20.4	45.8	477	66	54	10	12	15
کدو گوشت	17.4	19.9	16.1	309	27	69	20	17	-
چنے کی دال گوشت	8.8	12.0	12.3	201	44	98	6.0	15	9
کچنار گوشت	10.7	10.1	5.5	156	72	120	15	-	-
بھنڈی گوشت	2.5	12.3	1.6	127	163	132	3	10	15
گوبھی گوشت	7.5	6.5	3.6	429	70	81	105	120	30
مونگرا گوشت	18.2	25.1	20.7	382	60	45	5	-	-
آلو قیمہ	18.3	12.4	8.6	219	650	94	3	80	17
مٹر گوشت	7.7	11.5	4.09	154	14	80	100	60	3
آلو گوشت	11.3	15.1	2.4	191	38	89	9	100	-
پالک گوشت	17.7	20.0	24.5	349	122	56	5	10	17
دال ماش قیمہ	16.3	8.8	15.2	205	42	73	2	17	10
کریلا گوشت	12.9	12.6	4.4	182	126	214	1	-	-
چقندر گوشت	9.6	8.8	5.4	139	164	92	20	-	-
شامی کباب	-	18.8	15.5	264	79	129	-	12	2
پسندہ	15.5	11.1	6.4	188	58	-	3	-	-
کریلا قیمہ	12.9	12.6	4.3	182	64	57	-	-	2
نرگسی کوفتہ	30.6	7.8	5.2	213	57	247	-	100	-

طب نبوی

اسلام کا اپنا نظام خوراک ہے۔ جو غذا کو ہر پہلو سے توجہ دینے کے بعد اسے تندرستی کی بقا کا ذریعہ بناتا ہے۔ اس نظام پر عمل کرنے والوں کو ذیابیطس کی بیماری ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب بھوک لگے تو کھانا کھایا جائے اور جب تھوڑی

سی بھوک باقی رہ جائے تو ہاتھ کھینچ لیا جائے۔ یہ ایک ایسا اصول ہے جو جسم میں نامناسب عناصر کا اجتماع ہی ہونے نہیں دیتا۔ مسلمان خانہ نشین اور سست نہیں ہو سکتا۔ اسے دن میں کم از کم پانچ نمازوں کے سلسلہ میں گھر سے باہر مسجد جانا ہے۔ جہاں اس نے تقریباً آدھے جسم کو دھونا اور دانت صاف کرنا ہے۔ دانت صاف کرنے کی اضافی تاکید نہار منہ اور سوتے وقت کے لئے بھی موجود ہے۔ صبح کے دانت صاف کرنے کے لئے پیلو کی مسواک مقرر ہوئی۔ جو کہ مسوڑوں کی بیماریوں کی دوا بھی ہے۔

ذیابیطس کے ہزارہا مریضوں کے مشاہدات کے دوران معلوم ہوا کہ ان میں اکثر کے منہ میں خراب دانتوں کے باعث سوزش پائی گئی۔ جب اس کا علاج کیا گیا اور خراب دانت نکال دیئے گئے تو اکثر کی شکر ختم ہو گئی یا برائے نام رہ گئی۔ کرنل الٰہی بخش صاحب نے ایک مریض کو سمجھایا تھا کہ وہ کبابوں کو پیپ لگا کر کھا رہا ہے۔ جب پیٹ میں مسلسل پیپ جا رہی ہو تو تندرست رہنا ناممکن ہے۔ دن میں 21 مرتبہ دانت صاف کرنے اور مسواک کرنے والے کے دانت خراب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اس طرح ذیابیطس کے تین اہم اسباب سستی' کاہلی' بسیار خوری اور خراب دانت خارج ہو جاتے ہیں۔ کویت کے محکمہ صحت نے پیلو کی شاخیں سکھا کر ان کا سفوف تیار کیا۔ پھر مسوڑھوں کی بیماریوں کے مریضوں کو مختلف ادویہ کے مقابلے میں یہ منجن دیا گیا۔ زیادہ تر مریض اسی سے شفایاب ہوئے۔

ہر مسلمان کو دوسروں کی بھلائی' اپنے روزگار' بیماروں کی عیادت اور مرنے والوں کی تعزیت کے لئے پیدل چلنا لازمی ہے۔ پیدل چلنے کو فروغ دینے کے لئے متعدد انعامات کا وعدہ بھی کیا گیا پھر یہ تاکید فرمائی کہ رات کے کھانے کے بعد پیدل چلنا ضروری ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پسند تھا۔ انہوں نے اسے متعدد بیماریوں میں دوا کے طور پر بھی تجویز فرمایا۔ مگر جب خود استعمال فرماتے تو اس میں اکثر پانی ملا لیتے تھے جس سے اس میں چکنائی کی مقدار کم ہو جاتی تھی۔ ایک مرتبہ مجلس میں خواہش فرمائی کہ گندم کا آٹا دودھ میں گوندھ کر اگر اس کے پراٹھے کھائے جائیں تو کیسے مزے دار

ہوں۔ اس کو سن کر جب ایک نیاز مند اگلے دن پراٹھے لے کر حاضر ہوئے تو نوش فرمانے پر توجہ نہ ہوئی۔ البتہ ثرید پر یا سالن نہ ہونے کی وجہ سے گھی کی معمولی مقدار مجلس میں سالن کے عوض استعمال فرمائی لیکن اپنے گھر میں سالن کی جگہ سرکہ یا کھجور کو پسند فرمایا۔ جس سے ظاہر ہے کہ وہ چکنائیوں کا استعمال پسند نہ فرماتے تھے۔ اور کبھی توجہ فرمائی تو ان کی مقدار کم سے کم رہی۔

شہد اور ذیابیطس

ذیابیطس میں شہد کے استعمال کا مسئلہ مغربی ماہرین کے لئے خاصا الجھا ہوا ہے۔ کچھ لوگ اسے مضر بتاتے ہیں۔ اور کچھ مفید۔ اسے مضر بتانے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ پاکستانی ماہرین میں پروفیسر محمود علی ملک اپنے مریضوں کو شہد دینا پسند نہیں کرتے۔ بھارتی ماہرین میں کرنل چوپڑا اور ندکارنی اسے پسند ہی نہیں کرتے بلکہ کمزوری کے لئے اسے اکسیر قرار دیتے ہیں۔ شہد کو مضر بتانے والوں کا زیادہ تر استدلال اس میں گلوکوس کی زیادہ مقدار پر ہے۔ مکھی جب شہد جمع کرنے جاتی ہے تو وہ پھولوں کے علاوہ مٹھاس کے دوسرے ذرائع پر بھی متوجہ ہو سکتی ہے اور اس طرح وہ شکر یا گلوکوس کی ایک مقدار اپنے چھتے میں لے جاتی ہے۔ مکھی کے منہ میں (INVERTASE) نامی ایک کیمیاوی خامرہ موجود ہوتا ہے جو اسے (FRUCTOSE) میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اگرچہ فرکٹوس بھی مٹھاس ہے لیکن جسم میں جا کر یہ ان مسائل کا باعث نہیں بنتا جو گلوکوس سے پیدا ہوتے ہیں۔ مکھی جتنی بھی شکر اپنے چھتے میں لے جائے وہ دو تین دن میں فرکٹوس میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جس وقت ہم کسی خاص چھتے سے شہد لیتے ہیں وہاں گلوکوس کا کچھ حصہ اپنی اصلی حالت میں موجود ہو گا اور کچھ فرکٹوس میں تبدیل ہو چکا ہو گا۔ اس لئے شہد کے متعدد نمونے لینے کے بعد اس میں شکر کی اوسط مقدار کو اندازہ کے لئے لے لیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر فرخ حسن شاہ نے پاکستان کے مختلف علاقوں سے شہد کے 60 نمونے حاصل کئے اور ان کے تجزیہ کی رپورٹ یہ ہے۔

	شکر SUCROSE	فرکٹوس INVERT SUGARS	نمی MOISTURE
کونپلوں کا شہد	6.7	66.6	13.5
لوکاٹ کا شہد	2.8	64.5	18.9
سنگتروں کا شہد (واہ)	1.2	71.4	12.4
= = = (زرعی یونیورسٹی)	2.2	69.2	13.5
گلاب کا شہد (واہ)	10.0	58.0	17.4
گلاب کا شہد (زرعی یونیورسٹی)	9.8	58.5	16.20
جنگلی شہد (چھانگا مانگا)	3.3	62.1	13.8

اس موازنہ میں (SUCROSE) سے مراد چینی ہے۔ گلاب کے شہد کے علاوہ کسی بھی نمونہ میں چینی کی مقدار 10 فیصدی سے کم رہی۔

پاکستان میں اشیاء خوردنی کے معیار کو متعین کرنے کے قوانین موجود ہیں۔ جن کو (PURE FOOD ORDINANCE) کہتے ہیں۔ ان کے مطابق بازار میں فروخت ہونے والے شہد کا کیمیاوی معیار اس طرح سے مقرر کیا گیا ہے۔

SUCROSE	FRUCTOSE	MOISTURE
10 %	60 %	25 %

کینیڈا کے معیار کے مطابق شہد میں شکر کی مقدار 7.6 فیصدی سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔ ان تمام موازنوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شہد میں اگر ملاوٹ نہ کی گئی ہو تو اس میں شکر کی مقدار 10 فیصدی سے زائد نہیں ہوتی جبکہ آلو میں نشاستہ 10 فیصدی سے زائد ہوتا ہے۔ اگر ہم غذائی چارٹ میں اپنے مریض کو آلو اور چاول کھانے کی اجازت دے سکتے ہیں تو شہد کو منع کرنا تعصب کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

پاکستان کے ایک سابق وزیر اپنے ذیابیطس کے علاج کے سلسلہ میں نیویارک کے ایک شفاخانہ میں داخل رہے۔ جہاں بار بار ٹیسٹ کر کے ان

کے لئے غذا کا جدول تیار کیا گیا۔ ان کو بتایا گیا کہ وہ شکر، آلو، گھی، چاول وغیرہ سے اگر پرہیز کرتے رہیں تو ان کو برائے نام انسولین کی ضرورت ہو گی۔ انہوں نے شہد کے بارے میں پوچھا تو منع کر دیا گیا۔ انہوں نے ہسپتال والوں کو مطلع کیا کہ جس خوراک پر ان کے خون میں شکر کی مقدار اعتدال پر رہی اس میں 4 بڑے چمچے شہد بھی شامل تھے۔ وہ یہ بتانا چاہتے تھے کہ قرآن مجید نے جس کو شفا مظہر قرار دیا ہے۔ وہ حقیقت میں بھی ایسا ہی ہے۔

قرآن مجید نے جس چیز کو شفا کا مظہر قرار دیا ہے شہد نہیں بلکہ ROYAL JELLY ہے۔

("وہ اپنے پیٹ سے ایک سیال نکالتی ہیں۔ جس کی مختلف قسمیں ہیں۔ ان میں شفا ہے")

یہ سیال عملی طور پر مکھی کا دودھ ہے جس پر وہ اپنے بچوں کی پرورش کرتی ہے۔ اس میں توانائی اتنی زیادہ ہے کہ اس کو کھانے کے بعد بچوں کا وزن 10 دن میں 350 گنا بڑھ جاتا ہے نشوونما کی ایسی کوئی مثال پوری حیوانی دنیا میں نہیں ملتی۔

یہ سیال میٹھا نہیں ہوتا۔ یہ دنیا کی ہر بیماری میں مفید ہے اسے پینے والوں کو ہر حالت میں توانائی میسر آتی ہے۔ ذیابیطس کے مریض میں کمزوری اور جسم میں قوت مدافعت کی کمی اہم مسائل ہیں۔ ان دونوں کا معقول اور قابل اعتماد علاج اس مبارک سیال میں موجود ہے۔ جب بھی اس کی کوئی مقدار میسر آئی ناتوانی میں مبتلا مریضوں کو دی گئی۔ ایک خاتون فرماتی ہیں۔

"کمزوری جتنی بھی ہو۔ اس ٹیکہ کو پینے سے ایک دفعہ تو بدن میں جان آجاتی ہے۔ آنکھیں کھل جاتی ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ میں کبھی بیمار نہ تھی۔"

عام شہد میں اس سیال کی کافی مقدار ہوتی ہے۔ جب ہم شہد پیتے ہیں تو اس کے ساتھ لحمیات، معدنی نمک اور وٹامن بھی جسم میں جاتے ہیں۔ بلکہ ہر وہ عنصر جو انسانی

کی ساخت میں استعمال ہوا وہ کسی نہ کسی مقدار میں شہد میں ضرور ہوتا ہے۔ یعنی جسم کی ٹوٹ پھوٹ اور مرمت کے لئے ہمیں جس جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے وہ شہد میں موجود ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اس میں مٹھاس کی معمولی مقدار (جس کا تعین مشتبہ ہے) کی بنا پر اسے مریض کی غذا سے خارج کر کے اسے اس کی افادیت سے محروم کر دیں۔ اگر ہم چاول دے کر مٹھاس میں زیادتی کا خطرہ مول لے سکتے ہیں تو شہد دے کر یہ خطرہ لینے سے کیوں گریزاں ہیں؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی صبح نہار منہ شہد کا شربت نوش فرمایا اور کبھی عصر کی نماز کے بعد بھی پیا۔ یہ ان کی سنت مبارکہ ہے۔ اگر کوئی مسلمان اس پر عمل کرتا ہے تو شہد کی افادیت اسے نفع تو بہرحال دے گی بلکہ اس کے ساتھ سنت رسول پر عمل کرنے کا ثواب یا اس کی برکت اس کی بیماری میں بھی فائدے کا باعث ہو گا انہوں نے شہد کو اتنی اہمیت عطا فرمائی کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔

علیکم بالشفائین' العسل و القران

(ابن ماجہ' مستدرک حاکم)

(تمہارے لئے شفا کے دو مظہر ہیں۔ شہد اور قرآن)

بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پیارا مشروب شہد تھا۔ انہوں نے اہمیت کے لحاظ سے افادیت میں اسے قرآن مجید کے ساتھ بیان فرما کر اعتراض کرنے والوں کو مسکت جواب عطا فرما دیا ہے۔

غذا اور بیماریاں

اسلام نے غذا کے بارے میں چند موٹی باتیں بیان کی ہیں۔ کم کھایا جائے لیکن کھانا صاف ستھرا ہو۔ مسلمان کو اصراف سے ہر حال میں منع کیا گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت پسند تھا وہ اسے کھانوں کا سردار قرار دیتے تھے مگر جب ایک صاحب کو گھر کے لئے گوشت کی کثیر مقدار سر پر لادے دیکھا تو اسے

ناپسند فرمایا۔ درزی کی دعوت میں کدو اور گوشت کے شوربہ یں وہ بوٹیوں کی بجائے کدو کے قتلے تلاش کر کے کھاتے دیکھے گئے۔ سبزیوں میں سب سے کم نشاستہ کدو اور پتوں والی سبزیوں میں ہوتا ہے۔ وہ انہی کو پسند کرتے تھے۔ کدو کے علاوہ ان کی پسندیدہ غذائیں سرکہ' کھجور' تربوز' انجیر اور شہد تھے۔

انجیر ایک عظیم پھل ہے۔ جس کی تعریف میں وہ یہاں تک فرما گئے۔

"اگر کوئی کہے کہ جنت سے کوئی پھل زمین پر آسکتا ہے تو میں کہوں گا کہ یہی وہ پھل ہے۔"

انجیر اگر درخت پر پکے تو اس میں گلوکوس کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ عام قسم کی خشک انجیر میں 46 فیصدی مٹھاس ملتی ہے۔ جس میں نصف سے کم شکر ہوتی ہے اور بقایا غیر مضر مٹھاس ہے۔ انجیر میں ایسے فائدے کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں جو گلوکوس اور دوسری اقسام کی شکر کو گلا کر اس کی مضرت دور کر دیتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس کو اتنی اہمیت دی کہ ایک سورۃ اس کے نام سے موسوم کی گئی۔ ہم نے اسے ذیابیطس کے مریضوں کو نہایت عمدہ نتائج کے ساتھ ہمیشہ دیا اور کبھی ایسا موقع نہ آیا کہ اسے بند کیا جائے۔ یہ ہاضمہ کی اصلاح کرتی اور کھانے کو ہضم کرتی ہے۔ چونکہ ذیابیطس میں اصل مسئلہ پیٹ کی خرابی بھی ہوتا ہے اس لئے یہ مریض انجیر سے فائدہ پاتے ہیں۔ حالانکہ بھارتی ڈاکٹر اسے منع کرتے ہیں۔

تربوز میں مٹھاس کم اور پانی زیادہ ہوتا ہے۔ یہ گردوں کو صاف کرتا اور آنتوں کی جلن اور سوزش کو دور کرتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانے سے پہلے کھانا زیادہ مفید قرار دیا ہے۔ ابن عساکر نے عماۃؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

البطیخ قبل الطعام یغسل البطن غسلا و یذھب بالداء اصلا

(کھانے سے پہلے تربوز پیٹ کو مکمل غسل دیتا ہے اور اس سے بیماریوں کو دھو کر نکال دیتا ہے۔)

غذا کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہم اصول اسے وقت پر کھانا ہے۔

وہ صبح کا ناشتہ جلد از جلد کرنے اور رات کا کھانا ضرور کھانے پر زور دیتے ہیں۔ انہوں نے جن غذاؤں کو دوا کے طور پر استعمال فرمایا ان سب کو نہار منہ ہی کھانے کو پسند کیا۔

ذیابیطس کا علاج

عہد نبوی میں لوگ کم کھاتے تھے۔ چلتے پھرتے اور فعال زندگی گزارتے تھے۔ اس لئے وہ بیمار نہیں ہوتے تھے یا ان کو ذیابیطس ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ورنہ مٹھاس ان کی پسندیدہ غذا تھی۔ وہ پیٹ بھر کر کھجوریں اور کھجور کا گابھا کھاتے تھے بلکہ غریب لوگ روٹی کے ساتھ سالن کی بجائے کھجور کھاتے تھے یا روٹی کو کبھی گھی سے چپڑ بھی لیتے تھے۔ ذیابیطس بعد کی مصیبت بلکہ یہ اس دور کا تحفہ ہے جب مسلمان مشرق وسطیٰ میں نو آباد کاروں والی حالت میں آگئے۔ ان کے باغات تھے۔ جاگیریں تھیں اور کام کاج کے لئے نوکر' اس آرام طلب زندگی اور بسیار خوری نے جہاں ان کے دینی کردار کو متاثر کیا وہاں ذیابیطس بھی ان کے لئے سزا بن گیا۔

بو علی سینا نے اس کیفیت کو پہلی بار محسوس کیا اور اس کے علاج میں ایک عجیب اصول استعمال کیا۔ اطباء میں یہ پہلا ذہین تھا جس نے بیماریوں کی ماہیت کو سمجھا اور ادویہ کو بیماری کی نوعیت کے مطابق ارشاد نبوی کی تعمیل میں تجویز کیا۔ اس نے اکثروبیشتر طب نبوی کی دوائیں استعمال کیں اور اس طرح اپنے لئے ایک منفرد مقام بنا لیا۔

ذیابیطس میں بو علی نے مختلف ارشادات نبوی کو سامنے رکھ کر حلبہ کے بیج اور مرز نجوش کا سفوف پسند کیا۔ اس کے پاس پیشاب ٹیسٹ کرنے کا بندوبست نہ تھا۔ البتہ مریض کی کمزوری' پیشاب کی مقدار' پیاس کی شدت میں کمی اس کے پاس تندرستی کا معیار تھے۔ اس نسخہ میں وہ ضرورت کے مطابق اضافے کر کے مریض کو شفایاب کر لیا کرتا تھا۔

جب ہم نے ذیابیطس میں مبتلا ایک نہایت ہی محترم عزیز کو دیکھا اور جدید علاج کی ناکامی اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل دیکھے تو افسوس ہوا۔ مریض مجبور تھا

اور ہم پڑھ لکھ کر لاچار، سوچ سوچ کر اللہ تعالیٰ نے راستہ دکھایا اور یہ حدیث مبارکہ ذہن میں آتی۔

"ان کالے دانوں میں ہر بیماری سے شفا ہے۔ سوائے موت کے"

کلونجی کے بارے میں یہ حدیث ہر مجموعہ میں مختلف ذرائع سے اتنی بار مذکور ہے کہ اس کی ثقاہت یقینی بن چکی ہے۔ پھر کاسنی کے بارے میں دیکھا کہ

"تمہارے لئے کاسنی موجود ہے۔ ایسا کوئی دن نہیں گزرتا جب جنت کے پانی کے قطرے اس کے پودے پر نہ گرتے ہو"

(ابو نعیم)

جب کلونجی میں شفا ہے۔ کاسنی کے پتے جنت کے پانی سے فیض رسیدہ ہیں تو ان دونوں کا ملاپ کسی بھی مشکل مسئلہ کا حل ہونا چاہیئے۔ ابتدائی نسخہ میں۔

کلونجی	75 گرام
برگ کاسنی	25 گرام

ملا کر مریضوں کو ایک چھوٹا چمچہ صبح۔ شام کے بعد دیا گیا۔ خون میں شکر کی مقدار کم ہونے لگی اور مریضوں کی کمزوری کم ہوتی گئی۔ مزید مشاہدات کے بعد اس نسخہ میں میتھی ملائی گئی اور اب سوزش سے محفوظ رکھنے کے لئے قسط البحری بھی شامل کر دی گئی۔ میتھی کے بارے میں قاسم بن عبدالرحمان روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میتھی سے شفا حاصل کیا کرو" (ابو نعیم)

اس موضوع پر محمد احمد ذہبی بیان کرتے ہیں کہ۔

"میری امت اگر یہ جان لے کہ میتھی کے اندر کیا کیا فائدے موجود ہیں تو وہ اسے سونے کے عوض بھی لینے میں دریغ نہ کریں"

اس مرحلہ پر مرز نجوش بھی توجہ میں آئی۔ کیونکہ بو علی سینا کے نسخہ میں میتھی اور مرز نجوش شامل تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرز نجوش کے بارے میں صرف ایک ہی حدیث دیکھنے میں آئی جس میں انہوں نے اسے زکام کے لئے مفید قرار دیا ہے۔

علم الادویہ کی ساری کتابوں میں تلاش کیا گیا۔ اس کے اثرات میں اندرونی فوائد کا کہیں سے بھی تذکرہ نہیں مل سکا۔ جس نے بھی اسے استعمال کیا زکام' کھانسی اور دردوں سے آگے نہیں گیا۔ البتہ ہومیو پیتھک طریقہ علاج میں جنسی کمزوریوں کے لئے نوجوانوں کو دی جاتی ہے۔ ابن القیم نے اس کو آنکھ میں سفیدی اور موتیا بند میں مفید قرار دیا اور فی الواقعی وہ ایسی ہے۔ لیکن اس کے افعال میں جسمانی کمزوری۔ ہاضمہ یا خون کی نالیوں پر اثرات کا کوئی قابل اعتماد تذکرہ نہیں مل سکا۔ جس کی وجہ سے اسے ذیابیطس میں استعمال کرنے کا جواز سمجھ میں نہیں آسکا۔

ان تمام مشاہدات کی روشنی میں پچھلے دس سالوں سے ہم ذیابیطس کے مریضوں کا علاج ذیلی نسخہ سے کامیابی کے ساتھ کر رہے ہیں۔

1- نہار منہ اور عصر کے وقت بڑا چمچہ شہد۔ ابلے پانی میں

2- ہر کھانے کے بعد 3 دانے خشک انجیر

3- کلونجی 55 گرام

برگ کاسنی یا بیج 15 گرام

تخم حلبہ 10 گرام

قسط البحری 10 گرام

حب الرشاد 10 گرام

اس مرکب کا پون سے پورا چھوٹا چمچہ صبح' شام کھانے کے بعد۔

4- وٹامن ب اور سی کی مرکب گولیاں۔ صبح' شام

حالات کے مطابق نسخہ میں مناسب رد و بدل کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ نسخہ ذیابیطس کی بدترین حالت کے لئے بھی مفید ہے۔

کچھ مریضوں میں بہتری نظر آتی ہے۔ لیکن خون میں گلوکوس کی مقدار نارمل پر نہیں آتی یا پیشاب میں شکر کی مقدار موجود رہتی ہے۔ کبھی تو ہم نے اس پر توجہ چھوڑ دی اور آہستہ آہستہ یہ چیزیں معمول پر آگئیں اور کبھی اضافی طور پر شکر کو کم کرنے والی کسی گولی کا چوتھائی حصہ صبح ناشتہ کے بعد دے دیا۔ مریض کی غذا اور ذہنی

دباؤ پر توجہ دی گئی تو اکثر اوقات مسئلہ کسی اضافہ یا تبدیلی کے بغیر حل ہو گیا۔

اب یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ لبلبہ کو اگر موقع دیا جائے اور حالات ساز گار ہوں تو وہ پھر سے انسولین پیدا کرنے کے قابل ہو سکتا ہے۔ جدید علاج میں کئے گئے طویل مشاہدات کے دوران ایسے مریض دیکھنے میں نہیں آتے جن کی بیماری وقت کے ساتھ ختم ہو گئی ہو۔ جبکہ طب نبوی کے تحائف سے استفادہ کرنے کی صورت میں ایسا ہونے کے امکانات موجود ہیں۔

دل اور ذیابیطس

ذیابیطس میں پیچیدگیاں ایک اہم مسئلہ ہیں۔ جب مریض کی قوت مدافعت ماند پڑے تو وہ تپ دق سے لے کر پھوڑے پھنسیوں تک کے مسائل میں مبتلا ہوتا رہتا ہے۔ جن کے لئے اس کی غذا میں لحمیات کی معقول مقدار' تازہ پھل اور شہد ہونے چاہئیں۔ خون کی نالیوں میں رکاوٹ اور اس کی وجہ سے پیروں پر زخم اتنے بڑھ جاتے ہیں کہ اکثر اوقات پیروں کی انگلیاں یا پورا پیر کاٹنا پڑتا ہے۔ خون کی نالیوں میں اور دل پر ذیابیطس کے اثرات سے بچاؤ کے لئے طب جدید والے کہتے ہیں کہ خون کی کولیسٹرول کی مقدار کو کم کیا جائے۔ جس غرض کے لئے کچھ گولیوں کی شہرت ہے۔ لیکن کولیسٹرول عام طور پر کم نہیں ہوتی۔

- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کے دلیا کو پیٹ کی بیماریوں اور مریض کی کمزوری کے لئے اکسیر قرار دیا ہے۔ حضرت عائشہؓ کی ایک روایت میں ارشاد گرامی ہوا۔

"جو کا دلیا مریض کے دل کے جملہ مسائل کا مکمل علاج ہے اور مریض کے دل پر سے غم کا بوجھ اتار دیتا ہے۔" (بخاری مسلم' احمد)

یہ ایک حقیقت ہے کہ پندرہ دن تک جو کا دلیا کھانے کے بعد خون میں کولیسٹرول کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ اس لئے اوٹ پٹانگ ادویہ کی بجائے ذیابیطس کے مریض علی الصبح جو کا دلیا پانی میں پکا کر پھر تھوڑا سا دودھ ملا کر اس میں کھانڈ کی جگہ شہد ملا کر کھائیں تو دل کے دورہ سے محفوظ رہنے کے علاوہ کولیسٹرول کے اضافہ سے پیدا ہونے والے خطرات سے بھی بچ جائیں گے۔

خون کی نالیوں میں عمر اور خوراک میں چکنائیوں کی کثرت کی وجہ سے موٹائی آجاتی ہے۔ یہ کیفیت بالکل اسی طرح جس طرح نالیوں میں گارا وغیرہ جم کر ان کو نیم مسدود کر دیتے ہیں۔ طب میں اسے ARTERIO SCLEROSIS کہتے ہیں۔ ذیابیطس میں شریانوں میں یہ صورت حال اکثر جگہوں پر ظاہر ہوتی ہے۔ جب ٹانگوں میں ہوتی ہے تو GANGRENE جیسی خطرناک مشکل پیدا ہو جاتی ہے۔ جبکہ دماغ کی نالیوں میں رکاوٹ بیہوشی اور دوسرے دماغی عوارض کا باعث بنتی ہے۔ کہتے ہیں کہ DUXIL نامی گولیوں سے اس کیفیت کا مداوا ہو سکتا ہے۔ ہم نے یہ گولیاں اپنی ذاتی نگرانی میں کئی مریضوں کو دی ہیں اور دوسروں کو دیتے دیکھا ہے لیکن تندرست ہونے والا کوئی دیکھا نہیں گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شریانوں اور خاص طور پر دل کی شریانوں میں رکاوٹ کے علاج میں بہی کا مربہ۔ کھجور اور اس کی گٹھلیاں' شہد کا ارشاد فرمایا۔ ہم نے ایسے مریضوں کو ابتدائی طور پر انجیر اور جو کا دلیہ شہد ڈال کر دیا۔ اکثر اوقات اس سے زیادہ کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ ورنہ ان کو کھجور کی گٹھلیاں پیس کر کھانے سے بھی یہ مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہاں پر یہ اہم بات توجہ میں رہے کہ جسم کے کسی حصہ کو اگر خون ملنا بند ہو جائے اور وہ حصہ نیلا پڑ جائے تو اس کا مطلب خلیوں کی وفات ہے۔ چونکہ کسی مردہ حصہ کو پھر سے زندہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے مرض جب یہاں تک بڑھ جائے تو ادویہ سے مزید کوشش کرنا خطرناک ہو سکتا ہے۔ مردہ حصہ کو جسم سے جلد از جلد جدا کر دینے سے مریض کی زندگی بچائی جا سکتی ہے۔

شریانوں کی بندش کا علاج ان کو بند ہونے سے پہلے کرنا چاہئے بلکہ ذیابیطس کے ہر مریض کو یہ بات ہمیشہ دھیان میں رکھنی چاہئے کہ اس کی ٹانگوں دماغ اور دل کی نالیاں وقت کے ساتھ بند ہو سکتی ہیں وہ ان سے بچنے کے لئے پیدل چلتا رہے۔ غذا میں چکنائیوں کو بند کر دے۔ دودھ اگر پینا ہو تو کریم نکلا ہو۔ جوتا نرم اور پیر کو تکلیف نہ دینے والا ہو۔ پیروں پر مہندی اور سرکہ ملا کر ہفتے میں ایک دو مرتبہ لگایا جائے۔ اس سے پیروں کی کھال کی معمولی بیماریاں ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ اگر کبھی زخم ہو اور روزمرہ کے علاج سے آرام نہ آئے تو پھر کسی مستند معالج سے فوراً رجوع کریں۔